بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ

تاج العارفین قطب الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی سنہ ۱۱۴۶ھ

مؤلف

صاحبزادہ الحاج محمد سلیم شامی نقشبندی

آستانہ شامی

۲۴۴ جی گلشن راوی

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ

تاج العارفین قطب الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۴۶ھ

مؤلف

صاحبزادہ الحاج محمد سلیم شامی نقشبندی

آستانہ شامی

۲۔۴۴ جی گلشن راوی

لاہور

نام کتاب : تذکرہ تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبد النبی شامی نقشبندیؒ

پیش لفظ : جناب سردار علی احمد خاں صاحب، جنرل منیجر میوچل انشورنس کمپنی، لاہور

عرض مؤلف : الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی

فضیلتِ قرآن پاک : الحاج جناب شیخ ساجد جاوید اکبر القادری
ڈپٹی سیکرٹری، سروسز، حکومتِ پنجاب

ناشر : صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی

خطاطی : محمد عاشق ندیم قادری، تلمذ سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ

فوٹوگرافی : جناب جتندر کمار بہل کھتری، پنجابی باغ دہلی بھارت

پازیٹو میکرز :
جناب شوکت حسین خلف چودھری نذیر احمد مرحوم، لاہور
جناب شیخ اشفاق احمد، اجالا پریس، لاہور
آر۔ این سکینر پروسس ہاؤس، لاہور

بائینڈنگ : اشرفیہ بک بائینڈنگ ہاؤس لاہور

مطبع : قومی پریس، ۵۰، لوئر مال، لاہور

تاریخ طباعت : ربیع الاوّل ۱۴۱۳ھ بمطابق ستمبر ۱۹۹۲ء

بار : سوئم

تعداد : پانچ سو

لِلتَّقْسِیْمِ وَالتَّوْزِیْعِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

منجانب :
○ صاحبزادہ ضیاء الرحمٰن شامی
○ صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی
} پسران الحاج فیض الرحمٰن شامی

○ صاحبزادہ عبد العظیم شامی خلف صاحبزادہ عبد الکریم شامی

○ الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی خلف شیخ عبد الحکیم

ٹیلیفون نمبر ۲۶۲۱۷۵

○ صاحبزادہ محمد انور شامی خلف شیخ ضیاء اللہ

بسلسلہ اشاعت [illegible] ہیں

فہرست مضامین

تبرکات مبارک

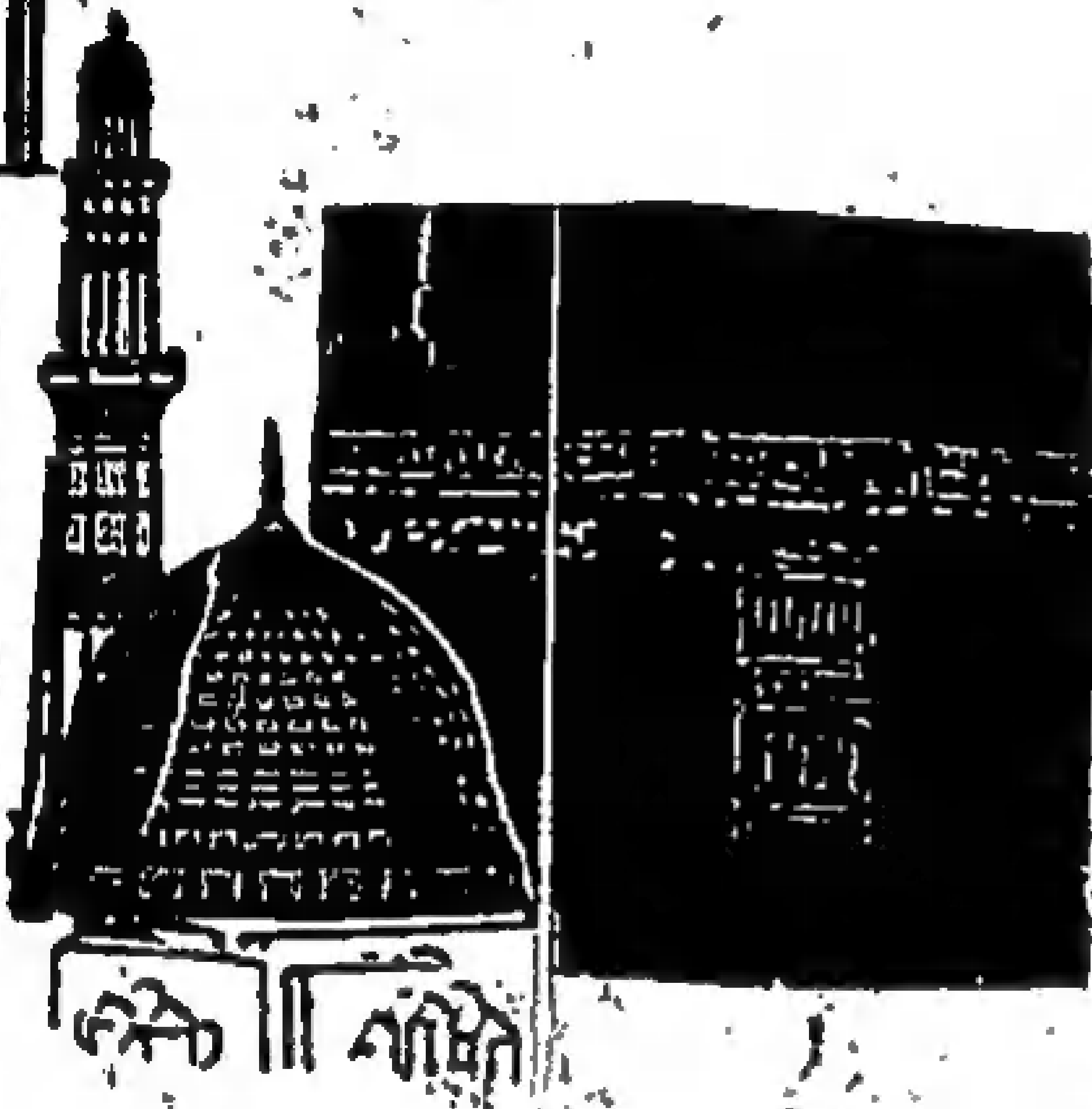
(۱) حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات مبارک زیر نظر کتاب میں منسلک کئے گئے ہیں۔ یہ بادشاہی مسجد لاہور میں محفوظ ہیں ماسوائے نقش پاء مبارک جو استنبول کے توپ کاپی عجائب گھر میں موجود ہے۔ ان بابرکت تبرکات کے عکس مبارک عالی جناب الشیخ حکیم میاں عبد الغفور عرشی قادری مدظلہ العالی اور جناب راؤ جمشید علی رزاقی ڈپٹی ڈائریکٹر واپڈا نے موءلف کو مہیا کئے تھے جن کا میں تہہ دل سے شکرگزار اور ممنون ہوں۔

(۲) حضور قبلہ عالم تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت خواجہ شیخ عبد النبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عطا کردہ تین صد سالہ قدیم تسبیح مبارک کا عکس بھی زیرِ نظر کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ یہ تسبیح پتھر کی بنی ہوئی ہے اس کی لمبائی صرف ساڑھے چار انچ ہے اور اس میں سے مہک اب تک جاری ہے اور اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فیض عام جاری وساری ہے یہی وجہ ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا روضہ مبارک مرجع خلائق ہے جہاں ہر جمعرات کو غیر مسلم بھی جوق درجوق حاضری دیتے ہیں اور اپنی اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی فرض سمجھتا ہوں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطر لگانے کی خدمت ادا کرتے ہیں اور اسی نسبت سے تسبیح مبارک بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت تبرکات کے ساتھ منسلک ہو گئی ہے۔

(۳) حضور قبلہ عالم تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت خواجہ شیخ عبد النبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقم کردہ تین صد سالہ قدیم قلمی قرآن پاک آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے ایک نواسے جناب شیخ ریاض احمد بن شیخ حسام الدین بن شیخ غلام محمد کے پاس محفوظ ہے۔ اس کی مولف نے زیارت بھی کی ہے۔ یہ قرآن پاک موصوف کے دادا جان کے بھائی جناب شیخ غلام سرور نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ۳۴-۱۹۳۳ عیسوی میں شاہپوراسی میں سپرد کیا تھا جو ۸۷۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی لمبائی ساڑھے نوانچ اور چوڑائی چھ انچ ہے۔ میری یہ دلی آرزو ہے کہ یہ بابرکت قرآن پاک بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آل واولاد کے ہر گھر میں موجود ہو جیسا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف موجود ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ



حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق رباعی کا ترجمہ و مفہوم

حضور سلطان الصادقین، امام المطہرین، سید المرسلین، رحمت للعالمین، محبوب رب العالمین، شہ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے کمالِ نبوت سے انتہائی بلندیوں پر فائز ہوئے۔ کفر و الحاد کی عمیق ظلمتوں کو اپنے حسن و جمال کے مسحور کن جلوؤں سے ناپید فرمایا۔

آپ کے تمام اسوۂ حسنہ نہایت عمدہ و بے مثال اور مشعل رشد و ہدایت ہیں۔ آپ اور آپ کی پاکیزہ آل کو ہر لحظہ درود و سلام کے انمول نذرانے مبارک ہوں۔

فقیر حقیر سگِ دربار دستگیر ساجد جاوید اکبر قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

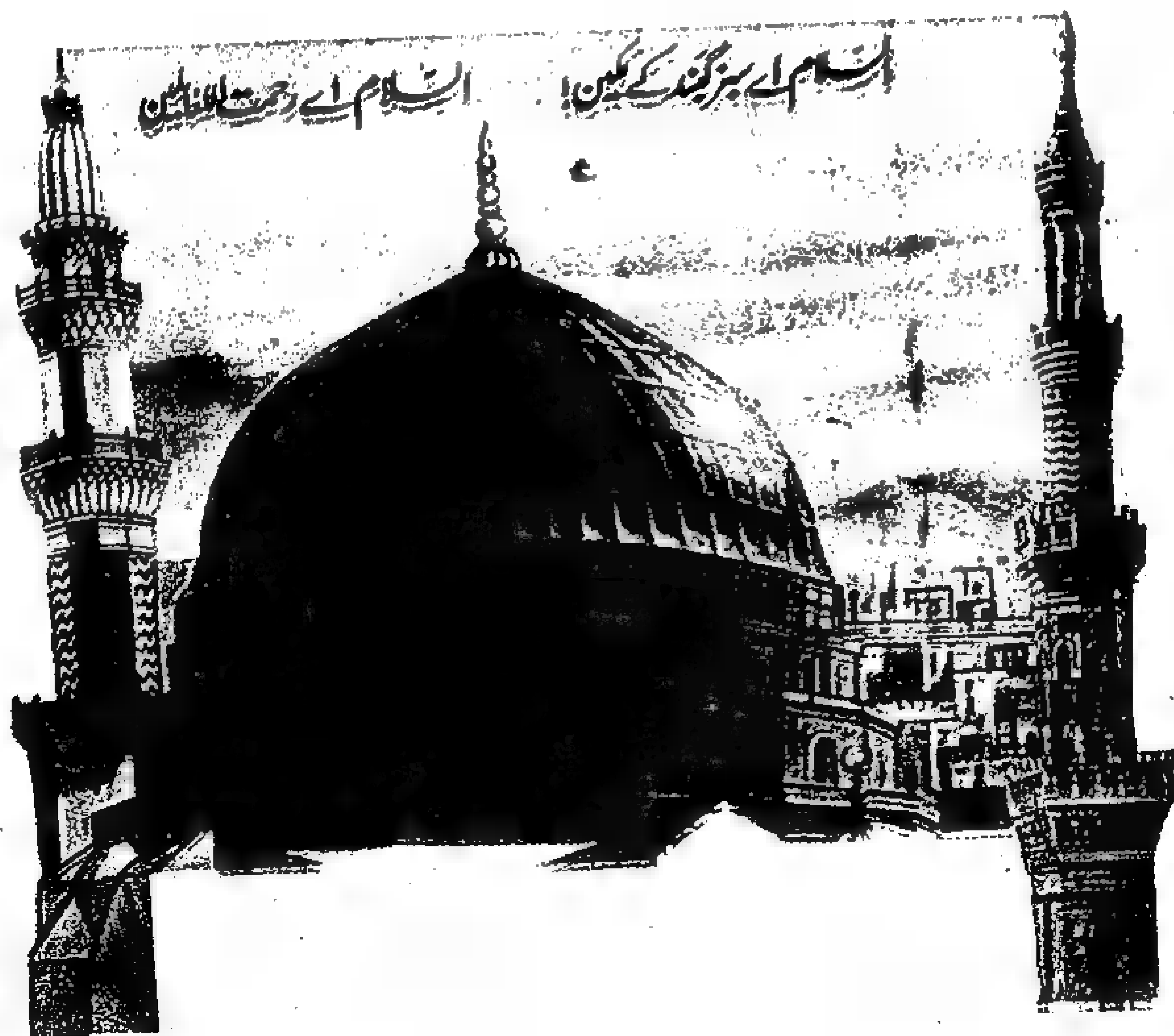


حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری




سلیم شامی نقشبندی عفی عنہ خلیفہ مجاز حضرت عبدالغنی شامی نقشبندی
کلمہ مقدس کے ۲۴ حروف ختم
کرنے سے ٦ بن جاتے ہیں۔ جن ایام میں
محمد رسول اللہ
اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا پیدا کی لہٰذا کلمہ مقدس
میں دنیا مقید ہے
فرمان الٰہی
ولقد خلقنا السموات والارض
وما بینھما فی ستة ایام
وما مسنا من لغوب

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ





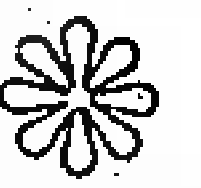


حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ شریف جبہ مبارک عصا مبارک

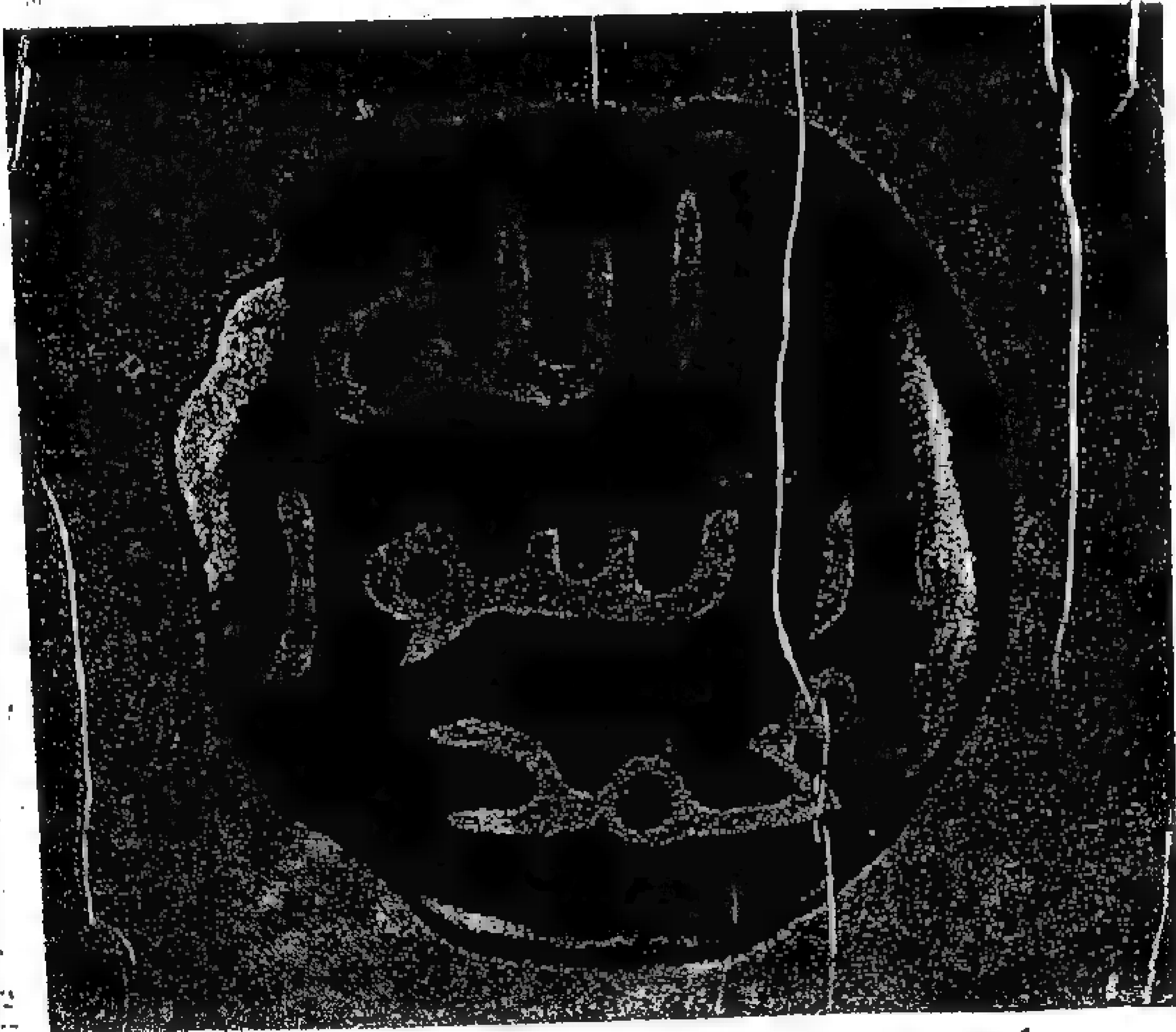
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسعی صاحبزادہ الحاج محمد سلیم شاہی نقشبندی عفی عنہ

خلیفہ مجاز تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالغنی شاہی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ



مہرِ نبوت آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقدر شمائلہ واسمائہ



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

فرمان والا شان جناب (محمد رسول اللہ) رسول مقبول بنام سلطان مقوقس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ الی المقوقس عظیم القبط سلام
علی من اتبع الهدیٰ. اما بعد فانی ادعوک بدعایة الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک
مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط. یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و
بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ
فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون ۝

نامۂ مبارک کی اصل

یہ اس مبارک خط کا چربہ ہے جس کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ ہجری میں حاطب بن ابی بلتعہ اور جبر بن ... کے ہاتھ مصر اور قبط کے بادشاہ مقوقس کے پاس ارسال فرمایا تھا۔ یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے ... میں مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خریدا تھا اور سلطان عبد المجید خان والی دولت عثمانیہ کی خدمت میں جاکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ قسمت سے اس کا عکس ہندوستان میں بھی پہنچا اور اس کا ایک عکس ... بکمال عزت و کمال ہوئی جس پر اور رفاہ عام اور خیر خواہی مسلمانان اس کا چربہ تیار کر کے شائع کیا ہے اور نقل مطابق اصل لکھنے کی یہاں تک کوشش کی گئی ہے کہ کاغذ کی شکل تک بھی چربہ میں لے لی گئی۔ اس کے نیچے موجودہ رسم الخط میں وہی عبارت تحریر کر دی گئی ہے۔

نقشِ پاءِ مبارک حضورِ اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بقدرِ حسنہٖ وجمالہٖ وکمالہٖ واہلہٖ



بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود " سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

(جس زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں مبارک کا نشان ہوگا، سالہا سال اُس پر اہلِ نظر کا سجدہ ہوتا رہے گا)

بشکریہ جناب رزاقی صاحب

بسعی: الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی عفی عنہٗ

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

هذا مثال نعاله صلوا علیه وآله

بشکریہ عالیجناب الحاج شیخ ساجد جاوید اکرم القادری

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ



تسبیح مبارک

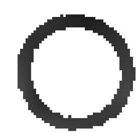
تسبیح مبارک قبلہ عالم تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی نورّ اللہ مرقدہٗ۔ جو مولف کے پاس محفوظ ہے

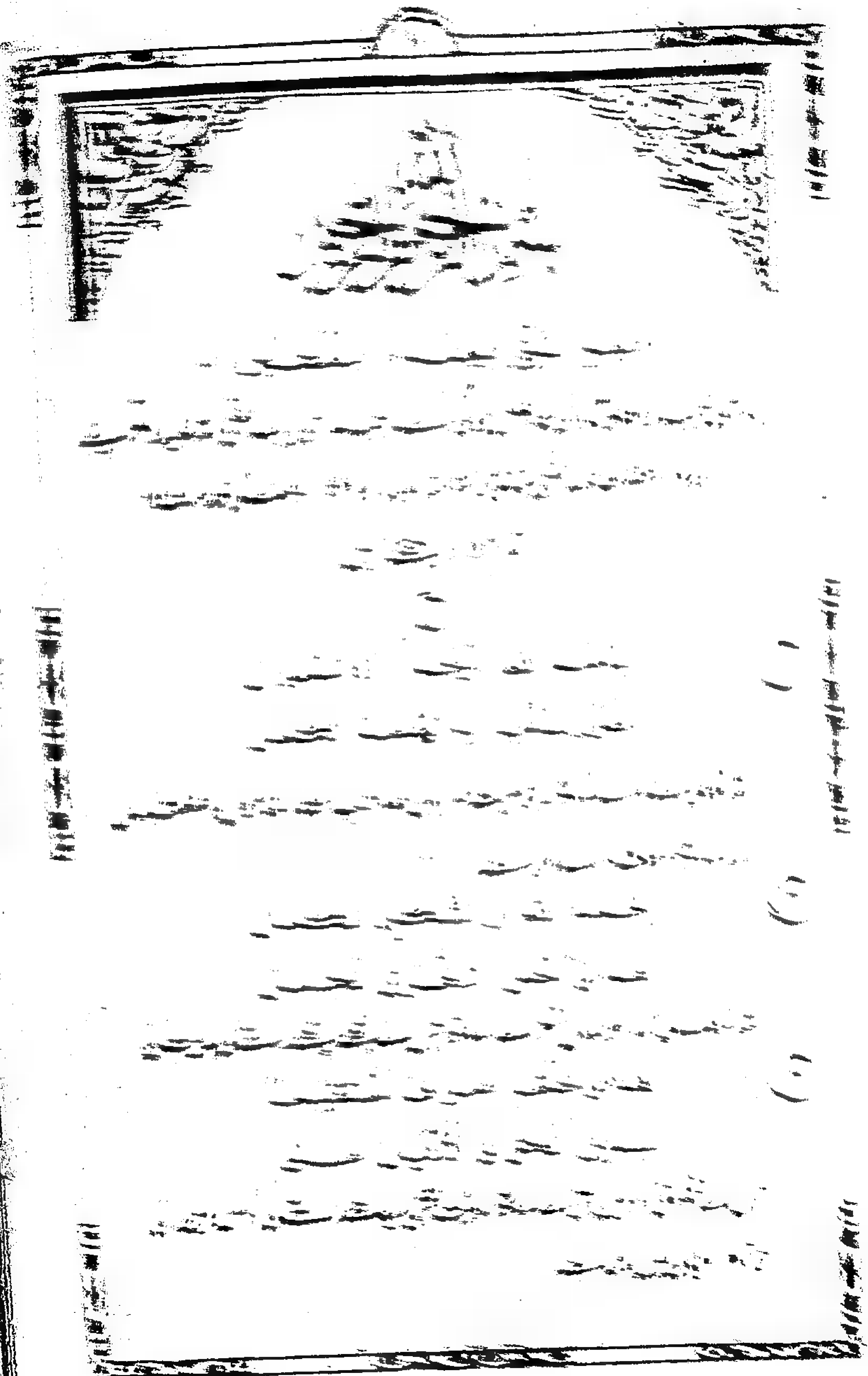
حضرات نقشبندیہ احسنیہ مجددیہ بنوریہ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

شجرۂ طریقت

یا حبذا عبد النبی معطیرہ





(۴) وَ صَلِّ عَلٰى رَسُوْلِكَ خَيْرِ خَلْقٍ
عَلَى الْخُلَفَاءِ وَالصَّحْبِ الْعَوَالِ

صلوٰۃ بھیج اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اوپر جو بہترین مخلوق ہیں اور رحمت ہو اُوپر خلفائے کرامؓ اور صحابہؓ پر جو بلند ہیں۔

(۵) وَلَوْلَاهُ لَمَا خُلِقَ الْبَرَايَا
مُحَمَّدٌ مُجْتَبٰى خَيْرُ الْخِصَالِ

اگر نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہ ہوتے تو مخلوقات پیدا نہ کی جاتی۔ محمدؐ پاک بہت ہی زیادہ فضیلتوں والے ہیں۔

(۶) وَ صِدِّيْقٍ وَّ فَارُوْقٍ عَلِيٍّ
وَ عُثْمَانٍ غَنِيٍّ ذِالنَّوَالِ

اور جناب صدیق اکبر، جناب فاروق اعظم، جناب عثمان غنی اور جناب علی (رضی اللہ عنہم) پر رحمت فرما، جو صاحب عطا ہیں۔

(۷) صَلٰوةً دَائِمًا اَبَدًا سَلَامًا
لِاَهْلِ الْبَيْتِ هُمْ خَيْرُ الْاَهَالِ

اہل بیعت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ وسلام ہو، جن کی عظمت مُسلّمہ ہے۔

(۸) بِبَرَكَةِ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ اَبَدًا
وَقِنِيْ مَسْلَكَ السُّبُلِ الضَّلَالِ

نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم (جو سردار ہیں دونوں جہانوں کے سیّد و سردار ہیں) کے صدقہ میں مجھے گمراہی کے راستے سے ہمیشہ بچائیو!

۹
وَبِسِلْسِلَةِ مَشَائِخِ الطَّرِيْقَةِ
عَلٰی تَرْتِیْبِ عِقْدٍ کَاللَّآلِ

مشائخ طریقت کا سلسلہ ترتیب کے اعتبار سے موتیوں کے ہار کی مانند ہے۔

۱۰
فَسَلْمَانُ تَشَبَّثَ ذَیْلِ صِدْقٍ
صِدِّیْقٍ کَامِلِ الْاَوْصَافِ عَالِیْ
صِدِّیْقٍ کَامِلٍ مِنْ غَیْرِ اٰلٍ

حضرت سلمان (فارسی) رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سچائی کے دامن کو مضبوطی سے تھاما، صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کامل اور اعلےٰ اوصاف والے ہیں۔

——— صدیق کامل ہیں، بغیر آلؔ کے ———

۱۱
وَبِسَلْمَانَ مَلَّ الْاَرْضُ عَدْلاً
تَلَأْلَأَ نُوْرُہٗ بَدْرَ الْکَمَالِ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین پر عدل قائم کیا۔ اُن کا نور چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہے۔

۱۲
فَسَلْمَانٌ جَلِیْلُ الْقَدْرِ شَرْفاً
لِاَھْلِ الْخَیْرِ طَلَباً کَالْمِثَالِ

حضرت سلمانؔ فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرافت کے اعتبار سے جلیل القدر ہیں، اور خیر طلب کرنے والوں کے لئے روشن چراغ ہیں۔

۱۳
مُحَمَّدُ قَاسِمٍ بَحْرُ الْعَطَایَا
وَحَضْرَۃُ جَعْفَرٍ عَلَمُ الْمَعَالِ

حضرت محمدؐ قاسم رضی اللہ عنہ بحرِ عطا ہیں اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمؔ حق کو بلند رکھنے والے ہیں۔

(۱۴) وَفِی بُسْتَانَ حَضْرَتُ بَایَزِیْدِ
لِکُلّ طَالِبٍ بَحْرُ النَّوَال

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باغ میں ہر طلب رکھنے والے کے لئے بحرِ عطا ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

(۱۵) وَفِی خَرْقَانَ حَضْرَتُنَا اَبُوالْحَسَن
بِاَنْوَارٍ تَلَاْ لَاْ کَا للَّدالِ

اور حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کا نور خرقان میں موتیوں کی طرح چمک رہا ہے۔

(۱۶) سَقٰی فَیْضاً وَفِی حَزَناً سَفِیْناً
وَبِا الْکِبْرِیْتِ اَحْمَرَ لَاَمْثَالِ

فیض پہنچاتے ہیں اور غم سے بچاتے ہیں اور گویا وہ سُرخ گندھک کی طرح ہیں۔
(نوٹ: دُعائے حزب البحر کو کبریت احمر کہا گیا ہے)

(۱۷) هُوَالْغَوْثُ الْاَجَلُّ بِلاَ کَلَامٍ
لِاَهْلِ الْخَیْرِ بَحْرٌ لَاْ زَوَالِ

کوئی شک نہیں، وہ بہت بڑے غوث ہیں اور اہلِ خیر کے لئے بحرِ لازوال ہیں۔

(۱۸) وَشَیْخُ اَحْمَدِیْ وَالشَّیْخُ مَنْصُوْر
کِلاَ الشَّیْخَیْنِ کَالْبَدْرِ الْکَمَالِ

میرے شیخ احمد اور شیخ منصور (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) دونوں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں۔

(۱۹) وَحَضْرَتُ فَارْمِیْدِیْ وَّ یَعْقُوْبُ
وَعَبْدُالْخَالِقِ الْفَضْلُ الْکَمَالِ

حضرت بوعلی فارمدی، حضرت یعقوب اور حضرت عبدالخالق (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)

بہت ہی زیادہ فضیلت والے ہیں۔

(۲۰) مُحَمَّد عَارِفٍ دِیوُگَرِیٍ
وَّ مَحْمُودٍ بِخَیْرٍ لَّا زَوَالِ

حضرت محمد عارف ریوگری اور محمود فغنوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) خیرِ لازوال ہیں۔

(۲۱) وَسَمَّاسُ اِلیٰ مِیرِ کَلَالِ
هُمَا كَالْجَرِ زَخَّارِ النَّوَالِ

حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سماس) سے لیکر سیّد امیر کلال تک عطاؤں کے بہت بڑے سمندر ہیں۔

(۲۲) بَہَاءُ الدِّینِ وَالدُّنْیَا نَقْشَبَنْدِ
بِحَارُ الْفَیْضِ جَارٍ لَّا زَوَالِ

حضرت جناب سیّد بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ دنیائے نقشبندیت میں فیض کے ہمیشہ جاری رہنے والے سمندر ہیں۔

(۲۳) وَ یَعْقُوبٌ وَّ اَحْرَارٌ زُبَیْرٌ
وَ دُرْوَیْشٌ کَدُرٍّ لَّا مِثَالِ

حضرت یعقوب اور حضرت احرار، زبیر اور حضرت درویش (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) بے مثال موتیوں کی طرح ہیں۔

(۲۴) وَحَضْرَتُ بَاقِیْ بِاللّٰہِ بَحْرٌ
مِنَ الْاَبْحَارِ ھِنْدٍ لَّا زَوَالِ
مِنَ الْاَبْحَارِ فَیْضٍ لَا زَوَال
مِنَ الْاَبْحَارِ مَعْنًی لَا زَوَال

حضرت باقی باللہؒ ہندوستان کے سمندر ہیں، جو ہمیشہ کے لئے جاری ہیں۔

فیضانِ عام کے لازوال سمندر ہیں
معرفت کے لازوال سمندر ہیں

(۲۵) مُجَدِّدُ اَلْفِ ثَانِی شَیْخَ اَحْمَدْ
مُجَدِّدُ اَلْفِ ثَانِ شَیْخَ سَرْهَنْد
مُجَدِّدِ دِیْنِ اَحْمَدَ بِالْکَمَال

جناب حضرت مجدد الف ثانیؒ ہیں شیخ احمدؒ۔ مجدد الف ثانیؒ ہیں شیخ سرہند (رحمۃ اللہ علیہ) دین احمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے باکمال مجدد ہیں۔

(۲۶) فَحَضْرَةُ شَیْخِنَا الْاٰدَمْ بِنَوْرِی
رَاٰی خَلْقاً بِفَیْضٍ کَالزُّلَال

اور ہمارے شیخ حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو مخلوقات کو پوری طرح فیض بانٹتے دیکھا ہے۔

(۲۷) وَحَضْرَةُ شَاهْ شَرِیْفٍ مُتَّقِیٌّ
لَهٗ شَرَفٌ کَاَعْلَامِ الْجِبَال
هُدٰی خَلْقاً کَاَعْلَامِ الْجِبَال

حضرت محمد شریف متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عزت و شرف میں پہاڑوں کی طرح بلند ہیں۔ مخلوقات کے لئے کوہِ ہدایت ہیں۔

(۲۸) وَحَضْرَتُ شَیْخِ عَبْدِ اللهِ سلطانپوری
کَبَحْرِ زَاخِرٍ دُرَرَ اللهِ لِی

حضرت شیخ عبداللہ سلطانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گنج جواہرات اور موتیوں کا ہار ہیں۔

(۲۹) فَشَیْخِ طَاهِره غَوْثُ الْعَوَالِمْ
غَاثَ الْخَلْقَ بِالْاَعْلَی الْکَمَال

جناب حضرت شیخ سید محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ غوث عالم ہیں۔ مخلوقات کی رہنمائی میں کمال درجہ محنت کرتے ہیں۔

(۳۰) هُوَ الْبَحْرُ الْخِضَمُّ لِفَيْضِ آدَمْ
وَخِضْرُ نَجَاةِ حَوْمَاةِ الضَّلَالِ

وہ سمندر ہیں اور فیض دینے والے لوگوں کے خضر راہ ہیں۔ آدمیت کے لئے (گمراہی کے راستہ سے بچانے والے ہیں۔)

(۳۱) وَتَاجُ الْعَارِفِيْنَ عَبْدُ النَّبِيِّ
وَمُعَطِّرُ النَّبِيِّ بِلَا مِثَالِ

جناب حضرت عبد النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاج العارفین ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے عطر لگانے والے ہیں۔ جس کی مثال نہیں۔

(۳۲) لِبَلْدَةِ شَامِ چَوْرَاسِيْهِ فَخَارُه
لِبَتْلِ الْهِنْدِ كَالْبَدْرِ الْكَمَالِ

شام چوراسی شہر کے لئے فخر ہیں اور ہندوستان کی چودھویں کے چاند کی روشنی ہیں۔

(۳۳) مُحَمَّدُ شَهْرِيَارِ الْمُلْكِ مَقِيٌّ
تَلَمَّذَ بِالْفُيُوْضَاتِ الْكَمَالِ

حضرت محمد شہریار ملک حقیقتاً بہت زیادہ فیض حاصل کرنے والے شاگرد ہیں۔

(۳۴) بِحَضْرَتِنَا كَلِيْمُ اللهِ خُصَّتْ
كُنُوْزُ الْكَشْفِ بِالْفَخْرِ الْكَمَالِ

ہمارے حضرت کلیم اللہ خاص کر کشف کے خزانے ہیں اور ہم یہ کمال فخر سے کہتے ہیں۔

(۳۵) غُلَامُ رَسُوْلِهِ مَعْنًى وَّحُكْمًا
هُوَ الْقُطْبُ الْمُسَلَّمُ لَا زَوَالِ

حضرت غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ واقعی مسلمانوں کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قطب ہیں۔

(۳۶) مُحَمَّد بَحْرَ یَابِ الْاَصْلِ مَعْنیً
وَ قُطْبُ الدِّیْنِ اَحْمَدَ لَا مِثَالِ
محمدؐ پانے والے ہیں حقائق کے اور احمد بے مثل قطب دین ہیں۔

(۳۷) مُحَمَّدُ فَیْضْیَابِ فِی الْعَوَالِمْ
مُحَمَّدُ فَتحْیَابِ لَا زَوَالِ
محمدؐ فیض یاب جہانوں میں، محمدؐ فتح یاب ہیں ہمیشہ ہمیشہ

(۳۸) غُلَامِ نَقْشَبَنْدِ دِیْنِ اَحْمَدُ
تَکَرَّمَ بِالْکَمَالَاب الْعَوَالِ
تَکَرَّ بِالْکَرَامَاتِ الْکَمَال
غلام نقشبند دین احمد اعلیٰ کمالات والے اور مکرم ہیں۔ کرامات وافرہ سے مکرم ہیں۔

(۳۹) بِحَضْرَتِنَا غُلَامِ رَسُوْلِ حَقّ
لِعَبْدِ الْحَقِّ فَخْرٌ لَا زَوَال
ہمارے پیر حضرت غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب مرتبہ ہیں، حق کے بندے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فخر ہیں۔

(۴۰) طُفَیْلِ جُمْلَۃِ الْحَضَرَاتِ لِلّٰہِ
اَغِثْ یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ عَال
تمام حضرات کا صدقہ اے سرداروں کے سردار اللہ کے لئے ہماری مدد فرما۔

(۴۱) طُفَیْلِ سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ شَرَفاً
طُفَیْلِ سَیِّد الثَّقَلَیْنِ شَرَفاً

تقبل منی مجری داستوال

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ!

سیدالکونینؐ کی عظمت کے صدقہ میں اس سائل عاجز کی مرادیں پوری فرما۔ اور طفیل سیدالثقلینؐ کی عزت کے واسطے۔

عطیہ

الحاج صاحبزادہ فیض الرحمٰن شامی

پسر

صاحبزادہ مُبارک مند شامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ سلسلۂ نقشبندیہ احسنیہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن — مطابق ہجری	تاریخ وصال معہ دن — مطابق عیسوی	مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
۱	فخر الانبیاء، رسالت مآب سرورِ کائنات رسولِ مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	پیر ۸ جون ۶۳۲ء	مسجد نبوی مدینہ منورہ	۶۳
۲	حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	سہ شنبہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ	منگل ۱۶ اگست ۶۳۴ء	مسجد نبوی مدینہ منورہ	۶۳
۳	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	سہ شنبہ ۱۰ جمادی الثانی ۳۵ھ	منگل ۴ فروری ۶۵۴ء	مدائن عراق	۲۵۰
۴	حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم	سہ شنبہ ۲۴ جمادی الاول ۱۰۸ھ	منگل ۱۲ دسمبر ۷۱۹ء	جنت البقیع مدینہ منورہ	۸۴
۵	حضرت خواجہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	جمعہ ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ	جمعہ ۶ ستمبر ۷۶۵ء	جنت البقیع مدینہ منورہ	۶۶
۶	سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز	چہارشنبہ ۱۵ شعبان المعظم ۲۶۱ھ	بدھ ۲۵ مئی ۸۷۵ء	بسطام ایران	۷۴
۷	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز	شنبہ ۱۰ رمضان المبارک ۴۲۵ھ	ہفتہ ۳ اگست ۱۰۳۴ء	خرقان ایران	۱۱۳
۸	حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ العزیز	سہ شنبہ ۲۳ صفر ۴۵۰ھ	منگل ۲۱ اپریل ۱۰۵۸ء	طوس ایران	۱۰۲
[redacted]	حضرت خواجہ ابو علی فارمدی طوسی قدس سرہ العزیز	جمعہ ۴ ربیع الاول ۵۱۱ھ	جمعہ ۶ جولائی ۱۱۱۷ء	طوس، مشہد ایران	۱۴۳
۱۰	حضرت یعقوب یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز	شنبہ ۲۰ رجب المرجب ۵۳۵ھ	ہفتہ یکم مارچ ۱۱۴۱ء	مرو روس	۹۴
۱۱	حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز	جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	جمعہ ۱۷ اگست ۱۱۷۹ء	غجدوان روس	۱۴۰
۱۲	حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری قدس سرہ العزیز	سہ شنبہ یکم شوال ۶۱۶ھ	منگل ۱۰ دسمبر ۱۲۱۹ء	ریوگر، بخارا روس	۱۰۴

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن — مطابق ہجری	تاریخ وصال معہ دن — مطابق عیسوی	مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
۱۳	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ العزیز	دو شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	پیر ۳۰ مئی ۱۳۱۷ء	اکنہ روس	۸۸
۱۴	حضرت خواجہ عزیزان شاہ علی رامتینی قدس سرہٗ العزیز	سہ شنبہ ۲۷ رمضان المبارک ۷۲۱ھ	منگل ۲۰ اکتوبر ۱۳۲۱ء	خوارزم روس	۹۰
۱۵	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ العزیز	چہار شنبہ ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ	بدھ ۲ جولائی ۱۳۵۴ء	سماس ۔ بخارا روس	۱۵۰
۱۶	حضرت خواجہ شمس الدین سید میر کلال قدس سرہٗ العزیز	پنجشنبہ ۱۳ جمادی الآخر ۷۷۲ھ	جمعرات ۲ جنوری ۱۳۷۱ء	سوخار ۔ بخارا روس	۱۰۶
۱۷	شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز	دو شنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	پیر یکم مارچ ۱۳۸۹ء	بخارا روس	۷۳
۱۸	حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز	شنبہ ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ	ہفتہ ۲۲ اپریل ۱۴۴۷ء	قصبہ بلغنور ماوراء النہر ۔ روس	۲۰۴
۱۹	حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز	شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	ہفتہ ۲۰ فروری ۱۴۹۰ء	سمرقند روس	۸۸ سال ۵ ماہ
۲۰	حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ العزیز	چہار شنبہ یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	بدھ ۳ نومبر ۱۵۲۹ء	وخش ایران	۹۲
۲۱	حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ العزیز	پنجشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۹۷۰ھ	جمعرات ۱۷ ستمبر ۱۵۶۲ء	موضع العزار خراسان	۱۵۷
۲۲	حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ العزیز	چہار شنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ	بدھ ۲۶ فروری ۱۶۰۰ء	موضع امکنگ نزد بخارا ۔ روس	۱۰۲
۲۳	کامل اکمل حضرت سید رضی الدین محمد باقی المعروف بہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز	یک شنبہ ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ	اتوار ۲۰ نومبر ۱۶۰۳ء	دہلی بھارت	۴۴
۲۴	امام ربانی مجدد الف ثانی غوث صمدانی حضرت شیخ احمد فاروقی المعروف بہ سرہندی قدس سرہٗ العزیز	سہ شنبہ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ	منگل ۳۰ نومبر ۱۶۲۴ء	سرہند شریف بھارت	۶۲ سال ۴ ماہ ۱۴ دن
۲۵	قطب الاقطاب سید آدم بنوری قدس سرہٗ العزیز	جمعہ ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ	جمعہ ۱۹ جنوری ۱۶۴۴ء	جنت البقیع مدینہ منورہ	۷۴
۲۶	غوث زمان حضرت محمد شریف متقی شاہ آبادی قدس سرہٗ العزیز	۱۰۸۳ھ	۱۶۷۲ء	موضع شاہ آباد انبالہ ۔ بھارت	۶۲
۲۷	سلطان العارفین حضرت حاجی عبد اللہ سلطانپوری قدس سرہٗ العزیز	۱۰۰۶ھ	۱۵۹۸ء	سلطانپور بھارت	۱۴۰

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن مطابق ہجری	تاریخ وصال معہ دن مطابق عیسوی	مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
۲۸	قطب عالم حضرت حاجی سید محمد طاہر عالمپوری قدس سرہ العزیز۔	دوشنبہ ۱۷ جمادی الاول ۱۱۱۹ھ	منگل ۱۵ اگست ۱۷۰۷ء	عالمپور ضلع ہوشیارپور بھارت	۱۱۸
۲۹	تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہ العزیز	چہارشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۱۴۶ھ	بدھ ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء	شامچوراسی ضلع ہوشیارپور بھارت	۱۱۷ سال ۵ ماہ ۲۳ دن

خلفائے تاج العارفین قطب الاقطاب
حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ العزیز

(۱) فضیلت مآب حضرت شیخ علی احمد سہارنپوری قدس سرہ العزیز۔

(۲) اشرف الاخوان حضرت میاں محمد اشرف قدس سرہ العزیز۔

(۳) حضرت حافظ محمد مکمل قدس سرہ العزیز۔

(۴) حضرت میاں محمد قاسم قدس سرہ العزیز۔

(۵) فضیلت مآب حضرت شیخ عبدالہادی قدس سرہ العزیز

(۶) حضرت میاں محمد شہریار قدس سرہ العزیز۔

(۷) حضرت مولانا جان محمد جالندھری قدس سرہ العزیز۔

(۸) حضرت شیخ عاشق محمد جالندھری قدس سرہ العزیز۔

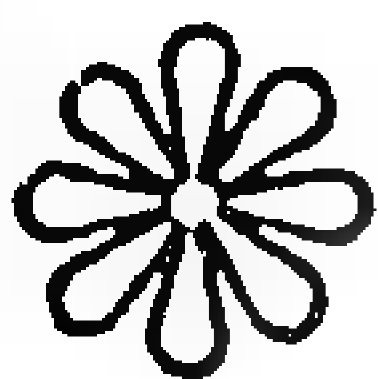
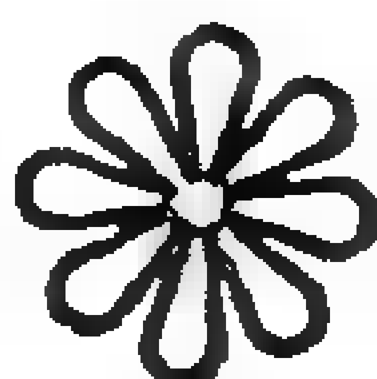
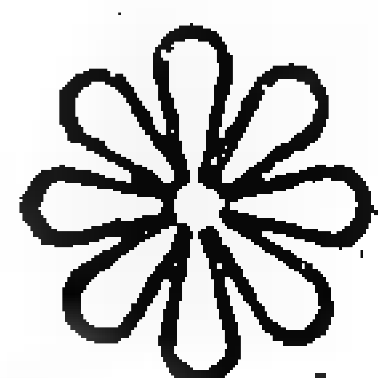
(۹) حضرت حافظ محمد حسین قدس سرہ العزیز

(۱۰) حضرت الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی

اسمائے پاک باری تعالےٰ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو اللہ	الذی لا الٰہ	الا ھو	الرحمٰن	الرحیم	الملک
القدوس	السلام	المؤمن	المھیمن	العزیز	الجبار
المتکبر	الخالق	البارئ	المصور	الغفار	القھار
الوھاب	الرزاق	الفتاح	العلیم	القابض	الباسط
الخافض	الرافع	المعز	المذل	السمیع	البصیر
الحکم	العدل	اللطیف	الخبیر	الحلیم	العظیم
الغفور	الشکور	العلی	الکبیر	الحفیظ	المقیت
الحسیب	الجلیل	الکریم	الرقیب	المجیب	الواسع

الحکیم — الودود — المجید — الباعث — الشہید — الحق

الوکیل — القوی — المتین — الولی — الحمید — المحصی

المبدی — المعید — المحیی — الممیت — الحی — القیوم

الواجد — الماجد — الواحد — الاحد — الصمد — القادر

المقتدر — المقدم — المؤخر — الاول — الآخر — الظاہر

الباطن — الوالی — المتعالی — البر — التواب — المنتقم

العفو — الرؤف — مالک الملک — ذوالجلال والاکرام — المقسط — الجامع

الغنی — المغنی — المانع — الضار — النافع — النور

الہادی — البدیع — الباقی — الوارث — الرشید — الصبور

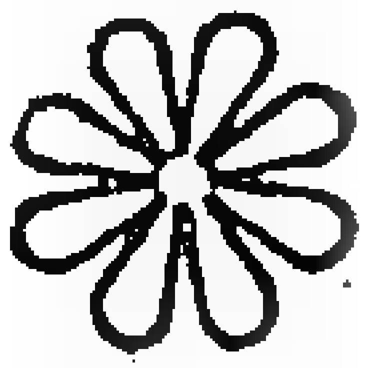
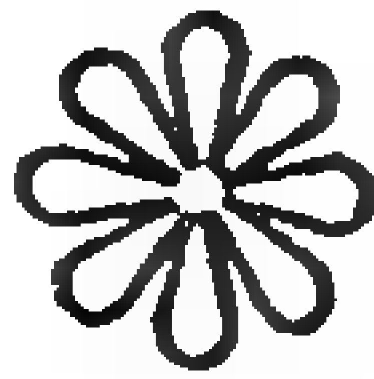
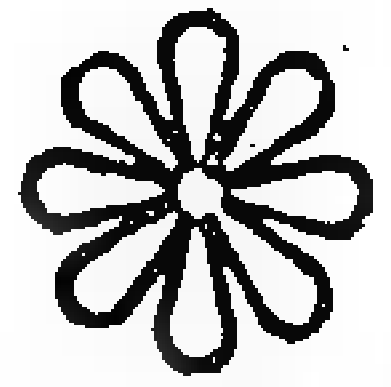




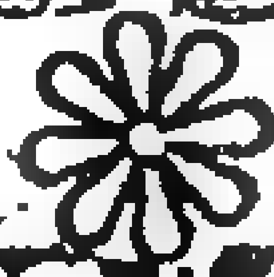
اسمائے پاک صلی اللہ علیہ وسلم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

محمد	احمد	حامد	محمود	قاسم	عاقب
فاتح	شاہد	حاشر	رشید	مشہود	بشیر
نذیر	داع	شاف	ہاد	مہد	ماح
منج	ناہ	رسول	نبی	امی	تہامی
ہاشمی	ابطحی	عزیز	حریص علیکم	رؤف	رحیم
طہ	مجتبیٰ	طس	مرتضیٰ	حم	مصطفیٰ
یس	اولیٰ	مزمل	ولی	مدثر	متین
مصدق	طیب	ناصر	منصور	مصباح	امر

حجازی	نزاری	قریشی	مضری	نبی التوبۃ	حافظ
کامل	صادق	امین	عبداللہ	کلیم اللہ	حبیب اللہ
نجی اللہ	صفی اللہ	خاتم الانبیاء	حسیب	مجیب	شکور
مقتصد	رسول الرحمۃ	قوی	حفی	مامون	معلوم
حق	مبین	مطیع	رسول الراحۃ	اول	آخر
ظاہر	باطن	نبی الرحمۃ	یتیم	کریم	حکیم
خاتم الرسل	سید	سراج	منیر	محترم	مکرم
مبشر	مذکر	مطہر	قریب	خلیل	مدعو
جواد	خاتم	عادل	شہیر	شہید	رسول الملاحم



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ نقش حضور تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ العزیز المعروف بہ "حضرت باباجی" رحمۃ اللہ علیہ ساکن شاہچوراہی ضلع ہوشیارپور (بھارت) کا ہے۔ جوکہ آپؒ نے دفع جنات۔ آسیب۔ سحر۔ جادو وغیرہ کے لئے تحریر فرمایا۔ جو نہایت مجرب اور زود اثر ہے۔ لکھکر مریض کے گلے میں باندھیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ صحت اور تندرستی حاصل ہوگی۔

یا علی اَدرِکنی بسم اللہ یا علی مدد الرحمٰن الرحیم یا علی اَدرِکنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا من لا یعلم الغیب الا ہو و یا من لا یدبر الامر الا ہو و یا من لا یصرف السوء الا ہو

[illegible]

العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین و عترتہ الطاہرین۔

[illegible]

[illegible]

اللھم صل علی محمد و آل محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیارہ دفعہ درود شریف پہلے اور گیارہ دفعہ بعد میں پڑھنا

اور بیچ میں اسمائے پاک باری تعالیٰ پڑھنا ایک تسبیح کرنا

اور بیچ میں اسمائے پاک جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا

ایک تسبیح کرنا

اور روزانہ صبح بعد از نماز فجر لا الٰہ الا انت سبحانک انی

کنت من الظالمین ۔ کی ایک تسبیح کرنا

اور روزانہ صبح بعد از نماز فجر رب زدنی رزقا ۔ کی ایک تسبیح کرنا

اپنی نظر کو کعبہ شریف میں رکھنا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْقَادِرُ وَاَنَا الْمَقْدُوْرُ

فَمَنْ یَدْعُ الْمَقْدُوْرُ اِلَّا الْقَادِرُ

یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ

(رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ)

(٣٠٢ مرتبہ)

لی خمسۃ اطفی بہا حرالعباد الحاطمہ

المصطفیٰ والمرتضیٰ وابنٰھما والفاطمہ

۱۴ مرتبہ

رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃْ

اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمٓ

الٓمٓصٓ کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓعٓسٓقٓ

قٓ والقرآن المجید نٓ

والقلم وما یسطرون

٧٨٦

٢٧٠	٣٣١	١١٠	١٨٦	١٠٧
١٣٥	١٢٨	١١٨	١١٠	٩٣
١٥٦١	١٥٦١	١٥٦١	١٥٦١	١٥٦١

مندرجہ بالا وظائف و تعویزات حضور قبلہ عالم تاج العارفین قطبُ الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی نوّر اللہ مرقدہٗ نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمائے اور مؤلف کو برائے استفادۂ عام عطا کئے۔

یہ نقش ہر حفاظت و مرض اور ہر کام کے لئے تیر بہدف اور مجرب ہے۔

ਡੀਅਰ ਸਲੀਮ

ਅਸਲਾਮਾਲੇਕੁਮ

ਤੁਹਾਡਾ ਪਹਾਮਬਰ ਪਹਾਮਾ ਮਿਲਿਆ ਖ਼ਾਜਾ ਗਰੀਬ ਨਵਾਜ਼
ਬਗਦਾਦ ਸ਼ਰੀਫ਼ ਗਿਏ ਹ ਮਿਲਣ ਤੇ ਇਤਲਾ ਹੋ ਜਾਏਗੀ
ਕਾਮ ਕਰਤੇ ਰਹੋ ਸਬ ਠੀਕ ਹੋ ਜਾਏਗਾ

ਤੁਹਾਡਾ ਭਾਈ

ਗੁਰਸ਼ਰਨ ਪ੍ਰਸ਼ਾਦ

درج بالا پیغام محترمی جناب گور شرن صاحب کو مرتبہ شہادت نصیب ہونے کے دو سال بعد مؤلف کو ۱۹۸۵ء میں عروس الاولیاء ملتان شریف سے موصول ہوا۔ متوفّی نے حضور قبلہ عالم تاجُ العارفین نوّر اللہ مرقدہٗ کے مزار پُرانوار پر اٹھارہ سال متوفّی کے فرائض انجام دئے اور وہیں مدفن ہیں۔

(ترجمہ گورمکھی)

ڈیر سلیم

اسلام علیکم آپ کا پیامبر پیام ملا۔ خواجہ غریب نواز بغداد تشریف لے گئے ہیں
ملنے پر اطلاع ہو جائے گی۔ کام کرتے رہو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔

آپ کا بھائی
گور شرن

اللہ جل جلالہ — رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حضرت شیخ عبدالغنی شامی نقشبندی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۱۴۶ھ) کے مکتوبات شریف موسومہ بہ مجموعۃ الاسرار ایک عرصہ سے کمیاب بلکہ نایاب تھے۔ حضرت موصوف کے خانوادۂ عالی کے ایک فرزند الحاج محمد سلیم شامی مدظلہ العالی نے دن رات ایک کر کے انکی ترتیب تدوین اور اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور بحمداللہ ایک عمدہ کتاب کی شکل میں یہ طالبان حق کی نذر ہیں۔ ناشر محترم جناب محمد سلیم شامی صاحب پر خداوند قدوس کے منجملہ بے شمار احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہیں اس کار خیر کی توفیق عطا فرمائی گئی۔ "مجموعۃ الاسرار" کے حوالہ سے موصوف ایک ایسا ذریعہ اور واسطہ بن گئے ہیں کہ جس سے بندگان خدا کو دینی نفع اور روحانی سعادت میسر آئے گی۔ حضرت شامی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے طریق سلوک پر مبنی دعوت الی الحق اور اصلاح اعمال و اخلاق نیز روحانی مدارج و مقامات کے حصول کے لئے بے حد مفید اور کارآمد نکات و ارشادات بیان کئے گئے ہیں ان کے مطالعہ اور سماعت سے اہل ایمان لوگ علیٰ قدر ظرف خیر و ہدایت سے متمتع ہوں گے۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اولیاء اللہ کے اقوال، ارشادات اور ملفوظات مومن کے قلب میں عمل صالح کا جذبہ بیدار کرتے ہیں اور سینۂ سالک، انوار الٰہی اور عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے منور و معمور ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالنبی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں قرآن حکیم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے مشہور حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں۔ رہبرانِ سلوک و معرفت کے لئے حضرت موصوف کے مکتوبات رشد و ہدائیت اور اخلاق حسنہ کا ایک بیش بہا خزانہ ہیں۔ مضامین میں سادگی اور شگفتگی اور ادبی چاشنی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ ہر نفس مضمون آفاقیت سے مملوء ہے اور اسطرح حضرت شامی کے ملفوظات ہر دور اور ہر خطہ میں موجود مسلمانوں کے لئے ایک روشن چراغ ہدایت ہیں۔

مجموعۃ الاسرار کے علاوہ الحاج محمد سلیم شامی صاحب نے حضرت عبدالنبی شامی علیہ الرحمۃ کے مفصل سوانحی حالات بھی مرتب کئے ہیں جو کتابی شکل میں آپ کے زیرِ نظر ہیں۔ جن کے پڑھنے سے قارئین کو مزید فیوض و برکات حاصل ہوں گے۔

برصغیر ہند و پاکستان میں حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کو غیر اسلامی اثرات و رسومات سے پاک کیا اور ملتِ اسلامیہ کے فکر کو ایک نئی جہت اور تازہ جلابخشی۔ آپؒ کے خلفاء اور اہلِ سلسلہ نے اُس شمع کو آج بھی روشن کیا ہوا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ہی کے ایک عظیم فکری علمبردار حضرت عبدالنبی شامیؒ تھے کہ جنہوں نے کمال دِل بستگی اور جانکاہی سے گمراہوں کو راہِ ہدایت دکھائی اور اُن کی دنیا و عاقبت کو سنوارنے میں مردانہ وار سعی و کاوش فرمائی۔ حضرت شامیؒ کا فیض بفضل تعالیٰ آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک رہے گا۔

دُعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ ہم سب کو راہِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور حضور اعلیٰ نبی اکرم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی دولت سے نوازیں اور سرکار دو جہاں کی رحمت للعالمین کے طفیل اصحابہ کی محبت سے سرشار کریں اور سلف صالحین سے قلبی تعلق کی عنایت کیساتھ ابرار کیساتھ ہمیں محشور کریں ”آمین ثم آمین“

راجی شفاعت و غفران

سردار علی احمد خاں

صدر انجمن فلاح و بہبود زائرین، پاکستان، لاہور

الفتح ۸۷ گارڈن ٹاؤن، لاہور

اللہ جل جلالہ — رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ سبحانہ عز وجل والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الاکمل

اللہ

عرضِ مؤلف

حد کرم کی حد سے بھی بڑھ کر کرم کیا
دیکھا جو میں نے اُن کی طرف بیکسی کے ساتھ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ
تعریف اللہ کی، سلام اسی کے منتخب بندوں پر
خصوصاً علی نبیہ محمد و آلہٖ واصحابہ اجمعین

بالخصوص اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی آل اور اُنکے تمام اصحاب پر

ایک عمر سے ایک آرزو تھی کہ تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی قُدّس سرہٗ العزیز المعروف "حضرت باباجی"، رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف بھی اسی طرح منظر عام پر آئیں، جس طرح کہ امام ربانی مجدّد الف ثانی غوث صمدانی، حضرت احمد فاروقی سرہندی قُدّس سرہٗ العزیز کے ہیں تاکہ عوام و خواص اُن میں پوشیدہ اسرار و رموز سے استفادہ کر سکیں الحمد للہ میری یہ دیرینہ خواہش اللہ جلشانہٗ نے اپنے پیارے حبیب سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے اور حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل قبول فرمائی۔ میں لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے مجھ جیسے

معصیتکار اور عاصی کو یہ سعادتِ عظیم نصیب فرمائی کہ تین صدیوں بعد مکتوبات شریف منظرِ عام پر لاؤں۔ نیز مجھے یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ حضرت تاجُ العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل سوانح حیات و ارشادات بھی پیشِ عوام کروں۔ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں زمانہ حال میں بے شمار صاحبِ ثروت فرزندان موجود تھے مگر یہ حضرت تاجُ العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا خاص فضل و کرم اور انعام و اکرام تھا، بلکہ یہ آپؒ کی زندہ کرامت بھی ہے کہ مجھ جیسے نااہل بے سروسامان اور شکستہ پا انسان کو اس طرح اپنا بنالیا کہ میری ہر آرزو اور خواہش نہ صرف یہ کہ پوری ہوئی، بلکہ آپؒ نے میری ہر معاملہ میں رہنمائی فرمائی۔ اگر ایسے تمام واقعات ضبطِ تحریر کروں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر فقط ایک واقعہ تحریر ہے کہ میری بینائی کی عینک پورے بیس سال بعد ماہ ستمبر ۱۹۸۲ء میں اُتر گئی اور بینائی ایسی رُوشن ہو گئی کہ سوئی میں دھاگہ بھی ڈال سکتا ہوں۔ حالانکہ اس وقت مُولّف کی عمر ۷۴ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب حضرت عبدالنّبی شامی نقشبندی قُدّس سرہٗ العزیز نے اپنے وصال کے پورے ۲۶۱ سال بعد مُولّف کو اپنا خلیفہ مجاز مُقرّر کیا اور "پیارے دوست" کے لقب سے نوازا۔ بعینہٖ، جس طرح سُلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی قُدّس سرہٗ العزیز نے آج سے ایک ہزار ایک سو گیارہ سال قبل اپنے وصال کے ۱۶۴ سال بعد حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز کو خلیفہ مُقرّر کیا تھا۔ سُلطان محمود غزنوی نے آپؒ کے پیراہن کے طفیل سومنات کا مندر فتح کیا۔ آپؒ اُسی رات سُلطان کی خواب میں آئے اور فرمایا کہ محمود تم نے ہمارے پیراہن کی کچھ قدر نہیں کی کہ اگر اللہ تعالیٰ سے تم چاہتے، کہ تمام کافر مسلمان ہو جائیں تو وہ سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔

حضرت تاجُ العارفین رحمۃ اللہ کی عظمت اور بزرگی اِس قدر ہے کہ جتنی بھی دل میں

خیال آئے، آپ کی عظمت اور بزرگی اُس سے بہت بہت آگے ہے، جیسا کہ آپؒ کے مکتوبات شریف سے واضح ہوتا ہے۔

اس تالیف میں جن جن اصحاب کی تصنیفات و تالیفات سے استفادہ کیا گیا ہے نیز وہ افراد اور اشخاص جن سے اِس تالیف میں مدد حاصل کی گئی، وہ سب میری قلبی اور دلی شکریہ کے مستحق ہیں اور بندہ اُن کا احسان مند اور بے حد ممنون ہے۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ اُن کو اجر عطا فرمائے۔ آمین!

آخر میں دست بہ دُعا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل و کرم سے مجھ جیسے نا اہل، ناقص اور عاصی پُر معاصی کو بھی وہ توفیق عطا فرمائے جو کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قُدِّسَ سرّہٗ العزیز کو عطا کی گئی تاکہ بندہ بھی حضرت تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب عبدالنبی شامی نقشبندی قُدِّسَ سرّہٗ العزیز کے مشن کو اُن کی رہنمائی میں سرانجام دے سکے اور روزِ قیامت خجِل نہ ہونا پڑے۔

"آمین۔ ثم آمین!"

۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۷ ہجری مطابق

۱۴ ستمبر ۱۹۸۶ عیسوی

احقر العباد

الحاج صاحبزادہ محمد تسلیم شامی نقشبندی

حضرت سیّد المرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمدؐ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلّم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور ان سے اوپر حضرت شیث و آدم علیہم السلام تک جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت بارہ تاریخ ماہ ربیع الاول سال فیل میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اور سنہ سکندری سے سال ۸۸۲ آٹھ سو بیاسی تھا۔ اور بعض کے خیال میں ماہ ربیع الاول کی سترہ تاریخ بروز جمعہ طلوع آفتاب کے نزدیک ولادت با سعادت ہوئی (فقیر مترجم کی تحقیق یہ ہے کہ بوقت صبح صادق ۲۲ اپریل ۵۷۱ عیسوی ولادت مبارکہ ہوئی)۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک سات سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے وفات پائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کفالت و تربیت کا فخر پایا۔ رب العزت نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں پس گیارہ سال کی عمر تک حضرت اسرافیل علیہ السلام ہر وقت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں۔ انتہٰی

(۲۹) سال کی مدت حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت رہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنی حاضری کی مدت میں چند بار حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر ظاہر ہوئے اور ایک دو باتیں بھی کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی اترنے سے پہلے ایک آواز سنتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا سات سال تک روشنی سی دیکھتے تھے اور اس سے خوش ہوتے تھے۔ جب وحی اترنے کا وقت نزدیک آیا۔ خلوت اور تنہائی پسند فرمانے لگے۔ اور حرا نامی پہاڑ پر جو کعبہ سے دو میل دور ہے۔ خلوت گزیں ہوتے تھے۔ اس پہاڑ میں ایک غار ہے جسکی لمبائی چار گز ہے اور چوڑائی کم و بیش ایک گز ہے۔ اس میں خلوت اختیار کرتے اور ذکر حق کا شغل فرماتے تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس غار میں ان کی عبادت تفکر تھی۔ اور تفکر کے دریا میں جہان غرق کر دیا تھا کہ ہر ایک سے مکمل طور پر منقطع ہو گئے۔ اور حق تعالیٰ کے ساتھ انس پیدا ہو گیا جس میں ہر وقت رہتے تھے۔ یہاں تک کہ کمال کے درجوں پر پہنچے۔ پس صبح وشام آثار وحی چمکنے شروع ہوئے۔ چنانچہ ہر درخت یا پتھر جس کے پاس سے گذرتے تھے۔ فصیح زبان سے کہتا تھا۔ السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف نظر دوڑاتے تھے مگر بولنے والا نظر نہ آتا تھا۔ اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر گرامی چالیس سال کی ہوئی۔ ستائیسویں رجب الرجب کی صبح منصب پیمبری پر مبعوث ہوئے۔ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام حرا کے پہاڑ پر کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص ظاہر ہوا اور کہا خوشخبری ہو آپ کیلئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں جبرئیل ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے بزرگ و برتر کے رسول مقبول ہیں۔ اسکے بعد ایک تحریر ریشم پر جس کے اطراف میں جواہر لگے تھے نکالی اور ہاتھ میں لیکر کہا اسے پڑھئے۔ سرور کائنات صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں امی ہوں۔ اور اس خط میں کوئی چیز لکھی ہوئی بھی نہیں دیکھتا۔ پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو آغوش میں لیکر دبایا۔ اور کہا پڑھیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھر دبایا۔ اس طرح تین مرتبہ کیا۔ اور پھر کہا:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾

اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾

ترجمہ:۔ پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے (سب اشیاء کو) پیدا کیا۔ اسی نے انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایا۔ پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسکو معلوم نہ تھیں۔ (سورۃ: علق)

ظہور رسالت کے بعد تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر رہے۔ اس کے بعد مدینہ شریف کو ہجرت فرمائی۔ دس سال مدینہ منورہ میں رہے۔ عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارتحال پیر کے دن وقت ضحیٰ یعنی وقت چاشت ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوا۔ مزار مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں بنا۔ "سیر الابرار" میں ذکر ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی شب رب العزت نے ایک خرقہ عطا فرمایا۔ جس کو فقر کا خرقہ (گوڈری) بھی کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھے رب العزت نے ایک خرقہ عنایت کیا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ کسی ایک کو عطا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ انور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا اور فرمایا کہ اگر خرقہ آپ کو عطا کروں تو کیا کرو گے؟

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ میں صدق کروں گا۔ اطاعت کروں گا۔ اور سخاوت کروں گا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اگر خرقہ آپ کو ملے تو کیا کریں گی؟

(۲) انہوں نے عرض کی میں عدل کروں گا۔ انصاف کا اہتمام کروں گا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ خرقہ آپ کو ملے تو کیا کریں گے؟

(۳) انہوں نے عرض کی میں اتفاق سے چلوں گا اور داد و دہش کروں گا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے استفسار کیا گیا کہ اگر خرقہ آپ کو ملے تو کیا کریں گے؟

(۴) انہوں نے عرض کی میں پردہ پوشی کروں گا اور ربّ تعالےٰ کے بندوں کے عیب چھپاؤں گا۔

پس حضور علیہ صلوٰۃ والسلام نے وہ خرقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دیا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان تھا کہ جو یہ جواب دے گا خرقہ اس کو دینا۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسم گرامی مقرر عبداللہ۔ کنیت ابو بکر۔ لقب صدیق اور عتیق ہے۔ والد ماجد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ والدہ ماجدہ سلمیٰ تھی جس کی کنیت ام الخیر تھی۔ آپ قریش کی ایک شاخ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت عام الفیل کے اڑھائی برس بعد ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے۔ اوائل عمر سے ہی سلیم الفطرت تھے جوان ہو کر تجارت کا پیشہ اپنایا۔ بچپن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عزیز دوست تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان نبوّت فرمایا تو سب سے پہلے آپ نے ہی اسے قبول فرمایا اور ساری عمر اس کے فروغ اور تقویت کے لیے کوشاں رہے۔ ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں آپ نے کفار مکہ کے ہر قسم کے جور و ستم سہے مگر آپ کے ایمان میں ذرہ برابر بھی فرق نہ پڑا۔ جب مسلمان دارِ ارقم میں پوشیدہ نماز ادا کیا کرتے تھے تو آپ بھی ان کے ساتھ تھے اس پر آشوب دور میں آپ نے حضرت بلال رضؓ، حضرت عامر رضؓ بن فہیرہ، حضرت عمار رضؓ بن یاسر، حضرت مصعب رضؓ بن عمیر، حضرت ابو فکیہ رضؓ، حضرت لبنیہ رضؓ، حضرت زنیرہ رضؓ حضرت نہدیہ رضؓ: حضرت ام عبیس رضؓ وغیرہ غلاموں اور کنیزوں کو خرید کر آزاد فرمایا۔

ہجرت کے وقت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معتمد رفیق رہے اور آپ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا سفر فرمایا جب مدینہ میں مواخات کا رشتہ قائم ہوا تو آپ حضرت خارجہ بن زید رضؓ انصاری کے بھائی بنے۔ مدینہ منورہ کی سب سے پہلی مسجد (مسجد نبوی) کی اراضی خریدنے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی۔ قیام مدینہ منورہ ان غزوات میں شرکت کی۔ غزوۂ بدر۔ غزوہ اُحد۔ غزوہ خندق۔ غزوہ بنی مصطلق۔ غزوہ خیبر۔ فتح مکہ غزوہ حنین۔ غزوہ موتہ۔ غزوہ ذات السلاسل۔ غزوہ تبوک وغیرہ۔ غرضیکہ ہر مشکل مقام

پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حجۃ الوداع کے وقت آپ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب تھے جب ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ امیرالمومنین اور خلیفہ اوّل منتخب ہوئے۔ دورانِ خلافت آپ نے نہایت تحمل اور بُردباری سے تمام مسائل کو سلجھایا۔ جیشِ اسامہ کی روانگی۔ فتنہ ارتداد کا کچلنا۔ سرکش اور باغی قبائل پر قابو پایا۔ منکرین زکوٰۃ سے نپٹنا۔ مسیلمہ کذاب کا استیصال، آپ کے عظیم الشان کارنامے ہیں۔ آپ ہی کی تبلیغ سے حضرت عثمان ذوالنورینؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔ حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ جو عشرہ مبشرہ میں تھے، ایمان لائے۔

آپ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے جزیرہ عرب سے نکل کر بحرین، عمان، یمن، حضر موت، حیرہ، دومۃ الجندل، کندہ وغیرہ تک فتوحات کیں قیصر روم کو سفارت بھیجی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ پھر فرمایا ہم نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے مگر ابوبکرؓ کا احسان ایسا ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی دے گا پھر فرمایا مجھے ابوبکر مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

آپ کا نظام حکومت مثالی تھا۔ پوری مملکت کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ان کے لیے علیحدہ علیحدہ حاکم مقرر کیے۔ ریاست کی آمدنی اور مصارف پر آپ کا مکمل کنٹرول تھا۔ بیت المال کا قیام۔ فوج کی تشکیل نو۔ قرآن پاک کا یکجا کرنا۔ تعزیرات اور حدود قائم کرنا۔ آپ کے بے شمار کارنامے ہیں آپ کو ان باتوں پر اولیات حاصل ہے۔

۱۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔
۲۔ قرآن پاک کو سب سے پہلے آپ نے جمع کرایا۔
۳۔ قرآن پاک کا سب سے پہلے آپ نے نام مصحف رکھا۔
۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی حیات میں امام مقرر فرمایا اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔
۵۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو امیر حجاج مقرر فرمایا۔
۶۔ آپ پہلے امیر المومنین ہیں۔
۷۔ اسلام میں سب سے پہلے مسجد آپ ہی کے تعاون سے تعمیر ہوئی۔
۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے آپ کو دوزخ سے نجات کی خوشخبری سنائی۔
۹۔ ہجرت کرنیوالوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ ہی تھے۔
۱۰۔ آپ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔
۱۱۔ قرآن مجید میں آپ کے فضائل پر آیات ہیں
۱۲۔ آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔

آپ نے چار نکاح کیے ۱۔ قتیلہ بنت عبد العزیٰ ۲۔ ام رومانؓ ۳۔ حضرت اسماءؓ بنت عمیس اور ۴۔ حضرت حبیبہ بنت خارجہ۔ اولاد میں حضرت ام رومانؓ کے بطن سے حضرت عبد الرحمٰن۔ حضرت اسماءؓ کے بطن سے حضرت محمدؒ بن ابو بکر تولد ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت عبد الرحمٰنؓ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔ جو ازدواج رسالتمآب میں ایک نہایت اونچا مقام رکھتی تھیں۔

آپ کا وصال ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء بعمر ۶۳ سال مدینہ منورہ میں ہوا۔ حضرت اسماءؓ بنت عمیس نے غسل دیا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے

نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے قبر میں اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرقد منور کے پہلو میں لٹا دیا کہ آپ کا سر اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شانہ مبارک تک آتا ہے۔ ترجمان حقیقت علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

آں امن الناس بر مولائے ما — آں کلیم اوّل سینائے ما
ہمت او کشت ملت را چو ابر — ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

حضرت سلیمانؓ فارسی نے آپ سے ہی اخذ فیض کیا اور اس سے آگے سلسلہ چلا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نسب اصفہان کے خاندان آب الملک سے ملتا ہے آپ کے والد آتش پرست تھے۔ پہلے آپ دین مجوس سے بیزار ہو کر دین موسوی میں داخل ہوئے پھر اس کو چھوڑ کر نصاریٰ مذہب اختیار کر لیا اور روم و شام میں رہبان نصاریٰ کی خدمت میں رہے اور اس راہ میں سخت تکالیف برداشت کیں۔ تقریباً دس مرتبہ نوبت بہ نوبت فروخت ہوئے۔ آپ کا مجوسی نام مابہ تھا مدینہ میں ایک شخص نے غلامی کا بہتان لگا کر گرفتار کر لیا اور بنی قریظہ کے ایک یہودی نے خرید لیا اور پھر ۵ھ میں یہودی کی غلامی سے بھی نجات ملی۔

اسلام میں داخل ہونے کا واقعہ اس طرح ہے آخیر راہب جس کے پاس آپ تھے مرنے لگا تو اس نے آپ کو بشارت دی کہ مدینہ میں پیغمبر آخر الزماں کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا ہے تو ان کا دین اختیار کرنا۔ چنانچہ راہب مذکور کے مرنے کے بعد آپ نے مدینہ کی راہ لی۔ ہجرت کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام

قبول کر لیا آپ کا نام سلیمان رکھا گیا۔ غزوہ خندق میں آپ ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی۔ مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال میں برکت دی اور آپ نے وہاں کھجوروں کا ایک باغ لگایا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے کھجوروں کا ایک پودا موجود ہے جو پھل دے رہا ہے۔

آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت تھا آپ اصحاب صفہ میں شامل تھے دن رات کا بیشتر حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور خدمت میں ہی بسر ہوتا تھا۔ جس سے آپ نے علوم دینی و معارف کا خزینہ حاصل کیا اور آپ کے خصوصی مقرب بنے۔ آپ کی شان میں ایک حدیث بھی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ "سلیمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہل بیت سے ہے"!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ سلیمان رضی اللہ عنہ علم و حکمت میں لقمان حکیم کا ہم پلہ ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ مدائن کے گورنر تعینات کیے گئے۔

مصنف "طبقات الصوفیہ" علامہ عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ جب آپ کا وظیفہ آتا تھا تو اس کو کھڑے کھڑے خیرات کر دیتے تھے اور خود مزدوری کر کے کھاتے تھے۔ گورنری کے دوران آپ کو پانچ ہزار درہم سالانہ ملتے تھے پہلے کوئی مکان نہ تھا جب مکان بنایا تو اس کی یہ حالت تھی کہ کھڑے ہوں تو سر چھت کو جا لگتا تھا۔ بعض لوگ مزدور سمجھ کر سامان بھی اٹھوا لیتے اور معلوم ہونے پر معذرت کرتے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سابقین چار ہیں۔

میں سابق عرب ہوں

صہیب رضی اللہ عنہ سابق روم

سلیمان رضی اللہ عنہ سابق فارس

اور بلالؓ سابق حبشہ

آپ فرماتے ہیں:۔ تعجب ہے طالب دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجب ہے اس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جو یہ نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے یا ناخوش۔

آپ کی وفات ۱۰ رجب ۳۳ھ مطابق ۶۵۳ء مدائن میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی تجہیز و تکفین کے فرائض انجام دیئے لکھا ہے کہ آپ کی عمر اڑھائی سو سال کی تھی۔ بوقت وفات یہ آواز آ رہی تھی۔

السلام علیک یا ولی اللہ ۔ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ

اُن کی زوجہ فرماتی ہیں۔ کہ آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔

حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امیر المومنین خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمدؓ کے فرزند ارجمند تھے۔ نام قاسم اور کنیت حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت امام زین العابدینؓ آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ کمسنی میں ہی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اس لیے آپ کی پرورش و تربیت آپ کی پھوپھی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کی۔

باطنی علوم کی تکمیل آپ نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ زبردست فقیہہ تھے۔ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؒ کا قول ہے کہ اگر خلافت کا معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کرتا۔ اور ان کو خلیفہ بناتا۔ حضرت ابن عباس۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

عنہم سے علم حدیث پڑھا۔ اور اس طرح آپ ایک نامور محدث تسلیم کیے جانے لگے۔
آپ کی والدہ شاہِ فارس یزدجرد کی لڑکی تھی جو حضرت محمدؓ بن صدیق اکبرؓ کے نکاح میں آئی۔

آپ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے تھے کثرت صحابہ کرام سے آپ نے روایت کی۔ جلیل القدر تابعین میں سے تھے۔ زیادہ کی روایت ہے کہ آپ ایک متبحر عالم تھے۔
آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے آئمہ حدیث تھے جن میں عبدالرحمنؒ بن قاسم۔
امام شعبیؒ۔ سالمؒ بن عبداللہ بن عمر۔ یحییٰؒ بن سعد انصاری۔ امام زہریؒ۔ عبیداللہؒ بن عمر۔ مالک بن دینار۔ نافع مولیٰ ابن عمر۔ سعیدؒ بن ابی ملیکہ ایوبؒ۔ ابن عون۔ وغیرہ نہایت ممتاز و محترم شخصیات تھیں۔ یحییٰ بن معاذ کا کہنا ہے کہ ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کو حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دے سکیں۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے۔ اگر امیر خلافت میرے اختیار میں ہوتا تو میں قاسمؒ کے سپرد کرتا۔
مسجد نبوی میں آپ کا خاص حلقہ درس تھا۔ یہ جگہ روضہ نبویؐ اور منبر نبیؐ کے درمیان تھی۔ جس پر بعد ازاں حضرت امام مالکؒ کی مسند درس بچھی تھی۔ آپ امام زمانہ اور یکتائے عصر تھے۔
آپ کی وفات ۱۴ جمادی الاول ۱۰۶ھ مطابق ۷۲۴ء میں ہوئی۔ عمر پاک ۷۰ سال ہوئی۔ وفات مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام قدید میں ہوئی۔ اور مثلل میں دفن ہوئے جو قدید سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔

سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق ہے۔ اہل ذوق کے امام اور اصحاب شوق کے پیشوا تھے۔ اور بزرگوں میں معانی کی گہرائیوں اور لطیف حقیقتوں کیلئے مشہور تھے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ اسکے ماسوا سے بچتا ہے عارف اس کے غیر سے دور رہتا ہے۔ اور خلقت سے جدا رہتا ہے اور حق سے پیوستہ رہتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے توبہ کئے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی۔ عبادت سے پہلے توبہ آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ (التوبہ:۱۱۲)

عبادت بغیر عبادت سے درست نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے کہ توبہ مقامات کی آغاز کرنے والی ہے اور عبودیت اسکی انتہا ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ بغیر توبہ ذکر خدا تعالیٰ ۔ ذکر سے غافل رہنا ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں بھی بہشت اور دوزخ رکھی ہے۔ بہشت عافیت ہے اور دوزخ بلا ہے عافیت یہ ہے کہ اپنا کام خدا پر چھوڑ دے۔ اور دوزخ یہ ہے کہ خدا کا کام اپنے اوپر لے لے۔ اور فرمایا عشق جنون ہے (فی نفسہ نہ مذموم ہے نہ محمود ہے) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے خدا دکھا دیجئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو نے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب لن ترانی ہوا (تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا) اور کہا یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو ایک فریاد کرتا ہے کہ میرے قلب نے اپنے رب کو دیکھا ۔ اور دوسرا نعرہ مارتا ہے کہ میں رب کی عبادت نہیں کرتا جب تک دیکھ نہیں لیتا۔ پھر امام صاحب نے فرمایا کہ اس شخص کو باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ لوگوں

نے اس کو پتھر کر ڈال دیا۔ پانی اسکو نیچے لے گیا۔ پھر نکلا اس نے کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچائیے۔ بچائیے۔ پھر ڈال دیا۔ اس طرح چند مرتبہ کیا۔ جب وہ شخص سب سے ناامید ہو گیا اور خلقت سے امید بالکل منقطع ہو گئی۔ پھر جب سر باہر نکالنے کا موقع ملا تو پکارا یا اللہ۔ بچا۔ بچا۔ امام صاحب نے فرمایا اب اسکو نکال لو۔ ایک عرصہ بعد اس سے فرمایا کہ حق تعالیٰ کو دیکھا اس نے کہا جب تک غیر کی طرف ہاتھ پھیلاتا رہا تو حجاب میں رہا اور جب پریشان ناامید ہوا تو میرے دل میں ایک سوراخ کھلا۔ پھر نیچے نہ گیا اور جو کچھ ڈھونڈتا تھا مل گیا۔ پریشانی نہ رہی۔ امام صاحب نے فرمایا۔

اس سوراخ کی حفاظت کر کہ اس حالت میں خدا دستگیر ہے

ایک دفعہ امام صاحب تنہا جنگل میں جا رہے تھے اور اللہ اللہ کہتے تھے۔ امام صاحب نے عرض کی یااللہ میرے پاس کپڑا نہیں ہے۔ جبہ پھٹا ہے۔ فوراً ہاتھ میں عمدہ کپڑا لیے ایک صحبت نشین سامنے ہوا اور کہا اے آقا میں اللہ کہنے میں تمہارے ساتھ شریک تھا۔ اپنا پرانا کپڑا مجھے دیدے۔ امام صاحب کو یہ بات اچھی لگی اور پرانا کپڑا اسے دیدیا۔ ابو حنیفہ کوفی سفیان ثوری اور بایزید بسطامی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت فیض رساں میں رہے اور تربیت پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۸۰ ہجری (اسی ہجری) میں ہوئی اور ۶۸ سال کی عمر میں ماہ شوال ۱۴۸ ہجری میں اس جہان سے دارالبقا تشریف لے گئے۔

۱ (خشن الٰہی حرف عطائی ہے جو محمود المحمود ہے) ۔

حضرت ابویزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ اعظم اولیا اور اکبر مشائخ اور قطب عالم ہوئے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ریاضت ہائے اور کرامات بے شمار ہیں۔ اور حقیقتوں کے بھید پر ان کی نظر مکمل تھی اور ہمیشہ مقامات قرب میں انس و محبت میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا جسم مجاہدہ میں پیوست اور دل مشاہدہ میں غرق رہتا تھا۔ کسی اور کو طریقت کے معانی اور علم کی حقیقتوں سے اس قدر بہرہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔

کہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ ہمارے درمیان وہی فضیلت رکھتے ہیں
جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیگر ملائکہ پر ہے

اور یہ توحید کے میدان میں چلنے والوں کی نہایت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں کی ابتدا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دادا محترم پہلے آتش پرست تھے مابعد مشرف اسلام ہوئے اور حضرت ابویزید رحمتہ اللہ علیہ کے والدہ بسطام کے بزرگوں میں سے تھے جو تیس سال شام کے جنگلوں میں گھومتے رہے اور ریاضیت کرتے رہے۔ اور ہمیشہ بیخوابی اور بھوک برداشت کرتے رہے اور ایک سو تیرہ پیروں کی خدمت کی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض حاصل کیا اور تربیت پائی ۱۳۰ ہجری میں انتقال صد ملال ہواء۔ حضرت امام فخرالدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابویزید مشائخ میں سب سے افضل ترین ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی صفائی کرتے تھے۔ (یعنی پانی بھرتے تھے) ایک روز امام صاحب نے فرمایا کہ وہ کتاب جو طاق صفہ میں رکھی ہے لے آؤ۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ طاق کونسا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اتنی مدت سے یہاں رہتے ہو اور گھر

کے طاق نہیں جانتے بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی کہ:

میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتا رہوں اور فیض پاتا رہوں نہ کہ طاق دیکھنے میں نظر ضائع کروں

امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پس اپنا جبہ ان کو پہنا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بایزید یحیی بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے اور ۲۶۲ ہجری میں وصال مع ملال ہوا۔ سید شریف جرجانی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح واقف میں ذکر کیا ہے کہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے روحانی حقائق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کئے لیکن معجم البلدان میں لکھا ہے کہ بسطام ایک بڑا شہر ہے اور میں نے ابویزید طیفور بن عیسیٰ بن سروسان زاہد بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو شہر کے بازار کے کنارے دیکھا ہے اور اسی شہر سے ابویزید طیفور بن آدم بن عیسیٰ بن علی بسطامی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابویزید طیفور بسطامی رحمتہ اللہ علیہ دو شخص ہیں ایک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں تھا اور دوسرا یحیٰی بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں تھا۔ نقل ہے کہ احمد خضرویہ بایزید کو دیکھنے گئے۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اے احمد کب تک سیاحت کرتے رہو گے۔ احمد نے کہا پانی ٹھہرا رہے تو گندہ ہو جاتا ہے۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے احمد دریا کیوں نہیں ہو جاتا ہے کہ نقص پیدا ہی نہ ہو۔ ایک دن احمد نے بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے دعا کی کہ اے رب میری امیدوں کو اپنے آپ سے نہ کاٹ۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے دعا کی کہ یا رب میری امیدوں کو اپنے سے کاٹ دے۔ خواجہ عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ:

جو کچھ احمد نے کہا وہ عام بات ہے اور بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا وہ خاص ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچے تو رطب اللسان ہوئے اسلام علیک یا سید المرسلین۔ آواز آئی وعلیک اسلام اے سلطان العارفین۔ ایک دفعہ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کسی کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد پیش امام نے پوچھا کہ تمہیں روزی کہاں سے ملتی ہے۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:۔

ذرا ٹھہر جائیں میں نماز لوٹا لوں پھر تجھے جواب دونگا۔ کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ بیٹھا ہوں جو رزاق کو نہیں پہنچانتا

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:۔

ایک رات اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیری طرف راستہ کس طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے آپ سے گزر جا مجھ تک پہنچ جائیگا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ:۔

بہشت اور جو کچھ اسمیں ہے اور دونوں جہانوں کی مالکی مجھے دیں اسکو اللہ تعالیٰ کے شوق اور یاد میں نکلی ہوئی ایک آہ سحر گاہی کے بدلے نہ لوں بلکہ ایک سانس کہ اس کے واد محبت میں لوں اپنی اور ہزار عالم کی ملکیت اسکے برابر نہ ہو

آپؒ کا ہی قول ہے:۔

کہ تیس سال خدا کو یاد کرتا رہا جب صاف نظر آیا وہ خود میرا حجاب تھا:۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ کونسا ہے تو فرمایا کہ:۔

تو راستہ میں سے اٹھ جا کہ بے خبر حق تک پہنچ جائے۔ اندھا اور بہرہ اور گونگا بن کر۔

ان کا قول ہے:۔

نفس کو بھولنا حق کو یاد کرنے سے حاصل ہوتا ہے جو کوئی حق کو حق سے پہچانے زندہ ہو جاتا ہے اور جو کوئی حق کو اپنے سے پہچانے خالی ہو جاتا ہے۔

انہوں نے فرمایا:۔

جو کوئی حق کا عارف ہے جاہل ہے اور جو کوئی حق سے جاہل ہے عارف ہے[1]

ایک دفعہ خلوت میں ان کی زبان مبارک سے نکلا میں سبحان ہوں میری کیا اونچی شان ہے؟ جب اپنے آپ میں واپس آئے مریدوں نے اس حال سے خبردار کیا تو فرمایا:۔

بایزید کی خدائی کے دشمن رہو۔ اگر دوبارہ یہ بات سنو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور ہر کسی کو ایک ایک چھری دیدی۔ جب دوبارہ ان کی زبان سے نکلا تو مریدوں نے ان کے کہنے کے مطابق ارادہ کیا تو دیکھا کہ تمام گھر حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ سے پر ہے۔ مرید چھریاں مارتے تھے مگر کارگر نہیں ہوتی تھیں۔ جب ایک ساعت گذری وہ حالت ختم ہوئی۔ کچھ چڑیاں محراب میں مردہ پڑی تھیں۔ اور حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ میں جان آئی تو فرمایا کہ بایزید نہ تھا۔ بایزید یہ ہے۔ جسکو اب دیکھتے ہو۔

---

[1] جو کوئی حق کا عارف ہے اقبال نہیں کرتا تاکہ اسے عرفان ہے جو دعوے کرتا ہے وہ عارف نہیں (مترجم)۔

آخر کار اس کمال و عروج جلوہ افروز ہوئے کہ جو کچھ ان کے دل پر گذرتا تھا اسی وقت ظہور پذیر ہو جاتا تھا۔ اور جب یاد الٰہی میں ہمہ تن گوش ہوتے تو پیشاب کی بجائے خون جاری ہو جاتا تھا۔ ان کا قول ہے کہ:۔

تیس سال حق آئینہ رہا اب میں خود آئینہ ہوں یعنی جو کچھ میں تھا نہ رہا۔ اب حق تعالیٰ خود میرا آئینہ ہے اور جو کچھ کہتا ہوں وہ حق تعالیٰ میری زبان سے کہتا ہے اور میں درمیان سے غائب ہوں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال صد ملال ۱۵شعبان ۲۶۱ ہجری بمقام بسطام ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار اقدس وہیں ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

زمانہ کا شرف اور اپنے وقت کے یکتا نہایت بزرگ تھے۔ وقت کے سب اولیا ان کی مدح کرنیوالے تھے۔ ان کی نسبت سلطان العارفین ابویزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے اور سلوک میں ان کی تربیت شیخ ابویزید رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت نے کی۔ شیخ ابو الحسن کی پیدائش حضرت شیخ ابویزید رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آواز میں کچھ فرق تھا الحمد کو الد کہتے تھے۔ عشاء کی نماز خرقان میں پڑھتے اور بسطام چلے جاتے اور حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی تربت پر منہ خاک پر رکھتے اور کہتے یااللہ جو کچھ بایزید کو دیا ہے حضرت ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ کو بھی نصیب فرما دے اور واپس آکر فجر کی نماز دوستوں کے ساتھ خرقان میں پڑھتے۔ جب اس طرح بارہ سال گذر گئے تو حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی تربت مبارک سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن اب وقت آگیا ہے کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

نے عرض کی کہ اے بایزید رحمتہ اللہ علیہ میں ان پڑھ ہوں اور قرآن نہیں پڑھا ہے آواز آئی کہ جو کچھ مجھے ملا تیری برکتوں کی وجہ سے تھا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی یہ کس طرح ہوا آپ رحمتہ اللہ علیہ تو بہت سال پہلے رحلت فرما گئے۔ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے جب میں خرقان سے گذرتا تھا ایک نور دیکھتا تھا کہ آسمان تک جاتا تھا۔ تیس سال سے میں ایک حاجت کی وجہ سے عاجز تھا۔ آواز آئی اس نور کو وسیلہ بناؤ تاکہ حاجت بر آئے۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ ہاتف غیبی نے کہا یہ ایک بندہ کا نور ہے کہ اسکو ابوالحسن کہیں گے۔ پس ابوالحسن واپس خرقان آئے۔ چوبیس دن میں کلام پاک پڑھ لیا۔ اور اس مقام پر پہنچے کہ جسے پہنچنا کہتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ رات کو نماز پڑھتے تھے کہ:۔

آواز سنی اے ابو الحسن چاہتا ہے کہ جو تیرے بارے میں ہم جانتے ہیں خلقت کو بتا دیں۔ تاکہ تجھے سنگسار کر دیں۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی:۔

یااللہ پسند کرے گا کہ جو تیری رحمت کے بارے میں جانتا ہوں ظاہر کر دوں تاکہ کوئی سجدہ نہ کرے۔ آواز آئی کہ نہ تم کہو نہ ہم کہتے ہیں۔

لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ صوفی کون ہے۔ فرمایا کہ:۔

گودڑی اور سجادہ سے صوفی نہیں بنتا۔ صوفیوں کی سی رسم اور عادتوں سے صوفی نہیں بنتا۔ صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ ہو اور انہوں نے فرمایا صوفی وہ ہے کہ ان کو سورج کی حاجت نہ ہو اور رات کو چاند ستاروں کی ضرورت نہ ہو اس طرح نیست ہوجائے۔

کہ ہستی کیلئے کسی چیز کی حاجت نہ رہے۔

ان سے پوچھا گیا کہ اخلاص کیا ہے؟ جواباً فرمایا کہ:۔

جو کچھ حق تعالیٰ کیلئے کرے اخلاص ہے اور جو مخلوق کیلئے کرے ریا ہے۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا یہ چاہتا ہوں کچھ نہ چاہوں۔ حضرت خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بھی ایک خواہش ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

سب دلوں سے روشن وہ دل ہے کہ جس میں مخلوق نہ ہو۔ اور بہترین کام یہ ہے کہ صوفی کی زندگی حق کے ساتھ ہو

اور فرمایا کہ آج چالیس سال ہوئے کہ ایک ہی وقت (حالت) میں ہوں کہ حق تعالیٰ میرے دل کو دیکھتا ہے اور اپنے سوا اور کسی کو نہیں پاتا آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال صد ملال بروز منگل کی رات عاشورے کے دن ۴۲۵ ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ عارف ربانی اور قطب صمدانی تھے۔ اپنے وقت میں ان کا ثانی نہ تھا۔ تمام طالبوں کو اس بات پر اعتماد تھا کہ مریدوں کے حالات و واقعات سے پوری طرح باخبر ہوتے ہیں۔ غیر معمولی دانش ظاہر تھی اور انواع علوم کے ماہر تھے۔

صاحب کشف المحجوب المخدوم السید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مجھ پر ایک واقعہ پڑا اور میرے لئے اس کا حل دشوار تھا۔ شیخ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ کی طرف گیا اور ان کو مسجد میں پایا جو ان کے مکان کے سامنے تھی اور اکیلے بیٹھے تھے۔ میرے واقعہ کو اس طرح بیان کیا کہ مجھے بغیر پوچھے جواب مل گیا۔ میں نے کہا اے شیخ یہ کس طرح ہے؟ فرمایا اے بیٹے اس ستون کو اللہ نے

میرے ساتھ گویا کر دیا تاکہ وہ میرے سے یہ سوال کرے (مجھے معلوم ہو گیا)۔

آپؒ کی علم باطن میں دو طرف نسبت ہے ایک شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسری شیخ عثمان مغربی رحمتہ اللہ علیہ سے جن کو فیض بو علی کاتب رحمتہ اللہ علیہ سے اور ان کو علی رودباری نور اللہ مرقدہ' سے ملا تھا اور علی رودباری رحمتہ اللہ علیہ کو فیض حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے ملا۔ نقل ہے کہ جس وقت حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ اور ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ طوس میں ایک تخت پر بیٹھے تھے اور تمام مریدان ان کے سامنے کھڑے تھے۔ حضرت شیخ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جو چاہے کہ دو بادشاہ ایک وقت میں ایک تخت پر دیکھے تو کہے

ایک درویش جو حاضر تھا اس میں دو نو بزرگوں نے دیکھا حق تعالٰی نے اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے اور شیخ کے قول کی سچائی اس پر ظاہر ہو گئی۔

درویش نے دل میں کہا کیا ان دونوں سے بزرگ تر کوئی آدمی روئے زمین پر نہیں۔ حضرت شیخ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا مختصر ملک ہو گا جس میں ہر روز ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ اور ابو سعید جیسے ستر ہزار آدمی پیدا نہ ہوں اور ستر ہزار مر نہ جاتے ہوں ' ابوالقاسم نور اللہ مرقدہ' کا قول ہے کہ

سب گناہوں کے کرتے وقت انسان ہوش میں ہوتا ہے سوائے نشہ کے وقت کے کہ عقل جس سے سلیمانی کرتا ہے کس طرح معزول ہو جاتی ہے اور غصہ اور شہوت کے قوی کہ دیو ہیں خروش میں آتے ہیں اور انسان کی ولایت خراب کرتے ہیں

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال بر مطابق ۴۵۰ ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام فضل بن عمر ہے۔ خراسان کے شیخ الشیوخ اور اپنے وقت کے پیشوا تھے۔ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور حضرت ابوالقاسم قیری رحمتہ اللہ علیہ سے تربیت پائی اور جب طوس میں آئے شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ٹھہرے اور لمبی مدت تک مختلف قسم کی ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے پھر شیخ نے مجلس وعظ کا حکم دیا اور اپنے لڑکے کو اس کام سے ہٹا دیا۔ حضرت خواجہ فارمدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ حضرت شیخ ابوالقاسم نور اللہ مرقدہ' مجھے مجلس بلانے کے لئے کہیں حضرت شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ مہنہ سے طوس آئے تھے میں ان کی خدمت میں گیا انہوں نے کہا اے علی جلد ہی ہو گا کہ تجھے طوطی کی طرح گفتگو میں لائیں گے۔ شیخ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ کو مجلس کا حکم دیئے زیادہ وقت نہ گزرا کہ مجھ پر سخن کشادہ ہو گیا۔ حضرت ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اس وقت جب استاد ابوالقاسم قیری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا جو حالت مجھ پر ظاہر ہوتی ان سے کہتا۔ وہ مجھ سے کہتے اے بیٹے جا علم سیکھنے میں مشغول رہ۔ تین سال علم سیکھنے میں مشغول رہا ایک دن قلم دوات کے اندر سے سفید نکلا۔ میں نے استاد سے بتایا انہوں نے فرمایا جب علم، تیرے سے ہاتھ کھینچتا ہے تو بھی اسے چھوڑ دے اور معاملہ (طریقت) میں مشغول ہو جا۔ ایک دن استاد اکیلا حمام گیا تھا۔ میں نے پیچھے جا کر چند ڈول ان کے حمام میں ڈال دیئے۔ استاد نے حمام سے نکل کر نماز ادا کی پھر پوچھا یہ کون تھا؟ جس نے پانی حمام میں ڈالا تھا۔ میں نے کہا میں تھا۔ استاد نے کہا اے ابو علی جو کچھ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ نے ستر سال میں حاصل کیا تو نے ایک ڈول پانی ڈال کر حاصل کر لیا۔ پس کچھ عرصہ استاد کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ کیا یہاں تک کہ ایک دن مجھے

چاشنی ملی کہ اس حالت میں گم ہو گیا۔ یہ واقعہ میں نے استاد سے بتایا۔ انہوں نے کہا اے ابو علی میرا طریقہ اس سے اوپر نہیں لے جا سکتا۔ تو اس سے اوپر ہے اس کا راستہ مجھے بھی نہیں آتا۔ میں نے سوچا اب مجھے ایسے پیر کی ضرورت ہے جو اس سے اوپر کے مقام پر لے جائے میں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام سنا تھا اس لئے طوس کا راستہ لیا اور ان کی خدمت میں پہنچ گیا۔ انہوں نے سر اٹھایا اور کہا آ اے ابو علی کیا چاہتا ہے؟ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور انہیں اپنا واقعہ سنایا شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا تیری ابتدا مبارک ہو ابھی کسی درجہ پر نہیں پہنچا ہے اگر تجھے تربیت ملے تو درجہ بزرگ پائے گا۔ میں نے سوچا یہی میرا پیر ہے اور ان کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھے مجلس برپا کرنے کا حکم دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۴۳۵ ہجری میں ہوئی اور ۵۱۱ ہجری میں رحلت فرمائی۔

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نور اللہ مرقدہ'

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت ابو یعقوب ہے۔ صاحب حال اور عطاء کثیرہ اور مقامات بلند رکھتے تھے۔ حقیقت کے غوث اور قطب زمانہ تھے۔ اٹھارہ سال کے تھے کہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے اور بہت سے جید علماء سے بغداد' اصفہان اور سمرقند میں احادیث کی سماعت کی۔ اس کے بعد تعلیم طریقہء عبادت کو داغ مفارقت دے کر طریقہء عبادت ریاضت و مجاہدہ اختیار کیا اور شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ سے نسبت قائم کی اور شیخ عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ جوینی اور شیخ حسن سمنانی نور اللہ مرقدہ سے بھی صحبت تھی اور ساٹھ سال سے زیادہ ارشاد کے سجادہ پر مزوہیں گزرے بڑے مقبول تھے اور بہت ہی مخلوق خدا نے فائدہ حاصل کیا۔ ولادت باسعادت آپ

رحمتہ اللہ علیہ کی ۴۴۰ ہجری میں ہوئی اور انتقال پر ملال ۵۳۵ ہجری میں نقل ہے کہ بغداد کے نظامیہ میں وعظ کہہ رہے تھے کہ ایک فقیہ ابن سقا نام اٹھا اور ایک مسئلہ پوچھا حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹھ جا۔ تیری گفتگو سے کفر کی بدبو آتی ہے میرا خیال ہے کہ تیری موت دین اسلام پر نہ ہو گی کچھ عرصہ بعد عیسائی ایلچی قیصر روم کا خلیفہ کی طرف آیا۔ ابن سقا نے اس کی صحبت اختیار کی اور اس کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا بادشاہ روم کا مصاحب ہو گیا اور عیسائی مذہب اختیار کیا اور اسی دین پر مرا۔ کہتے ہیں ابن سقا کو قران حفظ تھا۔ مرض موت میں اس سے پوچھا گیا کہ قران سے تجھے کچھ یاد ہے۔ اس نے کہا کچھ باقی نہیں رہا سوائے اس آیت کریمہ کے " رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۝ قیامت کے دن کافر تمنا کریں گے کاش ہم مسلمان ہوتے۔

اور بعض ابن سقا کے قصہ کو دوسری طرح بیان کرتے ہیں۔ حضرت شیخ السید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے احوال میں کتابوں میں تحریر ہے کہ بغداد شریف میں ایک قوی بزرگ تھے جن کو شیخ کہتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ عبد اللہ جو علماء شام سے تھا۔ ابن سقا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ان کی زیارت کو جا رہے تھے کہ راستہ میں ابن سقا نے کہا اس سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب اسے نہیں آئے گا اور عبداللہ نے کہا کہ مسئلہ اس سے پوچھوں گا اور دیکھوں گا کہ کیا کہتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا معاذ اللہ کیا ان سے کچھ پوچھوں ؟ جاتا ہوں اور انکے انتظار کی برکت حاصل کروں گا جب یہ پہنچے تو دیکھا کہ بزرگ اپنی جگہ پر نہیں ہیں۔ ایک ساعت کے بعد دیکھا کہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔ انہوں نے غصہ سے ابن سقا کی طرف دیکھا اور کہا افسوس تجھ پر اے ابن سقا مجھ سے مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے جس کا جواب مجھے نہ آئے۔ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے اندر شعلہ مارتی ہے۔ اس کے بعد عبداللہ سے کہا مجھ سے مسئلہ

پوچھنا چاہتا ہے کہ میں اس کا جواب کیا دوں گا؟ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ دیکھ رہا ہوں دنیا تجھے کان سے پکڑے گی۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ سے کہا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کیا ہے اس ادب سے جو تم کرتے ہو میں دیکھتا ہوں کہ بغداد شریف میں منبر پر کہہ رہے ہو " قدمی ھذا اعلیٰ رقبتہ کل ولی اللہ " اور تینوں دوستوں کو جو کچھ کہا تھا پیش آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بزرگ حضرت غوث خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ قطب زمانہ تھے اور اپنے زمانہ میں یکتا تھے۔ اپنی روش کو غیروں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ ان کے والد خواجہ عبدالجمیل رحمتہ اللہ علیہ ملک روم میں زمانہ کے پیشوا تھے جن کو حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ حضرت عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کی بشارت دی تھی کچھ عرصہ بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد روم سے غجدوان آکر اقامت پذیر ہوئے جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ تولد ہوئے۔ آپ کو ذکر قلبی جوانی میں حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل ہوا جس پر ہمیشگی کی۔ شروع زندگی سے آخر تک لوگوں میں مقبول رہے۔ جب شیخ الشیوخ عارف ربانی خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ بخارا تشریف لائے خواجہ عبدالخالق ان کی خدمت میں پہنچے اور جب تک حضرت خواجہ یوسف رحمتہ اللہ علیہ بخارا میں رہے وہیں حاضر رہے۔

اگرچہ حضرت خواجہ یوسف رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے مصاحبین کا طریقہ ذکر جہر تھا لیکن خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے تلقین ذکر خفی کی لی تھی ذکر خفی شروع کیا۔ خواجہ یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں تبدیلی نہ کی اور فرمایا جس طرح سے مامور ہو کرتے رہو۔ جب حضرت خواجہ یوسف رحمتہ اللہ علیہ خراسان

چلے آئے تو حضرت خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ ریاضت میں مشغول ہوئے رفتہ رفتہ اتنی ترقی ہوئی کہ ہر نماز کے وقت کعبہ اللہ میں چلے جاتے تھے اور آ جاتے تھے۔ ایک درویش نے خواجہ موصوف کے سامنے کہا اگر اللہ تعالٰی مجھے دوزخ اور بہشت میں اختیار دے تو میں دوزخ اختیار کروں کیونکہ میں نے تمام عمر نفس کی آرزو نہیں مانی اس لئے بہشت میں جانا میرے نفس کی مراد ہو جائے گی اور دوزخ جانا حق تعالٰی کی مراد۔ خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بات رد کر دی اور فرمایا

بندہ کو اختیار سے کیا کام۔ جہاں کا حکم ہو چلا جائے جس جگہ کہا جائے رہو تو رہے۔ یہ بندگی ہے نہ کہ [redacted] جو تو کہتا ہے۔

اس درویش نے کہا کہ شیطان کو طریقت کے راستہ پر چلنے والوں پر کوئی دسترس نہیں۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

ہر چلنے والا جو فنائے نفس کی حد کے شروع پر پہنچا جب غصہ میں ہوتا ہے اس پر شیطان قابو پا لیتا ہے لیکن وہ جو فنا نفس کی تکمیل کر چکے ہیں ان کو غصہ نہیں آتا۔ غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہو گی وہاں سے شیطان بھاگتا ہے اور فناء نفس والوں کی یہ صفت تسلیم شدہ ہے کہ رخ حق کے راستہ پر ہوتا ہے۔ کتاب حق تعالٰی دائیں ہاتھ میں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں اور ان کے درمیان سلوک کا راستہ ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ کے اقوال سے آٹھ کلمے ہیں جو خواجگان نقشبندیہ کے طریقہ کی بنیاد ہیں۔

(۱) ہوش در دم۔ (۲) نظر بر قدم - (۳) سفر در وطن - (۴) خلوت در انجمن

(۵) یاد کرد۔ (۶) باز گشت۔ (۷) نگہداشت۔ (۸) یادداشت۔
اور ان کلمات کی شرح سلسلہ کی کتابوں میں درج ہیں۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کے تین خلیفہ تھے۔ خواجہ احمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ اولیا کلان رحمتہ اللہ علیہ۔ جائے پیدائش و مدفن خواجہ عارف رحمتہ اللہ علیہ کا ریوگر ہے کہ بخارا کے دیہات سے ایک گاؤں ہے جو نجدوان سے ڈیڑھ میل ہے۔ خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفوں میں سے خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت و ارادت خواجہ عارف رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ عارف رحمتہ اللہ علیہ کے کامل و افضل مریدوں میں سے ہیں۔ خلافت و اجازت ارشاد سے ممتاز ہوئے۔ ان کی جائے پیدائش انجیر فغنوی ہے جو بخارا کے علاقہ میں موضع واعکنی کے قریب ایک گاؤں ہے جو شہر سے چار میل کے فاصلہ پر ہے خواجہ محمود واعکنی میں رہتے تھے اور مزار مبارک وہیں ہے۔ ان کا پیشہ گلکاری تھا جس سے اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ خواجہ نے طالبوں کی مصلحت (حالت) سے ذکر جہر اختیار کیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس وجہ سے ذکر جہر اختیار کیا تو کہا سوئے ہوؤں کو جگانے کے لئے اور راہ پر لانے کے لئے۔ خواجہ علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ کہ ان کے صاحب کمال مصاحبین میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ کسی درویش کو خواجہ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو پوچھا اس زمانہ میں کس شیخ کے ہاتھ پر اقتدا کی جائے حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ محمود فغنوی کہا۔

حضرت خواجہ علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمود رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور اس سلسلہ میں ان کا لقب عزیزان ہے۔ مقامات عالی اور ظاہری کرامات سے مالا مال تھے اور بافندگی کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ عارف جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اشارت بانشان ہے جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

گر نہ علم حال فوق قال بودے کے مشدے

بندہ اعیان بخارا صاحب نساج را

ترجمہ۔ اگر حال کا علم قال سے اعلیٰ مرتبہ پر نہ ہوتا تو بخارا کے شرفا حضرت نساج کے تابع نہ ہوتے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت قصبہ رامتین میں ہوئی جو بخارا سے تین میل ہے۔ آپ کا مزار مبارک خوارزم میں مرجع خلائق ہے۔ شیخ فخر الدین نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ جو زمانے کے جید عالم تھے انہوں نے ایک دن حضرت رامتینی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ روز ازل سوال ہوا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے ہاں میں جواب دیا لیکن یوم حشر کو جب حق سبحانہ تعالیٰ کہے گا کہ آج کس کی بادشاہیت (لمن الملک الیوم) ہے تو کوئی بھی جواب نہیں دے گا یہ کیوں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

یوم ازل شرعی لوازمات تھیں اس لئے شرعاً کہا گیا اور حشر کو شرعیہ لوازمات دور ہونے کا دن ہے اور عالم حقیقت کی ابتدا ہو گی اور حقیقت کہنے میں نہیں آ سکتی ضروری ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ خود جواب دے کہ بادشاہی صرف اللہ واحد القہار کی ہے۔

ان کے اشعار میں سے کچھ یہ ہیں۔

با ہر کہ نشستے و نشُد جمع دلت
وز تو نرمید زحمت آب و گلت
از صحبت وے گر تبرا نہ کنی
ہرگز مکند روح عزیزان بحلت

ترجمہ:۔ جس کے پاس بیٹھنے سے تیرے دل کو جمعیت حاصل نہ ہو اور تیری پریشانی دور نہ ہو اگر اس کی صحبت سے بیزاری نہ کرے تو روح عزیزان تجھے کبھی معاف نہ کرے۔

چوں ذکر بدل رسد قلب درد کند
آن ذکر بود کہ مرد را فرد کند
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد
لیکن دو جہاں بردل تو سرد کند

ترجمہ:۔ جب ذکر اللہ دل میں پہنچتا ہے تو دل میں درد ہوتا ہے اس ذکر سے آدمی مدھم عاجز ہو جاتا ہے حالانکہ اس میں آگ کی خاصیت ہے لیکن دونوں جہانوں سے تیرے دل کو سرد کر دے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال پر ملال ۷۲۱ ہجری میں ہوا۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت عزیزان رحمتہ اللہ علیہ کے مصاحبین میں سب سے بزرگ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سماس میں ہوئی جو رامتین کے دیہات سے ہے اور شہر سے ایک میل دور ہے آپ کی قبر مبارک بھی وہیں ہے۔ آپؒ نے حضرت خواجہ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ کو فرزندی میں قبول کیا۔ وہ اس طرح کہ جب بھی آپؒ کا گزر

قصر ہندوان سے ہوتا تو فرماتے کہ اس خاک سے ایک مرد کی خشبو آتی ہے اور جلد ہی قصر ہندوان قصر عرفان ہو گا ایک دن کلال نے کہ آپ کے خلفا سے تھا قصر مذکور کی طرف توجہ کی تو فرمایا وہ خوشبو زیادہ ہو گئی ہے شاید کہ ■ مرد تولد ہو گیا ہے۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ پہنچے تو حضرت خواجہ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ کو پیدا ہوئے تین دن ہوئے تھے۔ ان کے جد نے بڑی نیاز سے خواجہ محمد باباؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو قبول کیا اور مصاحبین کی طرف توجہ کی اور فرمایا کہ اس مرد کی خوشبو بتاتی ہے کہ یہ زمانہ کا پیشوا ہو گا اور امیر سید کلال رحمتہ اللہ علیہ کو فرمایا کہ میرے فرزند حضرت بہا الدین نور اللہ مرقدہ' کے حق میں تربیت اور مہربانی سے دریغ نہ کرنا اگر قصور کرے گا تو معاف نہ کروں گا۔ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وصیت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ میں قصور کروں تو مرد نہیں۔ حضرت خواجہ بہا الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے چاہا کہ اہل اللہ سے ہو جاؤں تو میرا دادا مجھے بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا کہ ان کے قدموں کی برکت سے منزل پر پہنچوں۔ جب آپؒ کے دیدار کا شرف ملا تو پہلی کرامت جو دیکھی یہ تھی کہ رات کو میرے اندر شکر گزاری کی کیفت اور رقت پیدا ہوئی۔ میں اٹھا اور مسجد میں آیا۔ دو رکعت نماز گزاری اور سر سجدہ میں رکھ کر عاجزی و زاری شروع کی اور میری زبان سے نکلا کہ یا اللہ اپنی بلا کو اٹھانے کی اور محنت کو برداشت کرنے کی قوت دے اور اپنی محبت عطا فرما۔ جب صبح کو خواجہ بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے بیٹے دعا میں یہ کہنا چاہئے کہ الٰہی جس حالت میں تیری رضا اس میں اپنے فضل و کرم سے رکھ اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنی دوستی میں بلا بھیجے تو اپنی عنایت سے اس دوست کو اس کے اٹھانے کی قوت دیتا ہے اور اس کی حکمت اس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے اختیار

سے بلا طلب کرنا نہایت سختی ہے اور گستاخی ہے۔ ایسا نہیں چاہئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال شریف ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ ہجری کو سماس میں ہوا اور وہیں پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت سیّد امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کی ارادت صحبت ' تعلیم سلوک و طریقت کے آداب اور ذکر اذکار آپ رحمتہ اللہ علیہ کے زیر تربیت ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و کرامات عجیب تھیں۔ جب امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ جوان ہوئے تو کشتی کیا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے گرد ہنگامہ ہوتا تھا۔ ایک روز ایک شخص کے دل میں خیال آیا کہ شریف سید زادہ زور آزمائی و کشتی گیری کرتا ہے اس کا کیا فائدہ ؟ یہ اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ جب وہ شخص سویا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ دلدل میں گر گیا اور عاجز ہو گیا اچانک دیکھا کہ امیر سید کلال رحمتہ اللہ علیہ ظاہر ہوئے اس کے دونوں بازوں پکڑ کر اس کیچڑ سے باہر نکالا اور فرمایا کہ میں زور آزمائی ایسے دنوں کے لئے کرتا ہوں۔ ایک دن حضرت محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کے اکھاڑے کی طرف سے گزرے اور ٹھہر کر ان کو دیکھتے رہے۔ بعض مصاحب جو ساتھ تھے سوچنے لگے کہ بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ ایسے بدعتی پر کیوں متوجہ ہیں۔ خواجہ سماسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس دنگل میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے بہت سے مرد کمال کے درجہ ء روحانیت پر فائز المرام ہوں گے میری نظر اس پر ہے۔ چاہتا ہوں اسے شکار کروں۔ اس دوران امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی نظر آپ رحمتہ اللہ علیہ پر پڑی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جذبہ نے امیر کو ہلا دیا۔ جب خواجہ صاحب چل پڑے سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ بے طاقت ہو گیا اور اکھاڑہ چھوڑ کر آپؒ کے پیچھے

روانہ ہو گیا۔ جب خواجہ صاحب گھر پہنچے تب ہی امیر کلال پہنچ گئے۔ امیر کو طریقہ بتایا اور فرزندی میں قبول کیا اور امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کو ایک دوسرے اکھاڑے یعنی طریقت میں اتار دیا۔ بیس سال متواتر خدمت و حاضری خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ میں رہے ہر ہفتہ میں دو بار اپنے گاؤں سوخار سے سماس کو جاتے یہ کوئی آٹھ میل کا فاصلہ ہے اور طریق پر شغل و اذکار کیے کہ کسی کو ان پر اطلاع نہ تھی۔ تربیت خواجہ میں تکمیل و ارشاد کے درجہ کو پہنچے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت بروز جمعرات بوقت نماز فجر ۸ جمادی الاول کو قصبہ سوخار میں ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۸ جماد الاول ۷۷۲ ہجری بروز جمعرات ہی ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک قصبہ سوخار میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت محرم الحرام ۷۱۸ ہجری میں ہوئی اوائل عمر میں ہی ولایت کے آثار اور کرامت کے انوار چہرہ مبارک سے ظاہر تھے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اسی عمر میں حضرت خواجہ بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرزندی میں قبول کیا اور تعلیم سلوک و طریقت امیر سید کلال رحمتہ اللہ علیہ نے کی لیکن اویسی طریقہ سے تربیت حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت کر رہی تھی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ خواجگان میں خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ سے امیر سید کلال رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ذکر خفی اور ذکر جہر کو جمع کر دیا گیا تھا جب زمانہ ظہور حضرت خواجہ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ کا آیا تو اس وجہ سے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ سے مامور تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر خفی اختیار کیا اور ذکر جہر سے اجتناب کیا۔ ایک مجمع عظیم میں امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب سے فرمایا کہ فرزند بہاالدین خواجہ محمد سماسی رحمتہ اللہ علیہ کا حکم آپؒ کے

بارے میں بجا لایا انہوں نے فرمایا تھا کہ جو تربیت تمہاری کی ہے وہ تم فرزند بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کے لئے پوری کر دینا۔ میں نے ویسا کر دیا۔ اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ

> پستان آپ کو فیض دیکر خشک کر دیے ہیں۔ آپ کا روحانیت کا پرندہ بشریت کے انڈے سے باہر نکل آیا ہے لیکن تمہارے مرغ کی پرواز بلند ہے اب اجازت ہے کہ وہ جگہ جہاں تمہیں خوشبو آئے۔ وہاں سے طلب کریں۔

ایک دن امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ جب استاد شاگرد کو تربیت دیتا ہے تو ہر طرح چاہتا ہے کہ اپنی تربیت کا اثر شاگرد میں دیکھے تاکہ اعتماد ہو جائے کہ تربیت نے جگہ پکڑی ہے۔ اگر شاگرد کے کام میں خلل دیکھے اس کی اصلاح کرے اور پھر فرمایا میرا فرزند امیر برہان رحمتہ اللہ علیہ حاضر ہے اور کسی نے اس پر تصرف نہیں کیا اور تربیت نہیں کی ہے اس کی تربیت میں مشغول ہوں اس کے نتیجہ پر معلوم ہو گا اور آپ کی روحانی تحصیل پر اعتبار ہو گا۔ خواجہ امیر کلال برہان رحمتہ اللہ علیہ کے باطن پر متوجہ ہوئے ان کے باطن میں تصرف کیا فوراً" اس کا اثر امیر برہان رحمتہ اللہ علیہ کے باطن پر ظاہر ہوا اور بڑا حال ان پر ظاہر ہوا۔ حقیقی مدہوشی کا اثر ظہور ہوا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ کے طریقہ کی بنیاد کن باتوں پر ہے۔ فرمایا

> خلوت در انجمن یعنی بظاہر خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ اور فرمایا آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ[1] میں اشارہ اس طرف ہے کہ یقین کی طریقہ میں اس جسم طبعی کی نفی کرنی چاہیے تاکہ اثبات معبود حقیقی کا ظہور ہو اور فرمایا کہ وجود

[1] النساء: ۱۳۶۔

کی نفی میرے نزدیک سب سے قریبی راستہ ہے لیکن اختیار کے
ترک اور اپنے اعمال کے قصور دیکھنے کے بغیر یہ حاصل نہیں
ہوتا۔ ہمارا طریقہ صحبت ہے۔ خلوت اختیار کرنے میں شہرت ہے
اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت ہم
نشینی میں ہے۔ بشرطیکہ دونوں نفی پر عمل پیرا ہوں۔

اور آپؒ کا قول ہے کہ توحید کے بھید تک پہنچنا آسان ہے لیکن معرفت کی شرط کے ساتھ پہنچنا مشکل ہے۔ مولانا جلال الدین خالدی نور اللہ مرقدہ‘ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ متاخرین میں کن سے مناسبت رکھتا ہے انہوں نے کہا کہ اولین کی بات دو سو سال پرانی ہے۔ ولایت کے آثار جو حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ پر عنایت الٰہی سے نازل ہوئے ہیں متاخرین میں سے کسی پر بھی نہیں ہوئے۔ آپ کا وصال صد ملال بروز پیر بوقت رات ۳ ربیع الاول ۷۹۱ ہجری کو ہوا۔ مزار پر انوار قصر عارفان میں ہے جو بخارا سے ڈیڑھ میل ہے اور یہی جائے پیدائش تھی۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کے عظیم مصاحبین میں سے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی سے سرفراز تھے۔ ان کی اصل چرخ سے ہے کہ غزنی کے مضافات میں ایک گاؤں ہے۔ حضرت خواجہ بہا الدین رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں چلے گئے۔ مولانا یعقوب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالٰی کی عنایت سے جب طریقت کے راستہ کی طلب پیدا ہوئی تب حضرت خواجہ بہا الدین نور اللہ مرقدہ‘ کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا میں خودکشی قبول نہیں کرتا۔ آج رات دیکھوں گا کیا اشارہ ہوتا ہے؟ اس فکر میں کہ قبول کیا جاتا

ہوں کہ نہیں وہ رات مجھ پر بڑی سخت گزری کہ عمر میں اور کوئی ایسی رات نہ تھی۔ ڈرتے۔ خوفزدہ جب صبح کی نماز ان کے ساتھ پڑھی تو فرمایا مبارک ہو کہ بشارت قبول کے لئے ہوئی پھر اپنے مشائخ کا سلسلہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ سے شروع کر کے بیان کیا اور مجھے وقوف عددی میں مشغول کر دیا اور فرمایا پہلا قابل علم یہ سبق ہے۔ اس کے بعد اور اشغال میں رہا یہاں تک کہ مجھے سفر کی اجازت دی اور فرمایا کہ جو کچھ تمہیں یہاں سے ملا ہے خدا کے بندوں تک پہنچاؤ۔ اور فرمایا کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ سے محبت رکھنا۔ خواجہ صاحب کے وصال مبارک کے وقت میں بدخشان پڑا تھا اور خواجہ علاء الدین صغانیاں میں تھے۔ انہوں نے اس فقیر کو خط لکھا کہ ،ست خواجہ نور اللہ مرقدہ' اس طرح تھی کہ ہم اکٹھے رہیں۔ تمہاری کیا مرضی ہے۔ میں صغانیاں چلا گیا اور ان کے ساتھ رہا یہاں تک کہ ان کا وصال اقدس ہو گیا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا یعقوب شیخ زین الدین خوافی کے ساتھ مصر میں ہم سبق تھے اور شیخ شہاب الدین سیرانی رحمتہ اللہ علیہ کے تلمند رشید تھے ایک دن مولانا نے مجھ سے پوچھا کہ تو خراسان رہا ہے کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین مریدوں کے خوابوں کی تعبیریں دیا کرتے تھے اور اس پر کافی اعتبار کرتے تھے۔ میں نے کہا ہاں واقعاً " مولانا نیکیوں پر دسترس رکھتے تھے۔ ان کا طریق ایسا تھا کہ گھڑی گھڑی بے خود ہو جاتے تھے اور گھڑی بعد سر اٹھاتے اور یہ شعر پڑھتے۔

نہ میں شب ہوں نہ شب پرست ہوں کہ خواب کی باتیں کروں
چونکہ بالکل سورج ہوں۔ سب مثل آفتاب کہتا ہوں

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۵ صفرالمظفر ۸۵۱ ہجری کو بلغور میں ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک وہیں ہے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸۰۰ ہجری میں رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوئی۔ اوائل عمر سے ہی نیکی و بزرگی کے آثار دکھائی دیتے تھے اور اللہ جل مجدہ' کی طرف سے ایک نسبت حاصل تھی۔ کہتے تھے جب میں بچپن میں مکتب آیا جایا کرتا تھا تو ہر وقت حق تعالٰی کی حاضری نصیب تھی اور جب تک شرعی طور پر بالغ ہوا یہ شرف حاصل رہا اور نہیں جانتا تھا کہ لوگوں کو اس سے غفلت ہو جاتی ہے۔ آپ نے بائیس سال کی عمر میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں سے ملاقات کی۔ دو سال ماورالنہر اسی شغل میں رہے۔ چار سال ہرات میں مقیم رہے۔ حضرت سید قاسم تبریزی رحمتہ اللہ علیہ۔ شیخ بہا الدین عمر رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ سے فیوض باطن بھی حاصل کیے۔ انتیس سال کی عمر میں واپس وطن مالوف چلے گئے اور زراعت کا کام کیا۔ مرید حضرت چرخی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ بتاتے تھے کہ اول ہی روز جب مولانا کی خدمت میں گیا نہایت ہی کرم نوازی فرمائی۔ دوسرے روز بڑے غصہ کا اظہار کیا۔ ایک ساعت کے بعد پھر مہربانی اور عنایت کا اظہار کیا اور حضرت خواجہ بہا الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ اپنی ملاقات کی کیفیت بیان کی۔ پھر ہاتھ بڑھایا کہ آ بیعت کر لے۔ میری طبیعت بیزار تھی میں نے ہاتھ نہ پکڑا۔ وہ فوراً" سمجھ گئے ہاتھ کھینچ لیا اور اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت پر ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ قریب تھا کہ بے خودی میں " اچھل پڑوں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پھر ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ حضرت خواجہ بہاالدین رحمتہ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور فرمایا ہے کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس ہاتھ کو تو پکڑے گا اس کو میرا ہاتھ تھامے گا۔ میں نے حضرت مولانا یعقوب رحمتہ اللہ علیہ کا فوراً" ہاتھ پکڑ لیا۔ انہوں نے خواجگان کے طریقہ کی تعلیم دی اور فرمایا جو کچھ خواجہ بزرگ سے ہمیں پہنچا ہے یہ

ہے اگر تم بطور جذبہ طالبوں کی تربیت کرو تو تمہاری مرضی ہے۔ نفحات الانس میں مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مولانا یعقوب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو عزیز حصول فیض کے لئے خدمت میں آئے چاہئے کہ خواجہ عبید اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرح چراغ بتی اور گندھک ساتھ لائے تاکہ روشن ہو جائے۔ حضرت عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی زراعت میں۔اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ بیشمار مویشی اور املاک اور مال و دولت ہو گئی جس کے بارے میں مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب یوسف زلیخا میں ذکر کیا ہے۔ حضرت عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

(۱) کوئی چیز حقیقت انسانی کو اتنا پاک صاف نہیں کرتی جتنی بلا اور محنت اگر میں سنوں کہ خطا میں کوئی کافر مشائخ کی باتیں سناتا ہے تو میں جاؤں اس کی منت کروں اور صحبت اختیار کروں

(۲) ذکر مثل تیشہ ہے جس سے دل کے خس و خاشاک کاٹتے ہیں

(۳) ذکر میں استغراق اس طرح کرے کہ نہ ذوق بہشت کا ہو نہ خوف دوزخ کا ہو۔

(۴) معراج صوری اور باطنی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک بری عادتوں کی بجائے اچھے اخلاق اختیار کرنا۔ اور دوسرے ماسوا سے حق تعالیٰ کی طرف انتقال کرنا۔

(۵) لوگ گمان کرتے ہیں کہ کمال اناالحق کہنے میں ہے۔ کمال وہ ہے کہ انا کو پیچھے پھینک دے اور ہرگز پھر اس کی یاد نہ آئے۔ فنائے مطلق کا معنی یہ ہے کہ فنا ہونے والے کو اپنی صفات اور حال کا ہوش نہ رہے۔ بلکہ اپنی عادتوں اور صفات سے گم ہو جائے۔ نفی کردے اور فاعل حقیقت کا اثبات کرے۔

(۶) آخری درجہ کمال کہ اولیا کاملین کو حاصل ہوتا ہے یہ ہے کہ ان سے مشاہدہ غائب ہو جائے۔ اور معشوق حقیقی کے استغراق میں رہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا بروز ہفتہ ۱۹ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری کو وصال پر ملال ہوا۔

حضرت خواجہ محمّد زاہد وخشی رحمتہ اللہ علیہ

آنجناب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ کے قرابتداروں میں سے تھے کچھ آپ کو ان کا نواسہ کہتے ہیں۔ ولادت موضع وخش واقعہ ملک حصار (افغانستان) میں ہوئی۔ اوائل عمر سے ہی نہایت عبادتگزار تھے اور ذکر و اشغال میں مشغول رہا کرتے تھے جب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے علم و فضل کی شہرت سُنی تو ان کی خدمت اقدس میں سمرقند پہنچے اور وہاں محلہ وانسرا میں اقامت گزیں ہوئے۔ ایک دن صاف ستھرا لباس پہن کر ان کی خدمت میں جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ دوسری طرف حضرت خواجہ احرار کو بھی بذریعہ کشف اس کا علم ہو گیا۔ چنانچہ وہ بھی اونٹ پر سوار ہو کر مع مریدین ان کی طرف روانہ ہوئے جب رستے میں ملاقات ہوئی تو بہت خوش ہوئے اور پھر ان کو شرف بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کی وفات ربیع الاول سنہ ۹۳۶ھ مطابق ۱۵۲۹ء موضع وخش میں ہوئی اور وہیں مزار بنا۔ ان زمانے میں ہندوستان پر ظہیر الدین بابر حکمران تھا۔

آپ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ درویش محمدؒ سے چلا۔

حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ درویش محمدؒ اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد زاہدؒ کے بھانجے تھے جنھوں نے بذات خود انکی تعلیم وتربیت پر مکمل توجہ فرمائی اور علوم ظاہری وباطنی میں یکتائے زمانہ کردیا۔ آپ تفسیر حدیث، فقہ اور دیگر علوم کے متبحر عالم تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد زاہدؒ قدس سرہ العزیز سے شرف بیعت و خلافت حاصل کیا۔ بیعت ہونے کے بعد پندرہ سال تک مجاہدات وریاضات میں مشغول رہے اور بہ حالت تجرید وتفرید بے خورد بے خواب بیابانوں اور ویرانوں میں رہا کرتے تھے انہیں ایام میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دنیادی شہرت سے بہت ڈرتے تھے اس لیے بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے جب شیخ نورالدین خوافی آئے تو انھوں نے لوگوں کو آپ کے مقامات بلند وارجمند سے آگاہ کیا۔

آپ کی وفات ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ مطابق ۱۵۶۲ء میں بروز پنج شنبہ موضع اسفرار متصل شہر سبز ماوراالنہر میں ہوا اور وہیں مزار اقدس بنا۔

آپ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت مولانا خواجگی محمد امکنگیؒ سے چلا۔

حضرت خواجگی مخدوم آمکنگی رحمۃ اللہ علیہ

اسم مبارک محمد تھا۔ والد ماجد حضرت مولانا درویش محمد تھے چونکہ رہائش موضع امکنہ (من مضافات) بخارا تھی اس لیے امکنگی کہلائے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد مکرم سے بیعت و خلافت پائی اور تیس سال تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹۱۸ھ مطابق ۱۵۱۲ء میں ہوئی۔ تمام عمر درس و تدریس اور سلسلہ کے فروغ میں بسر کی۔ اپنے حالات کے اخفاء میں کوشاں رہتے تھے نہایت متواضع قسم کے بزرگ تھے۔ مہمانوں کی خدمت گذاری میں کوئی فروگذاشت نہ اٹھا رکھتے بلکہ خود ان کی اور ان کی سواریوں کی نگہداشت کرتے تھے۔

آپ کے زہد و ورع کے باعث آپ کی شہرت دور دور تک تھی۔ توران کے حاکم عبداللہ خاں نے آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار کی دربانی کرتے دیکھا تو نیاز مندانہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

ایک دفعہ پیر محمد خاں نے پچاس ہزار سوار کے ساتھ سمرقند پر حملہ کیا۔ باقی محمد خان حاکم سمرقند کے پاس چودہ ہزار سوار و پیادہ تھے۔ جب اس نے آپ سے استمداد طلب کی تو آپ نے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور پیر محمد خان شکست کھا کر بھاگ گیا۔

آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔

آپ کا وصال ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ء بعمر ۹۰ سال موضع امکنہ میں ہی ہوا۔ جو بخارا سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ ان ایام میں ہندوستان پر شہنشاہ جلال الدین اکبر کی حکومت تھی۔ آپ نے وفات سے چند روز قبل حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ اپنے خلیفہ اعظم کو خط لکھا تھا جس میں یہ دو اشعار تحریر فرمائے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم

جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہر چہ پیش آید ہم شاکرم

حضرت سید رضی الدین محمد باقی المعروف خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی سید رضی الدین محمد باقی تھا آپ کو خواجہ بیرنگ بھی کہا جاتا ہے۔ مگر دنیائے تصوف میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کے نام نامی سے مشہور ہوئے۔ والد کا نام قاضی عبد السلام خلجی سمرقندی تھا جو کہ ایک متبحر عالم تھے۔ انھوں نے کابل میں شادی کی تھی۔ اور اس عفیفہ سے حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ تولد ہوئے۔ ولادت باسعادت ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء کابل میں ہوئی۔ آپ حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور مولانا محمد صادق حلوائی کے درس میں شامل ہوئے۔ پھر ان کے ساتھ بلخ، بخارا، بدخشاں اور ماوراء النہر تک کا سفر تحصیل علوم و فنون کے لیے کیا۔ بے شمار شیوخ زمانہ سے تحصیل علم کی اور پھر ہندوستان تشریف لے آئے۔ بلند ہمتی اوائل عمر سے ہی آپ کی پیشانی مبارک سے نمایاں تھی۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ کو بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمد امکنگیؒ سے حاصل ہوئی۔ عبادت و ریاضت میں بے نظیر تھے۔ نماز عشاء سے نماز تہجد تک دو قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ اور پھر تہجد سے صبح کی نماز تک اکیس مرتبہ سورت یٰسٓ کی تلاوت کرتے تھے۔ اور یہ روزمرہ کا معمول تھا۔ قیام لاہور میں بہت سے سالکوں اور مجذوبوں سے ملاقات کی۔ ۱۵۹۳ء میں آپ لاہور تشریف لائے اس زمانہ میں نواب مرتضیٰ خان شیخ فرید بخاری بھی لاہور میں تھا۔ اس نے آپ کے تمام مصارف کی ذمہ داری اپنے پر لی۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی اپنی تالیف "زبدۃ المقامات" میں لکھتے ہیں کہ اس وقت بہت سے علماء و فضلاء نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیضان پایا۔ اس دوران آپ کا لاہور میں قیام ایک سال کے قریب رہا۔ پھر ماوراء النہر کی طرف چلے گئے اس سفر میں حضرت شیخ الہ داد نقشبندی لاہوری آپ کے ہم سفر تھے۔ قیام لاہور میں

آپ کو ایک مجذوب جو صاحبِ احوال تھا، ملا۔ آپ اس کے پیچھے پیچھے پھرا کرتے۔ وہ جس وقت آپ کو دیکھتا سوائے گالیاں دینے کے کچھ نہ کہتا، کبھی آپ پر پتھر پھینکتا اور کبھی دور بھاگ جاتا مگر آپ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بالآخر آپ نے اس سے اپنا مقصد حل کر لیا۔

۱۵۹۹ء میں دوسری مرتبہ مدینۃ الاولیاء لاہور تشریف لائے "حضرات القدس" مصنفہ بدر الدین سرہندی اور "زبدۃ المقامات" مصنفہ محمد ہاشم کشمی میں لاہور کے بہت سے واقعات تحریر کیے گئے ہیں۔

فرمایا ہمارے طریقے کا دارومدار تین باتوں پر ہے۔

۱۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدمی

۲۔ آگاہی

۳۔ عبادت

آپ اپنے وقت کے امام اور مقتدائے زمانہ، جامع کمالات ظاہری و باطنی۔ زاہد، عابد اور متقی با اوصاف کریمہ تھے۔ کم گو، کم خور د اور کم خواب تھے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح آپ پر ظاہر ہوا کرتی تھی اور فقہی مسائل میں ان ہی کے مقلد تھے۔

آپ کے خلیفہ اعظم امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی تھے جن سے تمام ہندوستان اور افضلائے عالم میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت ہوئی مکتوبات امام ربانی میں بیس مکتوب آپ کے نام ہیں یہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا زمانہ حکمرانی تھا۔

امرائے دربار میں سے نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری۔ نواب قلیچ خاں اندجانی حاکم پنجاب۔ خانِ اعظم مرزا عزیز کوکا امیر الامراء مرزا عبد الرحیم خانِ خاناں۔ صدر الصدور نواب صدر جہاں۔ مرزا حسام الدین احمد بہنوئی علامہ ابو الفضل اور دیگر جلیل القدر

امراء وزراء اور سپہ سالاران آپ کے عقیدت مند تھے۔

پھر دہلی تشریف لے گئے اور اس کو اپنا مستقل مستقر بنا لیا اور تلقین و ارشاد کی محافل برپا کیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپ کے بے حد عقیدت مند و ارادت مند تھے۔

خلفائے عظام میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی۔ حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی، خواجہ حسام الدین احمد۔ شیخ اللہ داد اور خواجہ محمد نور بہت معروف ہیں۔

صاحبزادگان میں حضرت خواجہ عبیداللہ (خواجہ کلاں) اور عبداللہ (خواجہ خورد) تھے۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی:۔

"کہ میری وفات کے بعد گنبد نہ بنانا۔"

چنانچہ مرزا حسام الدین احمد نے ایک بلند چبوترے پر آپ کی قبر بنا دی۔ اللہ کی قدرت دیکھیے کہ اس چبوترے پر موسم گرما میں بھی پاؤں کو تکلیف و حرارت محسوس نہیں ہوتی۔

آپ کا وصال ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۳ء بروز شنبہ بوقت عصر اپنے مکان واقع کوٹلہ فیروز شاہ میں ہوا۔ عمر پاک ۴۰ سال ہوئی۔ مزار پر انوار قطب روڈ سے اجمیری دروازہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں قدم شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک قبرستان میں ہے۔

آپ کی وفات کے وقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جن سے آپکا سلسلہ نقشبندیہ آگے چلا، اس وقت لاہور میں تھے۔ وفات کی خبر سنتے ہی فوراً جانب دہلی روانہ ہو گئے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی غوث صمدانی شیخ احمد فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی حضرت مخدوم عبدالاحد چشتی صابری کے ہاں شہر سرہند میں ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء بوقت شب جمعہ پیدا ہوئے۔ مولانا کمال الدین کاشمیری سے مروجہ علوم وفنون کی تکمیل کی قرآن پاک حفظ کیا۔ شیخ یعقوب کاشمیری سے کتب احادیث پڑھیں۔ حدیث کی سند قاضی بہلول بدخشانی سے حاصل کی۔ یہاں تک کہ جوانی میں تمام مروجہ علوم میں یکتائے زمانہ بنے۔ حضرت شیخ محدثؒ دہلوی اپنی تالیف "اخیار الاخیار" میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نسبی سلسلہ حضرت فاروق اعظمؓ تک ۲۸ واسطوں سے ملتا ہے۔ حضرت فرید الدینؒ گنج شکر کا نسب بھی شیخ شہاب الدین علی ملقب بہ فرخ شاہ کابلی سے ملتا ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پندرہویں جدّ میں سے تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت وخلافت حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ دہلوی سے تھی جب اکبرآباد پہنچے تو آپ کے علم وفضل کی دھوم مچ گئی۔ علامہ ابوالفضل اور فیضی نے جب آپ کی آمد کی خبر سنی تو حاضر خدمت ہوئے۔ اس زمانہ میں آپ نے بے نقط تفسیر "سواطع الالہام" کی تصحیح فرمائی۔ پھر آپ کو ان کے ملحدانہ عقائد کی بناء پر نفرت ہو گئی اور آپ اپنے وطن مالوف واپس آگئے۔

پھر آپ کی شادی حاجی سلطان تھانیسری کی دختر نیک اختر سے ہو گئی۔ ۱۰۰۷ھ مطابق ۱۵۹۸ء میں آپ کے والد بزرگوار انتقال کر گئے۔ تو اگلے سال آپ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ دہلی پہنچے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے ملاقات ہو گئی اور ان کی خدمتِ اقدس میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنے لگے۔ چندے قیام کے بعد سرہند

شریف واپس تشریف لے آئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار فرمالی۔ عبادت و ریاضات میں مشغول ہوئے۔ جب آپ نے ملکی حالات دیکھے کہ کس طرح بادشاہ مذہب اسلام کو خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور نئے جھوٹے مذہب دین الٰہی کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل ہے۔ تو آپ نے اصلاحِ امت کا بیڑہ اٹھایا اور ۱۶۰۲ء میں تجدید کا کام شروع کر دیا۔ یہ تجدید احیائے دین کا پہلا سال تھا ۱۶۰۴ء میں آپکو حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی نے آپ کو حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانیؒ کا خرقہ مبارک پیش کیا۔ جو حضرت سید تاج الدین عبد الرزاقؒ سے آپ کو نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا رہا۔ تجدید کے بارہویں سال آفتابِ پنجاب ملا عبد الحکیم سیالکوٹی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ شہنشاہ نور الدین جہانگیر آپ کے ان تجدیدی کاموں سے بوکھلا گیا۔ کچھ اس کی بیگم ملکہ نور جہاں نے ورغلایا۔ جس پر اس نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں محبوس کر دیا۔ یہ ۱۶۱۹ء کا واقعہ ہے اس پر امراء اور سپہ سالار دربار شاہی ملا عبد الرحیم خان خاناں۔ صدر الصدور سید صدر جہاں، مہابت خاں۔ مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری۔ خانِ اعظم مرزا عزیز۔ خانِ جہاں لودھی قاسم خاں۔ حیات خاں۔ سکندر لودھی، تربیت خان اور دریا خان جیسے اعیانِ سلطنت جن کو آپ کے پیر و مرشد اور آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ بادشاہ کے خلاف ہو گئے۔

جب جہانگیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو آپ کو رہا کر دیا گیا مگر اس نے اپنی تصنیف "تزکِ جہانگیری" میں آپ کا ذکر مغرورانہ انداز میں کیا ہے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ آپ شاہی لشکر کے ساتھ رہیں اور تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھیں یہ سلسلہ تین چار سال تک قائم رہا۔ اس سے جہانگیر کا ذہن بدل گیا۔ اور وہ اسلام کی طرف زیادہ توجہ دینے لگا۔

۱۶۲۳ء میں آپ حضرت سلطان الہند سید معین الدین چشتی اجمیریؒ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے دیر تک مراقبہ میں رہے۔ اس سفر میں حضرت خواجہ محمد ہاشمؒ

کشمی بھی ساتھ تھے۔

آپ کی تصنیفات یہ ہیں۔ مکتوبات امام ربانی۔ رسالہ در رد روافض۔ اثبات النبوۃ۔ رسالہ تہلیلیہ۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہؒ۔ مبداء و معاد۔ مکاشفات غیبیہ۔ رسالہ معارف لدنیہ۔

آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے والد حضرت شیخ عبدالاحد کو خواب آیا کہ آپ کے گھر ایک عالی مرتبت ولی اللہ تولد ہوگا۔ حضرت خواجگی امکنگیؒ، حضرت احمد جامؒ اور حضرت شاہ کمال کیتھلی کی پیشگوئیاں بھی تھیں اور حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ کا جُبہ مبارک حضرت شاہ سکندرؒ کیتھلی کے ذریعے آپ تک پہنچا۔ یہ تمام باتیں اس امر کی غمازی کرتی ہیں کہ آپ سرزمین ہندوستان میں ایک صحیح اسلامی حکومت قائم فرمائیں گے اور حقیقتاً ایسا ہی ہوا۔ مگر بقاء کے دوام کے دربار میں آپ کو مکتوبات کی وجہ سے جو عالمگیر شہرت نصیب ہوئی اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

ان مکتوبات شریفہ کے تین دفتر ہیں۔

(۱) دفتر اول (دار المعرفت) مرتبہ خواجہ یار محمد جدید بدخشانیؒ طالقانی یہ ۳۱۲ ہیں۔

(۲) دفتر دوم (نور الخلائق) مرتبہ حضرت خواجہ عبدالحی حصاری شادمانی یہ ۹۹ ہیں۔

(۳) دفتر سوم (معرفت الحقائق) مرتبہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی برہان پوری یہ ۱۱۴ ہیں۔

یہ مکتوبات آپ نے شہنشاہ جہانگیر، حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ، مرزا حسام الدین احمد، مرزا النعمان بدخشانی، خواجہ محمد اشرف کابلی، ملا عبدالغفور سمرقندی، شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی وغیرہ کے علاوہ صدر الصدور میراں صدر جہاں، خان اعظم مرزا عزیز کوکہ نواب خان جہاں حسین قلی بیگ، مرزا عبدالرحیم خانخاناں، نواب قلیچ خان اندجانی، نواب مرتضیٰ خان شیخ فرید بخاری، خضر خان لودھی۔ وغیرہ کو لکھے۔

ہدیۃ الاولیاء لاہور کے ان بزرگان کو خط لکھے۔

شیخ محمد مکی ولد حاجی قاری موسیٰ لاہوری ۔ شیخ عبد المجید شیخ محمد تقی لاہوری ۔ شیخ العالم مولانا حاجی محمد لاہوری ۔ ملا عبد الواحد لاہوری ۔ حافظ محمد لاہوری ۔ ملا طاہر لاہوری ۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مدینۃ الاولیاء لاہور میں کئی مرتبہ تشریف لائے اور لوگوں کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمایا۔ ۱۶۰۳ء میں جب آپ لاہور تشریف لائے تو سارا شہر آپ کی طرف امڈ پڑا۔ پھر آپ نے علمائے لاہور سے ملاقاتیں کیں ۔ صوفیائے کرام کے مقابر پر حاضری دی ۔ فاتحہ خوانی کی ۔ لاہور کی یہ محافل اور مجالس اہالیانِ شہر کے لیے نعمتِ عظمیٰ سے کم نہ تھیں ۔ اہالیان لاہور نے آپ کے پیر د مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ اور آپ کی ذاتِ گرامی سے ان کے قیام لاہور کے دوران بہت سے فیوض و برکات حاصل کیے ۔ اب بھی مغل پورہ ریلوے سٹیشن کے پاس مسجد نور ہے جس میں ان دونوں بزرگان نے نماز ادا کی تھی ۔

آپ کے سینکڑوں کی تعداد میں خلفائے کرام تھے جن کو آپ نے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک خلافت دے کر تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے لیے روانہ کیا۔ ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں ۔ مولانا بدر الدین سرہندی مصنف حضرت القدس حضرت میر صفر احمد رومیؒ متوفی ۱۶۳۰ء ۔ حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری م ۱۶۴۲ء ۔ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی برہان پوری ۔

حضرت مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی جامع مکتوبات شریف

حضرت شیخ محمد صادق کابلی م ۱۶۰۹ء ۔ حضرت مولانا امان اللہ لاہوری وغیرہ ۔

اس کے علاوہ آپ کے مریدین باصفا کی تعداد تو ہزاروں میں تھی جو سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی ۔

بیرونِ ملک شام ۔ ترکستان ۔ روم ۔ کاشغر ۔ توران ۔ بدخشاں ۔ خراسان قپچاق وغیرہ تک آپ کے خلفاء گئے

اولاد پاک میں حضرت خواجہ محمد صادقؒ م ۱۶۱۶ء ۔ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ م ۱۶۵۹ء
حضرت خواجہ محمد معصومؒ م ۱۶۶۸ء ۔ حضرت خواجہ محمد فرخؒ م ۱۶۱۶ء حضرت خواجہ محمد
عیسیٰؒ م ۱۶۱۶ء۔ حضرت خواجہ محمد اشرفؒ م ۱۶۱۶ء ۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰؒ م ۱۶۸۴ء
کے علاوہ تین صاحبزادیاں بی بی رقیہ بانو۔ بی بی اُم کلثوم اور بی بی خدیجہ بانو تھیں ۔
۱۶۰۲ء میں آپ قیوم اول بنے ۔

آپ کا وصال ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۶۲۴ء بروز سہ شنبہ سرہند
شریف میں ہوا ۔ عمر پاک ۶۳ سال پائی ۔ آپ کے بھتیجے شیخ بہاؤالدین نے غسل دیا
حضرت مولانا بدرالدینؒ سرہندی صاحب " حضرات القدس " پانی ڈالتے رہے آپکو
تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا ۔

نماز جنازہ آپ کے فرزند رشید حضرت خواجہ محمد سعیدؒ نے پڑھائی ۔ مزار مبارک
اس قبہ منورہ میں ہے جو آپ نے اپنے صاحبزادے خواجہ محمد صادقؒ کی تربت
پر تعمیر کرایا تھا ۔ موجودہ مقبرہ کو حاجی سیٹھ ولی محمد و حاجی ہاشم خلف حاجی دادا
ساکن دوراجی ملک کاٹھیاواڑ گجرات نے دوبارہ بنوایا ہے ۔ قبہ قدیمہ کو بحال رکھ کر
اس کے اوپر سنگ مرمر کا عالیشان گنبد تعمیر کیا گیا ہے اس جدید عمارت پر تقریباً
ڈیڑھ لاکھ روپے اس زمانے میں خرچ ہوئے ۔ اور پانچ سال میں مکمل ہوا ۔
جنوبی دروازے پر یہ عبارت تحریر ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار پر انوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی
سرہندی رحمت اللہ علیہ ۔

ایں روضہ منورہ بتاریخ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء تعمیر یافت

قُطب الاقطاب حضرت سیّد آدم بنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۳ شعبان ۹۹۹ ہجری بروز جمعرات بوقت بعد نماز عشا قصبہ بنور میں ہوئی جو سرہند شریف سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی حضرت سید اسماعیل قدس سرۃ العزیز تھا۔ کسی وجہ سے انہوں نے ترک وطن کر کے بنور میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

ایک روز تنہائی میں سوچ رہے تھے کہ میرے حصول علم کا وسیلہ کہاں سے ہو گا کہ اسی اثناء میں ہاتف غیبی نے کہا کہ اے آدم تم قرآن الحکیم کیوں نہیں پڑھتے۔ جواب دیا میں امی ہوں لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ معاً ایک ہاتھ نمودار ہوا جس سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ یہ ہاتھ آہستہ آہستہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سینہ مبارک کی طرف بڑھنے لگا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ پیچھے ہٹنے لگے مگر اس ہاتھ نے ہٹنے [illegible] دیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سینے مبارک کو مس کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ علوم [illegible] تے جا رہے تھے اور چشم زدن میں علوم کی دولت سے نواز دیا گیا۔ اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ روانی سے قرآن پاک پڑھنے لگے جب کہ سامنے قرآن پاک موجود نہ ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم لدنی سے سرفراز فرمایا اور جب بھی کوئی دقیق مسئلہ درپیش ہوا تو بذریعہ الہام مدد فرمائی۔

حضرت تاج العارفین قطب الاقطاب عبدالنبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ مجموعۃ الاسرار کے مکتب نمبر ۵۸ میں حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ العزیز کے متعلق فرماتے ہیں۔ "اس عالی مرتبہ کے خدمت میں جس نے وہ طریقۂ احسنیہ معلوم کیا جو محبت اور محبوبیت کے درجات سے ملاقات کراتا ہے۔ اے اللہ! ہم اس کی تعریف کس طرح کریں جب کہ تو نے اسے قطب الاقطاب کے لقب سے مخاطب کیا ہے اور جو غموں کو دور کرنے والا ہے۔"

ابتداء میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فوج میں ملازم ہو گئے لیکن جلد ہی ملازمت چھوڑ کر فقراء کی خدمت اختیار کی لیکن باطنی تشفی نہ ہوئی۔ ایک روز ایک گوشہ نشین فقیر کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے فرمایا تمہارا حصہ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نور اللہ مرقدہ کے پاس ہے جو کہ اس وقت تمام اولیاء امت سے افضل ہیں۔ اسی وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سرہند شریف کا رخ اختیار کیا۔ ملتان میں حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ حضرت حاجی خضر خان افغان رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گی۔ کچھ عرصہ ان کی خدمت اقدس میں رہے مگر وہاں تسکین خاطر نہ ہونے کی وجہ سے حاجی صاحب نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں اجمیر شریف روانہ کر دیا کیونکہ ان دنوں حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نور اللہ مرقدہ اجمیر تشریف رکھتے تھے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو قبول فرمایا اور نسبت خاصہ کے ارتقاء سے مشرف فرمایا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ اس طریقہ عالیہ میں فنا و بقا کے تمام منازل سے مشرف ہوئے۔ "نکات الاسرار" میں فرماتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر اور افضل ہے۔ اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقام پر پہنچایا تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم پر رب العزت کا بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں وہ کمالات نصیب ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو کم ہی نصیب ہوں گے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یہ سب کچھ جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجمیر شریف میں مجھے خدمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر مامور فرمایا۔ اجمیری میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی جب کہ سرہند شریف میں ۱۴ رمضان ۱۰۲۷ ہجری کو بروز پیر بوقت قبل از نماز عصر خلافت عطا کی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اعظم ہوئے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد مزار پر انوار پر دو سال مقیم رہا اور عین زندگی کی ہی طرح افادہ پایا۔ آپ رحمتہ

اللہ علیہ زہد و اتقا۔ اتباع سنت اور دفع بدعت میں مشہور تھے۔ شریعت اور طریقت میں استقامت کے مقام پر فائز تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نیک اور صالح درویش پوری جمعیت اور کامل طہارت کے ساتھ لنگر تیار کرتے اور سب کو برابر تقسیم فرماتے۔

ایک مرتبہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے علاقہ قحط سالی کا شکار ہو گیا تو منتظمین نے عرض کیا کہ یا حضرت جو غلہ سر دست موجود ہے چند دنوں میں ختم ہو جائے گا تو اس کے بعد خانقاہ کا کام کیسے چلے گا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے غلہ دان کے پاس لے چلو۔ وہاں پہنچ کر حکم دیا کہ غلہ دان کا منہ اوپر سے بند کر کے مٹی کا ردا چڑھا دو اور نیچے سے سوراخ کر کے غلہ نکالتے رہو اللہ تبارک و تعالیٰ برکت دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لنگر کا کام کئی ماہ تک چلتا رہا جس میں روزانہ ایک ہزار طالبین حق کے لئے کھانا تیار ہوتا تھا۔ جب نئی فصل بازار میں آگئی تو اس غلہ دان کا منہ کھولا گیا تو منتظمین یہ دیکھ کر حیران ہو گے کہ اس میں جتنا غلہ پہلے تھا اتنا ہی موجود ہے۔

نزہتہ الخواطر کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ہزار خلفا اور چار لاکھ مرید تھے۔ جن میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ العزیز اور حضرت حاجی محمد شریف متقی شاہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ نمایاں تھے۔ جب ۱۰۵۶ھ میں لاہور تشریف لائے تو ان کے ہمراہ تقریباً" ۱۲ ہزار مسلح مرید تھے جو اس منظر کو دیکھ کر حاسدون نے شاہ جہان کو خبر کر دی کہ کہیں یہ ملک پر قابض نہ ہو جائے لہذا بادشاہ نے اپنے مشیر نواب سعد اللہ خان کو حالات معلوم کرنے کے لئے سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا آپؒ نے اس کی کوئی تعظیم تکریم نہ کی بلکہ اس کو ترک دنیا کے متعلق چند ایک نصائح کئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونے کی ترغیب فرمائی۔ نواب مذکورہ نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ سید صاحب اپنے خدمت کے لئے چند ایک آدمی رکھ لیں یا پھر ملک کو خیر آباد کہہ

دیں۔ بادشاہ نے دوسری مرتبہ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت سید صاحب کی خدمت اقدس میں بھیجا مگر وہ قائل نہ کر سکا۔ حضرت سید صاحب نے فرمایا میں نے ان لوگوں کو جمع نہیں کیا بلکہ یہ لوگ خود بخود آئے ہیں اس لئے میں انہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب تم چلے جاؤ البتہ میں ملک چھوڑ جاؤں گا۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مریدین کے ہمراہ سفر مدینہ منورہ اختیار کیا۔

حضرت مولانا نے ناکام واپس ہو کر بادشاہ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس وقت اتفاقاً" شہزادہ عالمگیر دربار میں حاضر تھا اس نے سنا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو میں سید صاحب کو واپس لے آؤں۔ چنانچہ بادشاہ سے اجازت لے کر جب شہزادہ سید صاحب کے پاس پہنچا تو اس وقت پالکی میں سوار بمبئی کا عزم کئے ہوئے تھے اور ایک مجمع کثیر پالکی کے نیچے کندھا دیئے ہوئے لئے جا رہا تھا۔ شہزادہ بھی اسی میں شامل ہو گیا اور ابھی تقریباً" ۵۱ قدم ہی چلا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پالکی ٹھہرانے کا حکم دیا اور شہزادے سے ملاقات فرمائی۔ شہزادے نے واپسی کی التجا کی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو قبول فرمانے کی بجائے دعا دی کہ فقیر کی پالکی کو کندھا دیئے ہوئے جتنے قدم آپ چلے ہو اللہ تبارک و تعالیٰ ہر قدم کے بدلے ایک ایک سال کی حکومت تمام ہندوستان پر عنایت فرمائے گا۔ اس کے بعد منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پیشانی مبارک پر لفظ "اللہ" عیاں تھا اور جب اس کا ذکر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو اس پر بہت متغیر ہوئے اور اس کے اظہار سے منع فرمایا اور اسی وقت اپنا دست مبارک پیشانی پر پھیر دیا اور اس کے ظہور کو مخفی کر دیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ اور رفقاء نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی سب سے پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دی۔ اس وقت آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ عبداللہ نامی پانچ خلفاء تھے۔ روضہ اقدس کی جالی کے سامنے سب دست بستہ کھڑے ہوئے اور انتہائی عقیدت کے ساتھ درود و سلام کے پھول نچھاور کرنے

میں مصروف ہو گئے۔ اس اثنا میں روضہ اطہر کے اندر سے ایک خوش الحان آواز آئی "عبداللہ تمہیں اجازت ہے اندر چلے آو"۔ اور یہ آواز تین مرتبہ سنی گئی۔ چنانچہ ہر ایک باری باری روضہ اطہر کے دروازے پر پہنچا لیکن درواز بدستور بند رہا۔ حضرت سید عبداللہ کو ہائی المعروف بہ حاجی بہادر رحمتہ اللہ علیہ پیرو مرشد کے دائیں طرف کھڑے تھے تو جب آپ رحمتہ اللہ علیہ دروازے پر پہنچے تو دروازہ فورا" کھل گیا مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قدم روک لیا اور پیرو مرشد سے التجا کی کہ آپ بھی میرے ہمراہ اندر تشریف لے چلیں چنانچہ مرشد آگے آگے اور مرید پیچھے پیچھے روضہ اطہر کے اندر پہنچ گئے تو مرقد انور سے آواز آئی۔ جس کا روئے سخن پیرومرشد کی طرف تھا۔ مرحبا! یا ولدی!" افرین میرے فرزند اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بارہ نکال کر شیخ کو دست بوسی کی سعادت بخشی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو روحی بیعت و فیضان باطنی سرور دو عالم حضرت محمد مصطفے صلی اللہ والہ واصحابہ وسلم سے حاصل ہوئے اور خرقے خفی و جلی ۲۵ صادر ہوئے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ہزار خلفاء ہوئے ہیں جن میں مشہور حضرت سید عبداللہ کوہاٹی المعروف بہ حاجی بہادر، عبداللہ لاہوری حضرت عبداللہ کاشغر حضرت عبداللہ شاہجہان آبادی' حضرت عبداللہ فرخ آبادی' حضرت شیخ ابوالفتح' حضرت میر سید علیم اللہ، حضرت شیخ نور محمد انبالوی' حضرت شیخ عبدالخالق حضوری' حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری ' حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری' حضرت خواجہ یار محمد غزنوی ' حضرت مولانا محمد رنگی اور حضرت مولانا گل محمد ہنساری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۹ شوال ۱۰۵۳ ہجری بروز جمعرات بوقت بعد از نماز تہجد مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک جنت البقیع میں حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں واقع ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۵۴ سال ہوئی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخی وصال "فخر آدم حق" شیخ زمان آدم" میں مضمر ہے جس کی تشریح حسب ذیل ہے۔

فخر آدم ہادی حق

ف خ ر آ د م ہ ا د ی ح ق

۸۰ ۶۰۰ ۲۰۰ ۱ ۴ ۴۰ ۵ ۱ ۴ ۱۰ ۸ ۱۰۰

۱۰۵۳ = ۱۰۸ + ۲۰ + ۴۵ + ۸۸۰

شیخ زمان آدم

ش ی خ ز م ا ن آ د م

۳۰۰ ۱۰ ۶۰۰ ۷ ۴۰ ۱ ۵۰ ۱ ۴ ۴۰

۱۰۵۳ = ۴۵ + ۹۸ + ۹۱۰

حضرت حاجی محمد شریف متقی رضی اللہ عنہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت شاہ آباد میں ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ العزیز کے اعظم مخلصین اور اکمل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ عالم دوران اور فقیہ کامل تھے۔ صاحب تجمل وقار اور اہل فقر انکسار تھے۔ رضا توکل و تسلیم و اخلاص و تحمل میں اپنے جملہ اقران سے سابق القدام تھے اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں بے نظیر تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ جب سے ارشاد و خلافت پر متمکن ہوئے مخلوقات کی ہدائت اور درستی میں خاص رونق و زینت ہوئی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ محمد شریف میرے باغ کی رونق اور میری افتخار کے باعث ہیں۔ متقی کا لقب ایک حالت واقعہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے ملا تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے شیخ کے خاص اور محرم راز تھے بلکہ خلوت و جلوت سفر و حضر میں آپ کے سوا ان کا کوئی محرم راز نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ جس وقت حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ العزیز نے سفر حرمین شریفین اختیار فرمایا اس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کو ہی سلسلہ ہدایت و تلقین طالبین سپرد فرما کر اختیار فرمایا اور شیخ کی وفات کے وقت آپ

رحمتہ اللہ علیہ کے مشورہ سے دفن و کفن کا انتظام ہوا۔ اس کے بعد شیخ کی وصیت کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وطن مالوف کا قصد فرمایا اور طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت فرمائی اور بے شمار مخلوقات کو درجات عالیہ تک پہنچایا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۸۳ ہجری میں ہوا اور آپ کا مزار مبارک شاہ آباد میں مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

حضرت حاجی محمد عبداللہ سلطانپوری رضی اللہ عنہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہندوستان میں ہوئی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو خاندان چشت سے فیض باطنی حاصل تھا حضرت حاجی محمد شریف متقی شاہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے کامل و مکمل خلیفہ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے بھائی شیخ محمد سلطانپوری حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ العزیز کے خلیفہ تھے۔

منقول ہے کہ جب بادشاہ وقت نے بے دینوں کی محبت سے متاثر ہو کر کلمہ طیبہ کی بجائے اپنے نام کا کلمہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ جو خطاب مخدوم الملک و شیخ الاسلام میں ممتاز تھے۔ اسلامی غیرت کے جذبہ میں آکر اس کی سخت مخالفت کی اور فرمایا کہ یہ طریقہ جہنمیوں کا ہے اور کفر ہے اس بنا پر بادشاہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو ہندوستان سے نکل جانے کا حکم صادر فرمایا۔ شیخ مسجد میں تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے دوبارہ حکم دیا کہ یہ ملک میرا ہے۔ اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ حرمین شریف تشریف لے گئے کچھ عرصہ کے بعد حضرت سید آدم بنوری قدس سرۃ العزیز کی وفات کے بعد حب الوطنی کے باعث اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ ہندوستان واپس آگئے۔ اس وقت تک وہی بادشاہ حکمران تھا۔ کہتے ہیں کہ بحکم شاہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو کسی طریقہ سے زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تالیفات میں کشف الخمسہ و منہاج الدین و عفیفہ الانبیا مشہور ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال شریف ۱۰۰۶ ہجری میں سلطانپور میں ہوا اور وہیں آپؒ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ھو اللہ احد ۔ اللہ الصمد ۔ لم یلد ولم یولد ۔ ولم یکن لہ کفوا احد

تاجُ العارفین قُطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف بہ "باباجی"

بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب میں جالندھر ہوشیار پور شاہراہ پر ایک قصبہ شام چوراسی واقع ہے۔ یہ بستی بہت قدیم اور تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔ اس کی بنیاد مہاراجہ ہرش وردھن کے عہد میں رکھی گئی۔ جس کا دورِ حکومت (۶۰۷ء—۶۴۸ء) تک رہا۔ لیکن فی الحقیقت قصبہ شام چوراسی کی اصل وجہِ شہرت اس بنا پر ہے کہ یہ مقام تاجُ العارفین قُطبُ الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ "باباجی"۔ شامی صاحب کا مولود منشاء اور آخری آرامگاہ ہے۔

خاندان

حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد دیوان بوہڑہ مل بہل کھتری مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر (عہد ۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) کے دور فرمانروائی علاقہ ہوشیار پور کے کاردار مقرر تھے اور چوراسی گاؤں کا مالیہ وصول کر کے اُسے سرہند شریف کے سرکاری خزانہ میں جمع کروایا کرتے تھے۔ بدقسمتی سے دیوان صاحب کے اں کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی اور یہ غم انہیں برابر کھائے جاتا تھا۔ وہ

یا حی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

بَزَغَ الْحَبِيْبُ الْمُجْتَبیٰ
برگزیدہ محبوب کی روشنی
فِیْ سُحْمَةِ اللَّيْلِ الدُّجیٰ
کالی رات کی سیاہی میں چمکی!
كَالشَّمْسِ تُشْرِقُ فِي الضُّحیٰ
جس طرح آفتاب دن چڑھے چمکتا ہے
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

اکثر سنیاسیوں اور ہندو فقیروں سے دُعا کے طلبگار رہتے تھے۔ حُسنِ اتفاق سے ایک مرتبہ موصوف سرہند شریف مالیہ جمع کروانے گئے تو بغرض زیارت حضرت مُجدّد الف ثانیؒ کے آستانہ پر حاضر ہوئے اُس وقت حضرت مُجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں مشغول تھے۔ سرکار مجددؒ کے خادم نے دیوان صاحب سے کہا کہ آپ تشریف رکھیں اور انتظار کریں۔ چند ثانیے کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے حجرہ مُبارک سے باہر تشریف لے آئے اور دیوان سے بکمال شفقت ملے۔ دیوان صاحب اپنی دِلی مدعا بیان بھی نہ کر پائے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک سال بعد آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا۔ دیوان صاحب یہ سُن کر بہت خوش ہوئے، آپؒ کے خدام حیران تھے کہ حضرت صاحب تو بادشاہ وقت سے بھی یوں لطف و عنایت سے پیش نہیں آتے، لیکن یہ کیا کہ آپؒ خلافِ معمول ایک غیر مسلم سے یُوں ملاقی ہوئے اور اس پر خصوصی عنایت فرمائی۔ آپؒ کو بذریعہ کشف اپنے خادم کے وسوسے کا علم ہو گیا اور ارشاد فرمایا: اس بندے پر اللہ تعالیٰ کا ایک خاص کرم ہونے والا ہے اور اُس کے ہاں ایک مردِ کامل پیدا ہو گا۔

ولادت

اِس واقعہ کے ایک سال بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پیش گوئی کے عین مطابق دیوان صاحب کے ہاں بروز پیر ۲۹، رمضان المبارک ۱۰۲۸ ہجری مطابق ۳۰، اگست ۱۶۱۹ء کو بیٹا پیدا ہوا اُس

یا حبیبی　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا رسول اللہ

وَھُوَ الضِّیَاءُ الْمُسْتَضٰی

آپ ایسی روشنی ہیں جس سے سب چیزیں روشن ہوجائیں

وَبِنُوْرِہٖ سَطَعَ الْھُدٰی

آپ کے نور سے ہدایت نمودار ہوئی!

فِیْ صُبْحِ لَیْلِ الْبِلٰی

اور سیاہ رات کے بعد صبح کا نور پھیلا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

ساعت تمام گھر میں ایک روشنی نمودار ہوئی۔ جس سے گوشہ گوشہ منور ہوگیا۔ نومولود نے سارا دن اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا، البتہ شام کو افطاری کے وقت دودھ پیا۔ اس طرح آپ نے گویا پہلا روزہ رکھا۔ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے بچپن میں قوتِ گویائی عطا فرمائی تھی مگر میں نے کلام نہ کیا کہ مجھے جن یا بھوت سمجھ کر کہیں گزند نہ پہنچائیں۔ آپ کا ہندوانہ نام لالہ بھوپت رائے رکھا گیا۔ اُس وقت شام چوراسی میں مسلمانوں کی آبادی بہت قلیل تھی اور ہندوؤں کا بہت زور شور تھا۔

ابتدائی تعلیم

دیوان صاحب نے بیٹے کی تعلیم کے لئے ایک مسلمان اُستاد کی خدمات حاصل کیں۔ اس ذہین بچے نے سات سال کی عمر میں شیخ سعدیؒ کی گلستان ختم کر کے بوستان شروع کی۔ ایک روز دورانِ سبق جب آپ ان اشعار پر پہنچے ؎

خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

محال است سعدی کہ راہ صفا　　تواں یافت جز در پئے مصطفیٰ

تو آپ کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ آپ کا سکھ چین برہم ہوگیا اور کسی کام میں جی نہیں لگتا تھا۔ بالآخر آپ نے اپنے اُستاد سے کہا کہ مجھے دائرہ اسلام میں داخل کر کے راہِ صفا دکھا دیں آپ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی   یا نجوم

وَھُوَ الرَّسُوْلُ الْمُقْتَدٰی

آپ رسول ہیں جن کی پیروی فرض ہے

مِنْہُ الشَّفَاعَۃُ تُرْتَجٰی

آپ سے شفاعت کی امید ہے

بِجَمَالِہٖ خَمَدَ اللَّظٰی

آپ کے جمال سے آگ کا شعلہ سرد ہوا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کے اُستادِ محترم کچھ عرصہ تک ٹالتے رہے، مگر اِس ٹال مٹول سے آپؒ کے قلب کی کیفیت دِگرگوں ہونے لگی۔

قبولِ اسلام

قبولِ اسلام کے شوق نے جب آپؒ کو سخت بے چین کر دیا تو ایک رات خواب میں فخر الانبیاء رسالت مآب سرور کائنات رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپؒ کو بنفسِ نفیس کلمۂ طیبہ کی تلقین فرمائی۔ جب آپؒ نے اپنے استادِ محترم کو یہ خوشخبری سُنائی تو وہ انتہائی مسرور ہوئے اور آپؒ کو مُبارک دی اور پھر آپؒ کو حضرت سیّد عبدالوہابؒ[1] قادریؒ کے پاس لے گئے۔ جنہوں نے آپؒ کو کلمہ طیبہ پڑھایا اور دینِ اسلام کے ارکان کی تعلیم دی۔ آپؒ کا الہامی نام عبدالنبی رکھا گیا۔

جناب عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب پر ابتداء ہی سے کچھ ایسی کیفیت وارد ہوتی تھی جسے دیکھکر آپؒ کے اہلِ خاندان اور قصبہ کے دیگر لوگ حیران پریشان ہو جاتے تھے۔ آپؒ کو دینِ حق کی راہ سے ہٹانے کے لئے قبیلہ والوں نے آپ پر بہت سختیاں کیں۔ مگر آپؒ نے انہیں بخوشی برداشت کیا۔ لیکن راہِ حق سے ہرگز نہ ہٹے۔ جب آپؒ کے مسلمان ہونے کی خبر آپؒ کے خسر لالہ راماں مل کوہلی جو سری گوبند پور کے رہنے والے تھے تو انہوں نے اپنے داماد کو ترکِ اسلام

[1] آپ حضرت جان محمد حضوری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں اور آپ کا مزار مُبارک گڑھی شاہو لاہور میں واقع ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی ۔ یا قیوم

عَشِقَ الْاِلٰہ لِوَجْہِہٖ

آپ خداوند کریم کی ذات کے عاشق ہیں

اَلِہَ الْعُقُوْلُ لِدَرْکِہٖ

انسانی عقلیں آپ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں!

وَبِحُسْنِہٖ تَاہَ النُّہٰی

آپ کی خوبیوں کو دیکھ کر عقل متحیر ہوتی ہے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کی تاکید و نصیحت کی۔ آپ نے جواباً یہ دوہا لکھ بھیجا۔

تھالی بھن رکابی ستے چونکا بھن مسیت

آکھیں سوہرے رانے نوں ساڈی اللہ نال پریت

بیعت

ایک روز کسی بات پر خفا ہو کر آپ کے والد مارنے کے لئے اُٹھے، لیکن آپ بھاگ اُٹھے، گھر چھوڑا اور شام چوراسی کو خیر باد کہا۔ چلتے چلاتے سُلطان پور لودھی (ضلع کپور تھلہ) مشرقی پنجاب کے نواح میں پہنچے تھے کہ وہاں کے ایک مردِ کامل پیرِ طریقت حضرت حاجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (جو پالکی میں سوار شہر سے کہیں باہر جا رہے تھے) کو رُوحانی طور سے آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی، انہوں نے کہاروں کو پالکی ٹھہرانے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ "وہ ایک مردِ خدا آ رہا ہے" تھوڑی دیر بعد سامنے سے گرد اڑتی دکھائی دی اور چند ساعت بعد عبد النّبی صاحبؒ موجود تھے حاجی صاحبؒ پکارے کہ لو اللہ کا پیارا بندہ آ گیا ہے۔ آپ نے حاجی صاحبؒ کو سلام عرض کیا اور اُن کے ہمراہ سُلطان پور چلے آئے۔ سُلطان پور لودھی اُس زمانہ میں علومِ اسلامی کا ایک بڑا مرکز تھا۔ مسلم سلاطین کے عہد میں ایک بارونق شہر تھا۔ شہزادہ، داراشکوہ، اورنگ زیب عالمگیر اور دیگر کئی ایک مغل شہزادوں کی ابتدائی اسلامی تعلیم یہیں ہوئی تھی۔

یا نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم یا نجوم

نطق الحجر لکلامه

پتھر آپ کے کلام سن کر بول اٹھے

حن الشجر لغرامه

درخت آپ کے عشق میں فریاد کرتے ہیں

وبفقره جاء الغنی

آپ کی عزت کو دیکھ کر دولت آئی مگر آپ نے منظور نہ کی

صلوا علیه وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو !!

شیخ عبدالنبی صاحبؒ کا باطن تو پیدائش کے وقت سے ہی انوارِ الٰہی سے رُوشن تھا۔ لیکن علوم ظاہری کی تکمیل آپؒ نے حضرت حاجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ صحبت سے بہم پہنچائی حضرت حاجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہو گئے۔ حضرت حاجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ آپؒ پر خصوصی توجہ فرماتے اور بڑی محبّت اور شفقت سے پیش آتے تھے، لیکن آپ کو خرقۂ خلافت اپنے پیر بھائی قطب عالم حضرت حاجی سید محمدؒ طاہر عالم پوریؒ سے حاصل ہوا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپؒ کے پیر و مرشد حاجی محمد عبداللہ قطبُ الاقطاب حضرت سیّد آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، لیکن خرقۂ خلافت انہیں اپنے پیر بھائی غوثِ زمان حضرت حاجی محمد شریف مُتّقی شاہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ یاد رہے کہ حضرت سیّد آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست حضرت مُجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور آپؒ کے خلیفہ اول تھے۔

پیر و مرشد قطبِ عالم حضرت حاجی سیّد محمدؒ طاہر عالمپوریؒ کے اجمالی حالات

موصوف کا سادات کابل کے ایک معزز خاندان سے تعلق تھا آپؒ کے والد ماجد صاحب مرتبہ بزرگ تھے۔ اُن کا اسمِ گرامی سیّد عبدالرحمن تھا۔ پیشہ گھوڑوں کی سوداگری تھا۔ ایک بار کابل سے دہلی گئے اور ایک مجذوب کا شہرہ سُن کر اُسے ملنے گئے۔ وہ مجذوب ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا اور کسی پر مُلتفت نہ ہوتا تھا۔ مگر آپؒ کو دیکھتے ہی اس نے عارفانہ انداز میں گفتگو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی ۔ یا محبوب

وَلَهُ الوَصِيفُ بِمَدْحِهِ
شریف کرنے والا آپ کی مدح پر عاشق ہے

كَلَّ المَدِيحُ بِوَصْفِهِ
مدح آپ کے وصف سے عاجز ہیں !

وَبِشَوْقِهِ لَالَا المَلَا
آپ کا شوق تمام دنیا کے قلب میں چمکتا ہے

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو !!

کی اور فرمایا کہ بے ثبات دُنیا کے کس دھندے میں لگے ہوتے ہو۔ مجذوبانہ کیفیت کا اثر آپؒ کی طبع پر ایسا پڑا کہ آپؒ نے فوراً اپنا سارا مال و متاع فی سبیل اللہ غربا میں تقسیم کر دیا۔ آپؒ نے بارہ برس دہلی میں قیام فرمایا اور خدمتِ خلق میں مصروف رہے چنانچہ لوگوں کو پانی پلانے، مفت کپڑے دھونے اور خط بنانے کی خدمات انجام دیتے رہے۔

ایک روز آپؒ دہلی کے ایک دروازے پر بڑے اُداس کھڑے تھے کہ یکایک ایک درویش نے آپؒ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: یا شیخ! "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" اور فرمایا کہ آپ کرڑی شریف میں تشریف لے جاویں۔ وہاں ایک شخص شاہ محمد نامی طریقہ نقشبندیہ میں درجہ کمال رکھتا ہے آپ کا بہرۂ فیض اُن کے ہاں ہے۔ سیّد محمد طاہر عالمپوریؒ یہ خوشخبری سُن کر بہت خُوش ہوئے اور جانب مقصود روانہ ہوئے۔

جب آپ وہاں پہنچے تو وہی صورت درویش وہاں موجود تھے۔ جنہوں نے آپ کو کرڑی شریف پہنچنے کے لئے کہا تھا۔ اس کرامت کو دیکھ کر آپؒ کی ارادت، صدق و عقیدت میں تبدیل ہو گئی اور فوراً بیعت کے لئے درخواست کی جو کہ منظور ہو گئی۔ حضرت شاہ محمدؒ نے آپؒ کو حکم دیا کہ ہماری مسجد میں پانی کے گھڑے بھر بھر کر دریائے بیاس سے لا کر نمازیوں کے وضو کے واسطے پانی موجود رکھا کرو، لہٰذا آپؒ ہر روز اپنے سرِ مبارک پر ایک سو چالیس گھڑے پانی کے لایا کرتے تھے اسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حیی ‏ یا قیوم

رافع الرفیع منارہ

خداوند کریم کی بلند ذات نے آپ کے مینار کو بلند کیا

اعلی القدیر وقارہ

قدرت والے خدا نے آپ کے اعزاز کو اعلی بنایا

انا فتحنا والضحی

اور انا فتحنا اور والضحی کی سورتوں میں آپ کی توصیف ظاہر فرمائی

صلوا علیہ وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

طرح چھ سال گزارے۔ گھڑے اٹھاتے اٹھاتے آپؒ کے سر مبارک میں زخم ہو گئے اور کیڑے پڑ گئے۔ ایک دن اتفاق سے پاؤں پھسل گیا اور گھڑا گر کر ٹوٹ گیا اور سر مبارک سے ایک کیڑا بھی زمین پر گر پڑا۔ آپؒ نے فوراً اُسے اٹھا کر سر مبارک پر رکھ لیا اور فرمایا کہ میں تو بے وطن ہوں تو کیوں بے گھر ہو رہا ہے۔ گویا آپؒ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی سُنّت ادا کر دی۔ جب یہ معاملہ آپؒ کے پیر و مرشد کو معلوم ہوا تو آپؒ نے حضرت شیخ العالمؒ کے سر مبارک پر اپنا لعاب لگایا جس سے آپؒ کا سر مبارک فوراً ٹھیک ہو گیا اور فرمایا کہ اب آپؒ مجھے وضو کرایا کریں اور دریا سے پانی لانے کی ضرورت نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپؒ کو حکم ملا کہ اب آپؒ حضرت محمد شریف متقی شاہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے جائیں۔ جب آپؒ شاہ آباد کے قصد سے روانہ ہوئے۔ اتفاقاً راستہ میں سلطان پور سے گزر ہوا۔ اُن دنوں میں حضرت محمد شریف متقی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دستار خلافت و اجازت عطا فرما کر اپنا مجاز بنا کر سلطان پور میں بھیج دیا تھا، چنانچہ آپؒ نے باقی ماندہ رُوحانی تربیت حضرت حاجی عبداللہؒ سے حاصل کی اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حضرت حاجی عبداللہؒ بعد میں شاہ جہان کے زمانے (۱۶۲۷ء—۱۶۵۶ء) میں صدر الصدور کے عہدے پر متمکن ہوئے۔

حضرت قطب عالم حاجی سید محمد طاہرؒ جب حج سے واپس تشریف لائے تو شاہ عالم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

وَلَکُمْ بِہٖ مِنْ حُجَّۃٍ
تمہارے واسطے آپ کی ذات ایک دلیل ہے

کَا لنُّوْرِ جَالِیْ ظُلْمَۃٍ
جو روشنی سے تاریکی کو دور کرتی ہے

فِی الْمُبْتَدَاءِ وَالْمُنْتَھٰی
ابتداء میں بھی اور انتہا میں بھی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

(۱۷۰۷ء — ۱۷۱۲ء) نے آپ کا استقبال کیا اور آپؒ سے ”القارعتہ ما القارعہ“ کا مطلب پوچھا۔ آپؒ نے فرمایا کیا اس کا مطلب بیان کر دوں یا کہ مشاہدہ کرا دوں۔ بادشا بہت حیران ہوا، وہ جانتا تھا کہ آپ اُمّیؒ ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر مشاہدہ ہو جائے، تو مناسب ہوگا۔ چنانچہ آپؒ نے اس آیتِ کریمہ کا بادشاہ کو مشاہدہ کرا دیا اور وہ آپؒ کا بے حد معتقد ہو گیا۔

آپؒ کا وصال بروز منگل ۱۷، جمادی الاوّل ۱۱۱۹ھ مطابق ۵، اگست ۱۷۰۷ء کو عالمپور میں ہوا، وہیں آپؒ کا مزارِ مبارک ہے۔ آپؒ نے سن ہجری کے مطابق ۱۱۸ سال عمر پائی۔

قُطبِ عالم شیخ سیّد محمّد طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے تین روز قبل حضرت تاجُ العارفین کو کسی کام سے روانہ کر دیا تھا، کیونکہ آپؒ کو معلوم تھا کہ حضرت تاجُ العارفین صدمہ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ آپؒ نے وصال سے قبل ایک مرید سے پانی منگوایا اور اس پر دَم کرکے اُسے دیا کہ یہ شیخ عبدالنبی کو دے دینا۔ پھر ایک خادم کو اپنا عمامہ اور دوسرے کو کُرتہ دے کر تاکید کی کہ یہ شیخ عبدالنبی کی امانت ہیں، اُنہیں دے دی جائیں۔ اُس کے بعد آپؒ داصل بحق ہو گئے۔

حضرت عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ کو واپسی پر یہ امانتیں ملیں، لیکن مرشد کی جدائی سے آپؒ بہت ملول ہوئے۔ آپؒ نے مرشد کا دم کیا ہوا پانی علیحدگی میں جا کر پیا تو فوراً آپؒ پر نئے نئے اسرار و

یا تحی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

ملا الحشیٰ بمحبتہٖ
دل و جگر کو آپ کی محبت سے بھر دیا

فلق النوٰی بمودتہٖ
آپ کی محبت نے گٹھلی کو چیر دیا

وبلطفہٖ نلنا المنٰی
آپ کی مہربانی سے ہم نے مرادیں حاصل کیں

صلوا علیہ وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

رموزِ رُوحانی کھلنے لگے۔ دستارِ مبارک اور کرتے کی بابت حضرت سید حاجی محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائش کی۔ آپؒ نے دونوں چیزیں انہیں پیش کر دیں۔ لیکن شیخ موسیٰؒ وہ بارِ امانت نہ اُٹھا پائے۔ چنانچہ ہر دو تبرکات لوٹا دیئے گئے۔

مغل شہنشاہ شاہ عالم اوّل نے حضرت شیخ العالمؒ کو دہلی میں طلب کیا، لیکن بادشاہ کے اہلکار کے وہاں پہنچنے سے تین روز قبل اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔ چنانچہ اُن کی جگہ حاجی فیروز شاہؒ دہلی گئے اور بادشاہ سے ملاقات کی۔ آپؒ نے بادشاہ کو بہت سے نصائح فرمائیں اور اُسے رُوحانی توجّہ اور دعائیں دیں۔ دوسری بار جب آپؒ دہلی گئے تو آپؒ نے ایک نہایت مشکل فقہی مسئلہ کو حل فرمایا۔ جو کچھ عرصہ سے بادشاہ اور علماء کے مابین اختلاف باعث تھا۔ کئی علمائے حق کو آپؒ کے وسیلہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ بادشاہ نے خانقاہی مصارف وغیرہ کے لئے آپؒ کو جاگیر پیش کی۔ لیکن آپؒ نے قبول نہ کیا۔ جب بادشاہ نے اِصرار کیا تو آپ نے بدیں شرط قبول کیا کہ صاحبزادہ حضرت محمد موسیٰ، حضرت تاج العارفین و حضرت حاجی محمد اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نام جاگیر دے دی جائے اور اُس میں سے کچھ حصہ لے لیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا باقی — یا قیوم

شَقَّ الْقَمَرُ لِمَرَامِهٖ
آپ نے چاند کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے چاک کیا

جَاءَ الْمَلَکُ بِسَلَامِهٖ
فرشتے آپ کے سلام کو حاضر ہوئے

بِصَلٰوتِهٖ اُمِرَ الْوَرٰی
خلقت کو آپ کی ذات پر درود بھیجنے کا حکم ہوا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو !!

آپ کا فنافی الشیخ کا درجہ

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے تزکیہ نفس کی خاطر ریاضت و عبادت کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کو بھی مقدم رکھتے، چنانچہ آپ مساجد کے وضو خانوں میں پانی بھرتے اور کئی ایک مزدوروں کے کام میں مدد کر دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ عوام کی بہبود کے لئے کئی ایک ایسے جسمانی مشقت والے کام سر انجام دیتے کہ جن سے عالم اور پیر لوگ عموماً احتراز کرتے اور عار سمجھتے

حضرت تاج العارفینؒ ہمیشہ اپنے آپ کو فقیر ہی نہیں بلکہ حقیر لکھا کرتے تھے نقل ہے کہ آپ نے روحانیت کی ایک لاکھ چالیس ہزار منزلیں طے کر کے فنافی الشیخ کا درجہ حاصل کیا۔ اس ضمن میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "عین الفقر" میں رقم طراز ہیں کہ فقر کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ فقیر جب تک ان مقامات کو طے نہیں کر لیتا، فقر کا (روحانی) نظارہ نہ خود کر سکتا ہے نہ دوسروں کو دکھا سکتا ہے۔ اُسے فقیر کہنا ہی غلط ہے درحقیقت وہ فقیر نہیں، بلکہ صرف اپنے نفس کے لئے فقیر بنا ہوتا ہے نہ کہ خدا کے لئے اور جب فقیر ان تمام مقامات سے گزر کر عرش تک رسائی پاتا ہے تو اُسے افراد کی اور ان کے مراتب کی

یاحی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاقیوم

لِعُرُوجِہٖ نَزَلَ الْمَلَکُ

آپ کی قدر کو بلند ثابت کرنیکے واسطے فرشتے نازل ہوئے

لِقُدُومِہٖ رُفِعَ الْفَلَکُ

آپ کی تشریف لے جانے سے آسمان کا قدر بلند ہوا

قَدْ جَاءَ فِیہِ لَقَدْ رَاٰی

آپ کی شان میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے خدا کا دیدار کیا

صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ اصطلاحِ سلوک میں کامل فقیر اُسے کہتے ہیں کہ جو عرش و کرسی سے بھی گزر جاتا ہے۔ اُس کا مقام کسی کے فہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا، بلکہ وہ سرّ ہوتا ہے۔ عبد و معبود کے درمیان، جس کا کشف کسی بشر سے ممکن نہیں، مگر خدا تعالیٰ عالمِ مطلق ہے۔ جس پر چاہے۔ یہ راز ظاہر کر سکتا ہے۔

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اپنے مرشدِ اول سُلطان العارفین حضرت حاجی عبداللہ سُلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کیں۔ لیکن آپؒ نے زیادہ مدت عالمپور میں قطب عالم حضرت سیّد حاجی محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں بسر کی۔ آپؒ نے اپنے پیر و مُرشد کی جس طرح خدمت کی، اس کا صلہ یہ ملا کہ آپؒ کو اعلےٰ کمالاتِ باطنی حاصل ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر اپنے فضل و کرم سے علم و معرفت کے دروازے کھول دیئے تھے اور علمِ لدنی عطا فرمایا۔

حضرت عبداللہ کوہاٹی المعروف بہ حضرت حاجی بہادرؒ سے ملاقات

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں بیان فرماتے ہیں کہ :
ایک دفعہ قطبُ الاقطاب حضرت حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ لاہور تشریف لے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَبَعَ الْوَضُوْءُ بِرُكُوْتِهٖ

وضو کا پانی آپ کے کوزہ سے رواں ہوا

كَثُرَ الطَّعَامُ بِبَرَكَتِهٖ

آپ کی برکت سے کھانے کی مقدار زیادہ ہوگئی

وَبِكَفِّهٖ نَطَقَ الْحَصٰى

آپ کے دست مبارک میں کنکر گویا ہوئے

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

گئے اور متواتر پانچ ماہ وہاں پر قیام فرمایا۔ اِس عرصہ میں مقامی عوام وطلباء کو رُشد وہدایت کرنے میں آپؒ مصروف تھے۔ جس وقت آپؒ اپنے وطن واپس جانے کی تیاری کرنے لگے تو لاہور کے بلند پایۂ علماء اور عارفین جنہیں ظاہری اور باطنی علوم میں کمالِ دسترس تھی، سب یکجا ہو کر وفد کی صورت میں صاحبِ خزاینؒ سے ملے اور آپؒ سے عرض کیا کہ آپؒ مہربانی کر کے اِستفادہ کے لئے علم التصوّف وعلمِ لدُنی کے معارف وحقائق ایسی جامع ومختصر عبارت میں بیان کر دیں، جس طرح کہ " اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ "، کی سورۃ قرآن مجید میں مختصر اور جامع ہے، یہ سُن کر آپؒ نے خاموشی سادھ لی، تھوڑی دیر کے لئے سرِ مُبارک گریبان میں ڈالا اور سوچ میں پڑ گئے۔ اس کے بعد سرِ مبارک اُٹھایا اور پاکیزہ کلمات ارشاد فرمائے۔ جنہیں حاضرین نے قلم بند کر لئے:

"اِنْ نَظَرُ الْعَارِفِ بَعْدَ الظُّهُوْرِ عِلْمٍ لَدُنِّيِ الْاَصْلِيِّ عَلٰى وَجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اِلَى الذَّاتِ بِالْحُضُوْرِ فِيْهِ۔ اَلْحُضُوْرُ تَجَلُّوا الْمَحْضِ تَعَلُّقُ الْمُعَلَّمِ وَالثَّانِيْ اِلَى الصِّفَاتِ مَعَ الْكَمَالَاتِ وَمُقْتَضِيَاتُهُمَا يَتَعَلَّقُ الْمَعْلُوْمِ بِلَا كَيْفِيَّتِهٖ بِنَفْسِ حُضُوْرِ الْعِلْمِ وَعِلْمِ الْحُضُوْرِيْ وَبِكَيْفِيَّتِهٖ وَبِظُهُوْرِ عِلْمٍ

یا حیّ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

ذرفت العیون لوعظه

آنکھیں آپ کی وعظ سے گریاں ہوئیں

وجل القلوب بنصحه

دل آپ کی نصیحت سے خوف زدہ ہوئے

بدعائه ذهب العمیٰ

آپ کی دعا سے نابینائی دور ہوگئی

صلوا علیه وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

الحضوری فی مراتب علم الحصولی بالعرفان للعرفان

ترجمہ: عارف کی نظر صحیح علم لدّنی کے حاصل ہونے کے بعد دو چیزوں پر ٹھہر جاتی ہے۔ پہلی کیفیت تو اس کی یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اس کا دھیان حضوری کی کیفیت کے ساتھ جما رہتا ہے اور اُسے یہ حضوری محض اللہ تعالےٰ کے علم کی وجہ سے ہی حاصل ہو جاتی ہے یعنی مشاہدہ کے لئے علم سبب بن جاتا ہے اور عارف کی دوسری نظر اللہ تعالیٰ کی صفات و کمالات اور ان کے تقاضوں (یعنی صفات سے جو ظہور پذیر ہوتا ہے) پر جمی رہتی ہے اور یہ نظر صفات کے صرف علم کی وجہ سے ہی حاصل ہو جاتی ہے اور علم حضوری یعنی مشاہدات ربانی کے علم کا حصول بھی کسی علوم کی طرح درجہ بدرجہ ہوتا ہے، لیکن اس میں معرفت معرفت کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس میں کسب کا دخل نہیں ہوتا۔

میرے بھائیو! حق تعالیٰ جل جلالہٗ اپنے خاص دوستوں کو علم لدنی عطا کرتا ہے۔ اس وسیع علم کے مقابلہ میں علماء کے ظاہری کتابی علم کی حیثیت ایسی ہے جیسے سمندر کے مقابل میں قطرہ۔

پیر و مرشد کی پیش گوئی

ایک مرتبہ آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ بیٹا عبد الغنی مجھے اس روز خوشی ہوگی کہ جب تمہاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی — بامومن

وَاللہِ مَا اُحْصِیْ شَمْاَ
خدا کی قسم میں آپ کے خصائل سے بھری ہوئی عادات کو

بَلْ فَضْلِہٖ مِنْ رَبِّنَا
جو ہمارے رب نے آپ کو عطا کی ہیں شمار نہیں کر سکتا

فَھُوَ النَّبِیُّ الْمُرْتَضٰی
آپ خدا کے پسندیدہ نبی ہیں!

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

خانقاہ میں سے مجھے دھکے ملیں گے۔ آپؒ معروض ہوئے کہ یہ بات تصور میں بھی نہیں آسکتی۔ چند روز گزرے کہ موضع شام چوراسی میں شہزادہ معظم بیگ کا وُرُود ہوا اور وہ شیخ عبدالنبی کی درگاہ پر برائے ملاقات گیا۔ اسی دوران حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں پہنچے تو پہرہ داروں نے آپؒ کو معمولی فقیر سمجھ کر دھکے دے باہر کیا۔ آپ قصبہ کے باہر ندی کنارے ایک تکیہ میں فروکش ہوگئے اور شیخ عبدالنبی شامیؒ کو ایک آدمی کے ذریعہ اطلاع کرائی۔ حضرت شامیؒ اسی دم ننگے پاؤں چل پڑے۔ بڑی عزت و تکریم سے قطب عالم کو آستانہ پر لائے۔ شہزادہ اور دیگر اہلکاروں نے آپؒ کو تعظیم دی۔ حضرت شامیؒ کثیر دعاؤں سے نوازے گئے اور قطب عالم کی پیشگوئی بھی یوں پوری ہوگئی۔

آپؒ کے خلیفہ مولانا شہر یارؒ کی لاہور بدری

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لاتے تو اپنے خلیفہ حضرت مولانا شہر یارؒ کے پاس مسجد چینیاں والی میں قیام فرماتے۔ حضرت مولانا شہر یارؒ کو بادشاہ احمد شاہ ابدالی نے شہر بدر کر دیا تھا، کیونکہ حضرت شہر یارؒ نے اپنے شاگرد مولانا محمد صدیقؒ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "بیٹے! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ کون سا ظلم ہے جو ان حملہ آور پٹھانوں نے اہل لاہور پر روا نہیں رکھا۔ انہوں نے امن پسند شہریوں پر جبر و تشدد کی انتہا کر دی ہے۔ کئی مرتبہ بادشاہ سے فریاد

یا حی　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　یا قیوم

أنا كيف أمدح يا لثنا
اے حضرت محمد رسول اللہ! میں آپ کی توصیف
لك يا محمد إنما
کیونکر ادا کرسکوں
أنت الممجد يا لذى
آپ اپنی خیاء منی کے باعث نہایت بلند رتبہ پر فائز ہیں
صلوا عليه وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کی گئی، مگر اُس نے کوئی تدارک نہ کیا، نہ سپاہیوں کا ہاتھ روکا، نہ سرداروں کو سرزنش کی۔ اسلام ایسے بادشاہ کو عادل کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔" آپ کے یہ الفاظ سُن کر گرد و پیش کھڑے ہوئے لوگ تھرّا اُٹھے۔ احمد شاہ ابدالی نے آپؒ کو خاموش کرنا چاہا، مگر آپؒ نے سلسلۂ کلام جاری رکھا، آخر احمد شاہ ابدالی نے کہا! حضرت آپ کس کے بارے میں اور کس کے سامنے باتیں کر رہے ہیں؟ مولانا شہریارؒ نے فرمایا! میں خوب جانتا ہوں کہ میرا مخاطب احمد شاہ ابدالی ہے۔ احمد شاہ نے کہا۔ اس گفتگو کا انجام بھی آپؒ کو معلوم ہے تو مولانا نے فرمایا: ہاں شہادت یا جلا وطنی، مگر میں دونوں کے لئے تیار ہوں۔ لہٰذا آپؒ کو احمد شاہ ابدالی نے جلا وطن کر دیا اور مولانا نے ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور میں سکونت اختیار کرلی۔ یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے۔ مولانا محمد صدیقؒ نے مسجد وزیر خان میں نماز عید کے خطبہ کے دوران احمد شاہ ابدالی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے سُلطان العادل کہا تھا جس پر حضرت مولاناؒ نے احتجاج کیا اور ملک بدر ہوئے۔ یہ سب کچھ حضرت تاجُ العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت کا اثر تھا کہ حق بات کہہ دی جائے خواہ اس سے بادشاہ ہی کیوں نہ ناراض ہو۔

شادی مُبارک

آپؒ کی شادی موضع سری گوبند پور ضلع امرتسر (بھارت) میں ہوئی تھی۔ سسرال کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　یا رسول

وَلَقَدْ اُنَادِیْ یَا حَشَا

میں عشق کی شدت سے پکارتا ہوں کہ اے پارے دل و جگر

لِتَقَطُّعِیْ بِفِرَاقِ ذَا

دیکھو تم آنحضرت کے فراق میں کس طرح پارہ پارہ ہو رہے ہیں

فَلَطَالَ صَبْرِیْ فِی الْبَلَا

اس محنت اور مصیبت میں بہت صبر کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

تعلق بیدی کھتری قبیلہ سے تھا۔ جب دوبارہ آپؒ نے شام چوراسی سکونت اختیار کی تو اپنے بیوی بچوں کو لینے کے لئے سری گوبند پور تشریف لے گئے اور وہاں ایک مسجد میں قیام کیا۔ یہ مسجد دریائے بیاس کے راستہ میں واقع تھی۔ یہاں سے اہل ہنود کی عورتیں دریائے بیاس پر نہانے دھونے کے لئے گزرتی تھیں، کئی عورتوں نے آپؒ کو پہچان کر آپؒ کے سسرال کے ہاں خبر کر دی، نیز آپؒ نے بھی اپنی بیوی کو اپنی آمد کی اطلاع کر دی۔ وہ اپنے ماں باپ سے چوری آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میرے لئے کیا حکم ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنے کا ارادہ ہے تو مسلمان ہو جاؤ۔ رضا مند ہو گئی۔ دونوں بیٹے اور آپ کی زوجہ اپنے زیورات سمیت اگلے روز حاضر ہوئی تو آپؒ نے فرمایا کہ زیورات لانے کی ضرورت نہیں، والدین کے ہاں چھوڑ آؤ۔ جب آپؒ اپنی بیوی بمعہ بچوں کے ہمراہ دریا کے کنارے پہنچے تو اس وقت کوئی کشتی وہاں موجود نہ تھی۔ آپؒ ابھی انتظار کر رہے تھے کہ آپؒ کے سسرال والے بہت سے مسلح لوگوں کی معیت میں آتے دکھائی دیئے۔ آپؒ نے اپنا مصلا پانی پر بچھا دیا اور اس پر بیٹھ کر بمعہ بیوی بچوں دریائے بیاس عبور کر گئے۔ یہ کرامت دیکھ کر سب موجود لوگ ٹھٹک گئے اور ان میں سے اکثر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؒ بخیریت شام چوراسی پہنچے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَتَجَشَّمَتْ نَفْسِیْ کَمَا
میرے نفس نے ایسی تکلیف اٹھائی
یَتَجَشَّمُ حَجَرُ الرَّحیٰ
جیسی چکی کا پتھر اٹھاتا ہے
فِیْ هِجْرِ فَخْرِ الْاَنْبِیَا
فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

پیر و مرشد کے ساتھ ہمسفری

ایک مرتبہ شیخ عبدالنبی صاحبؒ کے پیر و مرشد شام چوراسی تشریف لائے اور فرمایا کہ ہمارا ارادہ ہندوستان کی طرف جانے کا ہے۔ آپؒ نے اس سفر میں معیّت کی سعادت حاصل کرنے کا اظہار کیا، چنانچہ دونوں بزرگ تبلیغ حق کے لئے روانہ ہو گئے اور یہ عرصہ تقریباً بارہ برس محیط رہا۔ اس تمام عرصہ میں آپؒ نے نہ تو بیوی بچوں کو یاد کیا اور نہ ہی آپؒ کو وطن سے جدائی کی پریشانی ہوئی، اس طرح آپؒ نے سنّت ابراہیمی بھی ادا کر دی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت ہاجرہؓ اور فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام سے عرصہ بارہ سال علیحدہ رہے۔

پورے بارہ سال کا عرصہ گزرنے پر واپسی ہوئی تو آپ بمعہ پیر و مرشد کے شام چوراسی پہنچے بارہ سال بعد خالی ہاتھ گھر آئے۔ اگر خود اکیلے ہوتے تو پڑھ کر سو جاتے، مگر ساتھ پیر و مرشد بھی تھے۔ ان کی خدمت و آسائش اور خاطر و مدارت کا فکر دامن گیر ہوا، اور جب آپؒ نے اپنا قدم مبارک گھر کی دہلیز پر رکھا تو اندر سے آپؒ کی بیوی صاحبہ فوراً تعظیم کے لئے کھڑی ہو گئیں اور چہرہ مبارک سے اندازہ کر گئیں کہ طبیعت میں ملال ہے۔ آخر کار زوجہ سے ذکر کیا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں اور ہمراہ پیر و مرشد ہیں۔ بیوی نے فوراً ایک روپیہ پیش کیا اور کہا جو چاہو حضرت کے واسطے لے آؤ۔ آپؒ نے پوچھا تمہارے پاس یہ روپیہ کہاں سے آیا۔ بیوی نے عرض

یا محیِ　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　یا قیوم

یَا رَھْطَ اٰلِ مُحَمَّدٍ
اے آل محمد کے گروہ!
یَا صَحْبَ صُحْبَۃِ اَحْمَدٍ
اور اے صحبت رسول علیہ السلام کے فیضیافتہ اصحاب
رُوْحِیْ وَنَفْسِیْ قَدْ فِدَا
میری جان اور میرا نفس سب آپ پر قربان ہے
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کیا کہ آپؒ نے اپنا سکہ پہچانا نہیں۔ یہ وہ روپیہ ہے جو آپؒ سفر پر جاتے وقت مجھے خرچ کے لئے دے گئے تھے۔ آپؒ اس پر بہت حیران ہوئے اور دل ہی دل میں بیوی کے ایثار پر بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ ایک پُرتکلف کھانا تیار کروایا اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؒ نے اپنی بیوی صاحبہ سے پوچھا کہ میرے بعد گزارہ کیسے چلتا رہا تو بیوی صاحبہ نے فرمایا کہ برخوردار عبدالواحد باہر سے لکڑیاں لے آیا کرتا تھا اور برخوردار عبدالحق گھاس لے آتا تھا۔ وہ بازار میں دو چار آنے کا فروخت ہو جاتا تھا۔ بس اس طرح ہم نے بارہ سال ختم کر دیئے۔ آپؒ یہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے پیر و مرشد سے بھی ان واقعات کا ذکر کیا۔ جس پر شیخ العالمؒ بہت خوش ہوئے اور بیوی صاحبہ کے لئے دُعا فرمائی اور ساتھ ہی حضرت تاج العارفین کے حق میں ترقی دولت و نعمت دین و دنیا کی دعا فرمائی۔

(۱) تذکار مقدس حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ

فخر الانبیاء رسالت مآب سرورِ کائنات رسول مقبول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؒ کو عالمِ رؤیا میں بنفسِ نفیس کلمہ طیبہ کی تلقین فرمائی اور آپ کے اُستاد مخدوم کو بھی خواب میں ارشاد فرمایا بلکہ تاکید فرمائی۔ اُس وقت آپؒ کی عمر مبارک سات سال تھی۔

تذکرۃ المشائخ قادریہ میں جناب محمد دین کلیم صاحب صفحہ ۱۸۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اخی — یا محبوب

فتحدثوا عن لوعتی

اے دوستو میرے سوزِ دل کی بابت

عند الحبیب احبتی

میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو

سکبت دموعی یا فتا

اے لوگو! میرے اشک رواں ہیں!

صلوا علیہ وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

ابوالفرح حضرت سید محمد فاضل الدین شاہ صاحبؒ قادری بٹالوی کے ایک مرید خلیفہ شیخ نصیر الحق تھے۔ ایک شخص شام چوراسی سے بٹالہ گیا ہوا تھا۔ شیخ نصیر الحق نے اُس سے دریافت کیا کہ کیوں بھئی عبدالنبی راضی ہے، اُس نے گویا آپؒ کے نام مُبارک کو بے ادبی سے ذکر کیا۔ اُسی رات جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کے پیر ابوالفرح حضرت سید محمدؒ فاضل الدین شاہ صاحبؒ قادری بٹالوی کی معرفت اُسی پر عتاب فرمایا کہ تاج العارفین اپنے وقت کے قُطب ہیں۔ اُن کا نام بے ادبی سے کیوں لیا گیا؟ جب یہ خبر شیخ نصیر الحق تک پہنچی تو انہوں نے اس امر کی معافی چاہنے کے واسطے شام چوراسی آنے کا قصد فرمایا مگر وہ ڈرتے تھے کہ میں اکیلا نہ جاؤں۔ میں اپنے پیر و مرشد کو اپنے ہمراہ رتھ میں سوار کرا کے شام چوراسی لے کر پہنچے اور جب تاج العارفینؒ کو اُن کے کی اطلاع ملی تو آپؒ نے ان کا خاص طور سے استقبال فرمایا اور ابوالفرح حضرت سید محمدؒ فاضل الدین شاہؒ سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور ساتھ ہی اُسی وقت یہ فرمایا کہ آپ حضرات نے کیوں تکلیف کی میں نے تو اُسی وقت معاف کر دیا تھا۔

(۲) حضرت خواجہ خضر علیہ السّلام کا واقعہ

آپؒ کے خادموں میں سے ایک خادم حضرت حافظ محمد مکمّل سنکوہی بھی تھے، جنہوں نے حضرت تاج العارفین کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت! خواجہ خضر علیہ السّلام کو بعض لوگ نبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاحی یاقیوم

ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ فَقِیْرُہٗ
آپ کے در کے گدا عبدالنبی نے
عَبْدُ النَّبِیِّ مُعَطِّرُہٗ
جو آپ کی آمیعت کی عطر جیسی خوشبو کا کثرت کیساتھ پھیلانیوالا ہے
فِیْ کُلِّ صُبْحٍ وَّالْمَسَاءِ
تمام صبح اور شام آپ پر درود بھیجنے میں صرف کیا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کہتے ہیں اور یہ کہ وہ قیامت تک زندہ رہیں گے اور بعضوں کا قول ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے

میرا دل چاہتا ہے کہ آپؒ کے طفیل اُن کی زیارت کروں۔ آپؒ نے فرمایا کہ اول تو یہ امر مقاصد میں سے نہیں، لیکن اگر اشتیاق زیارت حد درجہ ہے تو فلاں دُعا ایک ہفتہ تک ندی کے کنارے بیٹھ کر پڑھا کرو، ساتویں روز ملاقات ہو جائے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دورانِ ملاقات حضرت خضر علیہ السّلام نے حافظ صاحب سے فرمایا! کہ "حافظ تم نے ہماری زیارت کا شوق کیوں کیا! کیا تمہارا پیر ہم سے کم ہے"۔ حافظ صاحب یہ کلام سُن کر بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آئی تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت تاجُ العارفین کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت، خواجہ خضر علیہ السّلام کی زیارت ہوئی، لیکن وہ عام لباس میں تھے، اُن کی اصل ہئیت اور نورانیت کیا ہے۔ اُس سے میں محروم رہا۔ جواباً ارشاد کیا کہ تم اُن کو اُس حالت میں دیکھنے کی کہاں تاب رکھتے تھے، صورت مثال میں دیکھکر تو تم بے ہوش ہو گئے۔

حافظ صاحب موصوف نے حضرت شیخ عبدالنبیؒ کے مکتوبات شریف کی کتابت کی اور پھر کتابی شکل میں آپؒ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا اور اُسے "مجموعۃُ الاسرار" کے نام سے موسوم کیا۔

(۳) سلطان العارفین حضرت حاجی عبداللہ سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ محمد بٹالوی سلسلۂ اولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب قطب عالم حضرت حاجی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی　　　　　　　　　　　　　　یا رحیم

بَزَغَ الْحَبِیْبُ الْمُجْتَبٰی
برگزیدہ محبوب کی رونمائی

فِیْ سُحْمَۃِ اللَّیْلِ الدُّجٰی
رات کی سیاہی میں ہوئی!

کَالشَّمْسِ تُشْرِقُ فِی الضُّحٰی
جس طرح آفتاب دن چڑھے چمکتا ہے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

سیّد محمد طاہر عالمپوری رحمتہ اللہ علیہ اس دنیا فانی سے تشریف لے گئے تو آپ کے صاحبزادے حضرت محمد موسیٰ مہمانوں کی آمدورفت سے قرض دار ہو گئے تو صاحبزادہ نے حضرت تاج العارفینؒ کو ساتھ لے کر لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں عقیدتمندوں کے ہاں بطور مہمان رہے دورانِ سفر بہت فتوحات حاصل ہوئیں۔ جو مجموعی طور سے تین لاکھ روپے تھی۔ واپسی پر آپؒ نے تمام قرضداروں کا حساب بے باک کیا۔ اس واقعہ کا علم جب سلطان العارفین حضرت حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ کو ہوا۔ تو آپ نے حضرت تاج العارفینؒ کو ایک خط تحریر کیا اور فرمایا کہ دنیا اور اہل دُنیا کی طرف راغب نہیں ہونا چاہیئے۔ فقیروں کو اُمراء اور اہل ثروت کے دروازے پر نہیں جانا چاہیئے۔ آپؒ نے جواباً تحریر فرمایا کہ حضرت قبلہ بندگان سلامت! یہ فقیر اس معاملہ میں بے اختیار اور مجبور تھا کیونکہ خود جناب نے ہی اس خاکسار کی رسّی حضرت سید محمد موسیٰ قلندر کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ مجھ غریب کو وہ جس جس طرف کھینچتے رہے میں تعمیل کرتا رہا۔ حضرت سلطان پوریؒ جواب پڑھ کر بار بار الحمد اللہ، الحمد اللہ کہتے رہے اور فرمانے لگے کہ ایسا صاحب اعتقاد اور رُوحانی وارث ہماری جماعت میں موجود ہے۔ سبحان اللہ۔

(۴) قطبِ عالم حضرت حاجی سیّد محمد طاہر عالم پوری رحمتہ اللہ علیہ

ایک مرتبہ حضرت شیخ العالم نے حضرت تاج العارفین سے فرمایا: عبدالنبی سُنا ہے کہ شام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَهُوَ الضِّيَاءُ الْمُسْتَضٰى
آپ ایسی روشنی ہیں جس سے سب چیزیں روشن ہو گئیں

وَبِنُوْرِهٖ سَطَعَ الْهُدٰى
آپ کے نور سے ہدایت نمودار ہوئی!

فِيْ صُبْحِ لَيْلٍ الْيَلَا
اور سیاہ رات کے بعد صبح کا نور پھیلا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

چوراسی میں گاجریں بہت عمدہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ آپؒ دوسرے تیسرے روز گجریلا تیار کرا کے ہنڈیا اپنے سر مبارک پر رکھ کر وہاں سے پیدل ۴۵ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جایا کرتے تھے۔ ایک روز جا رہے تھے کہ راستہ میں بارش ہونے لگی اور ہنڈیا کی سیاہی روئے مبارک پر بہہ نکلی۔ درگہ مرشد پہ پہنچے تو رات ہو چکی تھی۔ شب بھر اُس حالت میں ہنڈیا سر پر اُٹھائے دروازے پر کھڑے رہے۔

صبح ہوئی تو مرشد نے بیٹا عبدالنبی کہہ کر آپؒ کو آواز دی "سرکار میں حاضر ہوں" حضرت شیخ نے آپؒ کا چہرہ مہرہ دیکھا تو فرمایا۔ اے لوگو! آج جو چاہے وہ میرے بیٹے کے سونے کے سہرے کو دیکھ لے" اور فوراً اُٹھ کر آپؒ کو سینے سے لگایا اور دُعا فرمائی "اللہ پاک تمہیں دین و دُنیا میں سرخرو فرمائے اور کرم خاص سے نوازے" اور ہاں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے آپؒ کو ایسا نوازا کہ ولی کامل کے درجہ پر فائز کیا اور علمِ لدنی سے مالا مال کر دیا۔

(۵) عالیجناب حضرت شاہ محمد غوث لاہوری بن حضرت سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب "اسرار طریقت" میں فرماتے ہیں کہ لاہور کی طرف دوآبہ میں بنام چوراسی نام ایک گاؤں میں میاں شیخ عبدالنبی نقشبندیہ میں ایک نومسلم بزرگ رہتے تھے، کسی تقریب سے لاہور میں تشریف لائے۔ میں بھی دوبار اُن کی زیارت کے لئے گیا۔ ہمیشہ شغل میں رہتے، بڑے

یاحی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاقیوم

وَهُوَ الرَّسُولُ الْمُقْتَدٰی

آپ رسول ہیں جن کی پیروی فرض ہے

مِنْهُ الشَّفَاعَةُ تُرْتَجٰی

آپ سے شفاعت کی امید ہے

بِجَمَالِهٖ خَمَدَ اللَّظٰی

آپ کے جمال سے آگ کا شعلہ سرد ہوا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

ہی کم گو اور مؤثر تھے، چنانچہ اکثروں کو اُن کے فیضِ صحبت سے اثر ہوا۔ ان کی مجلس میں بہت کم گفتگو ہوتی تھی۔ مراقبہ کے سوا کچھ کام ہی نہ تھا۔ مجھ کو خلوت میں اُن کی خاص صحبتیں میسر ہوئیں۔ ذات بحت کی نسبت توجہ کرتے تھے، چنانچہ وہ بیخودی اور بیرنگی کی نسبت غلبہ کرتی تھی، اس نسبت کی اور دیگر شغل اور مراتب ذکر کی اجازت فقیر کو دی۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وہ نسبت غالب رہی اور اس کے بعد کبھی کبھی غلبہ کرتی رہی۔

(۶) حضرت علامہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب "نزہۃ الخواطر" جلد ششم میں رقم طراز ہیں کہ شیخ عبد الغنی بہت بڑے عارف تھے، اپنے زمانے کے قوی النسبت بزرگ تھے۔ ان کی ولایت اور جلالتِ شان پر اُس زمانے کے لوگوں کا اتفاق ہے، سلسلہ احسنیہ نقشبندیہ کے مطابق انہیں مالکانِ طریقت کی تعلیم و تربیت میں کمال حاصل تھا۔ جلیل القدر رہنمائے طریقت تھے، اپنے مریدوں کو راہ سلوک کی منزلیں طے کرا کے اعلٰے مدارج پر پہنچا دیتے تھے، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن عبد الرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں اُن کا ایک مکتوب لطیف نقل کیا ہے، انہوں نے "فصوص الحکم" کی ایک شرح لکھی ہے۔ اگرچہ انہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا حی یا قیوم

عَشِقَ الْاِلٰـهُ لِوَجْهِهٖ
آپ خداوند کریم کی ذات کے عاشق ہیں

اَلِهَ الْعُقُوْلُ لِدَرْكِهٖ
انسانی عقلیں آپ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں!

وَبِحُسْنِهٖ تَاهَ النُّهٰى
آپ کی خوبیوں کو دیکھ کر عقل متحیر ہوتی ہے

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

نے علومِ عربیہ حاصل نہیں کئے تھے، لیکن اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُن پر علم و معرفت کے دروازے کھول دیئے تھے۔

(۷) حضرت وجیہ الدین اشرف لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

بحرِ زخّار میں رقم طراز ہیں کہ :

"شیخ عبدالنّبی ابتدا میں ہندو کھتّری تھے۔ جو شیخ عبدالوہاب قادریؒ کے دستِ حق پرست پر اسلام لائے۔ مُدتوں اُن کی صحبت میں رہے، فیض حاصل کیا۔ پھر انہوں نے شیخ عبداللہ سُلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تھاما، وہ شیخ حاجی محمد شریف مُتقی شاہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ جب شیخ عبداللہؒ نے حجاز کا سفر کیا یعنی حجاز تشریف لے گئے تو شیخ عبدالنبیؒ اُن کے خلیفہ حضرت شیخ سیّد مُحمّد طاہر عالمپوریؒ کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور اُن سے فیض پایا اور "شرح فصوص الحکم"، لکھی۔"

شیخ عبدالنّبی رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ سلوک اور تصوّف پر بہت سی کتابیں اور مکتوبات

یا نبی · بسم اللہ الرحمٰن الرحیم · یا رسول

نَطَقَ الْحَجَرُ لِكَلَامِهٖ
پتھر آپ کے کلام سن کر بول اُٹھے

حَنَّ الشَّجَرُ لِغَرَامِهٖ
درخت آپ کے عشق میں فریاد کرتے ہیں

وَبِفَقْرِهٖ جَاءَ الْغِنٰی
آپ کی غربت کو دیکھ کر دولت آئی مگر آپ نے منظور نہ فرمائی

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو !!

یادگار چھوڑے ہیں۔

(۸) حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اب تھوڑی روش طریقہ احسنیہ کی جو حضرت شیخ سید آدم بنوریؒ سے منسوب ہے۔ ذکر کرتا ہوں۔ اسی ضمن میں مکتوب شیخ عبد النبی شام پوری کا کہ جو اُس زمانے میں طریقہ احسنیہ کے مقتدا تھے اور سب اس طریقہ کے جمہور اس امر پر متفق ہیں کہ سالکوں کی تربیت میں اس طریقہ کی روش میں اُن کا قدم راسخ تھا۔ ایک عزیز صالح نے مکہ معظمہ میں ذکر کیا۔ یہ مکتوب شیخ عبد النبی کا ہے اور اُن کے نام کی بنا اس پر تھی ہم نے اُن کے پاس سے لکھ لیا۔"

(۹) حضرت سید علیم اللہ شاہ چشتی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب "مصفات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا نَجِيّ　　　يَا نُجُوْمُ

وَلِهَ الْوَصِيْفُ بِمَدْحِهٖ
تعریف کرنے والا آپ کی مدح پر عاشق ہے
كَلَّ الْمَدِيْحُ بِوَصْفِهٖ
مدح آپ کے وصف سے عاجز ہیں!
وَبِشَوْقِهٖ لَأْلَأَ الْمَلَا
آپ کا شوق تمام دنیا کے قلب میں چمکتا ہے
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!!

دو میں بعض لوگوں سے حضرت تاج العارفین کی تعریف سُن کر شام چوراسی حضرت کی خدمت میں بغرض بیعت پہنچا اس وقت دن تقریباً چار گھنٹے باقی تھا اور میں نمازِ عصر سے فارغ ہو کر حضرت کی خدمت میں بیٹھ گیا تو مغرب تک میں نے چھتیس کرامتیں دیکھیں اور آنحضرت نے مراقبہ فرما کر اِس خاکسار کے قلب پر توجہ فرمائی اور دستِ مبارک میرے قلب کی طرف لائے تو میرے حواس ظاہری بالکل معطل ہو گئے۔ اِتنے میں غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا۔ اُس نے آپؒ کا دستِ مُبارک میری طرف سے ہٹا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؒ نے مراقبہ سے سرِ مُبارک اُٹھایا اور فرمایا کہ سیّد صاحب آپؒ کا حصہ اہلِ چشت کے ہاں ہے۔ آپ میراں سیّد بھیک کڑھامی کی خدمت میں تشریف لے جائیں "

(۱۰) حضرت مولانا جان محمّد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

جب آپ کو علوم باطنی کی تحصیل کا شوق دامن گیر ہوا تو پہلے دہلی میں حضرت سیّد حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

رَافِعَ الرَّفِیْعُ مَنَارَہٗ

خداوندِ کریم کی بلند ذات نے آپ کے مینار کو بلند کیا

اَعْلَی الْقَدِیْرُ وَقَارَہٗ

قدرت والے خدا نے آپ کے اعزاز کو اعلیٰ بنایا

اِنَّا فَتَحْنَا وَالضُّحٰی

اور انا فتحنا اور والضحیٰ کی سورتوں میں آپ کی توصیف ظاہر فرمائی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

رسول نما رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور پھر جب آپؒ نے فرمایا کہ پنجاب میں ایک کامل قطب حضرت عبدالنبیؒ شام چوراسی میں ہیں اور آدھے قطب حضرت شیخ نجم الدینؒ موضع میانوال ضلع جالندھر میں ہیں۔ چنانچہ مولانا موصوف شام چوراسی پہنچے اور حضرت عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کا رُخ کیا۔ وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ جمع ہیں اور لنگر تقسیم ہو رہا ہے۔ یہ نفسِ نفیس حضرت کھانا خود تقسیم کر رہے تھے۔ حالانکہ اُس وقت آپؒ کی عمر شریف ۱۰۰ سال سے اُوپر تھی۔ یہ ماجرا دیکھ کر مولانا نے خیال کیا کہ اُن کو تو میں قُطب وقت سمجھ کر آیا تھا اور ہونا یوں چاہیئے تھا کہ آپ ذِکر اور شغل میں لگے ہوتے اور یہ ہیں کہ کھانا تقسیم کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت میں فخر کا مادہ موجود ہے۔ یونہی مولانا کے دِل میں یہ وسوسہ گزرا تو حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً فرمایا۔ مولوی صاحب ہم کو کوئی فخر یا بدلہ مقصود نہیں۔ ہم تو اِن سب کو اللہ تعالیٰ کے واسطے کھانا کھلا رہے ہیں۔ اس کو سُن کر مولوی صاحب کی طبیعت درست ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے اپنا ارادہ بیعت ہونے کا ظاہر کیا۔ آپ نے مراقبہ فرمایا اور بیعت اُن کی قبول فرمائی، بلکہ یہ بھی فرمایا کہ آپ کا خاص حِصّہ حضرت شیخ نجم الدین صاحبؒ ساکن میانوال کے ہاں معلوم ہوتا ہے۔ اُن کی خدمت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

وَلَكُمْ بِهٖ مِنْ حُجَّةٍ
ہمارے واسطے آپ کی ذات ایک دلیل ہے

كَالنُّوْرِ جَالِيْ ظُلْمَةٍ
جو روشنی سے تاریکی کو دور کرتی ہے

فِي الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهٰى
ابتداء میں بھی اور انتہا میں بھی

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

چلے جاؤ۔ اس جواب سے مولوی صاحب کو مایوسی ہوئی اور دل میں ارادہ کیا کہ اب کسی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اتفاق سے اسی روز حضرت شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ جالندھر تشریف لاتے ہیں، مولوی صاحب نے جب یہ سنا کہ آپؒ جالندھر تشریف لائے ہیں تو آپؒ حضرت نجم الدینؒ کی خدمتِ بابرکت میں پہنچے، مکان پر جا کر دستک دی۔ اس وقت حضرت شیخ نجم الدینؒ مراقبہ میں تھے، دستک سن کر ایک خادم نے فرمایا کہ باہر ایک مولوی ہے جان محمد اس کا نام ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ اس کو کہہ دو کہ ہم تو علومِ ظاہری سے فارغ التحصیل نہیں ہیں، دوسرے ہم آدھے پکے ہیں۔ ہمارے مرید تو اکثر دھوبی کنجڑے اور غریب لوگ ہوا کرتے ہیں۔ تم کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ بس خادم نے جا کر یہ پیغام پہنچایا، اور اُدھر حضرت شیخ نجم الدینؒ نے اسمِ ذات "اللہ" بلند آواز سے فرمایا۔ اسی وقت مولوی صاحب مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ کچھ دیر بعد طبیعت میں سکون آیا تو دل کے تمام شکوک و شبہات دور ہو چکے تھے۔ چنانچہ صدقِ دلی سے مرید ہوئے۔ جب بیعت سے فراغت ہوئی تو حضرت نجم الدینؒ نے فرمایا کہ مولانا آپ اس کے قابل تو نہ تھے کہ بیعت کیا جائے مگر کیا کریں، حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اوپر ترحم فرماتے ہیں اور سفارش کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملا الحشیٰ بمحبتہ

دل و جگر کو آپ کی محبت سے بھر دیا

فلق النوے بمودتہ

آپ کی محبت نے گٹھلی کو چیر دیا

وبلطفہ نلنا المنیٰ

آپ کی مہربانی سے ہم نے مرادیں حاصل کیں

صلوا علیہ وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

(۱۱) حضرت سید حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے مشہور کمالات میں سے ایک یہ کمال تھا کہ جو شخص آپ سے بیعت کرتا تو اسی شب اُسے فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہو جاتا۔ اسی لئے رسول نما مشہور ہوئے۔ ایک دفعہ ایک شخص کابل سے چل کر آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت مجھے آپ ان ظاہری آنکھوں سے سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیں تو آپ نے فرمایا کہ اس عاجز کی اتنی بساط نہیں۔ ہاں البتہ قصبہ شام چوراسی چلے جاؤ۔ وہاں حضرت تاج العارفین ہیں۔ اُن سے تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ وہ شخص آپ کے فرمانے کے مطابق شام چوراسی پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ صاحب حسبِ معمول گجریلے کی ہنڈیا سر پر اُٹھائے اپنے پیر و مرشد کی خدمتِ اقدس میں حاضری کے واسطے گئے ہوئے تھے۔ وہ شخص بھی آپ کے پیچھے روانہ ہوا۔ آپ اُس وقت عالمپور سے ہو کر شام چوراسی واپس تشریف لا رہے تھے۔ دونوں کی ملاقات موضع ہیجم کے متصل ہوئی۔ پس اُس شخص نے اپنا مقصد بیان کیا۔ آپ کو اُس کے لمبے سفر کرنے اور اُس کی طلب اور غلبہ شوق اور محبت پر رحم آیا۔ پس آپ نے وضو فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی سلام علیک

شق القمر لمرامہ
آپ نے چاند کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے چاک کیا

جاء الملک بسلامہ
فرشتے آپ کے سلام کو حاضر ہوئے

بصلوتہ امر الورٰی
خلقت کو آپ کی ذات پر درود بھیجنے کا حکم ہوا

صلوا علیہ وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!!

اُس کو بھی وضو کے واسطے کہا اور مراقبہ کے واسطے کہا چنانچہ وہ شخص حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت حسن رسول نما کا مزار مبارک پنچکویاں روڈ دہلی میں واقع ہے۔

(۱۲) ابوالفرح حضرت سید محمد فاضل الدین شاہ صاحب قادری بٹالوی

کتاب "شرائف غوثیہ" میں تحریر ہے کہ:

"حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ بٹالہ تشریف لے گئے، تو اس وقت حضرت سید فاضل الدین بٹالوی اپنے حلقہ نشینوں میں تشریف رکھتے تھے، فرمانے لگے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ایک صاحب تشریف لا رہے ہیں، اُن کے واسطے جگہ چھوڑ دو۔ حاضرین نے آگے پیچھے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا تو وہیں بیٹھے رہے۔ آپ نے تھوڑی دیر کے بعد پھر اسی طرح فرمایا۔ مگر حاضرین پھر ادھر اُدھر دیکھ کر بیٹھے رہے آخر کار آپ نے تیسری بار بہت سی تاکید سے فرمایا تو انہوں نے جگہ خالی چھوڑ دی مگر کوئی شخص آتا ہوا دکھائی نہ دیا۔ جس کے واسطے

یا حیی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

لِعُرُوجِہٖ نَزَلَ الْمَلَکْ

آپ کی قدر کو بلند ثابت کرنے کے واسطے فرشتے نازل ہوئے

لِقُدُوْمِہٖ رُفِعَ الْفَلَکْ

آپ کی تشریف لے جانے سے آسمان کا قدر بلند ہوا

قَدْ جَاءَ فِیْہِ لَقَدْ رَاٰی

آپ کی شان میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے خدا کا دیدار کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

یہ جگہ خالی کرائی گئی تھی، اسی اثناء اچانک تاج العارفین حضرت عبدالنبیؒ شامی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے، اُن کو دیکھ کر تب حاضرین مجلس کی سمجھ میں آیا کہ آپ ہی کی طرف اشارہ تھا۔"

(۱۳) حضرت مولانا غلام حسین ہوشیارپوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمدؐ عبدالسّلام ہوشیارپوری رحمۃ اللہ علیہ "تذکرہ خیر و برکت" میں تحریر فرماتے ہیں:

"کہ حضرت مولانا نے فارسی اور حساب کی تعلیم مکمّل کر کے امرتسر کے نواح میں ایک سکھ سردار کے ہاں ملازمت اختیار کر لی اور ہر چھ ماہ بعد گھر پر پارچات اور نقدی بھیجتے رہے۔ دورانِ ملازمت ایک دن اچانک منشی خانے کی چھت گر پڑی اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے آپ اس طرح محفوظ رہے، کہ چھت کی لکڑیاں آپ کے سامنے دیوار کے ساتھ کھڑی ہوگئیں۔ اسی حالتِ غنودگی میں حضرت شیخ عبدالنّبی شامیؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ غلام حسین اگر بچ گیا تو کیا کرے گا عرض کیا کہ دین کی خدمت کروں گا۔ اس کے بعد جب لوگوں نے ملبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَبَعَ الْوُضُوْءُ بِرُكْوَتِهٖ
وضو کا پانی آپ کے کوزہ سے رواں ہوا
كَثُرَ الطَّعَامُ بِبَرَكَتِهٖ
آپ کی برکت سے کھانے کی مقدار زیادہ ہوگئی
وَبِكَفِّهٖ نَطَقَ الْحَصٰى
آپ کے دست مبارک میں کنکر گویا ہوئے
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

اُٹھایا تو بفضلہٖ تعالیٰ حضرت بخیریت زندہ برآمد ہوئے۔ جب کہ ایک سکھ دربان مرا ہوا پایا گیا۔ غلام حسین نے ملازمت فی الفور ترک کی اور سواری کا گھوڑا فروخت کر دیا۔ جالندھر کے مضافات میں پہنچکر ممتاز علماءِ وقت سے علومِ شرعیہ کی تحصیل و تکمیل میں مشغول ہوئے اور درجۂ ولایت پر سرفراز ہوئے۔"

(۱۴) الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری مدظلہ العالی

حضرت تاج العارفین عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ کے "مجموعۃ الاسرار" کی بابت فرماتے ہیں کہ:

"آپ کے مکتوبات شریف کی اگر تشریح کی جائے تو ایک ایک مکتوب کی بڑی بڑی ضخیم کتابیں مرتب ہو جائیں اور اگر حضور کے کشف و کرامات کا تذکرہ کیا جائے تو شمار سے باہر ہیں۔ بندہ جو کہ قصبہ نند اپور میں سکونت پذیر تھا جو کہ حضور پُر نور حضرت تاج العارفین عبدالنبی شامیؒ کی نگری شام چوراسی سے تقریباً سات میل جانب شمال واقع ہے۔ حضرت

یا نبی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جانِ من

ذَرَفَ العُیُونُ لِوَعظِہٖ
آنکھیں آپ کی وعظ سے گریاں ہوئیں
وَجِلَ القُلُوبُ بِنُصحِہٖ
دل آپ کی نصیحت سے خوف زدہ ہوئے
بِدُعَائِہٖ ذَهَبَ العَمیٰ
آپ کی دعا سے نابینائی دور ہوگئی
صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی تجلیات کی روشنی سے فیض یاب ہو رہا ہے۔"

۱۵ پروفیسر جناب میاں مشتاق احمد بھٹی صاحب

جنہوں نے آپؒ کے مکتوبات شریف "مجموعۃُ الاسرار" کا اُردو ترجمہ عرصہ تیرہ ماہ میں مکمل کرکے اپنی علمی استعداد و قابلیت کا ایک عمدہ نمونہ پیش کیا ہے۔ "مجموعۃُ الاسرار" کے دیباچہ میں آنحضرتؒ کے حوالہ سے یوں رقمطراز ہیں کہ:

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کُشا، کار ساز

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی ویسی ہی زندگی بسر کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن بندوں کی زندگیاں سراپا تبلیغ دین ہوتی ہیں۔ برصغیر ہند میں اسلام کی روشنی انہی نفوسِ قدسیہ کی بدولت پھیلی، اسلام کا یہ صوفیانہ سلسلہ ایسا ہے جو اپنے قول و فعل سے اکثر و بیشتر دل کی توجّہ کو جذب کرتا ہے اور دل کے ذریعے دماغ پر اثر ڈالتا ہے۔ اِن لوگوں کی باتیں مرورِ ایام سے پُراسرار بن جاتی ہیں اور

یا حیّ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیّوم

وَاللہِ مَا اُحْصِیْ شَمَا
خدا کی قسم میں آپ کے فضائل سے بھری ہوئی عادات کو
یِلَ فَضْلِہٖ مِنْ رَبِّنَا
جو ہمارے رب نے آپ کو عطا کی ہیں شمار نہیں کر سکتا
فَھُوَ النَّبِیُّ الْمُرْتَضٰی
آپ خدا کے پسندیدہ نبی ہیں!
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

عام آدمی کی سمجھ سے ماورا ہونے کی وجہ سے خود وضاحت طلب بن جاتی ہیں، ان کے اقوال افعال کرامتیں بن جاتی ہیں۔ وہ لوگ جو صرف عقل و خرد کی رہنمائی کے عادی ہوتے ہیں نہ سمجھتے ہوئے اُن کا انکار کر دیتے ہیں، حالانکہ کسی شئے کے نہ سمجھنے سے اُن کا وجود کالعدم نہیں ہوتا۔ حضرت عبدالنّبی شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی اُنہی نفوسِ قدسیہ میں سے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کے نُور سے رُوشنی پائی اور اُس سے مستفیض ہو کر نہ صرف اپنے زمانے میں خلقِ خُدا کو اسلام کے نُور سے فیض یاب کیا، بلکہ آج بھی اُن کا فیض برابر جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشموں کا کیا کہنا۔ آذر بُت پرست کے گھر میں ابراہیم علیہ السّلام بُت شکن پیدا ہوتے ہیں اور حضرت نوح نجی اللہ علیہ السّلام کے ہاں نافرمان بیٹا جنم لیتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالنّبی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے علاقے کے ایک ہندو بُت پرست کاردار کے ہاں پیدا ہوئے، لیکن سلامتی طبع کی بدولت انہوں نے عہدِ طفولیت میں اسلام کی حقانیت کو قبول کر لیا۔ اُس دَور میں فارسی سرکاری زبان اور عربی علمی اور دینی زبان تھی۔ چنانچہ آپؒ نے مروجہ علوم کی تحصیل مسلمان علماء اور صوفیاء سے کی اور انہیں کی بدولت اسلام کی دولت سے فیض یاب ہوئے۔ آپؒ نے دینی مسائل کو ان کی سادہ پاکیزہ شکل میں سیکھا اور مدت الثمر علمائے عصر اور اولیائے زمانہ کی خدمت میں حاضر

یَاحَیُّ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یَاقَیُّوۡمُ

أَنَا کَیۡفَ أَمۡدَحُ بِالثَّنَا

اے حضرت محمد رسول اللہ! میں آپؐ کی توصیف

لَکَ یَا مُحَمَّدُ إِنَّمَا

کیونکر ادا کرسکوں

أَنۡتَ الۡمُمَجَّدُ بِالنَّدیٰ

آپؐ اپنی فیاضی کے باعث نہایت بلند رتبہ پر فائز ہیں

صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا

آپؐ پر درود اور سلام بھیجو!

رہے اور پھر تبلیغِ دین میں ہمہ تن مصروف اور مشغول ہوگئے۔

آپؒ کے بیشتر مکتوبات شریف تصوّف و الہامات کے بارے میں ہیں، جو مسائل حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ابھی سادہ تھے۔ صدیاں گُزر جانے کے بعد پیچیدہ اور مبہم ہوگئے تھے۔ مختلف قسم کی موشگافیوں کا سلسلہ لامتناہی ہو رہا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے سلوک کے رہ نوردوں کو عرفانِ حقیقت کی مختلف منزلیں طے کرنا سکھایا۔

آپؒ نے تصوّف کے مختلف مسائل کی تعلیم دی۔ ان مسائل میں زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات۔ جمال و جلال۔ شاہد و مشہود۔ غیب و حضور۔ نورِ ظلمت۔ وحدت الوجود۔ وحدت الشہود۔ جبر و قدر۔ تقلید و تحقیق۔ امر بالمعروف و نہی المنکر صحتِ جسمانی اور صحتِ رُوحانی وغیرہ ہیں۔

آپؒ کا مقام اور علمی قابلیت

آپؒ کا رُوحانی رابطہ نہ صرف رسولِ خدا احمدِ مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم سے براہِ راست تھا۔ بلکہ اللہ جلّ شانہٗ عمّ نوالہٗ سے بھی بذریعہ الہام تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس زمانہ کے نہ صرف علمائے دین، مشائخ، مفتی، بادشاہ وقت اور دوسرے اعلیٰ حکام آپؒ کی خدمتِ اقدّس میں حاضر ہو کر بیعت ہوتے اور اپنے اپنے مسائل حل کرواتے، بلکہ

یاحیی　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　یاقیوم

وَلَقَدْ أُنَادِیْ یَا حَشَا

میں عشق کی شدت سے پکارتا ہوں کہ اے میرے دل و جگر

لِتَقَطَّعِیْ بِفِرَاقِ ذَا

دیکھو تم آنحضرت کے فراق میں کس طرح پارہ پارہ ہو رہے ہیں

فَلَطَالَ صَبْرِیْ فِی الْبَلَا

اس محنت اور مصیبت میں بہت صبر کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

اُس وقت کے جلیل القدر اولیاء کرام آپؒ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ نیز خط و کتابت بھی کرتے۔ مثال کے طور پر اشرف الاخوان حضرت میاں مُحمّد اشرف قدّس سرہُ العزیز فرزندِ ارجمند عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی معصوم ربّانی حضرت خواجہ مُحمّد معصوم سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے متعدد بار آپؒ سے خط و کتابت کی۔ حالانکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آپؒ کے خاندان کو نہ صرف قیومیت عطا کی تھی، بلکہ تاقیامت قطبیت بھی عطا فرمائی۔ یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ حضرت تاج العارفین شیخ عبدالنّبی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مُحمّد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سات ہزار خلفاء میں سے تھے۔ اِسی طرح قطبُ الاقطاب حضرت سیّد مُحمّد آدم بنوری قدس سرّہٗ العزیز کے خلیفہ متقی و سیّدی حضرت سیّد علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپؒ سے رجوع کیا اور حضرت حاجی عبداللہ کوہاٹی المعروف حاجی بہادر قدّس سرّہُ العزیز کے فرزند مخدوم زادہ حضرت مُحمّد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپؒ سے رجوع کیا۔ حالانکہ اُن کا گھرانہ بہت بڑا پیر خانہ تھا۔

آپؒ کو دنیاوی علوم پر کامل عبور حاصل تھا۔ آپ نے اپنی حیاتِ طیّبہ میں نہ صرف قرآن پاک کا بغور مطالعہ فرمایا، بلکہ آپؒ نے اپنشد[1]۔ زبور۔ توریت اور انجیل مقدّس کا بھی

[1] دارا شکوہ نے "سرِ اکبر" میں "اپنشد" کو الہامی کتاب لکھا اور "کتاب مکنون" سے تعبیر کیا۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں سورۃ واقعہ آیت ۷۸ میں درج ہے۔

یَا حَيُّ ‏ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ‏ یَا قَیُّوْمُ

وَتَجَشَّمَتْ نَفْسِیْ کَمَا
میرے نفس نے ایسی تکلیف اٹھائی
یَتَجَشَّمُ حَجَرُ الرَّحیٰ
جیسی چکی کا پتھر اٹھاتا ہے
فِیْ ھِجْرِ فَخْرِ الْاَنْبِیَا
فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

بھرپور مطالعہ فرمایا۔ خاص و عام آپؒ کی خانقاہ پر حاضری دیتے اور اپنے اپنے مسائل حل کروا تے الغرض کوئی علمی مسئلہ ہو، خواہ علم فقہ، حدیث و علم تفسیر کا ہو یا پھر ہندومت کا ہو۔ آپؒ اسے نہایت سادہ اور عام فہم انداز سے حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپؒ عربی اور فارسی کے اعلیٰ پایہ کے شاعر بھی تھے۔ اس ضمن میں آپؒ کے مکتوبات شریف "مجموعۃ الاسرار" اور "درود شریف" منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آپؒ پر اپنے خاص فضل و کرم سے نہ صرف علم و معرفت کے دروازے کھول دیئے تھے بلکہ آپؒ کو علمِ لدنی سے بھی مالامال کر دیا تھا۔ آپؒ نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب "فصوص الحکم" پر بھی شرح تحریر فرمائی۔ جو وحدت الوجود کے بارے میں ہے۔ ایک فاضلانہ تشریح فرمائی۔

"وحدت الوجود سے مراد یہ ہے کہ کل کائنات اللہ سبحان تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے، نہ کہ بذاتِ خود اللہ ہے، بلکہ اس میں وحدت اس لئے پائی جاتی ہے کہ اس کا خالق ایک ہے، وحدت الوجود کے قائلین اپنے نظریہ کو ہمہ اوست و بعد ہمہ از اوست کی صورت پیش کرتے ہیں۔ آپؒ نے مسئلہ ہمہ اوست کی گمراہ کن تبلیغ کی پوری تردید فرمائی اور صحیح مفہوم اور صحیح عقیدے کی تعلیم دی کہ ہمارا مسلک اوست نہیں، بلکہ ہمہ از اوست ہے۔"

یا نبی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

یَا رَهْطَ آلِ مُحَمَّدٍ

اے آل محمد کے گروہ!

یَا صُحْبَ صُحْبَةِ اَحْمَدٍ

اور اے صحبت رسول علیہ السلام کے فیضیافتہ اصحاب

رُوْحِیْ وَنَفْسِیْ قَدْ فِدَا

میری جان اور میرا نفس سب آپ پر قربان ہے

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

یہ نہیں :

کیا مسجد کیا مندر میں جلوہ ہے وجہ اللہ کا

چل شہر میں سنکھ بجا جوگی چل شہر میں دھونی رچا جوگی

یعنی یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں خداوند قدوس کی ذات کے ہی پرتو ہیں، بلکہ یوں سمجھیئے کہ رضائے الٰہی کا مظہر مسجد ہے اور اس رضا، خوشنودی مولیٰ سے بُعد و حرمان کا نام ضلالت ہے جو کہ ناراضگی خداوندی کا سبب ہے اور جو مندر میں مقیّد ہوتی ہے۔

نقل ہے کہ حضرت علی احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپؒ سے ہندوؤں کے متبرک مقام ہردوار اور خانہ کعبہ کے بارے میں فرق دریافت کیا۔ جس کا آپؒ نے نو صفحات پر مدلّل اور مفصل جواب تحریر فرمایا۔ آپؒ نے قرآن مجید اور حدیث قدسی کی الفاظ کی قرابت، نور محمدیؐ، حدیث قدسی کی تحقیق، فنافی الشیخ کی تربیت، معروف و منکر میں فرق، حامد و محمود پر اظہار خیال احمد بلا میم، سالک کے قبض و بسط، لفظ اللہ کی تشریح، وعدہ الہامی اور وعدہ لوہی، مقام محمود اور مقام نصیرا کے مضامین پر تفصیل سے اظہار فرمایا ہے۔ حضرت محمد نافع پشاوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپؒ سے تسمیہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ جس کا آپؒ نے تفصیلی جواب دیا۔

جو تبرکاً یہاں نقل کیا جاتا ہے :

یا حی — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا قیوم

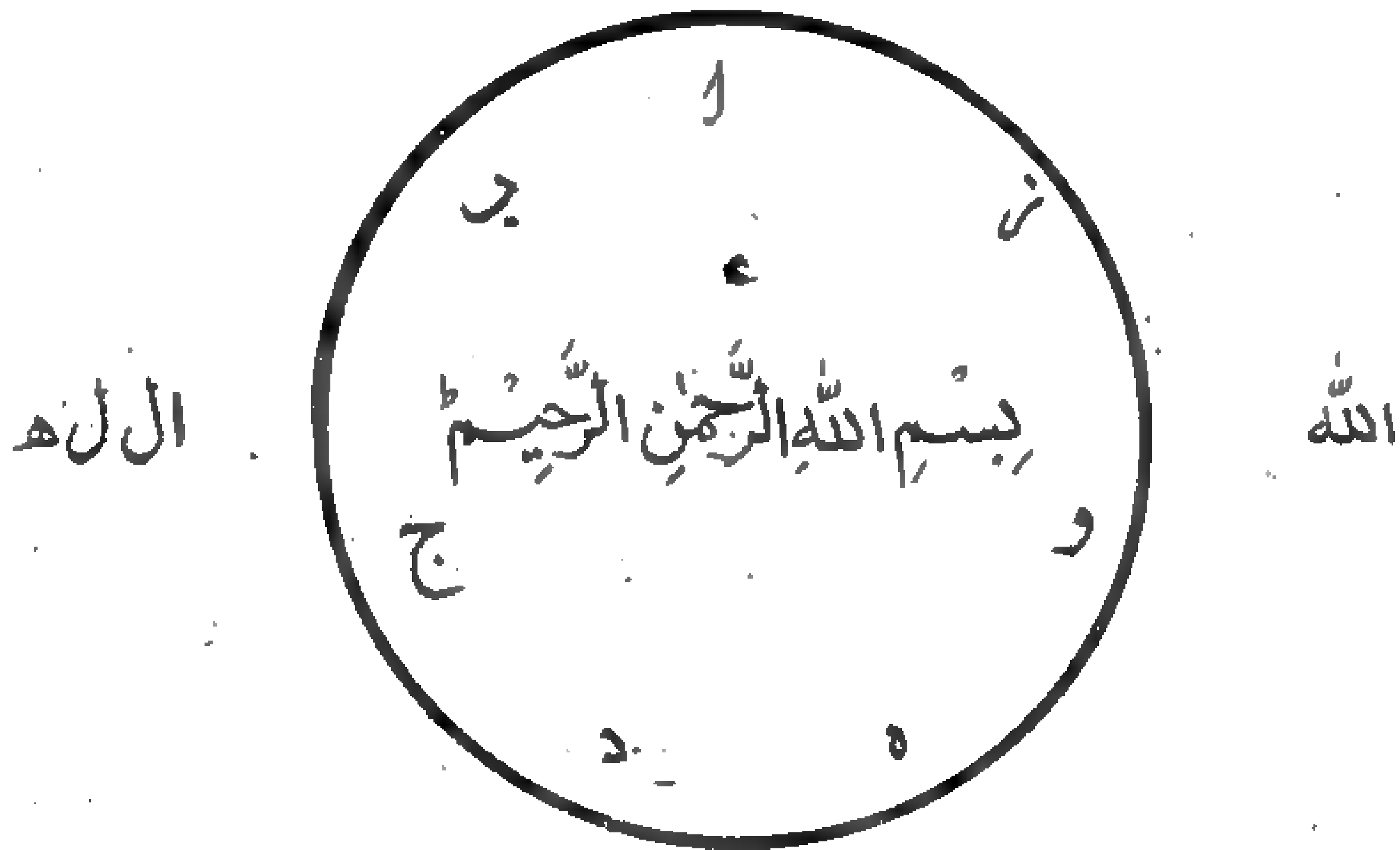
فَتَحَدَّثُوا عَنْ لَوْعَتِی
اے دوستو میرے سوز دل کی بابت

عِنْدَ الْحَبِیْبِ اَحِبَّتِی
میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو

سَکَبَتْ دُمُوْعِی یَا فَتَا
اے لوگو! میرے اشک رواں ہیں!

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔



(ا) چشمۂ اوّل میں جو لام کی طرف ہے، تین سو اسماء جو زبور میں درج ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) رحمٰن کے نام کے اسرار کتب انبیاء میں ایک ہزار ہیں اور ان کے علاوہ چار اور مذکور ہیں، جن میں ہمارے نبیؐ پر تسبیح کی گئی ہے۔

(ج) رحیم کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں۔ جن کی تسبیح ملائکہ کرتے رہتے ہیں اور ہر اسم کا تعلق ایک دوسرے کے خط سے معلوم ہو گا۔

یَا حَيُّ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یَا قَیُّوْمُ

ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ فَقِیْرُہٗ

آپ کے در کے گدا عبد النبی نے

عَبْدُ النَّبِیِّ مُعَطِّرُہٗ

جو آپ کی توصیف کی عطر جیسی خوشبو کا کثرت کیساتھ پھیلانے والا ہے

فِیْ کُلِّ صُبْحٍ وَّالْمَسٰی

تمام صبح اور شام آپ پر درود بھیجنے میں صرف کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

(د) چشمۂ ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ ان کا ذکر انجیل میں ہے اور اللہ کے نام میں چار انبیاء کا ذکر ہے۔ ہمارے نبی پر سلام و درود۔

(ہ) لامِ ثانی میں تین سو اسماء ہیں، کہ اُن کا ذکر توریت میں موجود ہے۔

(و) اور لامِ اوّل میں قرآن میں مذکور ۹۹ نام ہیں اور یہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔

(ز) لام کے ساتھ میم کے اتصال سے اسم اعظم ملاحظہ ہو کہ الف میں تمام اسماء جمع ہیں۔

اور جان لینا چاہیئے کہ اسم رحیم کے ایک ہزار اسرار بھی الف اور لام اوّل سے مندرج ہیں، کیونکہ اسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں اور اسم رحیم کے مراتب لام کے حقائق کا ظہور ہیں ------!

حضرت تاج العارفینؒ خوابوں کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السّلام کی طرح کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت فیض اللہ بیگ لاہوریؒ نے آپؒ کو تحریر کیا کہ:

"مراقبہ کی حالت میں ایک روز رسالت پناہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف توجّہ کئے ہوئے تھا کہ میرے دل نے یہ آواز سُنی کہ حضُور تشریف لاتے ہیں زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ شام پور اسی کی طرف سے کئی شعلے اُٹھے

یا حی   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   یا قیوم

بَزَغَ الْحَبِیْبُ الْمُجْتَبیٰ
برگزیدہ محبوب کی روشنی

فِیْ سُحْمَۃِ اللَّیْلِ الدُّجیٰ
کالی رات کی سیاہی میں چمکی!

کَالشَّمْسِ تُشْرِقُ فِی الضُّحیٰ
جس طرح آفتاب دن چڑھے چمکتا ہے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

اُسی وقت مجھے ایک باغیچہ نظر آیا، جو نور سے معمور تھا۔ اسی اثناء میں رسالت پناہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میری طرف تشریف لائے اور مجھ سے ملاقات کی اس کی تعبیر کریں۔ اس پر حضرت باباجی ؒ نے مکتوب نمبر ۱۰۱ میں تحریر کیا کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کا آغاز آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اعتقاد و خلوص کا کمال ہے؟ شاید کہ تیرے رَبّ کی رحمت تیری سچائی کے مطابق تجھ پر چھا جائے اور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کا سبب بن جائے اور اس طرح ظلمت کے مقام سے ترقّی، تجلّی کی نشان دہی کرتی ہے اور بزرگی کے مراتب کی طرف لے جاتی ہے اور شام چوراسی کی طرف شعلوں کا اُٹھنا اِس فقیر (باباجیؒ) کی نااہلی کے باوجود سلسلہ نقشبندیہ کے انوار کی بدولت ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اسرار کو پاک کرے۔"

حضرت باباجی رحمتہ اللہ علیہ کا رسالت پناہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے براہِ راست تعلق تھا۔ جیساکہ مندرجہ ذیل عرضداشت سے ظاہر ہوتا ہے:

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس کی تعریف کرتے

یَا نَبِیّ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یَا قَیُّوْمُ

وَهُوَ الضِّيَاءُ الْمُسْتَضِيْ

آپ ایسی روشنی ہیں۔ جس سے سب چیزیں روشن ہوجائیں

وَبِنُوْرِهٖ سَطَعَ الْهُدٰى

آپ کے نور سے ہدایت نمودار ہوئی!

فِيْ صُبْحِ لَيْلِ اَلْيَلَا

اور سیاہ رات کے بعد صبح کا نور پھیلا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

ہوتے۔ جس نے اپنا بھید[ا] انسان کی حقیقت کے ساتھ ظاہر کیا اور اس پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے جو اللہ کے نور سے ہے اور جس کے نور سے اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں کو پیدا کیا۔ اے لوگو! اس ذات پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ اے میرے اللہ اس ذات پر صلوٰۃ وسلام بھیج۔ اس کی بزرگی میں اضافہ کر اسے اپنی نعمتوں سے مالا مال کر، اسے برکتیں دے، جو عرب وعجم کا سب سے زیادہ سعادت مند ہے، امام کعبہ وحرم ہے، علم وحکمت کا منبع ہے، خلق واحسان اور سخاوت وکرم کی کان ہے جو عرش ولوح کا مظہر ہے، جو کلام قدیم کا ترجمان اور معلم ہے، جو ہمارا سید، ہمارا رہبر، ہمارا شفیع ہے، جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، صلوٰۃ وسلام ہو تم پر اے احمد، اے اللہ کے حبیب، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے حمید تم پر صلوٰۃ وسلام۔ اے اللہ کی دلیل تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کے برگزیدہ حامد تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کے دوست محمود، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اے اللہ کے رسول تم پر صلوٰۃ وسلام۔

ا؎ انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

باب ششم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — باب ششم

وَهُوَ الرَّسُوْلُ الْمُقْتَدٰى

آپ رسول ہیں جن کی پیروی فرض ہے

مِنْهُ الشَّفَاعَةُ تُرْتَجٰى

آپ سے شفاعت کی امید ہے

بِجَمَالِهٖ خَمَدَ اللَّظٰى

آپ کے جمال سے آگ کا شعلہ سرد ہوا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

اے مخلوق میں سے سب سے زیادہ فیاض، دنیا کے عطیہ میں سے مجھ پر مہربانی فرما، اس دنیائے حوادث میں تیرا وجود ہی کافی ہے۔ مجھ پر ٹوٹ پڑنے والے حوادث آپؐ پر اللہ کے عطا کردہ علم کی بدولت ظاہر ہیں، آپؐ کا یہ گناہگار غلام عبدالنبی جو جنّت کی آرزو میں مستغرق ہے، عاصی اور شکستہ پا ہے۔ آپؐ کے قدموں اور آپؐ کے روضۂ مبارک کی زیارت سے اب تک محروم ہے، جو سب سے زیادہ خسارہ پانے والا اور سب سے بڑا گناہگار ہے، وہ اپنے احوال کی عینِ حالت گناہ میں التماس والتجاء کرتا ہے، کیونکہ آپؐ کا علم سب سے زیادہ وسیع اور آپؐ کا خلق سب سے زیادہ بسیط ہے۔

میرا دینی بھائی نعمت اللہ المعروف بہ سلیمان اپنے کمال کے ذریعے زیارت حرمین الشریفین کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اُسے حرم شریف کی زیارت حاصل ہو جائے تو اُسے آپؐ کے کمال کرم سے اُمید ہے کہ اس کی نظر آپؐ کے لطف کریمانہ پر رہے تاکہ وہ اِن دونوں وسیلوں کے طفیل حرم کے جوار میں مقیم ہو اور وہاں قیام کرنے کے ثمرات سے بہرہ یاب

یا حی یا قیوم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشق الالٰہ لوجھہ

آپ خداوند کریم کی ذات کے عاشق ہیں

اِلہ العقول لدرکہ

انسانی عقلیں آپ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں!

وبحسنہ تاہ النھیٰ

آپ کی خوبیوں کو دیکھ کر عقل متحیر ہوتی ہے

صلوا علیہ وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

ہو اور اس سے زیادہ کی التجا سوئے ادب ہے"

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں مندرجہ بالا درود شریف سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں تحریر فرمایا۔ جس میں آپ نے تقریباً ۳۱ معجزات قلم بند کئے، جس سے آپ کی عربی زبان میں قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

آپ کا شاہجوراسی میں قیام

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کے تقریباً آخری چالیس سال شاہجوراسی میں گزارے اور مجاہدہ و مراقبہ اور عبادت میں مشغول رہے۔ ایک درسگاہ قائم کی جس میں متعدد علمائے کامل درس کی خدمت کے لئے حاضر ہوتے اور حافظوں کی تعداد عموماً چھوٹے بڑے ایک سو چالیس سے تجاوز تھی اور آپ کے لنگر خانہ سے عام حاضرین بھی کھانا کھاتے، جو معتقدین دُور دراز سے آتے، اُن سب کی خوراک کا بندوبست بھی آپ کے مطبخ سے ہوا کرتا تھا۔ اکثر اُن کی تعداد چار پانچ ہزار تک پہنچ جاتی تھی اور کھانے میں اللہ تعالیٰ اس قدر برکت ڈال دیتے کہ بعض اوقات اس کھانے سے مزید ہزار ڈیڑھ ہزار آدمی بھی سیر ہو جاتے۔ لوگ دُور دراز سے آتے، مرادیں مانگتے اور دنیوی اور دینی مقاصد کے حصول کے لئے آتے اور

یاحیّ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یاقیوم

نَطَقَ الْحَجَرُ لِکَلَامِہٖ

پتھر آپ کے کلام سن کر بول اٹھے

حَنَّ الشَّجَرُ لِغَرَامِہٖ

درخت آپ کے عشق میں فریاد کرتے ہیں

وَبِفَقْرِہٖ جَاءَ الْغِنٰی

آپ کی غربت کو دیکھ کر دولت آئی مگر آپ نے منظور نہ کی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!!

بامراد واپس لوٹتے۔ یہ زمانہ مغل بادشاہ بہادر شاہ اوّل (۱۷۰۷ء — ۱۷۱۲ء) کے عہد حکومت کا تھا۔ بادشاہ ایک مرتبہ خود بھی تاج العارفینؒ کی خدمت میں کمال عقیدت سے حاضر ہوا، اور آپؒ کی خدمت میں ایک لاکھ روپیہ اور ایک لعل گراں بطور نذرانہ پیش کیا۔ اُس زمانے میں صوبہ لاہور کا گورنر نواب عبدالصمد خان (۱۷۱۳ء — ۱۷۳۷ء) تھا۔ جو حضرت ناصر الدین خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھا، انتظام الدولہ، نواب جانی خان اور میر معین الملک عرف میر منو جو بالترتیب افواج پنجاب کے سپہ سالار اور حاکم پنجاب تھے۔ (۱۷۱۹ء — ۱۷۵۲ء) عنایت اللہ خان وزیر اور اُن کے علاوہ خانصاحب میر نعمت اللہ خان، خانصاحب اعز خان، میاں رستم خان اور مہربان خان جو کہ حکومت کے اعلےٰ اور اہم عہدوں پر فائز تھے۔ حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے۔

آپؒ کی عظمت اور بزرگی کا تذکرہ

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے موقعہ وصال پر آپؒ کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ نے مرثیہ مع تاریخ وصال مندرجہ ذیل الفاظ میں آپؒ کی شانِ اقدس میں تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلِهِ الْوَصِيفُ بِمَدْحِهِ
تعریف کرنے والا آپ کی مدح پر عاشق ہے
كَلَّ الْمَدِيحُ بِوَصْفِهِ
مدح آپ کے وصف سے عاجز ہیں!
وَبِشَوْقِهِ لَأْلَأُ الْمَلَا
آپ کا شوق تمام دنیا کے قلب میں چمکتا ہے
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!!

حضرت شیخ عبد النبیؒ کے وصال پر پہلا مرثیہ مع تاریخ وصال

(۱) افسوس! ہماری ظاہر بیں نگاہوں سے اولیاء کے چراغ کا نُور اوجھل ہوگیا۔

(۲) وہ سالکوں کے لئے شام افروز چاند اور صبح ہدایت کے آفتاب کی روشنی تھا۔

(۳) وہ ایسی محفل کی شمع تھا، جس کی شان میں آیا ہے کہ "وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہوکر مرتے نہیں"۔

(۴) اُس نے حریمِ خداوندی کا احرام باندھ کر دارِ بقا کا سفر اختیار کرلیا ہے۔

(۵) وہ اہل اللہ کا بادشاہ اور صوفیاء کی پناہ گاہ تھا، وہ نیک لوگوں کا پیشوا اور پاک لوگوں کا سرتاج تھا۔

(۶) وہ قدر و منزلت کا قبلہ اور مرکزِ اعتبار تھا۔ وہ عزّت کی شان اور عظمت و بزرگی کی جان تھا۔

(۷) وہ صاحبِ عرفاں، صدق کا نُور، دین کا رہنما، حق الیقین کا مالک اور ہدایت کا ماہِ کامل تھا۔

(۸) وہ ہدایت کا منبع اور رہنمائی کے سمندر کا ماخذ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

رَافِعَ الرَّفِيعُ مَنَارَهٗ

خداوند کریم کی بلند ذات نے آپ کے مینار کو بلند کیا

اَعْلَى الْقَدِيْرُ وَقَارَهٗ

قدرت والے خدا نے آپ کے اعزاز کو اعلیٰ بنایا

اِنَّا فَتَحْنَا وَالضُّحٰى

اور انا فتحنا اور والضحیٰ کی سورتوں میں آپ کی توصیف ظاہر فرمائی

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

(۹) وہ شخص، پیر و مرشد حضرت عبد النبیؐ تھا، جو اہلِ توحید و سلوک کے لئے مایۂ افتخار تھا۔

(۱۰) وہ آسمان کے مرتبہ والا ایسا برگزیدہ انسان تھا کہ مہر و ماہ بھی نور حاصل کرنے کے لیے اُس کی خاک سے التجا کرتے تھے۔

(۱۱) اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے اُس کی پاک رُوح پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرماتا رہ!

(۱۲) اُس کے مرقد سے دوستوں کے باغ میں ابرِ فیض سے پھول کھلاتا رہ!

(۱۳) افسوس! اُس کے دل افروز فیض کے سُورج کو گہن لگنے سے روشن صبح، شام کی طرح تیرہ و تار ہو گئی۔

(۱۴) دنیا دیکھنے میں تاریک ہو گئی۔ شمع کے بغیر اہلِ خانہ کے لئے اندھیرا چھا گیا۔

(۱۵) قضا کے شرربار قلم کے دھوئیں نے دِل کو جلا دیا اور اُسے زخم زخم کر دیا۔

(۱۶) موت کی آگ سے دل کباب ہو گیا۔ اس نے جہان کو انتہائی بلندی سے انتہائی پستی میں پھینک دیا۔

(۱۷) آنکھوں سے خون کے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا، جس نے رستے کے ہر پُل کو توڑ پھوڑ دیا

(۱۸) اِس جگر سوز اور ہولناک واقعہ کو دیکھکر آسمان حیرت زدہ ہو گیا۔

(۱۹) اُس عالی جناب کی تاریخِ وفات کے لئے جب دل نے سوچ بچار کی،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حیّ — یا قیّوم

وَلَکُمْ بِہٖ مِنْ حُجَّۃٍ

ہمارے واسطے آپ کی ذات ایک دلیل ہے

کَالنُّوْرِ جَالِیْ ظُلْمَۃٍ

جو روشنی سے تاریکی کو دور کرتی ہے

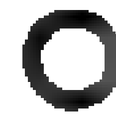
فِی الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَھٰی

ابتداء میں بھی اور انتہا میں بھی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

(۲۰) تو حُسنِ طلب کے آخر کی بدولت اُسے معلوم ہوا کہ آفتابِ ہدایت گہن میں آگیا۔



دوسرا مرثیہ مع تاریخ وصال

(۱) وہ باصفا اور علمِ لدنی (خداداد علم) کا مالک تھا۔ وہ عرفان کا سمندر اور خدا کے نُور کا مَظہر تھا۔

(۲) اُس کے وجُود سے دُنیا نے فیض پایا ہے اور آخرت بھی چمک اُٹھے گی۔

(۳) اُس نے لفظ اور معنی دونوں کی تحقیق کی۔ وہ نکتہ داں، دستگیر اور ہمارا پیر و مُرشد تھا۔

(۴) اے اہلِ ذہانت، اگر آپ ایک حرف بھی سمجھیں، تو ہر مصرع کے شروع میں اس کا نام آئے گا۔

(۵) میں اس عالی جناب کی پھر تعریف کرتا ہوں۔ وہ عالمِ ناسُوت (دنیا) اور عالمِ ملکُوت (عالمِ ارواح) کا ہُما (ایک مبارک پرندہ) تھا۔

(۶) اُس قُطبِ عالم اور غوثِ اعظم رہنما نے دو سانسوں میں عالمِ جبرُوت (اللہ کے مرتبہ صفات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نجی — یا قیوم

مَلَا الْحَشَیٰ بِمَحَبَّتِہٖ

دل و جگر کو آپ کی محبت سے بھر دیا

فَلَقَ النَّوٰے بِمَوَدَّتِہٖ

آپ کی محبت نے گٹھلی کو چیر دیا

وَبِلُطْفِہٖ نِلْنَا الْمُنٰی

آپ کی مہربانی سے ہم نے مرادیں حاصل کیں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

اور عالمِ لاہوت (اللہ کے مرتبۂ اسماء) کے مقامات کو طے کر لیا۔

۷ اُس نے امامت کے اندر خلافت کا مرتبہ پایا اور انبیاء کے مقامِ نبوت و ولایت سے بھی حصہ لیا۔

۸ وہ اولیاء اللہ کا سرتاج، نبوتِ احمدیؐ کے کمالات سے بہرہ ور ہوا۔

۹ وہ صدق و خلوص میں ابوبکرؓ، عدل و انصاف میں فاروقؓ، شرم و حیا میں عثمانؓ اور علم و فضل میں علی کرم اللہ وجہہ کی مثال تھا۔

۱۰ وہ اجتہاد میں ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ تھا اور فہمِ شریعت میں مالکؒ اور حنبلؒ تھا۔

۱۱ وہ حقیقت اور طریقت میں خاص الخاص تھا۔ وہ معرفت کے میدان میں خصوصی رہنما تھا۔

۱۲ اُس کی بدولت دل، رُوح اور سر روشن تھے۔ وہ چودھویں کا چاند "خفی" میں بھی خفی تھا۔

۱۳ جب وہ مہرِ عالم تاب اِس جہانِ فانی سے جہانِ باقی کو چلا گیا،

۱۴ تو دنیا میں اندھیرا چھا گیا اور ساتوں زمینیں اور نو کے نو آسمان تیرہ و تار ہو گئے۔

۱۵ جب میں نے عقل سے بڑے صدق و خلوص سے اس کی تاریخِ وصال پوچھی،

۱۶ تو ہاتف نے کہا کہ "بخشش"، "جود" (سخاوت)، "کرم"، "علم" (بردباری) اور "حیا" بے سروپا ہو گئے۔

یا حی　　　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　یا قیوم

شَقَّ الۡقَمَرُ لِمَرَامِہٖ

آپؐ نے چاند کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے چاک کیا

جَاءَ الۡمَلَکُ بِسَلَامِہٖ

فرشتے آپؐ کے سلام کو حاضر ہوئے

بِصَلٰوتِہٖ اُمِرَ الۡوَرٰی

خلقت کو آپؐ کی ذات پر درود بھیجنے کا حکم ہوا

صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا

آپؐ پر درود اور سلام بھیجو ! !

(۱۷) نور اُس کے روضہ کے گرداگرد قربان ہوگیا۔ خدا کرے کہ ہدایت کا نور اس کی دستگیری کرے۔

○

تشریح تاریخ ہائے وصال

پہلے مرثیہ میں حضرت شیخ عبدالنبیؒ کی تاریخِ وصال بحروف ابجد نکالی گئی ہے۔ چونکہ اکثر حضرات کو حروفِ ابجد کے اعداد سے آگاہی نہیں اور انہیں اس بات کا علم نہیں کہ عربی اور فارسی (اور ان کے تتبع میں اُردو) کے ہر حرف کے عدد مقرر ہیں، اس لئے بطورِ تعارف حروفِ ابجد کے اعداد بھی بیان کئے جاتے ہیں، تاکہ تاریخ کے سمجھنے میں سہولت رہے اور پوری طرح محظوظ ہُوا جا سکے۔

حُروفِ ابجد اور اُن کے اعداد :

ابجد				ہوز			حطی			کلمن				سعفص			
ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

یاحیُّ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یاقیومُ

لِعُرُوْجِہٖ نَزَلَ الْمَلَکْ

آپ کی قدر کو بلند ثابت کرنیکے واسطے فرشتے نازل ہوئے

لِقُدُوْمِہٖ رُفِعَ الْفَلَکْ

آپ کی تشریف لے جانے سے آسمان کا قدر بلند ہوا

قَدْ جَاءَ فِیْہِ لَقَدْ رَاٰی

آپ کی شان میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے خدا کا دیدار کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

ضظغ			ثخذ			قرشت			
غ	ظ	ض	ذ	خ	ث	ت	ش	ر	ق
۱۰۰۰	۹۰۰	۸۰۰	۷۰۰	۶۰۰	۵۰۰	۴۰۰	۳۰۰	۲۰۰	۱۰۰

پہلی تاریخ وصال منظوم فارسی:

یہ تاریخ مرثیہ کے آخری شعر

یافتہ از غایتِ حُسنِ طلب   منکشف گردید مہرِ اہتدا

(آفتابِ ہدایت کو گہن لگ گیا)

میں پوشیدہ ہے۔ "غایتِ حُسنِ طلب" کا مطلب اس ترکیب کے آخری حرف 'ب' کے عدد کو دوسرے مصرعہ "منکسف گردید مہرِ اہتدا" کے اعداد میں جمع کرنا ہے، جس سے تاریخ وصال نکلتی ہے، جو نہایت موزوں اور بامعنی ہے۔

تشریح:

اہتدا						مہر			گردید					منکسف				
ب	+	ا	د	ت	ہ	ا	ر	ہ	م	د	ی	د	ر	گ	ف	س	ک	ن	م
۲	+	۱	۴	۴۰۰	۵	۱	۲۰۰	۵	۴۰	۴	۱۰	۴	۲۰۰	۲۰	۸۰	۶۰	۲۰	۵۰	۴۰

(۲۵۰) + (۲۳۸) + (۲۴۵) + (۴۱۱) + ۲ = ۱۱۴۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبع الوضوء بركوته
وضو کا پانی آپ کے کوزہ سے رواں ہوا
كثر الطعام ببركته
آپ کی برکت سے کھانے کی مقدار زیادہ ہوگئی
وبكفه نطق الحصى
آپ کے دست مبارک میں کنکر گویا ہوئے
صلوا عليه وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

دوسری تاریخ وصال نثر میں:

دوسری تاریخ وصال نظم کی بجائے نثر میں "خلیفۂ عالی برحق" کی بامعنی ترکیب میں کہی گئی ہے۔ اس کی تشریح حسب ذیل ہے:۔

برحق	عالی	خلیفہ
ب ر ح ق	ع ا ل ی	خ ل ی ف ہ
۲ ۲۰۰ ۸ ۱۰۰	۷۰ ۱ ۳۰ ۱۰	۶۰۰ ۳۰ ۱۰ ۸۰ ۵
(۳۱۰) = ۱۱۴۶ھ	(۱۱۱) +	(۷۲۵) +

تیسری تاریخ وصال فارسی نظم میں:

دوسرے مرثیہ میں تاریخ وصال نہایت عمدہ اور مرموز پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ اس مرثیہ میں تاریخ وصال مرثیے کے آخری سے پہلے شعر ؎

گفت ہاتف بے سروپا می شدند　　بخشش وجود وکرم، حلم وحیا

میں پوشیدہ ہے۔ اس میں رمز یہ ہے، کہ 'بخشش'، 'جود'، 'کرم'، 'حلم اور 'حیا' کے الفاظ کو اگر "بے سروپا" کر دیا جائے، یعنی ان الفاظ کے پہلے اور آخری حرف کو کاٹ دیا جائے، تو باقی ماندہ حروف کے اعداد کے مجموعہ سے تاریخ وصال نکل آئے گی، تشریح حسب ذیل ہے:

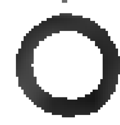
یا حی یا قیوم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذَرَفَ الْعُیُوْنُ لِوَعْظِہٖ
آنکھیں آپ کی وعظ سے گریاں ہوئیں
وَجِلَ الْقُلُوْبُ بِنُصْحِہٖ
دل آپ کی نصیحت سے خوف زدہ ہوئے
بِدُعَائِہٖ ذَھَبَ الْعَمٰی
آپ کی دعا سے نابینائی دور ہوگئی
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

حیا	حلم	کرم	جود	بخشش
حـ ی ا	حـ ل م	کـ ر م	جـ و د	ب خ ش ش
۱۰	۳۰	۲۰۰	۶	۳۰۰ ۶۰۰

۹۰۰ + ۶ + ۲۰۰ + ۳۰ + ۱۰ = ۱۱۴۶ھ

اس میں فن تاریخ کے علاوہ شعری خوبی یہ ہے کہ حضرتؒ کی وفات سے بخشش، جود، کرم، علم اور حیا کے سر اور پیر کٹ گئے، گویا حضرتؒ کے اُٹھنے سے یہ صفات بھی دنیا سے اُٹھ گئیں، اور لوگ ان کی برکتوں سے محروم ہو گئے۔



کرامات اولیاء اللہ

ہر زمانے میں انسانوں کا ایک گروہ رُوحانیت اور کرامات کا مُنکر پایا گیا ہے۔ اس کے برعکس ایک دوسرا گروہ ہے، جو اولیاء اللہ سے والہانہ عقیدت رکھتا ہے اور اُن سے

یا حی   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   یا قیوم

وَاللهِ مَا اُحْصِیْ شَمَا
خدا کی قسم میں آپ کے فضائل سے بھری ہوئی عادات کو
بَلْ فَضْلُهٗ مِنْ رَبِّنَا
جو ہمارے رب نے آپ کو عطا کی ہیں شمار نہیں کر سکتا
فَهُوَ النَّبِیُّ الْمُرْتَضٰی
آپ خدا کے پسندیدہ نبی ہیں!
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

ایسی باتیں منسوب کرتا ہے، جو انہیں کئی مقامات پر شرک کا مرتکب بنا دیتا ہے۔ حقیقت اس کے بین بین ہے۔ کراماتِ اولیاء اللہ حق ہے اور ہر زمانے میں ان کرامات کا صدور ہوتا رہا ہے۔ اللہ سبحان تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو اس دُنیا کی چیزوں پر تصرف بخشتا ہے اور اُن سے خوارق عادات ظہور میں آتے رہتے ہیں۔

کرامت وہ خرق عادت ہے جو کہ ایک وَلی کے ہاتھ سے ظاہر ہو اور جب خرقِ عادت کسی نبیؐ کے واسطہ سے ظہور پذیر ہو۔ اُسے معجزہ کہا جاتا ہے۔ حضرت علامہ شہاب الدینؒ نے وَلی کی مندرجہ ذیل چار نشانیاں بتلائی ہیں:

۱۔ جس کا ظاہر اصلاح پر مبنی ہو۔
۲۔ وہ کسی نبیؐ کا متبع ہو اور اُس کی شریعت کا پابند ہو۔
۳۔ اُس کا اعتقاد صحیح ہو۔
۴۔ اُس کے اعمال صالح ہوں۔

مندرجہ بالا اُمور کے ماسوا کوئی خرق عادت ظاہر ہو تو وہ استدراج ہے۔ کرامت نہیں۔ وَلی اللہ کا تصرف اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیئت سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے کہ اولیاء اللہ کا تصرف ہر وقت اُن کے اپنے اختیار سے ہوتا ہے، ایسا تصرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

أنا كيف أمدح بالثنا
اے حضرت محمد رسول اللہ! میں آپ کی توصیف
لك يا محمد إنما
کیونکر ادا کرسکوں
أنت الممجد بالذى
آپ اپنی نیا ضی کے باعث نہایت بلند رتبہ پر فائز ہیں
صلوا عليه وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کبھی الہام سے کبھی نیند سے کبھی اُن کی دُعا سے کبھی اُن کے فعل سے اور کبھی بغیر قصد اور شعور سے واقع ہوتا ہے۔ بے شک یہ سب اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

کرامات اولیاء اللہ بعد از ممات

جس طرح شہید شہادت کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ اسی طرح ولی اللہ کی وفات کے بعد اس کی کرامت منقطع نہیں ہوتی، بلکہ پہلے سے زیادہ اظہار اور قوی ہوتی ہے۔ علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں کہ عقلاً اولیاء اللہ کی کرامات قبل الموت سے اُن کی کرامات بعد از موت زیادہ ظاہر اور روشن ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ان کی رُوح موت کے بعد زیادہ لطیف اور نُورانی اور دنیا کی آلائشوں سے صاف ہو جاتی ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

أَرْوَاحُنَا أَجْسَادُنَا وَأَجْسَادُنَا أَرْوَاحُنَا۔

ترجمہ: ہمارے رُوح ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہمارے رُوح ہیں۔

اِن اولیاء اللہ میں بہت سے ایسے ہیں جو کہ اپنے احباب کی مدد فرماتے رہتے ہیں اور اُن کے دشمنوں کو مٹاتے رہتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ چاہے، اُن کی ہدایت بھی فرماتے رہتے ہیں، حضرت امام ابو حنیفہؒ سے کوئی ایسا قول ثابت نہیں ہے، جس سے نفی کرامت بعد الموت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی — یا محبوبؐ

وَلَقَدْ اُنَادِیْ یَا حَشَا

میں عشق کی شدت سے پکارتا ہوں کہ اے میرے دل و جگر

لِتَقَطَّعِیْ بِفِرَاقِ ذَا

دیکھو تم آنحضرتؐ کے فراق میں کس طرح پارہ پارہ ہوئے ہیں

فَلَطَالَ صَبْرِیْ فِی الْبَلَا

اس محنت اور مصیبت میں بہت صبر کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

ثابت ہو۔ اس کے علاوہ تینوں مذاہب یعنی شافعیہ۔ مالکیہ اور حنبلیہ کی کسی کتاب میں ایک حرف بھی ایسا ثابت نہیں ہوا جو کہ ان حضرات کی کرامات بعد الموت کی نفی کر سکے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وفات جب غسل دینے لگے تو آپ کے پہلو پر ایک سطر لکھی ہوئی نظر آئی۔

یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

ترجمہ: اے تسلی یافتہ روح اپنے ربّ کی طرف چل درآنحالیکہ تو راضی کی گئی ہے۔ پس میرے مقرّب بندہ کے گروہ میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

پھر دائیں ہاتھ پر یہ لکھا ہوا نظر آیا۔

اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ: اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

بائیں ہاتھ پر یہ عبارت نظر دیکھی گئی۔ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلاً۔

یا حی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

وَتَجَشَّمَتْ نَفْسِیْ کَمَا
میرے نفس نے ایسی تکلیف اٹھائی

یَتَجَشَّمُ حَجَرُ الرَّحیٰ
جیسی چکی کا پتھر اٹھاتا ہے

فِیْ ھِجْرِ فَخْرِ الْاَنْبِیَا
فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

ترجمہ: ہم نیکوکاروں کے اعمال کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔

آپ کے بطن مبارک پر لکھا ہوا پایا گیا۔

یُبَشِّرُھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَ رِضْوَانٌ وَّجَنّٰتٌ لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ۔

ترجمہ: اُن کو اپنا ربّ اپنی رحمت اور رضوان اور باغات عطا کرنے کی خوش خبری دے گا۔ اُن باغات میں اُن کے لئے ہمیشہ کے لئے نعمتیں ثابت ہوں گی"۔

جب آپؒ کو جنازہ پر رکھا تو ہاتف نے آواز بلند کر کے کہا۔

"اے اپنے لمبے قیام سے راتوں کو جاگنے والے زیادہ تہجد پڑھنے والے اور زیادہ روزے رکھنے والے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے بہشت عطا کی ہے"۔

جب قبر میں رکھے گئے تو ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔

"تیرے لئے جنّت کے باغ اور باغیچے اور جنّت کی نعمتیں ہیں"۔

حضرت علامہ امیر شیخ عبدالسلام مالکیؒ نے اپنی کتاب الجوہرہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"جب کرامت کا صدور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ولی کی حیات اور موت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا رَھْطَ اٰلِ مُحَمَّدٍ
اے آلِ محمد کے گروہ!
یَا صَحْبَ صُحْبَةِ اَحْمَدٍ
اور اے صحبت رسول علیہ السلام کے فیضیافتہ اصحاب
رُوْحِیْ وَنَفْسِیْ قَدْ فِدَا
میری جان اور میرا نفس سب آپ پر قربان ہے
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ ایک بات قابل غور ہے کہ اگر کسی شخص کا یہ خیال ہے کہ ولی اللہ مستقل طور پر جب چاہیں اور جیسے چاہیں، کرامت دکھانے پر قادر ہیں تو ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔"

سیّد شمس الدین حنفی اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ جس کسی کو کوئی حاجت پیش آجائے وہ میری قبر کے پاس آکر حاجت طلب کرے تو میں اس کی حاجت کو پورا کر دوں گا۔ مزید فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد مٹی میرے تصرف کے لئے باعث حجاب نہیں بن سکتی۔

حضرت امام حافظ عبدالعظیم رحمۃ اللہ علیہ منذری نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ:

"کہ ایک صحابی نے ایک قبر کے اوپر خیمہ نصب کیا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ایسے شخص کی قبر ہے جو کہ سورۃ ملک کی تلاوت کر رہا ہے۔ وہ صحابی تلاوت سناتا رہا، یہاں تک کہ سورۃ ختم ہوگئی۔ صحابی نے اپنا ماجرا حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ سورۂ ملک عذاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ

فَتَحَدَّثُوا عَنْ لَوْعَتِیْ

اے دوستو میرے سوز دل کی بابت

عِنْدَ الْحَبِیْبِ اَحِبَّتِیْ

میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو

سَکَبَتْ دُمُوْعِیْ یَا فَتَا

اے نوجوا میرے اشک رواں ہیں!

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

قبر سے نجات دینے والی ہے، حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد کہ اس شخص مذکور کی کرامت بعد الموت پر ایک واضح دلیل ہے۔"

کشفُ الصُّدور

روایت ہے کہ:

۱ ایک دفعہ حضرت تاجُ العارفین، حضرت مولوی جان محمدؒ کے ہاں جالندھر تشریف لے گئے۔ ایک نابینا حافظ آپؒ کی شہرت سُن کر کسی گاؤں سے جالندھر آپؒ کی زیارت کرنے کے لئے پہنچا اور دل میں خیال کر رہا تھا کہ اگر ہماری خبر نہ ہوئی تو ملاقات کا کیا فائدہ۔ آخر کار اُس نے دل میں یہ ٹھہرایا کہ حضرت نے مجھے اپنے پاس بٹھلا کر کھانا کھلایا اور میری اچھی طرح سے خاطر کی تو میں سمجھوں گا کہ آپؒ صاحب کمال ہیں۔ وہ دیہاتی پوچھتا پوچھتا آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؒ کے خدام اور حاضرین مجلس کی اُس وقت اتنی بڑی تعداد تھی کہ اس بے چارے کو اندر جانا بھی نصیب نہ ہوا اور دل میں افسوس کرنے لگا۔ حضرت تاجُ العارفین اُس وقت اندر تشریف رکھتے تھے۔ اُسی وقت آپؒ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور مراقب ہو گئے۔ حضرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ فَقِیْرُہٗ
آپ کے در کے گدا عبدالنبی نے
عَبْدُ النَّبِی مُعَطِّیْرُہٗ
جو آپ کی آمیت کی عطر جیسی خوشبو کا کثرت کیساتھ پھیلانیوالا ہے
فِیْ کُلِّ صُبْحٍ وَّالْمَسٰی
تمام صبح اور شام آپ پر درود بھیجنے میں صرف کیا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

مولوی جان محمدؒ صاحب نے اس معاملہ کو سمجھ لیا اور اُس نابینا کا ہاتھ پکڑ کر آگے لے آئے اور خود حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے شریک طعام بنا لیا۔ جس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے حضرتؒ کا خادم بن گیا۔

(۲) اس زمانے کے دو بڑے شاعر مُقبلؔ اور واقفؔ تھے۔ وہ دونوں حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شاہجوراسی پہنچے۔ اُس وقت آپؒ کی طبیعت ناساز تھی اور آپؒ زنان خانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ کو اُن دونوں کے آنے کی اطلاع کرائی گئی۔ آپؒ نے ملاقات سے معذوری کا اظہار کیا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہے، لکھ کر بھیج دیں۔ ان دونوں صاحبوں نے اپنے دِل میں یہ خیال کیا کہ حضرت بہت بوڑھے ہوگئے ہیں۔ اب تو آپؒ کی توجہؔ اور قوتِ جذب میں ضُعف آگیا ہوگا۔ اُنہوں نے ایک عریضہ لکھا۔ جس میں شوقِ ملاقات اور اپنی عقیدت اور بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ رقعہ مذکورہ جب آپؒ کے پاس پہنچا تو آپؒ نے اس کے پُشت پر تحریر فرمایا کہ اَب میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میرے اندر جذب اور توجہؔ کی قوت نہیں رہی، لہٰذا آپ صاحبان کسی دوسری جگہ تشریف لے جائیں اور کسی کامل صاحب جذبہ کی تلاش کرلیں۔ جب اِن کو یہ جواب ملا، تو

یا حی   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   یا قیوم

بَزَغَ الحَبِیْبُ المُجْتَبیٰ
برگزیدہ محبوب کی روشنی
فِی سُحْمَۃِ اللَّیْلِ الدُّجیٰ
کالی رات کی سیاہی میں چمکی!
کَالشَّمْسِ تُشْرِقُ فِی الضُّحیٰ
جس طرح آفتاب دن چڑھے چمکتا ہے
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

بہت شرمسار ہوئے اور کچھ عرصہ وہیں مقیم رہے اور جب آپؒ کی طبع درست ہوئی اور بیرون خانہ آمدورفت ہوئی تو یہ دونوں صاحب بصدقِ دل آپؒ سے بیعت ہوئے اور خادموں میں شامل ہو گئے۔

(۳) حضرت حافظ محمدؒ مکمل آپ کے خادموں میں سے تھے اور آپ کے والد بزرگوار نے حضرت تاج العارفین سے درخواست کی کہ اب حافظ صاحب کو رخصت عنایت فرمائی جاوے۔ لہٰذا حافظ صاحب اپنے گاؤں سکوہہ میں رہنے لگے مگر جذبہ عشق اور ارادتِ کامل کا اس قدر جوش تھا کہ کبھی کبھی آدھی رات کو اُٹھ کر شامچوراسی کا راستہ پکڑتے اور علی الصبح دریائے بیاس عبور کر کے شامچوراسی پہنچ جاتے رفتہ رفتہ آپکا یہ سفر اس قدر جلدی طے ہونے لگا کہ آپ عشاء کی نماز سکوہہ میں پڑھتے اور صبح کی نماز حضرت تاج العارفینؒ کے ساتھ پڑھ کر واپس روانہ ہو جاتے۔ ایک دن آپ کے والد محترم کو معلوم ہوا تو وہ بھی خفیہ طور پر حافظ صاحب کے پیچھے ہو لئے اور تیزی کے ساتھ دریائے بیاس کے کنارے پر پہنچے، حافظ صاحب تو بالکل خشک قدم دریا عبور کر گئے۔ مگر اُن کے والد محترم کھڑے ہو کر دیکھنے لگے ساری رات وہاں منتظر رہے۔ حافظ صاحب نے حسب معمول صبح کی نماز سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی جانِ قوم

وَهُوَ الضِّيَاءُ الْمُسْتَضِيْ

آپ ایسی روشنی ہیں جس سے سب چیزیں روشن ہوجائیں

وَبِنُوْرِهٖ سَطَعَ الْهُدٰى

آپ کے نور سے ہدایت نمودار ہوئی!

فِيْ صُبْحِ لَيْلٍ الْيَلَا

اور سیاہ رات کے بعد صبح کا نور پھیلا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

فراغت پائی تو حضرت تاج العارفینؒ نے فرمایا کہ حافظ صاحب جلدی اپنا راستہ لو، آپ کے والد دریا کے کنارے کھڑے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

(۴) ایک دفعہ ایک ہندو جوگی حضرت مولوی جان محمدؒ کی موجودگی میں مسلمان فقیروں کا لباس پہن کر حاضر خدمت ہوا راستے میں یہ خیال کیا کہ دیکھیں یہ میری عزت وتکریم مسلمان فقیروں جیسی کرتے ہیں یا نہیں، اگر مسلمان فقیروں کی سی عزت سے پیش آئے تو سمجھونگا کہ بس خالی ہیں، اور اُن کو میرے ہندو ہونے کا پتہ بھی نہ لگے گا۔ چنانچہ جب وہ سامنے گیا تو آپؒ سیدھے اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور گلے لگا کر ملے، بیٹھ گئے تو وہ ہندو فقیر دِل ہی دل میں ہنسا کہ آپؒ اس کے دھوکے میں آگئے ہیں۔ اس قسم کے خطرات دل میں گزر ہی رہے تھے کہ فوراً حضرت تاج العارفینؒ نے مولوی جان محمدؒ کو مخاطب ہو کر فرمایا، مولوی صاحب ہم نے تو فقیرانہ لباس کی تعظیم کی ہے نہ کہ اِس ہندو جوگی کی، اس پر وہ ہندو جوگی بہت پشیمان ہوا اور اُس نے اُسی وقت حضرت تاج العارفینؒ کے دستِ مبارک پر اِسلام قبول کیا اور آپؒ کے خادموں میں شامل ہوگیا۔

(۵) ایک فقیر جو اپنے آپ کو صاحب تصرف و جذبہ ظاہر کرتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ

یا حی   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   یا قیوم

وَهُوَ الرَّسُولُ الْمُقْتَدٰى

آپ رسول ہیں جن کی پیروی فرض ہے

مِنْهُ الشَّفَاعَةُ تُرْتَجٰى

آپ سے شفاعت کی امید ہے

بِجَمَالِهٖ خَمَدَ اللَّظٰى

آپ کے جمال سے آگ کا شعلہ سرد ہوا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

جب کبھی وہ اولیاء اللہ سے ملتا تو بہت خوش ہوتا اور معانقہ کرتا اور اُن کی نسبت سلب کر لیتا یعنی اُن کا ذوقِ شوق عبادت جذب کر لیتا تھا۔ وہ اِسی طرح ۷۲ اشخاص کے احوال کو سلب کئے ہوئے تھا۔ ایک دن اُس کو یہ خیال ہوا کہ آج حضرت تاج العارفینؒ سے بھی یہی سلوک کروں، کیونکہ آجکل اُن کی شہرت بہت سُنی جا رہی ہے۔ لہٰذا وہ شخص جب آپؒ کے سامنے آیا تو آپؒ نے فوراً ہی اس کی نیت کو بھانپ لیا اور آپؒ نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے ہی اُس کی نسبت سلب کر لی اور دو سال تک وہ ذلیل و خوار پھرتا رہا۔ آخر کار آپؒ ہی کے دَر پر بیٹھ گیا۔ حضرت تاج العارفینؒ کو ایک دن اُس پر رحم آگیا اور اُس پر نظرِ کرم عنایت فرمائی، اور اس کو صاحب کشف و مواجعہ بنا دیا۔

(۶) ایک دفعہ آپؒ کی مجلس میں دو پوتی آئے اور آپس میں باتیں کرتے تھے، کہ آپؒ کی شہرت تو بہت ہے اور دوسرے نے کہا کہ شہرت کیا ہے۔ مزہ تو جب آئیگا۔ اگر ہم کو اعلیٰ درجہ کا کھانا کھلائیں۔ تب ہم سمجھیں گے کہ صاحب کمال ہیں۔ اتفاق سے آپؒ کی مجلس میں اِسی قسم کا کھانا جو وہ چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص لایا اور وہ اِس قدر افراط سے تھا کہ سب کو حصہ ملنے کے بعد باقی

یا حی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

عَشِقَ الْاِلٰہُ لِوَجْهِہٖ
آپ خداوند کریم کی ذات کے عاشق ہیں

اَلِہَ الْعُقُوْلُ لِدَرْکِہٖ
انسانی عقلیں آپ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں!

وَبِحُسْنِہٖ تَاہَ النُّھٰی
آپ کی خوبیوں کو دیکھ کر عقل متحیر ہوتی ہے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

بچ رہا۔ آپؒ نے فرمایا یہ محفوظ رکھو۔ دو کتے آویں گے۔ اُن کے آگے رکھ دینا۔ جب وہ دونوں آئے تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کھانا رکھ دیا جائے۔ بس اُنہوں نے کھانا تو کیا کھانا تھا۔ بس دل ہی دل میں آپؒ کے ہوگئے اور کھانے کے بعد آپؒ سے معافی چاہی اور آپؒ سے بیعت کی درخواست کی اور ایک عرصہ تک آپؒ کی صحبت شریف میں رہے اور درجہ کمال کو پہنچے۔

(۷) ایک واقع منقول ہے کہ آپؒ کے خلفاء میں سے ایک حافظ صاحب تھے کہ اُن کی موجودگی میں کوئی دوسرے حافظ صاحب حضرت تاج العارفینؒ کی خدمت میں آئے آپؒ کے خلیفہ حافظ صاحب نے اُن کے ساتھ کسی بات پر مباحثہ شروع کر دیا اور وہ حافظ صاحب جو مہمان تھے، وہ بھی تیز طبع تھا۔ آخر ان دونوں میں جھگڑا ہوگیا اور جب اس واقع کا علم حضرت تاج العارفینؒ کو ہوا تو آپؒ نے اپنے خلیفہ حافظ صاحب سے سب احوال سلب کر لئے، حتیٰ کہ اُن کو اس پریشانی میں قرآن پاک بھی یاد نہ رہا۔ اور علوم ظاہری بھی بھول گئے۔ ایک عرصہ تک وہ کسمپرسی میں پڑے رہے۔ آخر بعض خلفاء اور مقربین کی سفارش سے آپؒ نے اس کے حال پر رحم فرمایا اور سب احوال دوبارہ اور حفظِ قرآن اور علوم ظاہرہ اُن کو عنایت فرما دیئے اور اُن کو معاف کر دیا۔

یا حی   بسم اللہ الرحمن الرحیم   یا قیوم

نَطَقَ الْحَجَرُ لِكَلَامِهٖ
پتھر آپ کے کلام سن کر بول اٹھے
حَنَّ الشَّجَرُ لِغَرَامِهٖ
درخت آپ کے عشق میں فریاد کرتے ہیں
وَبِفَقْرِهٖ جَاءَ الْغِنٰى
آپ کی غربت کو دیکھ کر دولت آئی (مگر آپ نے منظور نہ فرمائی)
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!!

(۸) نواب جانی خان، نواب قمرالدین خان وزیر احمد شاہ بادشاہ دہلی کا فرزند تھا۔ آپؒ کو دینی تعلیم کا شوق تھا۔ آہستہ آہستہ آپ کی طبیعت اولیاء اللہ کی زیارت کرنے کی طرف راغب ہوگئی۔ چنانچہ حضرت تاج العارفینؒ کی شہرت سن کر شاہجہاں پور اسی پہنچا اور بیعت ہونے کے لئے عرض کی۔ جس پر آپؒ نے فرمایا کہ کچھ عرصہ رہو۔ پھر دیکھا جائے گا۔ لہٰذا نواب جانی خان آپؒ کے لنگر خانہ میں کام کرتے رہے اور انہوں نے آپؒ کے خدام سے کہا کہ حضرت کے پاس سفارش کریں کہ انہیں سلسلہ میں داخل کر لیا جاوے۔ چنانچہ آپؒ نے نواب جانی خان کو بلوایا اور فرمایا کہ کیا تم جانی بننا چاہتے ہو یا خان بننا چاہتے ہو۔ نواب صاحب نے جواب دیا کہ سرکار جانی بننا چاہتا ہوں آپ نے تین مرتبہ پوچھا اور نواب جانی خان نے یہی جواب دیا۔ اتنے میں ایک شخص خربوزوں کا ایک ٹوکرہ لے کر آیا اور آپؒ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کیا۔ آپ نے حاضرین کے درمیان ایک ایک خربوزہ تقسیم کر دیا اور ایک خربوزہ نواب جانی خان کو بھی عنایت کیا لوگ ویسے ہی کھانے لگے۔ مگر نواب جانی خان نے چاقو مانگا۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ ابھی تک آپ کے دماغ سے خانی نہیں نکلی ہے۔ لہٰذا کچھ عرصہ اور خدمت میں رہو تو پھر بیعت کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب نواب صاحب کی طبیعت درست

یا شیخی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا خواجم

ولہ الوصیف بمدحہ
تعریف کرنے والا آپ کی مدح پر عاشق ہے
کل المدیح بوصفہ
مدح آپ کے وصف سے عاجز ہیں!
وبشوقہ لا لا الملا
آپ کا شوق تمام دنیا کے قلب میں چمکتا ہے
صلوا علیہ وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!!

ہوئی تو ان کو بیعت کیا اور وہ آپ کے خادموں میں رہنے لگے اور علم باطنی کا فیض حاصل کرتے رہے اور گھر جانے کا مطلقاً خیال نہ کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک دن حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ اے جانی تم جانی خان بننا چاہتے ہو، یا جانی ہی رہنا چاہتے ہو تو نواب صاحب نے عرض کی کہ سرکار جانی ہی رہنا چاہتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ نہیں اب آپ کو نواب جانی خان بنایا جائے گا اور فرمایا کہ تمہارے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور گدی کی نسبت چہ مے گوئیاں ہو رہی ہیں کہ بڑے لڑکے کا تو پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔ چھوٹے لڑکے کو گدی دے دی جائے، چنانچہ آپؒ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کرو۔ جب نواب صاحب نے آنکھیں بند کر کے کھولیں تو اپنے آپ کو محل میں پایا اور حسبِ دستور لوگوں نے آپ کو باپ کی گدی پر متمکن کر دیا۔ نواب جانی خان کی قبر مبارک آپ کے پائنتی کی جانب ہے۔

(۹) ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے، کچھ خدام بھی موجود تھے کہ دفعتاً حجرہ میں تشریف لے گئے اور چند منٹ کے بعد واپس تشریف لائے تو خدام نے دیکھا کہ آپؒ کے کندھے اور چہرہ مبارک پر ریت لگی ہوئی ہے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت یہ ریت کیسے لگ گئی۔ آپؒ نے فرمایا کہ ایک سوداگر کا جہاز بھنور میں پھنس گیا تھا۔ اللہ پاک کا حکم تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی — جانِ من

رَافِعُ الرَّفِيعُ مَنَارَهُ

خداوند کریم کی بلند ذات نے آپ کے مینار کو بلند کیا

اَعْلَى الْقَدِيرُ وَقَارَهُ

قدرت والے خدا نے آپ کے اعزاز کو اعلیٰ بنایا

اِنَّا فَتَحْنَا وَالضُّحٰى

اور انا فتحنا اور والضحیٰ کی سورتوں میں آپ کی توصیف ظاہر ہوئی

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کہ اس کو جاکر نکال دو۔ اس واقعہ کے کوئی چھ ماہ بعد وہ سوداگر شاہجہاں آپؒ کی قدم بوسی کے لئے آیا اور آپؒ کی خدمتِ عالیہ میں پانچ سو روپیہ کا نذرانہ پیش کیا۔

آپؒ کی کرامات

حضرت شاہ محمد بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

(۱) ایک دفعہ حضرت تاج العارفینؒ اپنے سر مبارک پر گجریلے کی ہنڈیا اُٹھائے عالمپور جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جذامی نے آپؒ سے سوال کیا کہ اللہ کے نام پر مجھے کچھ کھلاؤ۔ آپؒ نے جواب دیا کہ اس وقت ہنڈیا کا منہ بندھا ہوا ہے۔ میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری کے بعد واپس آؤنگا تو گجریلے کا اپنا حصہ تم کو کھلاونگا اتنی دیر صبر کرو۔ جب آپؒ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا بیٹا سائل کو محروم کیوں چھوڑ آئے ؟ آپؒ نے عرض کی حضور میں نے ازراہِ ادب ہنڈیا کا منہ نہیں کھولا اور اُس سے وعدہ کیا کہ واپسی پر اپنا حصہ دے دونگا۔ جب آپؒ واپس آئے تو آپؒ نے اُس جذامی کے ساتھ بیٹھ کر گجریلا کھایا اور اپنا لعاب اُس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا حی یا قیوم

وَلَكُمْ بِهٖ مِنْ حُجَّةٍ
تمہارے واسطے آپ کی ذات ایک دلیل ہے

كَالنُّوْرِ جَالِي ظُلْمَةٍ
جو روشنی سے تاریکی کو دور کرتی ہے

فِي الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهٰى
ابتداء میں بھی اور انتہا میں بھی

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

جذامی کے جسم پر مل دیا تو وہ آپ کی صحبت کی برکت اور پیرو مرشد کی دعا سے وہ جذامی سائل صحت یاب ہوگیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ اُسے اپنے پیرو مرشد کے پاس لے آئے اور قُطب عالم حضرت سیّد حاجی محمّد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مُبارک پر بیعت ہو کر آپؒ کے خدام میں شامل ہوگیا اور عالمپور میں رہنے لگا۔

(۲) حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خادمہ مائی دولتے ایک روز آپ کے وضو کیلئے کنویں سے پانی لینے لنگر کے صحن کی طرف آئی۔ دروازہ کھولا تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک عورت بیٹھی ہے۔ جس کا قد و قامت بہت بڑا تھا۔ دیکھکر خوف زدہ ہوگئی۔ فوراً دروازہ بند کر کے بھاگ کر حضرت تاج العارفینؒ کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت باہر صحن میں کوئی جن عورت بیٹھی ہے۔ جس کا سر آسمان سے لگا ہوا ہے۔ مجھے تو اس سے ڈر لگتا ہے۔ آپؒ نے فرمایا جاؤ، اس سے جا کر پوچھو تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ کون ہو؟ اس نے پاس جا کر ڈرتے ڈرتے پوچھا تو جواب ملا کہ میں ایک جن عورت ہوں اور بھوکی ہوں اور آپ کے لنگر سے کچھ کھانے کے لئے مانگتی ہوں۔ بہت دنوں سے یہاں آئی ہوں، لیکن حضرت کے لنگر سے مجھے کچھ نہیں ملا۔ حضرت سے درخواست کرو کہ مجھے کھانے کو کچھ دیں۔ خادمہ نے آ کر آپؒ کو یہی پیغام دے دیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی — جا بنوم

مَلَا الْحَشٰی بِمَحَبَّتِہٖ
دل و جگر کو آپ کی محبت سے بھر دیا

فَلَقَ النَّوٰی بِمَوَدَّتِہٖ
آپ کی محبت نے گٹھلی کو چیر دیا

وَ بِلُطْفِہٖ نِلْنَا الْمُنٰی
آپ کی مہربانی سے ہم نے مرادیں حاصل کیں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

آپ نے اس جن عورت کو کہلوا بھیجا کہ کل ہمارے ہاں تمہاری دعوت ہے۔ چنانچہ آپؒ نے دوسرے روز نمازِ فجر کے بعد لنگر والوں کو حکم دیا کہ آج ہمارے ہاں ایسے مہمان آئے ہیں، جو غیر مسلم ہیں اور جس چیز پر "بسم اللہ" پڑھی جائے۔ اسے نہیں کھاتے۔ بغیر بسم اللہ پڑھ کر پکایا ہوا کھانا زیادہ رغبت سے کھاتے ہیں، مخلوقِ خدا ہیں اور درویش کے در پر سائل ہیں، آج کھانا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھے بغیر تیار کیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور کھانا تقسیم کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کھانا تو سب نے کھایا مگر سب کے سب بھوکے رہ گئے اور کھانا بھی ختم ہو گیا۔

(۴) ایک مرتبہ جوگیوں کی ایک جماعت آپؒ کی کرامات کا ذکر سن کر شاہجہاں سی آئی اور اُنہوں نے اپنے جادو کے زور سے حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش کا قصد کیا اور آپؒ کو اپنی آمد کی اطلاع کی۔ آپؒ بذریعہ کشف اُن کی آمد کا مقصد جان کر خود اُن کے پاس پہنچ گئے۔ بڑے جوگی نے آپؒ کی بہت تعظیم کی۔ آپؒ نے توجہ فرمائی تو اُسی وقت غیب سے اُن سب کے لئے کھانا "حلوہ اور نان" حاضر ہو گیا۔ جسے سب نے کھایا۔ آپؒ کی یہ کرامت دیکھ کر جوگی فوراً اپنے ارادے سے باز آئے اُن میں سے اکثر مسلمان ہو کر آپؒ کے خدام میں شامل ہو گئے اور باقی نے راہِ فرار

یاحیی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاقیوم

شق القمر لمرامہٖ
آپ نے چاند کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے چاک کیا
جاء الملک بسلامہٖ
فرشتے آپ کے سلام کو حاضر ہوئے
بصلوتہٖ امر الوریٰ
خلقت کو آپ کی ذات پر درود بھیجنے کا حکم ہوا
صلوا علیہ وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو !!

اختیار کی۔ اس طرح آپؒ کی بے شمار کرامات ہیں، جنہیں سُن کر بہت سے ہنود جو آپؒ کے مخالف اور آمادۂ آزمائش رہتے تھے، آپؒ کے باطنی کمالات کے معترف ہو گئے، آپؒ کی بہت تعظیم و تکریم کرنے لگے اور ایمان لے آئے۔

(۴) آپؒ کے پیر و مرشد کا ایک باغ تھا۔ جس کا نام نقشبند پور تھا اور یہ باغ ۲۴ گھماؤں کے رقبہ میں تھا۔ اِس باغ کے اِردگرد خندق کھودنے کا ارادہ تھا۔ حضرت شیخ العالم نے جملہ فقرا کو خندق کھودنے کے واسطے کہا، اس حُکم کو حضرت تاجُ العارفینؒ نے بھی سُنا اور اُسی رات بھر اکیلے خندق کھودتے رہے۔ صبح تک خندق مکمل ہو گئی۔ صبح کو لوگوں نے خندق لگی ہوئی دیکھ کر تعجب کیا اور حضرت شیخ العالم کی خدمت میں اس امر کا بیان کیا۔ آپؒ نے وہ خندق دیکھ کر فرمایا کہ یہ کام سوائے حضرت عبد النبیؒ کے کسی دوسرے کا نہیں تو پھر آپؒ نے حضرت تاجُ العارفینؒ کے حق میں خصوصی دُعا فرمائی۔

(۵) آپؒ جب اپنے پیر و مرشد کو ملنے کے لئے عالم پور تشریف لے جاتے، تو کبھی کبھی راستے میں اپنی ہمشیرہ کے ہاں موضع ایجر پور بھی تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ آپ گئے تو گاؤں کی عورتوں نے آپؒ کی ہمشیرہ صاحبہ کو طعنہ کے طور پر کہا کہ لے وہ آگیا ہے تیرے

یاحی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاقیوم

لِعُرُوجِہٖ نَزَلَ الْمَلَکْ

آپ کی قدر کو بلند ثابت کرنے کے واسطے فرشتے نازل ہوئے

لِقُدُومِہٖ رُفِعَ الْفَلَکْ

آپ کی تشریف لے جانے سے آسمان کا قدر بلند ہوا

قَدْ جَاءَ فِیہِ لَقَدْ رَاٰی

آپ کی شان میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے خدا کا دیدار کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

ملنے کو اور سونے کی چوڑیاں بنوا کر لایا ہے۔ جا جلدی مل اور چوڑیاں لے۔ آپؒ کی ہمشیرہ اس طعنہ سے غمگین ہو کر جو کچھ اُن عورتوں نے کہا تھا، آپؒ کی خدمتِ اقدس میں عرض کر دیا اور التماس کی کہ جب آتے ہیں تو یہ عورتیں مجھے طعنہ زنی کرتی ہیں، لہٰذا آپؒ اچھے لباس میں تشریف لایا کریں۔ آپؒ یہ الفاظ سُن کر فرمانے لگے کہ بی بی فقیر کی تو ایک گودڑی ہے، یہی سب کچھ ہے اور اسی میں سے خدا ہم کو سب کچھ دیتا ہے اور آپ نے کلیم مبارک کا ایک کونہ اٹھایا اور فرمانے لگے کہ اگر وہ تم کو چوڑیاں کا طعنہ دیتی ہیں، جونسی وضع کی سونے کی چوڑیاں تجھے پسند ہیں، اُٹھا لے۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے جب نظر ڈالی تو وہاں کئی قسم کی سونے کی چوڑیاں موجود پائیں۔ اس واقعہ کے بعد آپؒ نے اپنی ہمشیرہ کے ہاں آنا جانا بہت کم کر دیا۔

(۶) ایک بادشاہ اپنے ایک نواب سے ناراض ہو گیا اور حکم دیا کہ اس کو دیگ میں ڈال کر جلا دیا جائے۔ چنانچہ جب نواب کو دیگ میں ڈالا گیا اور آگ جلا دی گئی، جو کئی گھنٹوں تک جلتی رہی۔ جس وقت بادشاہ نے خیال کیا کہ اب اس کی ہڈیاں بھی گل گئی ہوں گی، تو حکم دیا کہ دیگ کا ڈھکن اُتار دیا جائے۔ جب دیگ کا ڈھکن اُتارا گیا تو سب لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ نواب صاحب بالکل صحیح و سلامت ہیں۔ بادشاہ نے اس کا

یا نبی | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | یا رسول

نَبَعَ الْوَضُوْءُ بِبَرَکُوْتِہٖ

وضو کا پانی آپ کے کوزہ سے رواں ہوا

کَثُرَ الطَّعَامُ بِبَرَکَتِہٖ

آپ کی برکت سے کھانے کی مقدار زیادہ ہوگئی

وَبِکَفِّہٖ نَطَقَ الْحَصٰی

آپ کے دست مبارک میں کنکر گویا ہوئے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

سبب نواب صاحب سے پوچھا۔ آپ نے کہا کہ میں نے اپنے پیر و حضرت شامیؒ کی مدد اللہ سبحانہ تعالیٰ کے آگے آگ ٹھنڈی کرنے کیلئے چاہی تھی۔ چنانچہ اللہ سبحانہ تعالےٰ نے مجھ پر یہ آگ ٹھنڈی کردی۔ اس واقع پر حضرت شاہ محمدؐ بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی شانِ اقدس میں یوں ہدیہ تبرک پیش کیا:

گراماں اے باد خدمت گرامی | سلامِ من بصد عجز و تمامی
بگو باصد ہزاروں خوش کلامی | کہ اے شاہِ سرِ پر نیک نامی

مدد کن المدد قطبِ شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

کہ چوداں طبق کی تم کو ہے شاہی | ہوئے مقبول تم درگہ الٰہی
دِکھو اب حال میرا در تباہی | کہ ہوں بندہ بہت عاجز گناہی

مدد کن المدد قطبِ شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

شامی پیر صاحب باکرم ہے | شامی کا عرش اُوپر قدم ہے
خدا کا لطف تجھ پر دم بدم ہے | گدا کو شاہ کو تجھ سے کرم ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

ذرف العیون لوعظہ
آنکھیں آپ کی وعظ سے گریاں ہوئیں
وجل القلوب بنصحہ
دل آپ کی نصیحت سے خوف زدہ ہوئے
بدعائہ ذھب العمی
آپ کی دعا سے نابینائی دور ہوگئی
صلوا علیہ وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

مدد کن المدد قطب شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

تمہارا نام جو عبدالنبیؒ ہے   تمہارے پر بہت رحمت دلی ہے
جو تجھ پر مہربان حضرت نبیؐ ہے   کہ تجھ سے فیض یاب عالم بھی ہے

مدد کن المدد قطب شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

شہ عبدالنبیؒ قطب شامی   خواص و عام سے لائق غلامی!
قطب اور غوث ہیں تم کے سلامی   گدا ہوں بے نوائے ذوالکرامی!

مدد کن المدد قطب شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

اغثنی المدد یا قطب عالم   نہایت بیکسم اندرونِ عالم
دلا تردد تقلبنی سوالم   مدد کن فی سبیل اللہ بحالم

مدد کن المدد قطب شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

یا حی　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　یا قیوم

وَاللہِ مَا اُحْصِیْ شَمَا
خدا کی قسم میں آپ کے فضائل سے بھری ہوئی عادات کو
بَلْ فَضْلِہٖ مِنْ رَبِّنَا
جو ہمارے رب نے آپ کو عطا کی ہیں شمار نہیں کر سکتا
فَھُوَ النَّبِیُّ الْمُرْتَضٰی
آپ خدا کے پسندیدہ نبی ہیں!
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

شامی پیر کو جس نے دھیایا　مطالب دین اور دنیا کا پایا
تیرے سر پہ شیخ طاہر جیؒ کا سایا　تیرا عالی قدر سب توں سوایا
مدد کن المدد قطبِ شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

عتابِ شاہ جو بر سرِ نواب آیا　تو اُس کو دیگ میں پا کر جلایا
و لیکن نام تیرا اوس دھیایا　کہ تا الحرز جان آتش سے پایا
مدد کن المدد قطبِ شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

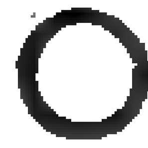
رجا دارم لقا اپنا دکھاؤ　تمامی رنج اور زحمت گواؤ
حقیقت کا سبق مجھ کو بتاؤ　مطالب دین و دنیا کے پوچاؤ
مدد کن المدد قطب شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی

کہ جب ہووے زیارت تب زبانی　کہوں میں شاہ کچھ مہربانی
ولایت میں نہ کوئی تیرا ہے ثانی　کرو رحمت میرے پہ ناگہانی

یا حی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

أَنَا كَيْفَ أَمْدَحُ بِالثَّنَا
اے حضرت محمد رسول اللہ! میں آپ کی توصیف
لَكَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّمَا
کیونکر ادا کر سکوں
أَنْتَ الْمُمَجَّدُ بِالنَّدَىٰ
آپ اپنی دنیا غنی کے باعث نہایت بلند رتبہ پر فائز ہیں
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

مدد کن المدد قطبِ شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی
محمدؐ شاہ گر فریاد داری ۔ یہ پھر پاؤ گے تم امید ساری
کہ ہے وہ شاہ مقبول غفاری ۔ کرے یہ وِرد پھر لیل و نہاری
مدد کن المدد قطبِ شامی
کہ اندر دین و دنیا تم ہو نامی



روایت ہے کہ:

(۱) ایک یہودی عربی نژاد اِس تذبذب کا شکار تھا کہ حضور پُر نور سرور دو عالم حضرت محمدؐ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو معراج رُوحانی ہوا یا جسمانی اور آپؐ سات آسمانوں کی سیر کر کے جب واپس تشریف لائے تو رات کا وقت تھا، بستر گرم تھا اور وضو کا پانی رواں تھا، یہ بات عقل کے خلاف ہے۔ وہ یہودی وارد ہندوستان ہوا اور اُس نے تاجُ العارفین حضرت عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ سُنا، شاہچوراسی پہنچ کر وہ حضرت کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اور مندرجہ بالا سوال عرض کیا۔ اُس وقت آپ نماز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ أُنَادِیْ یَا حَشَا
میں عشق کی شدت سے پکارتا ہوں کہ اے میرے دل و جگر

لِتَقَطُّعِیْ بِفِرَاقِ ذَا
دیکھو تم آنحضرت کے فراق میں کس طرح پارہ پارہ ہو رہے ہیں

فَلَطَالَ صَبْرِیْ فِی الْبَلَا
اس محنت اور مصیبت میں بہت صبر کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

عشاء سے فارغ ہو کر بارش کی وجہ سے مسجد میں تشریف رکھتے تھے، آپؐ نے اُسی وقت اپنا کرتہ مبارک اُتار کر اس کو دیا اور کہا کہ جاؤ ندی کے کنارے اِسی وقت دھوبی سے دُھلا لاؤ، اُس یہودی نے کہا کہ یا حضرت رات زیادہ ہو گئی ہے اور بارش بھی ہو رہی ہے۔ بھلا اس وقت دھوبی کہاں ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں جو کہتا ہوں، جاؤ اور وہی کرو، چنانچہ مجبور ہو کر وہ شخص کرتہ لے کر چل دیا۔ جس وقت اُس نے قدم مسجد سے باہر رکھا تو دیکھتا کیا ہے کہ دوپہر کا وقت ہے، تیز دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ وہ حیران اور پریشان ندی کے کنارے جا پہنچا۔ اس نے وہاں دیکھا، کہ دھوبی کپڑے دھو رہے ہیں۔ ایک دھوبی نے اس شخص کو دیکھکر کہا کہ لاؤ، میاں میں تمہارا کرتہ دھو دوں، چنانچہ وہ شخص کرتہ دھلوانے کے بعد اُسے سکھوا کر واپس مسجد میں آگیا۔ جب اُس نے مسجد میں قدم رکھا تو دیکھا کہ وہی رات کا وقت ہے اور بارش ہو رہی ہے۔ اس شخص کی حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی، لیکن اُس نے آپؐ کو کرتہ دے کر کہا کہ سرکار آپؐ نے میرے سوال کا جواب ابھی نہیں دیا، لیکن جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ بے حد حیران کُن ہے۔ آپ نے فرمایا:

احمق! کیا ابھی تمہارے سوال کا جواب نہیں ملا؟ تو ابھی کرتہ لے کر گیا۔ اتنی دیر ٹھہرا

یا حیّ یا قیوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَتَجَشَّمَتْ نَفْسِیْ کَمَا

میرے نفس نے ایسی تکلیف اٹھائی

یَتَجَشَّمُ حَجَرُ الرَّحٰی

جیسی چکی کا پتھر اٹھاتا ہے

فِیْ هِجْرِ فَخْرِ الْاَنْبِیَا

فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کُرتہ دُھلوا کر سکھوایا۔ اِن سب باتوں کے باوجُود جب تم واپس یہاں پہنچے تو وہی وقت تھا، جب تم کُرتہ لیکر یہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ کیا ابھی تک یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی، جب اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے مجھ جیسے ادنیٰ ناچیز بندے کو اس قدر قدرت بخشی کہ رات کو دن اور دن کو رات دکھاؤں تو کیا اُس حاکم الحاکمین اور رب العلمین کو یہ قوّت نہیں کہ اپنے پیارے محبُوبؐ کو مع جسم کے آسمانوں کی سیر ایک لمحے میں کرا دے۔ کیا تو کُن فیکون کو بھول گیا، اس پر وہ یہودی مکمّل طور پر مطمئن ہوگیا، اور آپؒ کی بے پناہ علمی قوت اور کرامت کی برکت سے اِس قدر متاثر ہوا کہ آپؒ کے قدم پکڑ کر دینِ اسلام میں داخل ہونے کی درخواست کی اور بیعت کا خواستگار ہوا۔

(۲) ایک دفعہ یہ یہودی حضرت تاج العارفین کے ساتھ مسجد میں موجود تھا اور اُنہیں دنوں حج کا موقعہ تھا تو اُس نے آپؒ سے عرض کی کہ یا حضرت اِس وقت حج کا موقعہ ہے۔ آپ مجھے حج کرادیں، چنانچہ آپؒ نے اُس شخص سے کہا کہ آنکھیں بند کرو، اور جب آنکھیں کھولنے کا حکم دیا گیا تو اس شخص نے اپنے آپ کو مع مسجد کے مکہ مُعظّمہ میں پایا۔ حج کرنے کے بعد وہ شخص وہیں رہ گیا اور آپؒ مع مسجد شام پور واپس تشریف لے آئے۔ اُس شخص نے اُس مقام پر اپنا مکان تعمیر کروایا۔ جہاں وہ مسجد پہنچی تھی

یا شیخی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا مرشدی

يَا رَهْطَ آلِ مُحَمَّدٍ
اے آل محمدؐ کے گروہ!
يَا صَحْبَ صُحْبَةِ أَحْمَدٍ
اور اے صحبت رسول علیہ السلام کے فیضیافتہ اصحاب
رُوحِي وَنَفْسِي قَدْ فِدَا
میری جان اور میرا نفس سب آپ پر قربان ہے
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

اور بعد میں وہاں بہت سے مکانات تعمیر ہونے شروع ہوگئے اور اس آبادی کا نام محلہ شامیاں رکھا گیا، جو کہ اب تک مکہ معظمہ میں قائم و دائم ہے۔

(۳) ایک دفعہ آپؒ عالپور سے شام پورا سی واپس آرہے تھے کہ راستے میں چند مغل سپاہیوں کا ایک دستہ دکھائی دیا۔ اُن میں سے ایک سپاہی نے کسی غریب آدمی کو بیگار میں پکڑا ہوا تھا اور اُس کے سر پر ایک برتن اچار کا اٹھوایا ہوا تھا اور وہ بیچارہ تھک گیا ہوا تھا، مگر سپاہی اُس کو کہتا تھا کہ چلو چلو ہم تم کو اگلے گاؤں میں چھوڑ دیں گے مگر اُس کو نہ چھوڑا کیونکہ دوسرا بیگاری نہ مل سکا تھا۔ حضرت تاج العارفینؒ نے سپاہی کو نصیحت فرمائی، اِس غریب پر ظلم مت کرو تو اُس نے کہا کہ اگر آپؒ کو اسکے حال پر اتنا رحم آرہا ہے تو اُس کا بوجھ اُٹھائیں، میں اِس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ حضرت تاج العارفین نے اُسی وقت بسم اللہ کر کے وہ برتن اپنے سر پر رکھ لیا اور غریب بیگاری کو کہا کہ تم چلے جاؤ۔ آپ برتن اُٹھا کر اُس سوار سپاہی کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ ابھی تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ اِس سوار سپاہی نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ نیا بیگاری آرہا ہے یا نہیں تو کیا دیکھتا ہے کہ برتن مذکورہ آپؒ کے سر مبارک سے ایک نیزہ بھر اُونچا جا رہا ہے اور ہوا میں ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ سوار نے یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

فَتَحَدَّثُوْا عَنْ لَوْعَتِیْ
اے دوستو میرے سوز دل کی بابت

عِنْدَ الْحَبِیْبِ اَحِبَّتِیْ
میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو

سَکَبَتْ دُمُوْعِیْ یَا فَتَا
اے لوگو! میرے اشک رواں ہیں!

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

حال دیکھا کہ فوراً گھوڑے سے اتر کر آپؒ کے قدم مبارک پکڑ لئے اور رو رو کر معافی مانگتا۔ باقی گھوڑ سوار بھی آگئے اور آپؒ سے طالب معافی ہوئے۔ سب نے آپؒ کے مرید ہونے کی درخواست کی۔ آپؒ اس وقت عالمپور سے زیادہ دور فاصلہ پر نہ تھے۔ چنانچہ فرمانے لگے کہ تم لوگ میرے پیر و مرشد کے پاس چلو اور اُن کی بیعت کر لو۔ جب آپؒ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے تو حضرت شیخ العالم نے فرمایا عبدالنبی! آپ ہی ان کو بیعت کرلیں۔ چنانچہ آپؒ کے حکم سے اِن سب کو حضرت نے تلقین فرمائی اور آپ کے فیضان صحبت سے وہ سب اللہ والے بن گئے۔

(۴) نقل ہے کہ نمازِ عصر اور مغرب کے درمیان اگر کوئی غیر مسلم آپؒ کے سامنے آجاتا تو خود بخود کلمہ شریف پڑھنے لگتا اور اُس کے قلب سے اللہ اللہ کی آواز نکلنے لگتی۔ اہل ہنود آپؒ کے سامنے سے ایسے وقت میں نہ گزرتے تھے۔ ایک دفعہ دو ہندو لڑکیاں، جن کی شادیاں شاہجوراسی میں ہوئی ہوئی تھیں، اتفاق سے اس خاص وقت میں آنحضرتؒ کے سامنے سے گزریں اور اُسی وقت ان کی زبان سے کلمہ شہادت جاری ہوگیا اور وہ مسلمان ہوگئیں۔ ان کے سسرال والوں نے اور خود اُن کے والد نے جو لاہور میں ناظم عدالت عالیہ تھا، لڑکیوں کو بہت سمجھایا، مگر اُن کی

یا حی یا قیوم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر الصلوٰۃ فقیرہ
آپ کے در کے گدا عبد النبی نے

عبد النبی معطیرہ
جو آپ کی توصیف کی عطر جیسی خوشبو کا کثرت کیساتھ پھیلانے والا ہے

فی کل صبح والمسی
تمام صبح اور شام آپ پر درود بھیجنے میں صرف کیا

صلوا علیہ وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

طبیعت پر ایسا کامل اثر ہوا کہ وہ اسلام سے منحرف نہ ہوئیں۔ پایانِ کار لڑکیوں کو گھر سے نکال دیا گیا اور وہ بیچاری حضرت تاج العارفینؒ کے گھر پر آگئیں آنحضرتؒ نے اُن کو اپنی اولاد کی طرح اپنے گھر میں رکھا اور کچھ عرصہ کے بعد اپنے دو خلیفوں سے اُن کی شادی کر دی۔

(۵) ایک دفعہ ایک سو جوگیوں کا قافلہ آپ کی شہرت سُن کر شاہجورا سی آیا اور ایک باغ میں جلسہ عام کرنے کا ارادہ کیا۔ آپؒ کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تو آپؒ نے اس جلسہ میں تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا اور اپنے خاص خادم اللہ دین کو ساتھ لیکر اُن کے جلسہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا جوگی ایک سرس کے درخت کے نیچے ایک تخت پوش پر بیٹھا ہوا ہے اور اپنے ایک کاہن کی کرامات بیان کر رہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو متعدد مثالی اجسام کی شکل میں ظاہر کر سکتا تھا۔ چنانچہ اُن کی تیرہ سو عورتیں تھیں، ہر ایک کے پاس ایک ہی وقت میں اپنے اجسامِ مثالیہ کے ساتھ موجود ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اُس کو کہا کہ تو بڑا سخی ہے کہ کسی سائل کو محروم نہیں بھیجتا۔ میرے پاس ایک عورت بھی نہیں اور تیرے پاس تیرہ سو عورتیں ہیں، تو ایک عورت مجھے دیدے اُس نے کہا تو میری سب عورتوں کے پاس چلا جا،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

بَزَغَ الْحَبِیْبُ الْمُجْتَبٰی
برگزیدہ محبوب کی روشنی
فِیْ سُحْمَۃِ اللَّیْلِ الدُّجٰی
کالی رات کی سیاہی میں چمکی!
کَالشَّمْسِ تَشْرِقُ فِی الضُّحٰی
جس طرح آفتاب دن چڑھے چمکتا ہے
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

جہاں تو مجھ کو نہ پائے تو اس عورت کو تو لیجانا۔ چنانچہ وہ سب عورتوں کے پاس گیا اور سب کے پاس کاہن کو موجود پایا۔ جب وہ جوگی تمام حکایت بیان کر چکا تو حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جوگی صاحب یہ کیا کمال کی بات ہے اگر اس قسم کی باتوں پر کمالات کا توقف ہے تو اہل اسلام میں معمولی لوگ بھی یہ تماشا دکھا سکتے ہیں۔ اس سے ہندو دھرم کی کوئی خاص خوبی تو ظاہر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آپؒ نے جوگیوں کو اشارہ کیا کہ وہ درخت پر نظر ڈالیں۔ سب نے دیکھا کہ ہر پتے پر آنحضرتؒ نظر آرہے ہیں۔ حالانکہ آپؒ مجمع میں اُن کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر اُن میں سے تیرہ جوگی فوراً ایمان لے آئے۔

(۶) آپؒ کے ایک مرید کو ایک مُنکر نے طعنہ دیا اور اہانت سے کہا کہ تیرا پیر وہی تو ہے جو انگیٹھی اور ہنڈیا سر پر رکھ کر عالمپور لے جایا کرتا ہے۔ اس مرید صادق نے کہا کہ میرے پیر نے سر پر کبھی ہنڈیا نہیں اُٹھائی، بلکہ ہنڈیا آپؒ کے سر مُبارک سے اُونچی اُونچی ساتھ جایا کرتی ہے۔ اُس مُنکر نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ میں نے تو اُن کو کئی بار اِسی طرح ہی دیکھا ہے کہ انگیٹھی اور ہنڈیا سر پر ہوتی ہے اچھا کل اُن کے جانے کی باری ہے، اگر وہ سر پر رکھے جاتے دیکھے گئے تو میں تیری

یانبی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جانِ جانم

وَهُوَ الضِّيَاءُ الْمُسْتَضِي

آپ ایسی روشنی ہیں جس سے سب چیزیں روشن ہو جائیں

وَبِنُوْرِهٖ سَطَعَ الْهُدٰى

آپ کے نور سے ہدایت نمودار ہوئی!

فِيْ صُبْحِ لَيْلٍ أَلْيَلَا

اور سیاہ رات کے بعد صبح کا نور پھیلا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

گردن مار دوں گا، ورنہ تو مجھے قتل کر دینا۔ الحاصل اسی طرح کا معاہدہ ہو گیا۔ دوسرے روز آپ نے عالپسور جانا تھا۔ چنانچہ دونوں شخص چھپ کر راستہ میں منتظر بیٹھ گئے۔ ابھی آپؒ دور سے ظاہر ہوئے ہی تھے کہ اس منکر کی نظر آپؒ پر پڑ گئی کیا دیکھتا ہے کہ ہنڈیا سر مبارک سے ایک نیزہ کی مقدار بلند ہے اور ساتھ چلی آرہی ہے۔ آپؒ کی اس کرامت کو دیکھ کر اپنے انکار پر بہت ہی افسوس کرنے لگا اور آنحضرتؒ سے معافی چاہی۔

(۷) آپؒ کے روضۂ مبارک کے احاطے میں ایک کنواں تھا۔ جس میں آپؒ نے اپنی لعاب مبارک ڈالی تھی، اس کا پانی پینے سے پیٹ کی ہر بیماری دور ہو جاتی تھی۔ لہٰذا اس کنواں کا پانی ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں کپیوں میں بند ہو کر جانے لگا۔ ۱۹۰۵ء میں جب ہندوستان میں طاعون کا عام مرض پھیلا۔ گھر گھر اموات ہونے لگیں، اور ملک بھر میں کہرام مچ گیا۔ اُس وقت اِس کنویں سے آواز آئی کہ جو کوئی اس کنویں کا پانی پیئے گا۔ اُس پر طاعون کا اثر ہرگز نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس کنویں کے پانی کی بہت اہمیت ہوگئی اور اس کنویں کا پانی خیبر سے کلکتہ تک جانے لگا اور جس کسی نے یہ پانی نوش کیا۔ وہ اِس موذی مرض سے محفوظ رہا۔ مگر یہ کنویں ۱۹۲۵ء میں

یا حی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

وَهُوَ الرَّسُولُ الْمُقْتَدیٰ

آپ رسول ہیں جن کی پیروی فرض ہے

مِنْهُ الشَّفَاعَةُ تُرْتَجیٰ

آپ سے شفاعت کی امید ہے

بِجَمَالِهٖ خَمَدَ اللَّظیٰ

آپ کے جمال سے آگ کا شعلہ سرد ہوا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

خشک ہوگیا۔ ہرچند کوشش کی گئی کہ اس کنویں کا پانی دوبارہ جاری ہو جائے مگر بے سود۔

شیخ مولا بخش ولد شیخ غلام جیلانی جو کہ حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے نواسوں میں سے تھے، نے ایک کنواں لگوایا تاکہ روضہ مبارک پر پانی کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ یہ کنواں بفضل حق تعالیٰ اب تک موجود ہے اور برابر پانی دے رہا ہے اگرچہ روضہ مبارک کے احاطے میں اب دو مزید ہینڈ پمپ غیر مسلموں نے لگوا دیئے ہیں تاکہ عرس مبارک کے موقع پر عام لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ ۱۹۸۳ء میں ایک ہینڈ پمپ کا پانی بالکل بند ہوگیا تھا تو جناب گورشرن سنگھ شامی نے جس غیر مسلم نے وہ لگوایا تھا۔ اس کے والد کو اطلاع دی کہ ہینڈ پمپ کا پانی بند ہوگیا لہٰذا اسے درست کرا دیں۔ مگر اس نے اس پر ہرگز توجہ نہ دی۔ عرس مبارک کے تقریباً ایک ماہ پہلے وہ غیر مسلم آیا اور ہینڈ پمپ مرمت کروا گیا اور کہا کہ میرے لڑکے کو خواب آئی تھی کہ ہینڈ پمپ کا پانی خشک ہوگیا ہے، لہٰذا اس نے مجھے دوبئی سے تحریر کیا کہ فوراً حضرت شامی صاحبؒ کے مزار پر جا کر ہینڈ پمپ ٹھیک کرا دو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حیّ یا قیوم

عشق الالٰہ لوجھہٖ

آپ خداوند کریم کی ذات کے عاشق ہیں

اَلِہَ العُقُولُ لِدَرکِہٖ

انسانی عقلیں آپ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں!

وبحسنہٖ تاہ النھیٰ

آپ کی خوبیوں کو دیکھ کر عقل متحیر ہوتی ہے

صلّوا علیہ وسلّموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

(۸) پشت در پشت سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ آپؒ کے روضۂ مبارک پر ایک شیر صفائی کے لئے آتا تھا اور ایک بہت بڑا سانپ رات کے وقت ہر جمعرات کو آیا کرتا تھا صبح کو آدمی کے پاؤں کی آہٹ سن کر سانپ روپوش ہو جایا کرتا تھا۔ شیر بھی بہت عرصہ تک آتا رہا۔ ایک دن اسی شیر نے کسی شخص کی گائے کھالی اور آپؒ نے اُسے آئندہ آنے کے لئے منع فرما دیا۔ چنانچہ وہ جاتا جاتا اپنا پنجہ ایک بہت لمبی کھجور پر لگا گیا۔ جس سے کھجور ٹیڑھی ہو گئی اور پھل بھی ٹیڑھا دینے لگی۔ اس کھجور کا پھل نہایت لذیذ اور میٹھا ہوتا تھا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؒ کا روضۂ مبارک ایک امن کی جگہ ہے۔ جہاں اِنسان کیا، بلکہ ہر چرند اور پرند کو بھی امن ملتا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں جن لوگوں نے وہاں جا کر پناہ لی، نہ صرف وہ محفوظ رہے، بلکہ کئی ایک نے تو ولایت حاصل کی۔ ایک مثال مائی روڈی کی ہے۔ جس نے اگست ۱۹۴۷ء میں روضۂ مبارک میں پناہ لی اور آخری دم تک وہیں رہی اور وہیں دفن ہوئی۔ اُن ایّام میں جو بُری نیت سے اس طرف رُخ کرتا تھا۔ وہ اندھا ہو جاتا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد بھی آپؒ کی بے شمار کرامات سُننے میں آئی ہیں۔ آج بھی آپؒ کا مزار مُبارک مرجع خلائق ہے اور لوگ بالخصوص غیر مسلم جُوق در جُوق ہر جمعرات کو

یا حی — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا قیوم

نَطَقَ الْحَجَرُ لِکَلَامِہٖ

پتھر آپ کے کلام سن کر بول اٹھے

حَنَّ الشَّجَرُ لِغَرَامِہٖ

درخت آپ کے عشق میں فریاد کرتے ہیں

وَبِفَقْرِہٖ جَاءَ الْغِنٰی

آپ کی عزت کو دیکھ کر دولت آئی مگر آپ نے مسترد فرمائی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو !!

یہاں حاضری دیتے ہیں۔ ۱۹۶۵ء سے آپ کا عرس مبارک کا اہتمام بھی غیر مسلم بڑی دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ جس میں مسلمانوں کے علاوہ ہزارہا ہندو سکھ دور دراز کا سفر طے کر کے شرکت کرتے ہیں۔

الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری فاضلی چشتی مدظلہ العالی

مصنف ریاض السالکین فی انوار العارفین و انوارِ معرفت و روحانی معالج المعروف عمالِ فقیری و تجلیات رسول اور انوارِ رسول فرماتے ہیں کہ ہم نے اکثر پرانے بزرگوں سے سنی ہوئی یہ روایت ہے کہ:

(۱) حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کے لئے سر مبارک پر ایک مٹی کی بھڑولی میں اوپلے ڈال کر اس میں آگ جلا لیتے اور اس بھڑولی پر مٹی کی ہنڈیا جس میں دودھ میٹھا اور گاجریں وغیرہ ڈال کے منہ بند کر کے شاہجورا سے پیدل چل پڑتے اور منزلِ مقصود پر پہنچنے تک گجریلا تیار ہو جاتا تھا۔ آپ کا یہ معمول بارہ برس تک رہا۔ ایک روز رات کے وقت میں آندھی اور بارش کا طوفان اس قدر اٹھا کہ گھر سے باہر نکلنا دشوار تھا۔ لیکن آپ اس طوفان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ذکر و شغل میں بدستور مشغول ہو کر معمول کی طرح گجریلا لے کر روانہ ہوئے۔ ابھی نصف منزل پر ہی

یاحی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاقیوم

وَلَهُ الوُصِيفُ بِمَدحِهِ
تعریف کرنے والا آپ کی مدح پر عاشق ہے

كَلَّ المَدِيحُ بِوَصفِهِ
مدح آپ کے وصف سے عاجز ہیں!

وَبِشَوقِهِ لَألَأَ المَلَا
آپ کا شوق تمام دنیا کے قلب میں چمکتا ہے

صَلُّوا عَلَيهِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!!

پہنچے تھے کہ طوفان کی وجہ سے آپ ایک اندھیرے ویران کوئیں میں گر گئے۔ اس کوئیں میں بہت سانپ تھے۔ انہوں نے پاؤں کے نیچے اپنی اپنی سریاں دے کر آپ کو کوئیں سے باہر نکال دیا۔ لیکن آپؒ کی ہنڈیا میں کوئی جنبش نہ ہوئی اور نہ ہی آپ کو کسی قسم کا کوئی گزند پہنچا۔ اسی حالت میں پیشوا کامل نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا عبدالنبی آپ نے اتنی دیر کیوں کر دی۔ آپؒ نے عرض کی کہ حضور میری غلطی ہو گئی آپؒ نے راستے کے واقعہ کا کوئی ذکر نہ کیا کہ اس بناء پر دیر ہوئی۔ قطب عالم پیشوائے کامل نے ارشاد فرمایا کہ شامی صاحب آج آپؒ کی منزل مکمل ہو گئی۔ اب آپؒ گجریلا نہ لایا کریں۔ ہم آپؒ کے پاس پہنچ جایا کریں گے۔ لیکن اب کی مرتبہ آپؒ کے پاس آنے میں جھگڑا ہو جائے گا۔ بہرکیف چند روز کے بعد حضرت قطب عالم سید محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ شام چوراسی تشریف لے آئے۔ باباجی صاحبؒ اس وقت اپنے وظیفہ میں مشغول تھے اور ایک خادم کو حکم دے رکھا تھا کہ کسی کو بھی ہمارے پاس ملاقات کے لئے اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ خادم نے اپنے آقا کے حکم کے مطابق آپ حضور قطب عالم کو ملاقات نہ کرنے کا کہا کہ آپ ملاقات نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اس بات پر تکرار بڑھ گئی۔ خادم نے کچھ گستاخی سے آپ کو جھڑک دیا۔ حضور قطب عالم نے ارشاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

رَافِعُ الرَّفِيعُ مَنَارَہٗ

خداوند کریم کی بلند ذات نے آپ کے مینار کو بلند کیا

اَعْلَى الْقَدِيْرُ وَقَارَہٗ

قدرت والے خدا نے آپ کے اعزاز کو اعلیٰ بنایا

اِنَّا فَتَحْنَا وَالضُّحٰی

اور انا فتحنا اور والضحیٰ کی سورتوں میں آپ کی توصیف ظاہر فرمائی

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

فرمایا کہ جاؤ شامی صاحبؒ سے کہہ دو کہ باہر ایک آدمی طاہرو طاہرو نامی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ خادم اس بات پر رضامند ہوگیا اور آپ کے نزدیک جاکر کہا کہ طاہرو طاہرو آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس بات کا سننا تھا کہ آپ تسبیح مُصلّہ چھوڑ کر وہاں سے بھاگے اور پیشوا کامل کے قدم بوس ہوئے۔ قطبِ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے سب سے پہلے آپؒ کے خادم کو سینے سے لگا کر معرفت سے اُسکا سینہ معمور کر دیا کہ تو نے اپنے آقا کی فرمانبرداری کی ہے۔ اس کے بعد حضرت باباجی صاحبؒ کو سینے سے لگا کر لپٹ گئے۔ پھر جو ہوا سو ہوا اور مقام ولایت عطا فرما دیا حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی حضور میں آپؒ کو اپنے گھر تک پہنچانے کے لئے کیا طریقہ اختیار کروں۔ میرے لئے تو ایک ہی طریقہ بہت ہی اچھا نظر آتا ہے کہ میں اپنی پگڑی بچھاتا ہوں۔ آپؒ اس پگڑی پر پاؤں رکھ کر چلئے۔ حضرت باباجی صاحبؒ اپنی پگڑی پیچھے سے اکٹھی کرتے جاتے اور آگے بچھاتے جاتے تھے۔ اسی طرح اپنے گھر میں حضرت قطبِ عالمؒ کو ہمراہ لے آئے۔ مخلوقات میں یہ ایک قسم کا تماشہ بن گیا تھا۔ لوگ جوق در جوق اکٹھے اس تماشہ کو دیکھتے تھے کہ مرید کا خلوص اور ادب انتہا درجہ کا ہے۔ جس کی مثال آج تک کسی نے بھی پیش نہیں کی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باجی جی ۔ باجوم

وَلَكُمْ بِهٖ مِنْ حُجَّةٍ
تمہارے واسطے آپ کی ذات ایک دلیل ہے

كَالنُّوْرِ جَالِي ظُلْمَةٍ
جو روشنی سے تاریکی کو دور کرتی ہے

فِي الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهٰى
ابتداء میں بھی اور انتہا میں بھی

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

حضور قطب عالم حاجی سیّد محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ جب گھر میں تشریف لے آئے تو آپ کو چارپائی پر نیا بستر بچھا کر بٹھایا گیا اور کھانے کا اہتمام ہوا، کھانا کھانے سے پیشتر سُنّتِ رسُول کے مطابق آپؒ نے اپنے ہاتھ دھونے کے لئے کوزہ میں پانی منگوایا۔ حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی صاحبہ نے عرض کی کہ حضور پیر و مرشد کے ہاتھ میں دھلاؤں گی۔ جب آپؒ کی صاحبزادی صاحبہ پانی کا لوٹا بھر کر ہاتھ دھلانے کے لئے لائی اور آپؒ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا تو حضور قطب عالمؒ کی نگاہِ پاک اُس بچی کی پیشانی پر جم گئی اور پانی کا لوٹا ہاتھوں پر ویسے ہی روندھا لیا۔ صاحبزادی دوسرا لوٹا بھر کر لے آئی۔ آپؒ نے اُسی طرح دوسرا لوٹا بھی اپنے ہاتھوں پر روندھا لیا۔ صاحبزادی پھر تیسرا لوٹا پانی کا بھر کر لے آئی۔ آپ نے تیسرا لوٹا پانی کا بھی اُسی طرح سے اپنے ہاتھوں پر روندھا لیا اور صاحبزادی صاحبہ کو کہا کہ بس اب پانی نہیں چاہیئے۔ حضور باباجی صاحب عنا کے دل میں خیال گزرا کہ شاید میرے پیر و مرشد کی نظر صاحبزادی پر آ گئی ہے آپ نے حضور قطب عالم کی بارگاہ میں عرض کی کہ حضور آپؒ پہلے میری صاحبزادی سے عقد پڑھا لیں، پھر کھانا تناول فرمائیں۔ میرے جیسا بھی کوئی خوش قسمت ہو گا جس کا پیشوا کامل لڑکی لے کر خوش ہو جائے۔ حضور باباجیؒ صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ جناب پیرِ و

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی — یا محبوب

مَلَا الحَشیٰ بِمَحَبَّتِهٖ

دل و جگر کو آپ کی محبت سے بھر دیا

فَلَقَ النَّوٰى بِمَوَدَّتِهٖ

آپ کی محبت نے گٹھلی کو چیر دیا

وَبِلُطْفِهٖ نِلْنَا المُنیٰ

آپ کی مہربانی سے ہم نے مرادیں حاصل کیں

صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

مرشد قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آگئے اور فرمانے لگے کہ شامی صاحب آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ میرا پیشوا میری صاحبزادی پر عاشق ہے، یہ صاحبزادی تو میری بیٹی ہے۔ میں نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ اس کی اولاد گنہگار ہوگی فقیر نے تین لوٹوں کے پانی سے صاحبزادی صاحبہ کی تین پشت تک کی اولاد کے گناہ دھو ڈالے ہیں تاکہ ان کی اولاد نہایت صالح اور نیک ہو اور متقی اور پرہیزگار ہو، اور آپؒ نے دعا دی کہ شامی صاحب آپ کا خاندان اور آپ کی اولاد خوب پھلے پھولے گی اور صاحب ثروت ہوگی اور دنیا کے کونے کونے میں اس کی عزت اور وقار قائم رہے گا اور کسی کی محتاج نہ ہوگی۔ پھر آپؒ نے صاحبزادی صاحبہ اور حضور باباجیؒ کے ہمراہ کھانا تناول فرما کر واپس عالم پور تشریف لے گئے۔

(۲) آپؒ کی شہرت بہت دور دور ہو چکی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد ایک کھتری کی لڑکی برائے فراغت اجابت شام کے وقت کھیتوں میں چلی گئی۔ کچھ اندھیرا سا چھا گیا اجابت سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ لڑکی اپنے گھر کو واپس آرہی تھی تو ایک اونٹوں کا قافلہ وہاں سے گزر رہا تھا۔ قافلے کے سردار نے لڑکی اکیلی دیکھ کر زبردستی اٹھا کر اپنے کجاوے میں ڈال لیا باوجود منت سماجت کے بھی اس سردار نے لڑکی کو

يا نبي بسم اللہ الرحمٰن الرحیم يا حبيب

شَقَّ الْقَمَرَ لِمَرَامِه

آپ نے چاند کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے چاک کیا

جَاءَ الْمَلَكُ بِسَلَامِه

فرشتے آپ کے سلام کو حاضر ہوئے

بِصَلٰوتِه اُمِرَ الْوَرٰى

خلقت کو آپ کی ذات پر درود بھیجنے کا حکم ہوا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو ! !

آزاد نہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ قافلہ اپنی منزلیں طے کرتا ہوا اپنی منزل مقصود پر پہنچ گیا اور لڑکی کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ اُس کمرہ میں آموں کے ٹوکرے لگے ہوئے تھے اور مکان کے صحن میں اناروں کے درخت تھے۔

جب لڑکی اپنے گھر واپس نہ آئی تو لڑکی کے والدین کو تشویش ہوئی اور چپہ چپہ انہوں نے تلاش کیا۔ لیکن لڑکی کا کوئی بھی سراغ نہ ملا۔ پھر لڑکی کے والدین اکٹھے ہو کر جناب باباجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی اور لڑکی کی گمشد گی زار و قطار رو رو کر عرض کی۔ جناب باباجی صاحبؒ نے اُن کو تسلی دی اور کہا کہ میرا یہ رقعہ لے جائیں۔ بازار میں ایک کھسرا ناچ رہا ہے۔ یہ رقعہ اس کو دیدیں۔ چنانچہ وہ لوگ باباجی صاحبؒ کا رقعہ لے کر جب بازار میں آئے تو وہاں پر ایک کھسرا ناچ رہا تھا اور ناچ میں چینا چھڑ رہا تھا اور کہتا تھا کہ یعنی کہ "چینا اج چھڑی دا یار۔ چینا اج چھڑیدا یار"۔ لڑکی کے والد نے حضور باباجیؒ کا رقعہ اُس کو دے دیا۔ اُس مخنث نے رقعہ لے کر چوما اور جیب میں ڈال لیا اور پھر اس طرح چینا چھڑنا شروع کر دیا۔ ابھی وہ اپنا کام مکمل نہ کر پایا تھا کہ زور زور سے کہنے لگا کہ:

"اَمباں والی کوٹھڑی اناراں والا ویہڑہ چل نی ندیھے تیرا گھر کیہڑا!"

یَا حَیُّ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا قَیُّوْمُ

لِعُرُوْجِہٖ نَزَلَ الْمَلَکُ

آپ کی قدر کو بلند ثابت کرنیکے واسطے فرشتے نازل ہوئے

لِقُدُوْمِہٖ رُفِعَ الْفَلَکُ

آپ کی تشریف لے جانے سے آسمان کا قدر بلند ہوا

قَدْ جَاءَ فِیْہِ لَقَدْ رَاٰی

آپ کی شان میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے خدا کا دیدار کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

اتنا کہا اور ہوا میں ہاتھ پھیلا کر بالوں سے پکڑ کر لڑکی کو اُس مجمع میں حاضر کر دیا لوگ یہ بات دیکھ کر لڑکی کی طرف متوجّہ ہوئے ہی تھے کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ مُخنث صاحب وہاں سے غائب ہو گئے جو تلاش کرنے پر بھی نہ ملے۔ جب لڑکی کو والدین نے وہاں پایا اور دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا ماجرا ہوا تو لڑکی نے رُو رُو کر کہا کہ ایک قافلہ مجھے اُٹھا کر لے گیا تھا اور مجھے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا تھا۔ اُس کوٹھڑی میں آم بھی تھے۔ اور صحن میں اناروں کے پودے لگے ہوئے تھے۔ میں پریشان حال تھی کہ اچانک ہوا کا سخت جھونکا آیا اور مجھے وہاں سے اُٹھا کر ایک لمحے میں یہاں لے آیا۔ اور مجھے کچھ معلوم نہیں۔ پھر وہ سب لوگ وہاں سے اکٹھے ہو کر لڑکی کو ہمراہ لے کر حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف میں حاضر ہوئے اور شکریہ ادا کیا۔ یہ کرامت دیکھ کر کئی ہندو اور سکھ مسلمان ہو گئے۔

جناب باباجیؒ کے ہاتھوں پر بہت سے ہندو اور سکھ مسلمان ہوئے۔ آپ نے اس کفرستان کے علاقہ میں توحید کا ڈنکا بجایا۔ آپؒ کا فیض ہر ایک کے لئے اب تک جاری و ساری ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپؒ کے روضۂ مبارک پر تا ابد اپنے نُور کی رحمت برسائے۔ ”آمین ثم آمین“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبع الوضوء ببرکوتہ
وضو کا پانی آپ کے کوزہ سے رواں ہوا
کثر الطعام ببرکتہ
آپ کی برکت سے کھانے کی مقدار زیادہ ہوگئی
وبکفہ نطق الحصیٰ
آپ کے دست مبارک میں کنکر گویا ہوئے
صلوا علیہ وسلموا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

درود شریف کی برکت

مشہور صحافی جناب صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی کے بڑے بھائی صاحبزادہ ضیاء الرحمٰن شامی پسر الحاج فیض الرحمٰن شامی نے بیان کیا کہ میں مع اہل وعیال ماہ جون ۱۹۷۰ء میں بذریعہ کار ساہیوال سے کراچی روانہ ہوا تو میری والدہ ماجدہ صاحبہ نے حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے درود شریف کے چند ایک نسخے کار کے ڈیش بورڈ میں رکھ دیئے۔ ہم لوگ ایک روز ملتان ٹھہرنے کے بعد صبح سویرے کراچی کے لئے روانہ ہوئے اور راستے میں ہم نے رحیم یار خاں میں رُکنا تھا۔ اس لئے میں نے اپنی کار نہر کی پٹڑی پر ڈال دی جو کہ سڑک سے تقریباً سولہ فٹ بلند تھی۔ نہر لبالب پانی سے بھری ہوئی تھی۔ نہر کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ شیشم کے درخت دونوں جانب لگے ہوئے تھے اور تمام طرف سبزہ ہی سبزہ تھا۔ اچانک میری کار پھسلنا شروع ہوئی۔ کیونکہ بیلداروں نے پٹڑی پر چھڑکاؤ کیا ہوا تھا اور کار بار بار پھسل رہی تھی ایک طرف سولہ فٹ نیچی سڑک جو درختوں سے اَٹی ہوئی تھی اور دوسری جانب پانی سے لبالب نہر بھری ہوئی تھی اور نظر یہی آتا تھا کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں رہی۔ معاً میں نے حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے مدد کی درخواست کی اور دوسرے ہی لمحے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے ہماری کار پٹڑی سے اُٹھا کر سولہ فٹ نیچے زمین پر رکھ دی۔ کار کا انجن بھی چل رہا تھا

یا حی — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا قیوم

ذَرَفَ الْعُیُوْنُ لِوَعْظِہٖ
آنکھیں آپ کی وعظ سے گریاں ہوئیں

وَجِلَ الْقُلُوْبُ بِنُصْحِہٖ
دل آپ کی نصیحت سے خوف زدہ ہوئے

بِدُعَائِہٖ ذَهَبَ الْعَمٰی
آپ کی دعا سے نابینائی دور ہوگئی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

آس پاس کے لوگ اس صورتِ حال کو دیکھ کر بھاگ کر آئے کہ کار اُلٹ گئی، لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ جب ہم سب صحیح سلامت کار سے باہر نکلے تو دیکھا کہ جن دو درختوں کے درمیان کار پٹڑی سے نیچے گری، اُن کے درمیان اتنا ہی فاصلہ تھا کہ کار بمشکل نکل سکتی تھی۔ میرے بڑے بیٹے عامر ضیاء نے کار سے اُترتے ہی کہا کہ ابو یہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے درود شریف کی برکت ہے جو دادی اماں نے چلتے وقت کار میں رکھ دیئے تھے۔ یہ واقعہ ایک حقیقت تھی۔ ہم لوگ اُسی وقت سجدہ ریزہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ اُس نے اپنے ولی کامل کے طفیل نہ کہ ہمیں بالکل صحیح و سلامت رکھا اور کسی قسم کی کوئی خراش تک نہ آئی، بلکہ کار بھی بالکل محفوظ رہی۔ یہ ایک ایسی کرامت تھی کہ کوئی شخص بھی اِس پر یقین نہیں کرسکتا تھا۔ سبحان اللہ! ولیوں کی کتنی بلند شان ہوتی ہے کہ جب بھی صدقِ دل سے پکارا جائے۔ مدد کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

آپؒ کی بشارتیں

(١) حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ "مجموعۃ الاسرار" کے مکتوب نمبر ۵۳ صفحہ نمبر ۵۹۷ میں رباعی کی شکل میں فرماتے ہیں:

روزی فلک ہر آئینہ برما جفا کند — وز دوستاں ہمدم مارا جدا کند
آساں کنی از مرگِ خدایا ہر آں کسے — کیں نسخہ من نخواند مارا دعا کند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

وَاللہِ مَا اُحصِی شمّا

خدا کی قسم میں آپ کے تفضل سے بھری ہوئی عادات کو

بَل فضلہٖ مِن رّبّنا

جو ہمارے رب نے آپ کو عطا کی ہیں شمار نہیں کرسکتا

فھو النّبیّ المرتضیٰ

آپ خدا کے پسندیدہ نبی ہیں!

صلّوا علیہ وسلّموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

ترجمہ: بے شک آسمان ہم پر کسی دن ظلم کرتا ہے، ہمیں اپنے عزیز دوستوں سے جُدا کر دیتا ہے۔ اے خُدا! اُس شخص کی موت آسان کر دے جو میری یہ کتاب پڑھے اور میرے لئے دُعا کرے۔

یہ مکتوب شریف حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عزیز کے نام حسب ذیل مضمون کے ضمن میں تحریر فرمایا تھا۔

چوں کہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد   موسیٰؑ با موسیٰؑ در جنگ شد
چوں بہ بے رنگی رسی کاں داشتی   موسیٰؑ و فرعون دارند آشتی

ترجمہ: جس وقت بے رنگی رنگ میں قید ہوگئی تو موسیٰؑ اور موسیٰؑ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ لیکن جس وقت بے رنگی ملی تو صورت یہ ہوئی کہ موسیٰؑ اور فرعون کے درمیان صلح ہوگئی۔

پہلی رُباعی میں غور طلب بات یہ ہے کہ جس وقت مکتوب شریف تحریر کیا گیا تھا۔ کتاب کا وجود ہرگز نہ تھا مگر آپؒ نے لفظ "کتاب" تحریر فرما کر پہلے ہی پیش گوئی فرما دی، جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عرصہ تین سو سال بعد پایۂ تکمیل کو پہنچی اور ایک حقیقت پذیر ہوئی۔ نیز آپؒ نے اپنی حیات طیّبہ میں اِس کتاب کا نام "مجموعۃ الاسرار" فرمایا تھا۔ مگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی یا قیوم

أَنَا كَيْفَ أَمْدَحُ بِالثَّنَا

اے حضرت محمد رسول اللہ! میں آپ کی توصیف

لَكَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّمَا

کیونکر ادا کرسکوں

أَنْتَ الْمُمَجَّدُ بِالنَّدیٰ

آپ اپنی فیاضی کے باعث نہایت بلند رتبے پر فائز ہیں

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

حیرت کی بات یہ ہے کہ اِس عرصہ دراز میں تصوّف پر بے شمار کتابیں پایۂ تکمیل کو پہنچیں مگر کسی بھی مُصنّف نے ایسانام نہیں رکھا۔

الحمدللہ! یہ سعادت مؤلف کو نصیب ہوئی جو محض اللہ پاک کے فضل حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے اور پیرو دستگیر حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی توجّہ کی برکت سے نہ صرف "مجموعۃ الاسرار" پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آیا بلکہ زیرِ نظر کتاب "تذکرہ تاج العارفین" بھی مکمل ہوئی۔ جسکا شکریہ اگر باقی ماندہ زندگی ہر لمحہ بھی ادا کیا جائے تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپؒ کے خاندان میں بے شمار صاحبِ ثروت، اہلِ علم اور اہلِ قلم فرزندان موجود تھے اور حکومت کے اعلےٰ عہدوں پر متمکن تھے مگر یہ سعادت صرف ایک ایسے انسان کو نصیب ہوئی۔ جو خاندان میں بے وسیلہ بے سروسامان اور شکستہ پا تھا۔ درحقیقت یہ بھی آپؒ کے تصرّفات میں سے ایک تصرّف تھا جو عرصہ تین سو سال بعد ظہور پذیر ہوا۔ اس حقیقت کے علاوہ آپؒ نے کئی بشارتیں دیں جو حقیقت بن گئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولیوں کی کیا شان ہوتی ہے کہ جو کچھ فرمادیں یا تحریر کر دیں۔ وہ حقیقت بن کر دنیا فانی میں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

(۲) تقریباً ۲۳ سال قبل یعنی ۱۹۸۰ء میں مولوی عبدالحق صاحب ٹانڈہ والوں نے ایک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا نبی   رباعی قدیم

وَلَقَدْ اُنَادِیْ یَا حَشَا

میں عشق کی شدت سے پکارتا ہوں کہ اے میرے دل و جگر

لِتَقْطَعِیْ بِفِرَاقِ ذَا

دیکھو تم آنحضرت کے فراق میں کس طرح پارہ پارہ ہوتے ہیں

فَلَطَالَ صَبْرِیْ فِی الْبَلَا

اس محنت اور مصیبت میں بہت صبر کیا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

خواب دیکھا اور تحریر کرکے صاحبزادہ محمد ناظم کو برائے تعبیر ارسال کیا۔ آپ نے خواب بیان کیا کہ: "صحن سے مشرقی دیوار کا سایہ اُس تخت پر پڑ رہا تھا۔ یہ وہ تخت پوش تھا جس پر میرے والد بزرگوار مخدوم غلام نقشبند صاحب اور اُن کے والد بزرگوار محمد فتحیاب جیو رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھا کرتے تھے۔ تخت پوش کی نُورانی کیفیت تفصیل سے باہر تھی۔ میں نے تشریف لانے کے لئے عرض کی، اور اس ماحول میں اُن کے ہمراہ کوئی نوجوان خادم بھی موجود تھا۔ میں نے تخت پوش پر چڑھنے کی کوشش کی، لیکن اس میں ناکام رہا۔ اُس بزرگ نوجوان نے بھی کوشش کی، لیکن نہ چڑھ سکے۔ خادم دُور سے دیکھ کر ہنسی اُڑا رہا تھا۔ رہ گئے! نہ چڑھ سکے۔ دوسری مرتبہ پھر کوشش کی، لیکن دونوں ناکام رہے۔ پھر کوشش کی، پھر ناکام رہے۔ آخر میں نے جس طرح چھوٹا بچہ بڑی چارپائی پر چڑھا کرتا، پہلے اپنے ہاتھ بڑھا کر سینے کو بڑھا کر اس تخت پوش پر رکھا اور کہنیوں کو اڑا کر جسم کو سکیڑ کر آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ الحمدللہ کہ میں اُس تخت پر چڑھ گیا۔ وہ بزرگ نوجوان نے چڑھنے کی کوشش فرمانے لگے اور چڑھ آئے اور ایک قلمی کتاب میرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی — یا قیوم

وَتَجَشَّمَتْ نَفْسِیْ کَمَا

میرے نفس نے ایسی تکلیف اٹھائی

یَتَجَشَّمُ حَجَرُ الرَّحٰی

جیسی چکی کا پتھر اٹھاتا ہے

فِیْ هِجْرِ فَخْرِ الْاَنْبِیَا

فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

آگے رکھدی۔ اس کو دیکھو۔ میں نے کتاب کو دیکھا تو وہ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات تھے۔ مختلف جگوں کو دیکھتے دیکھتے ایک سمت پر حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ محررہ الفاظ نظر آئے:

"ایھا النّاظر فی ھٰذہ الاقوال اُنظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال۔"

(تفسیر) اے ان مکاتیب کو مطالعہ کرنے والے طالب! تو دیکھ غور کر، سوچ اور فکر کر ان ہدایات کو جو اس کتاب میں پیش کی گئی اور نہ تنقید کر اس شخص کی شخصیت پر کہ کون ہے! کیسا ہے! کیا ہے! اُس کا مشرب کیا ہے! اُس کی ذات کیا ہے! نومسلم ہے یا جدی مسلمان ہے! عربی ہے یا عجمی ہے، سید ہے؟ وغیرہ (خواب ختم)

آپ نے آخر میں تحریر کیا کہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کی ایک کاپی تو راولپنڈی والے شیخ وحید الزمان صاحب کے پاس تھی۔ دوسری کاپی مندا چور والے صاحبزادگان کے پاس تھی۔ خواب میں جو کاپی دیکھی گئی وہ تو مندا چور والے صاحبزادگان والی کاپی تھی اور کافی صحت طلب تھی

اللہ اکبر! اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولیوں کی کیا شان ہوتی ہے کہ ہر آنے والے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رہط آل محمدٍ

اے آل محمد کے گروہ !

یا صحب صحبۃ احمدٍ

اور اے صحبت رسول علیہ السلام کے فیضیافتہ اصحاب

روحی ونفسی قد فدا

میری جان اور میرا نفس سب آپ پر قربان ہے

صلوا علیہ وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو !

واقعات کو اپنے دوستوں کے ذریعے پہلے ہی آگاہ کر دیتے ہیں۔ اس خواب کے کافی عرصہ بعد جناب مولوی صاحب لاہور تشریف لائے تو بندہ نے جو مکتوبات شریف سنداچور والے صاحبزادگان سے حاصل کئے تھے۔ اُن کی خدمت میں پیش کئے اور یہ مکتوبات شریف مع اُردو ترجمہ ماہ اپریل ۱۹۸۶ء میں بندۂ ناچیز کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

(۳) صاحبزادہ غلام ابراہیم صاحب پسر صاحبزادہ رحمت مندنے مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو مؤلف کو خط تحریر کیا۔ جس میں بیان کیا کہ:

"گزشتہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک بڑا غبارہ تھا۔ جسے میں نے اُوپر اُڑانے کے لئے باہر کھلی جگہ پر کھولا تو اس میں ہوا بھرنے لگی اور وہ آہستہ آہستہ بلند ہونے لگا۔ غبارے سے نہایت سُریلی آواز میں یہ شعر نشر ہونے لگا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اِس خوش کن آواز میں موسیقی کی آمیزش بھی تھی۔ یہ غبارہ شمال کی جانب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اخیتی — یا جاٰ جتی

فتحدثوا عن لوعتی

اے دوستو میرے سوز دل کی بابت

عند الحبیب احبتی

میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو

سکبت دموعی یا فتا

اے نوجوا! میرے اشک رواں ہیں!

صلوا علیہ وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہوتا جاتا تھا اور برابر آواز آتی گئی۔"

خواب سے آنکھ کھلی تو میرے دل میں فوری خیال آپ کا اور عزیزم مجیب الرحمٰن کا آیا۔

شیر کی آمد

جناب مرزا سراج احمد عادل صاحب ساکن مکیریاں ضلع ہوشیارپور حال سپرنٹنڈنٹ ہائی وے پنجاب نے بیان کیا کہ:

"۱۹۳۰ء میں ان کے چچا عبدالعزیز کو اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ وہ اپنے والد محترم کے ہمراہ جنگلات سے لکڑیاں کٹوانے کے لئے ہوشیارپور کی جانب گئے ہوئے تھے کہ کافی رات ہو گئی۔ جمعرات کا دن تھا۔ سوچا کہ کیوں نہ آج رات حضرت خواجہ عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ کے درِ اقدس پر گزار کر صبح واپس چلیں۔ دونوں مزارِ اقدس کی طرف چل دیئے سفر کی وجہ سے بھوک اور تھکان بہت تھی۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد سونے کے لئے مزار کے احاطہ میں بیٹھے ہی تھے کہ اچانک ایک شخص کھانا لے کر آگیا اور پکارا کہ مکیریاں سے کون مہمان آئے ہیں اور یہ کھانا اُن کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذِکْرُ الصَّلٰوۃِ فَقِیْرُہٗ
آپ کے در کے گدا عبد النبی نے
عَبْدُ النَّبِیِّ مُعَطِّرُہٗ
جو آپ کی توصیف کی عطر جیسی خوشبو کا کثرت کیساتھ پھیلانیوالا ہے
فِیْ کُلِّ صُبْحٍ وَّالْمَسٰی
تمام صبح اور شام آپ پر درود بھیجنے میں صرف کیا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

لئے ہے۔ خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور فوراً ہی نیند کا غلبہ ہونے لگا۔ چاندنی رات تھی اور تمام دنیا محوِ استراحت تھی۔ والد صاحب تو سو گئے مگر مجھے ابھی نیند نہیں آئی تھی کہ اچانک کسی وزنی چیز کے چلنے کی سی آہٹ محسوس ہوئی۔ جب گردن کو اُٹھا کر دیکھا تو ہوش خطا ہو گئے۔ کیونکہ ایک شیرِ ببر آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا مزار اقدس کی طرف چلا آ رہا تھا۔ اُس کے تنفس کی آواز کو اپنے سرہانے کی جانب سُنا۔ دل میں خیال آیا کہ اب خیر نہیں۔ یہ درندہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ مگر معاً خیال آیا کہ جن کے درِ اقدس پر پڑے ہیں، غوثِ زمان ہیں۔ موت بھی آئی تو اللہ کے ولیِ کامل کے آستانہ پر آئے گی۔ دم بخود ہو کر لیٹے رہے۔ شیر خراماں خراماں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ عالیہ کی چوکھٹ کی طرف بڑھا اور اگلے پاؤں نیچے رکھ کے گردن چوکھٹ پر جھکا دی۔ کچھ دیر دم سادھے اسطرح سے رہا اور کچھ ایسا معلوم ہوا کہ درِ اقدس کو چاٹ رہا ہے۔ پھر اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور پچھلے پاؤں سے واپس چلتا ہوا نظروں سے اُوجھل ہو گیا۔"

صبح سویرے جب یہ واقعہ بیان کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ایسے بے شمار واقعات دیکھنے اور سُننے میں آئے مگر آج تک کسی شخص کو کسی قسم کا کوئی گزند نہ پہنچا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَزَغَ الحَبِیبُ المُجتَبیٰ
برگزیدہ محبوب کی روشنی

فِی سُحمَۃِ اللَّیلِ الدُّجیٰ
کالی رات کی سیاہی میں چمکی!

کَالشَّمسِ تَشرُقُ فِی الضُّحیٰ
جس طرح آفتاب دن چڑھے چمکتا ہے

صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

حضرت بابا نظام شاہؒ (پشت ساتویں) کی کرامت

شیخ اقبال احمد شامی پسر شیخ مولا بخش رئیس شاہ پوراسی سے روایت ہے کہ:

(۱) "فتح الدین نامی نمبردار شاہ پوراسی کے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہ تھی، چنانچہ وہ ایک دن حضرت بابا نظام شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز کی ساتویں پُشت سے تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دُعا فرمائیں کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہو، کیونکہ آپ وَلی اللہ کی اولاد میں سے ہیں۔ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو میں اپنی آدھی زمین آپ کے نام لگوا دوں گا۔ آپ نے اُس شخص کے لئے دُعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، مگر جب وہ نمبردار حضرت بابا نظام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس نے کہا کہ یا حضرت لڑکی پیدا ہوئی ہے اُس شخص نے اِس لئے جھوٹ بولا تا کہ اُسے اپنی زمین نہ دینی پڑے

یا نبی — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — درود قوم

وَهُوَ الضِّيَاءُ الْمُسْتَضِي

آپ ایسی روشنی ہیں جس سے سب چیزیں روشن ہوئیں

وَبِنُورِهٖ سَطَعَ الْهُدٰى

آپ کے نور سے ہدایت نمودار ہوئی

فِي صُبْحِ لَيْلِ الْبِلَادِ

اور سیاہ رات کے بعد صبح کا نور پھیلا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

حضرت بابا نظام شاہ ؒ نے اُس شخص سے تین بار پوچھا۔ لیکن ہر بار اُس شخص نے یہی جواب دیا کہ یا حضرت لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اِس پر آپ نے فرمایا کہ "جا پھر لڑکی تے لڑکی ہی سہی" اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ وہ لڑکا اُسی وقت لڑکی کی جنس میں تبدیل ہوگیا اور اِس کرامت کا سارے علاقے میں دُور دراز تک چرچا ہونے لگا۔ شیخ مولا بخش صاحب حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی آل میں سے تھے اور اُن کے دادا محترم شیخ نصرت اللہ صاحب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر رہ چکے تھے۔ شیخ اقبال احمد شامی پاکستان بننے کے بعد مع اپنے اہل و عیال کے شاہچوراسی سے ہجرت کرکے لاہور میں آباد ہوئے۔ اُن کا بیان تھا کہ حضرت "باباجی"، کے طفیل ہم شاہچوراسی میں اگست ۱۹۴۷ء میں بالکل بخیریت رہے اور کسی غیر مسلم نے ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ شاہچوراسی میں اپنے محلہ میں اہل و عیال کے ساتھ رہائش پذیر تھے اور اُن کے اِرد گرد تمام ہندو ہی ہندو آباد تھے۔ یہ صرف حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَھُوَ الرَّسُوْلُ الْمُقْتَدٰی

آپ رسول ہیں جن کی پیروی فرض ہے

مِنْہُ الشَّفَاعَۃُ تُرْتَجٰی

آپ سے شفاعت کی امید ہے

بِجَمَالِہٖ حَسَدُ الدُّجٰی

آپ کے جمال سے آپ کا حاسد سرد ہے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

کرامت کا نتیجہ تھا کہ ہم نہ صرف وہاں محفوظ رہے، بلکہ خیر و عافیت کے ساتھ پاکستان پہنچ گئے۔

آل و اولاد کے لئے آپؒ کی دعا

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے نو صاحبزادے تھے، مگر آپؒ نے اُس وقت کسی ایک کو بھی خلافت عطا نہیں کی، بلکہ اپنے شاگردوں، مریدین اور خدام میں سے نو خلفاء مقرر کئے۔ جن کے اسماء گرامی شجرہ طریقت میں درج ہیں۔ آپؒ نے فرمایا تھا کہ میری آل و اولاد قلم دوات کی کمائی کھائے گی، لہٰذا آپؒ کی پیشین گوئی بالکل درست ہوئی، ہو رہی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہوتی رہے گی۔ زمانہ کے ہر دور میں آپؒ کی آل و اولاد ہی میں سے حکومت کے اہم اور اعلیٰ عہدوں پر متمکّن ہوتی رہی۔ مثال کے طور پر انگریز کے عہدِ حکومت میں جن اسامیوں پر انگریز مقرر ہوتے تھے۔ مندرجہ ذیل حضرات مقرر ہوئے۔

۱۔ صاحبزادہ شیخ احمد بخش، جنہوں نے بطور پٹواری ملازمت اختیار کی، جبکہ ڈپٹی کمشنر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

۲۔ خان بہادر صاحبزادہ شیخ عبدالرشید، سپرنٹنڈنٹ پولیس۔

یَا حَیُّ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — یَا قَیُّوْمُ

عَشِقَ الْاِلٰہُ لِوَجْھِہٖ
آپ خداوند کریم کی ذات کے عاشق ہیں
اَلِہَ الْعُقُوْلُ لِدَرْکِہٖ
انسانی عقلیں آپ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں!
وَبِحُسْنِہٖ تَاہَ النُّھٰی
آپ کی خوبیوں کو دیکھ کر عقل متحیر ہوتی ہے
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!

۳۔ صاحبزادہ شیخ عبدالصمد، سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن بلوچستان۔

۴۔ صاحبزادہ شیخ امیرالدین ڈپٹی کلکٹر انہار۔

۵۔ خانصاحب صاحبزادہ شیخ عبدالرحمٰن، سپرنٹنڈنٹ، واچ اینڈ وارڈ، ای، آئی۔ ریلوے۔

۶۔ صاحبزادہ غلام جیلانی، وزیر مال ریاست مالیرکوٹلہ

۷۔ صاحبزادہ شیخ محمد اقبال شامی، سپرنٹنڈنٹ، ریفارمیٹری سکول، دہلی۔

جبکہ پاکستان بننے کے بعد بھی آپؐ ہی کی اولاد میں سے مندرجہ ذیل حضرات اہم اور اعلےٰ عہدوں پر متمکن رہے:

۱۔ صاحبزادہ شیخ اکرام الحق چیف سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان اور قائم مقام گورنر بھی رہے

۲۔ صاحبزادہ شیخ انعام الحق، چیف کنٹرولر آف سٹورز پاکستان ریلویز۔

۳۔ صاحبزادہ شیخ نثار الحق، مینجنگ ڈائریکٹر ایم سی پی

۴۔ صاحبزادہ شیخ سجاد احمد جان، جج سپریم کورٹ آف پاکستان سے ریٹائر ہونے کے بعد چیف الیکشن کمشنر مقرر ہوئے۔

۵۔ صاحبزادہ شیخ اعجاز احمد، سینئر سپیشل جج اینٹی کرپشن حکومت پنجاب

۶۔ صاحبزادہ شیخ عزیز الحمید، جنرل منیجر اور سیکرٹری پاور واپڈا۔

یَاحَیُّ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ یَاقَیُّومُ

نَطَقَ الحَجَرُ لِکَلَامِہٖ
پتھر آپ کے کلام سن کر بول اٹھے

حَنَّ الشَّجَرُ لِغَرَامِہٖ
درخت آپ کے عشق میں فریاد کرتے ہیں

وَبِفَقرِہٖ جَاءَ الغِنٰی
آپ کی غربت کو دیکھ کر دولت آئی دکھ آپ نے منظور (؟)

صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو !!

۷۔ صاحبزادہ شیخ سعید الحمید، ڈپٹی سیکرٹری ہوم، حکومت پنجاب

۸۔ صاحبزادہ شیخ وحید الحمید، ڈپٹی سیکرٹری، ہیلتھ، حکومت پنجاب

۹۔ صاحبزادہ ابونصر وائس پرنسپل گھوڑا گلی کالج۔

۱۰۔ صاحبزادہ حفیظ الرحمٰن شامی، ڈائریکٹر محکمہ ٹیلیفون۔

۱۱۔ صاحبزادہ شیخ محمد ناظم شامی، جنہوں نے بطور کلرک ملازمت اختیار کی، جبکہ ڈپٹی چیف پرسونل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

۱۲۔ صاحبزادہ قمر احمد شامی، کرنل

۱۳۔ صاحبزادہ نثار محمد شامی، لیفٹیننٹ کرنل

۱۴۔ صاحبزادہ احسان الحق لیفٹیننٹ کرنل

۱۵۔ صاحبزادہ ڈاکٹر محمد اعتزاز الدین شامی، لیفٹنٹ کرنل

۱۶۔ صاحبزادہ شیخ ہمایوں اختر عادل، ممبر بورڈ، نیشنل بنک آف پاکستان

۱۷۔ صاحبزادہ شیخ مسرور الحق، پروجیکٹ منیجر۔ سوئی ناردن گیس لیٹیڈ

۱۸۔ صاحبزادہ شیخ عطاء الغفور، ڈپٹی چیف میکینکل انجینئر۔ پاکستان ریلویز۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا نبی — یا حبیبؐ

وَلَهُ الْوَصِيفُ بِمَدْحِهِ
تعریف کرنے والا آپ کی مدح پر عاشق ہے
كَلَّ الْمَدِيحُ بِوَصْفِهِ
مدح آپ کے وصف سے عاجز ہیں!
وَبِشَوْقِهِ لَا لَا الْمَلَا
آپ کا شوق تمام دنیا کے قلب میں چمکتا ہے
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
آپ پر درود اور سلام بھیجو!!

۱۹۔ صاحبزادہ شبیر احمد شامی سپرنٹنڈنٹ پولیس، پاکستان ریلویز۔

۲۰۔ صاحبزادہ وحید الزمان شامی، سپرنٹنڈنٹ تحقیق و ارتقاع واہ آرڈیننس فیکٹری

۲۱۔ صاحبزادہ شیخ محمد یوسف شامی، جوائنٹ سیکرٹری، حکومتِ پاکستان۔

۲۲۔ صاحبزادہ پروفیسر شیخ انثار احمد شامی، کنسلٹنٹ عبدالعزیز یونیورسٹی مکہ۔

۲۳۔ صاحبزادی خالدہ شامی، پروفیسر عبدالعزیز یونیورسٹی، مکہ

۲۴۔ صاحبزادہ شیخ محسن رشید شامی، لیفٹیننٹ کرنل

۲۵۔ صاحبزادی ڈاکٹر رفعت رشید صاحبہ، پروفیسر اینڈ ڈین آف آرٹس پنجاب یونیورسٹی

۲۶۔ صاحبزادہ شیخ حسن رشید شامی، کرنل کے عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد جنرل منیجر ایم سی پی مقرر ہوئے۔

جبکہ صاحبزادہ بریگیڈیر احسن رشید شامی نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاکستان کی بقا کی خاطر اپنی جانِ عزیز کا نذرانہ پیش کر کے شہادت کا رتبہ پایا۔ اُن کا عُرس مُبارک ہر سال ۶ ستمبر کو لوگ مصطفیٰ آباد (للیانی) ضلع قصور میں بڑی شان و شوکت اور عقیدت کے ساتھ مناتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَا حَیُّ　　　　یَا قَیُّوۡمُ

رَفَعَ الرَّفِیۡعُ مَنَارَہٗ

خداوند کریم کی بلند ذات نے آپ کے مینار کو بلند کیا

اَعۡلَی الۡقَدِیۡرُ وَقَارَہٗ

قدرت والے خدا نے آپ کے اعزاز کو اعلیٰ بنایا

اِنَّا فَتَحۡنَا وَالضُّحٰی

اور انا فتحنا اور والضحیٰ کی سورتوں میں آپ کی توصیف ظاہر فرمائی

صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

اب موجودہ دور یعنی ۱۹۹۲ء میں بھی -

۱- صاحبزادہ وسیم سجّاد، چیئرمین سینٹ آف پاکستان

۲- صاحبزادہ شیخ ظہیر سجّاد، ممبر بورڈ آف ریونیو، پنجاب -

۳- صاحبزادہ شیخ مصباح الدین شامی، چیئرمین، پاکستان سائنس فاؤنڈیشن

۴- صاحبزادہ شیخ محمد یونس شامی، سپرنٹنڈنگ انجینئر ہائی ویز - پنجاب

۵- صاحبزادہ سعید اقبال شامی، وائس کمشنر سوشل سیکورٹی، پنجاب

۶- صاحبزادہ عتیق ظفر، ڈائریکٹر ایثارِ قدیمہ حکومتِ پاکستان

۷- صاحبزادہ نوید ظفر اے - وی پی - یو بی ایل

۸- پروفیسر ڈاکٹر نعیم الحمید، سپرنٹنڈنٹ، ہولی فیملی ہسپتال، راولپنڈی

۹- صاحبزادہ ڈاکٹر تبریز اسلم شامی، پروفیسر انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

۱۰- صاحبزادہ ڈاکٹر سجاد اسلم شامی، پروفیسر قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۱- صاحبزادہ ضیاء الرحمٰن شامی، مینجنگ ڈائریکٹر، نیشنل سیمنٹ انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی

۱۲- صاحبزادہ سفیر الرحمٰن شامی، جنرل مینیجر، کمرشل اینڈ فنانس، پاک الیکٹرون لمیٹڈ، لاہور

۱۳- صاحبزادہ محمد اسلم شامی، ایڈیشنل سولیسٹر پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یانبی — بقاء موم

وَلَکُمْ بِہٖ مِنْ حُجَّۃٍ
ہمارے واسطے آپ کی ذات ایک دلیل ہے

کَالنُّوْرِ جَالِی ظُلْمَۃٍ
جو روشنی سے تاریکی کو دور کرتی ہے

فِی الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَھٰی
ابتداء میں بھی اور انتہا میں بھی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
آپ پر درود اور سلام بھیجو

۱۴۔ صاحبزادی زاہدہ اعجاز شامی صاحبہ پروفیسر لاہور کالج برائے خواتین لاہور

۱۵۔ صاحبزادی ساجدہ شامی صاحبہ پروفیسر گورنمنٹ کالج، سمن آباد، لاہور۔

۱۶۔ صاحبزادی زبیدہ شامی صاحبہ پروفیسر لاہور کالج برائے خواتین لاہور۔

کے عہدوں پر فائز ہیں۔ علاوہ ازیں آپؒ کی آل و اولاد میں سے بے شمار صاحبان حکومت کے اعلیٰ عہدوں سے ریٹائر ہوئے اور موجودہ حکومت میں برسرِ اقتدار ہیں۔ اگر اُن کے اسماء گرامی تحریر کئے جائیں تو ایک طویل فہرست مرتب ہو جائیگی۔ صحافت کے میدان میں بھی صاحبزادہ شیخ مجیب الرحمٰن شامی کو وہ مقام حاصل ہے۔ جو آج تک کسی صحافی کو اتنی کم مدت میں نصیب نہیں ہوا۔ یہ تمام انعامات و احسانات نہ صرف تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالغنی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعاؤں کا نتیجہ ہیں، بلکہ ان میں آپؒ کے پیر و مرشد قطب عالم حضرت سید محمد طاہر عالمپوری قدس سرہٗ العزیز کی دُعاؤں کا بھی اثر ہے۔

وصال

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بروز بدھ مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ بمطابق ۲۲ اگست ۱۹۳۳ء کو شاہجہوراسی میں ہوا۔ جہاں آپؒ کا روضۂ مبارک پچاس کنال رقبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا حی یا قیوم

مَلَا الحَشیٰ بِمَحَبَّتِہٖ

دل و جگر کو آپ کی محبت سے بھر دیا

فَلَقَ النَّویٰ بِمَوَدَّتِہٖ

آپ کی محبت نے گٹھلی کو چیر دیا

وَبِلُطْفِہٖ نِلْنَا المُنیٰ

آپ کی مہربانی سے ہم نے مرادیں حاصل کیں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

آپ پر درود اور سلام بھیجو!

میں واقع ہے۔ آپؒ نے تقریباً ۱۱۸ سال کی طویل عمر پائی اور ساری عمر اسلام کی سربلندی کے لئے ہمہ تن گوش رہے، حتیٰ کہ آپؒ نے ابتدا میں وطن مالوف شاہجہور ای کو خیرباد کہا، بلکہ اپنی بیوی بچوں اور والدین سے بھی کافی عرصہ جُدا رہے۔

جب حضرت تاجُ العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا وقتِ وصال قریب تھا تو آپؒ کے ایک مرید نواب جانی بیگ خان نے آپؒ سے عرض کی کہ سرکار آپؒ کا روضۂ مُبارک کس طرز کا بنایا جائے میرا ارادہ ہے کہ آپؒ کا روضۂ مبارک ایسا تعمیر کراؤں کہ ہندوستان میں اِس کی نظیر نہ ملے آپؒ نے اِس سے منع فرمایا اور وصیّت کی کہ ہماری تُربت ہمارے پیر و مرشد قطب عالم حضرت سیّد مُحمّد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کچی ہونی چاہیئے۔ اللہ اللہ یہ تھا ادب کا مقام کہ آپؒ نے اپنے پیر و مرشد کی قبر مُبارک کا اس قدر خیال رکھا تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔ چنانچہ آپؒ کی قبر مُبارک کافی عرصہ تک کچی رہی، اِس کے بعد آپؒ کی قبر مُبارک برساتی ندی کے پانی سے کافی نقصان پہنچا تو پھر آپ کے خلیفہ حضرت شہریار رحمۃ اللہ علیہ نے تین شب و روز روضۂ مبارک میں رہ کر بہت منت سماجت سے مراقبہ میں اجازت اس قدر حاصل کی کہ اچھا چار دیواری بنا دی جائے، مگر میرے پیر و مرشد کی چار دیواری سے ہرگز اُونچی نہ ہو تاکہ بے ادبی نہ ہونے

یا نبی　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　یا رسول

شق القمر لمرامہٖ

آپ نے چاند کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے چاک کیا

جاء الملک بسلامہٖ

فرشتے آپ کے سلام کو حاضر ہوئے

بصلوٰتہٖ امر الوریٰ

خلقت کو آپ کی ذات پر درود بھیجنے کا حکم ہوا

صلوا علیہ وسلموا

آپ پر درود اور سلام بھیجو ! !

پائے۔ آپؒ نے بعد از وصال بھی اپنے پیر و مرشد کے ادب کا خیال ملحوظ رکھا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ کے روضۂ مبارک کی چار دیواری صاحبزادہ میراں بخش نے بنوائی، جبکہ آپؒ کی تربت مبارک کا قبہ صاحبزادہ شیخ قدرت مند نے ماہ ستمبر ۱۹۱۸ء میں تعمیر کروایا۔

دنیا کے بادشاہوں اور شہنشاہوں کے نام تو صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں، مگر جو کاملین فنا اللہ اور بقا اللہ کے منازل طے کر لیتے ہیں، اُن کے نام مبارک ابدالآباد تک زندہ رہتا ہے۔ لوگ ہر سال اُن کا عرس مبارک نہایت عقیدت اور شان و شوکت سے مناتے ہیں، لہٰذا پاکستان بننے کے بعد لالہ موتی لعل مہل جو باقاعدہ نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے، آپؒ کے روضۂ مبارک کی ۱۹۶۵ء تک دیکھ بھال کرتے رہے اور اس کے بعد جناب جی۔ ایس۔ شامی یعنی گورشرن سنگھ شامی، جس کا نام مؤلف نے غلام صادق شامی رکھ دیا تھا، نے ستمبر ۱۹۶۵ء سے ۲۹ ستمبر ۱۹۸۳ء تک نہ صرف دیکھ بھال کی، بلکہ ہر سال ۹، ۱۰، ۱۱ ستمبر کو عرس مبارک بھی منعقد کراتا رہا۔ جس کی کاروائی باقاعدہ طور پر ٹی۔ وی سے ٹیلی کاسٹ اور ریڈیو سے نشر ہوتی تھی۔ عرس مبارک پر ہزار ہا ہندو، سکھ اور مسلم دُور دراز کا سفر طے کر کے شرکت کرتے اور اپنی اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ آپؒ کی اولاد ہر سال ۲۲، ربیع الاوّل کو پاکستان کے مختلف شہروں میں آپؒ کا عرس مبارک بڑی عقیدت کے ساتھ مناتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا نبی — یا رحیم

لِعُرُوجِهٖ نَزَلَ الْمَلَكْ

آپ کی قدر کو بلند ثابت کرنے کے واسطے فرشتے نازل ہوئے

لِقُدُومِهٖ رُفِعَ الْفَلَكْ

آپ کی تشریف لے جانے سے آسمان کا قدر بلند ہوا

قَدْ جَاءَ فِيهِ لِقَدْ رَاٰى

آپ کی شان میں لقد رای آیا ہے کہ آپ نے خدا کا دیدار کیا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

آپ پر درود اور سلام بھیجو

جناب گورشرن سنگھ شامی نے اپنے آپ کو حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ چنانچہ اُس نے عرصہ ۲۳ سال یعنی ستمبر ۱۹۶۵ء سے لیکر ۲۹ ستمبر ۱۹۸۳ء تک خدمت کے فرائض انجام دیئے۔ وہ ریلوے میں آڈیٹر کے عہدے پر فائز تھے۔ آپ نے حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کی چار دیواری کو دوبارہ تعمیر کروایا اور اس پر ایک بہت خوبصورت گرل لگوائی۔ جس کی وجہ سے آپؒ کے روضہ مبارک کی خوبصورتی دوبالا ہوگئی۔ یہ تمام کام عرصہ تین ماہ میں مکمل ہوا۔ جس پر جناب گورشرن سنگھ نے مبلغ پندرہ ہزار روپے اپنے جی۔ پی فنڈ سے نکلوا کر خرچ کیا۔ اس کے علاوہ اس نے روضہ مبارک میں آٹھ عدد کمرے تعمیر کروائے۔ دو ہینڈ پمپ لگوائے اور روضہ مبارک میں بجلی بھی لگوائی علاوہ ازیں بے شمار پودے بھی روضہ مبارک کے احاطے میں لگوائے۔

افسوس کہ: مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعرات بوقت ۲½ بجے دن، گورشرن سنگھ کو دو نوجوان سکھوں نے روضہ مبارک میں پانچ گولیاں مار کر قتل کر دیا اور دونوں سکھ نوجوان بمعہ دو اور سکھوں کے تیسرے روز پولیس مقابلہ میں فی نار جہنم ہوگئے۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

بدر تحفة السالكين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الغني عن العلمين الذي اوصل محبيه الى ذاته القرب المتين واصحابه الكرام وصلهم في البدايت الى نهايت المنتهي افضل الصلوة

الصلوة

الصلوة والتسلیمات فی الولمین من الله تعالی والملائکة والناس اجمعین یسکوید بنده بعجز موصول فقیر غلام رسول المتوسل بالطریق الاحسنیة الافضلیة فی الطریقة نقشبندیة المتشبث بذیل الواصل الکامل العارف العالم بالله شیخنا ومولٰنا الجامع بین الشریعة والطریقة مرشدی واستادی حضرت محمد شہریار سلمہ الله الغفار که فضایل وکمالات مآب حافظ ام الکتاب شیخ محمد رشید که از نعمده متوسلان دودمان این طریقه است از مدتی استدعای رساله مستقله متضمنه طریقه احسنیه علی صاحبہا الرضوان والتحیة مینمود اما این نافہم نارسا بملاحظه ضعف استعداد خود در اجابت این مسئول متوقف می بود چون تقاضای آن عزیز بموجب حسن ظن از حد متجاوز شد ناچار اجابة للسوال وان کان فیه الخجلة ولا انفعال در تشریح وتفصیل معلومات سلوک شروع نموده بالله استعین انه هو المستعان المعین اولاً تبرکاً پاره از کلام کمالات نظام شیخنا العارف

الکامل القطب الغوث فی زمان حضرت شیخ ناجی عبد الباقی
ساجی قدس اللہ تعالیٰ سرہ و روحہ و افاض علینا برکاتہ و فتوحہ
نقل کنم و بعد ازان در بیان منازل سلوک و شروع عنایات
جملہ شغلین مذکورین بقدر فہم خود بنقل لفظی و معنوی
شروع بتفصیل تمام امید وارم کہ این رسالہ قاصرۃ البال
المسمّی بہدیۃ السالکین از نظر اہل قبول فیض کمال المسمّی
و پیرایۂ قبول یابد و زلات خطو نسیان بقلم اصلاح کہ
عین صواب و اظہار حق خواہد بود لباس حسنات پوشد
کہ ہر کہ مرید را بتوفیق مزید مطلق داعیہ ارادت در خدمت
کاملی از مکملان انطرف پیدا شود اولاً او را شغل باستخارہ
میفرمایند و طریق استخارہ اینست کہ بعد از نماز عشاء چون
وقت خفتن شود تکلم معاش نماند وضو تازہ کند بعد وضو
یکصد و یکبار استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ بصدق
تمام بخواند بہ نیت آنکہ از جمیع بدنی و روحی آنچہ از من
بوجود آمدہ توبہ کردم و از سر نو مسلمان شدم بعدہ بر خاستہ
دو رکعت

دو رکعت نماز نیت استخاره کند که دو رکعت نماز استخاره میخوانم تا حق سبحانہ تعالی مرا بر متابعت رسول خود صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلّم بواسطہ حصول رضا پیر خود مستحکم دارد در رکعت اول فاتحہ و آیۃ الکرسی یکبار و در رکعت دوم قل یایہا الکفرون یکبار بخواند و بخشوع تمام خود را حاضر کرد اند و گریہ و زاری بر دارد بعد تمام نماز یکصد و یکبار درود بخواند بعدہ بعجز و انکسار دست برداشتہ دعای بخواند بعدہ چون خواب غلبہ کند بر زمین بخسپید اگر معذورست اختیار دارد و بعدہ آنچہ در خواب از بشارت ظاہر کردہ پیش مرشد ظاہر کند و اگر در روز اول بشارت نیاید ۳ روز استخارہ میکردہ باشد در اعتقاد ہمچنان مستحکم کہ قبل ازین بودہ بشارت ہست پس مرشد را باید کہ در خلوت تعلیم ذکر اسم اللہ نماید کہ اسم ذاتی ہست باین طریق کہ زبان خود را بکام چسپاند و نظر خیالی را بر قلب صنوبری اندازد و لوح قلب را برنگ سرخ چنان کردہ نقش اسم ذات بآب قلم جلی تصور نمودہ

نظر ظاہر بربندد و بمقام قلبی زیر پستان چپ قدر دو انگشت

و یقین بندد که درین مضغه لطیفه نورانی را ودیعت نهاده اند

که آنرا قلب گویند پس خود را بالکلیه متوجه مضغه و ربط

مضغه اسم الله را گویا ند و نقش مذکور در نظر خیال نصب العین

دارد و با بجیکه این اسم از غیر مسمّیٰ نتواند یعنی غیریّتی که از

حیثیت لفظی در اسم و مسمی واقع شد از نظر برداشته از

روی مراد هر دو را عین یکدیگر دانسته ذات مسمیٰ را از اسم

معظم حاضر بیکیف باید و این حیثیت را بوسع خود در هر نشست

و برخاست از دست ندهد و اگر احیاناً غفلت روی نماید

استغفار کرده باز حاضر نسبت مذکور گردد و قسمی دوئیم نماید

که ملکه همیشه زیاده شود و اگر طالب امی باشد یا ملاحظه نقش

اسم ذات او را دشوار باشد مجرد تعلیم الله کافیست

بعده مرشد را باید که خود متوجه قلب او شود و معنی این توجه

اینست که همت خود را بسوی قلب مرید برگمارد و دهن قلب خود را

بر دهن قلب مرید تصور نماید بطوریکه خطره دیگر در میان قلب

خود آرد

خود آمدن ندهد و بخشوع تمام بجناب خداوند سبحانه التجا نماید
تا نور ذکر در دل سالک ظهوری و قوتی پیدا کند و بجذب قلبیه
باطن قلب مرید را بسوی خود کشد یا یک ساعت یا زیاده
بران حیثیت متوجه حال مرید باشد و ارواح مشرک اکابر این
طریق را شامل حال خود دانسته درین طرف از ایشان امداد
داند فی الحال او فی الاستقبال بعده از مرید استفسار
نماید اگر خوب فهمیده است و آرام یافته آینده فاتحه خواند
و دست او را در دست گرفته بیعت نماید و او را آنچه سپارش
و آگاه کند که این طریقه احسنیه در طریقه نقشبندیه از حضرت
خلیفة الزمان سید آدم بنوری است قدسنا الله بسره چون
مرید ملکه اسم ذات لذتی و جمعیتی پیدا کند بعده تعلیم کلمه
نفی اثبات کند و طریقه نفی اثبات اینست و کلمه لا را بمد دراز
از زیر ناف که لطیفه نفسیه است بدم برکشد و زبان بکام چسپانند
و حبس دم نموده از زیر ناف اندرون سینه مد را بر آورده تا دماغ
رساند و کلمه اله را از سینه کشیده بر دوش راست آرد تصور نماید

که خیالات کونین بجاروب لا از سینه برآورده بحرکت سر پس
پشت انداختم در خیال وجود خود را و جمیع اشیاء را نیست
و نابود داند باز کلمهٔ لا اله را بقوت تمام بر دل ضرب نماید چنانچه
حرارت ضرب در تمام اعضا سرایت کند در یوقت ملاحظه
اثبات هستی ذات مطلق مولی تعالی را حاضر بدل یقین بندد
همین طور این کلمه را باز از نفی شروع نماید و تا سه بار باز دو دم یک
باریک دم همین طور بگوید چون نفس تنگی کند بلفظ محمد رسول الله دم را
بکشاید بعده از تنگی هم ترقی نموده طاق یعنی پنج بار یا هفت ۳
بار مثلاً تا بیست و یکبار در یکدم رساند نهایت این عمل تا
بیست و یک است و زیاده برین اگر طاقت یابد مختار است اما مقصود
از نفی و اثبات همین ملاحظه یعنی مذکور است و وقوف بر شمع آتش
و در قوت غذا حبس هم جایز داشته اند و در غلبه سیری یاد کرد نیک حبس
منع فرموده اگر بین نفی اثبات را منظور آورد و در عین اثبات
نفی ملحوظ نماید البته مفید استغراق است و حاصل این رفع
خطرات و تجرید تعلقات است هرگاه که بدوام ذکر استیعاب

مانع الزوال

جمیع احوال بلذت وجمعیت دست دهد و علامت صفای این لطیفه
که نمود برنگ سرخ است در عالم مثال مشاهده افتد شروع در طریق
ذکر خفی نماید بنهجی که در لطیفه قلبی گذشت و محل آن بطرف
اسفل زیر پستان راست قدر دو انگشت و شغل نفی و اثبات
هم بران قیاس که گفته شد هرگاه که درین ذکر هم لذت وجمعیت
بهم رسد و نمود رنگ این لطیفه که مثل پنبه سفید فرموده اند پیدا شده
شود باز مستعد ترقی شود چون مقصود از ذکر همین قدر لذت
وجمعیت است کافی است و اگر بعضی را بحسب استعداد درین هر دو
لطیفه تجلیات هم ظهور نماید اولی است اما ظهور آن ضرور نیـ
ـست تعلیم لطیفه سری بطور مسطور میفرماید و محلشان در — محل آن
وسط سینه و نمود آن برنگ سفید فرموده اند بعد از ظهور لذت
وجمعیت درین لطیفه بتعلیم لطیفه خفی که محل آن در پیشانی است
بطور مرقوم میفرمایند و نمود آن برنگ سیاه است و بعد از حصول
جمعیت تعلیم لطیفه اخفی همان طور میفرماید و محل او در دماغ ۱۲
و نمود آن برنگ سیاه و نفی و اثبات همراه لطیفه بدستور سابق

تا اینجا ترتیب ذکر خفیه که بتکرار اسم ذات بود تمام شد
و این ذکر را در اصطلاح این طریقه یاد و سیر لطائف گویند
تکرار باز سالک را بر لطیفهٔ قلبی بپای می آرند و بجای تکرار اسم ذات بتعلیم
ذکر اسم ذات بیک آواز ممدود دراز میفرمایند چنانچه آواز
از قلب اندرونی که نور محض است بخیال برکشند و رشته
آواز را مثل آواز درای دانند یعنی از درای گشتن
ندهد و چندانکه تواند در حال بنظر خیال بمحافظت نگهدارد
و اگر ناگاه غلطی روی نماید باز مستغفر شده از سر نو
شروع کند اما باید که ابتدای این آواز را از قلب تصور
کرده در نظر دارد و بر انتهای آواز متوجه نشود
که تا کجا میرود زیرا که مقصود از یاد کرد و یادداشت
اسمی که اطفال طریقت را بمنزله الف و باست حصول ملکه
حضور مسمی است اولا بوسیله تکرار اسم معظم طالب را
قدری لذت و جمعیت حصول هم میرسد و پس از آن از
تکرار اسم باز داشته بر آواز واحد می آرند و چون ازین آواز

ناتمام بود

ہم بوی یا بترقی آید معہ ورا از آواز اگرچہ واحد باشد بمنزلہ
تکرار ست لہذا از ین ترقی کنانیدہ امر بملاحظہ ذات
مسمّیٰ واحد مطلق ست بی واسطہ الفاظ میفرمائیند
ہمہ اوازرا از فلک عرش گذرانیدن و بملاحظہ لاتعین
امر فرمودن حاجت نیست کہ خلاف مقصود ست و بدان
اصطلاح حاجت نیست طریقہ علیہ الرضوان والتحیۃ می
شود شاید آن عزیزان را وجہی بودہ باشد ولکلٍ وجہۃٌ
ہو مولیہا نیست ترتیب سلوک یاد داشت اسمی
و درین نسبت و درینفی و اثبات مدد از بر اسم ذات
میکشند و ہرگاہ کہ این آواز غلبہ کند یک قلب گردد
و بجدیکہ در جمیع لطائف سرایت کند بلکہ از جمیع اعضاء
بدن و از ہر موی ظاہر گردد این را ذکر سلطان گویند
بواسطہ حید و الفاظ چون کار سالک تا اینجا رسید ذکری
ابواسطہ حید و الفاظ بود تمام درین ولا بجای ذکر توجہ
بذات مسمی بودہ بیکیفتی بملاحظہ حرف و صورت میفرمائیند

وترتیب آن اینست که در باطن قلب خود نظر کرده بیقین دل
وایمان محض مسمی این اسم را حاضر یافته وا قرب و محیط
دانسته و بیکیفی و بی جهتی و بیهمتائی و بی نشانی ذات
سبحانی را نصب العین ساختند وقلب خود را برای ذات
مسمی ظرف بفهمید همه اوقات را باین دید و دانش
مشغول دارد و بیکبارگی غفلت را بخود راه ندهد ابتدائی
یاد داشت مسمی اینست بعد از ان برای تقویت این
صور متخیله نیز باید برای این وجه که صورت را در خیال
خود پیدا کرده ملاحظه نمایند که قیام وثبوت ووجود این
صورت خیال بقیومیت خیال منست وبدون توجه خیال
یکدم بقا ندارد بعد ویس صورت را در خیال خود قطع سازد
وفانی کردانند بدانکه خیالچه اینست با وجود قرب ومعیت
خیال حادث وفانی ست وصاحب خیال ثابت وباقی است
همچنان وجود من و وجود جمله ما سوای حق سبحانه با وجود قرب
ومعیت حادث وفانی ست واو سبحانه قدیم وباقی

مقام دوایر

حاضر و اقرب بجمیع ذرات کائنات هست و حاصل این نسبت
آنست که خود را در حضور و قرب و معیت مولی جل شانه
مستهلک و فانی یابد و حق را در بین همه حال محیط و حاضر
و باقی ببیند علی هذا القیاس در صفات دیگر خود را حقیر و
حق را غنی و خود را ذلیل و حق را عزیز و خود را عاجز
و حق را قادر الی غیر ذالک تا بدوام این ملاحظه نور
مسمی ذکر باطن سالک غلبه نماید و در مشاهده نور و شهود
مسمی کوشند این مرتبه در وسط این است و انتهائیش
آنکه هرگاه که نفس مسمی در جمیع احوال در خواب و بیداری
و حرکت و سکون و خوردن و نوشیدن و نشستن و برخاستن
بوصف حضور استمرار و استقرار پذیرد این را حضور مسمی
گویند درین حال هر ذره را از ذرات کائنات در غلبه
نور ذات جل شانه چنان مشهود خواهد افتاد که
بجز نور وحدت حقیقی در دیدن بصیرت هیچ منظور
نخواهد ماند پس درین غلبه اگر خود را و جمیع اشیا را بالجمله

[illegible]

شهود نور وحدت حق سبحانه عین حق یابد در رنگ
مغلوبی انوار کواکب در جنب نور قمر لیلة البدر وکلمهٔ
انی انا الله وانا الرب از باطنش بجوش زند این مرتبه
را در اصطلاح صوفیه وجودیه توحید وجودی گویند
واگر خود را وجمیع اشیا را در احاطه نور واحد گم گردد در
رنگ گم شدن کواکب در ضوء شمس ومشاهده جمال
ذو الجلال در اشیا دست داده این حالت را توحید
شهودی گویند که این هر دو مرتبه وصول لطیفه
قلبی وروحی است که در ولایت خاصه که ولایت اولیاء
است دست میدهی می نماید وتجلیات مشاهدات سابق
که در لطائف یاد داشت مکشوف بود همه در ظل ولایت
اولیا بود اگرچه اهل اصل ولایت خاصه به نسبت
اهل ظل خوند قرب وولایت کمال دارند اما هنوز وصول
مطلوب حقیقی لیا حجابست وبی لباس اشیا میسر نشده
لهذا وصول این مرتبه را اصل تبلیش نا سندیش طالب

لنشو

مستعد باید که بدین تجلیات و مشاهدات و قرب و احاطه
مشهوده عزه و قانع نشود بلکه طلب ترقی نماید پس
اگر مرشد کامل مکمل است بتوجه خود باطن او را از آنچه
بحسب استعداد ناقص آورده شهود و توجه الی المشهود
یافت مطلوب و حضور مستر حاجبات مذکور داشته خالی
و پاک خواهد ساخت و تعلیم و رایت و نا یافت خواهد
ز اهنت پس سالک بمین توجه مرشد نور مسمی را المشهود
بخواهد یافت بلکه ظهور انوار مشهود دیرا در رنگ سحاب
بر عین آفتاب حجاب خواهد پنداشت ناچار پیترچ
ارزوبی لازم وقت دانسته بشغل نایافت خواهد پرداخت
یعنی آنچه در ذهن آورده از حق و در لباس حق استقرار یافته
بود بلباس مشهود حق حقیقی سینوده هر چند بوجه لطیف
و لطف لمود لابد بشود آن را دفع نماید و لوح خیال را از نقوش
مشاهده آن ساده سازد و آئینه سر را از زنگ تجلیات
مشهود پاک نماید و همت خود را بالکلیه در فقدان توجه

سایق بر کار د تا در باطن او هیچ اثری از توجه الی المطلوب
و غیر المطلوب نماند بلکه بی توجهی خیال یقین صاف مطلوب
بر بندد که معلوم هیچ نماند بجز نور یقین صرف پس سالک
که در رفع توجهات تو صورت است هوز مبتدی است و سالک
این مرتبه است و هر که مرات سیر هی او از آمد و رفت توجهات
صاف شد و بجای ایمان بالشهاده که منصب اهل شهود است
چنانچه صاحب این خیال میگوید بیت اینجا جمال دوست
چو بی پرده ظاهر است ۞ در حیرتم و عده فردا برای چیست
ایمان بغیب تحقق پیدا کرد بجای یافت نیافت آرام
یافت و بی توجهی خالص بی تکلف دست داد اصل
کمالات ولایت اخص شد پس در ابتدای سلوک این
نسبت از زبان حال او بر آید بیت چه گوییم با تو از مرغی
نشانه ۞ که با عنقا بود هم آشیانه ۞ ز عنقا هست نام پیش
مردم ۞ ز مرغ من بود آن نام هم گم ۞ و در وسط این نسبت
زبان او ناطق خواهد شد عجب نسبت که سرگشته شود

طالب دوست مصراع عجب ابیست که من واصل سرگردانم
و در انتهای این مرتبه خواهد گفت بیت عنقا شکار
کس نشود دام باز چین = کانجا همیشه باد بدست است دام را
و این نسبت را ولایت ملاء اعلی و نایافت خوانند
و بعضی ولایت علیا نیز گویند در حیز ولایت و وصول
این نسبت خاصه لطیفه سری ست از ینجاست که در این
مرتبه توجه در رنگ متوجه الیه بیچون مینماید هرچند این
توجهها حقیقت نیست مشتبه بین العدم والوجود اما محب
سیم مسالک که از جمیع علوم و معارف و تجلیات و توجهات
تخلیص سر نموده و از محبت فارغ آمده بخلو محض در ساخته
حضور یقینی ایمان بغیب حقیقی پیدا کرده اطلاق متوجهی
محض و اجتباء خالص توان کرد تا هنوز اجتباء ظلیت
و توجهی خفی موجود لیس بنا بر رفع اشتباه محققی مرشد
مکمل متوجه با تعلیم آگاه خواهد یافت که هرچند عارف را مکمل
بجای شهود یقین نورانیست و اطمینان بغیب حقیقی

روی نموده بجای وحدت متلبش وصل عریان حاصل شده
وازحق و دون حق که در مرتبه تجلیات مشهود بود خلو
میسر آمد و اما هنوز توجه خفی بطل مخفی مانده است و خلو
متخیله از ما سوای حق بحقیقت حقیق حاصل نگشته زیراکه
درین مرتبه توجه غیر مجهول الکیف و معدوم نما میکردد از ینجا
است که کیفیت معلوم غیر معلوم است نه نفس معلوم که آن معلوم است
و این حیثیت مجهول گویند لانه اهله جاهل عن الحقیقة
المطلوب و این جهل است که هزاران هزار ترقیات بر
علم سابق دارد و در بیولایت بجهت رفع این جهل و حصول
خلو حقیق تلقین تقسیم جزئی تجزی خواهد فرمود یعنی پیشتر
ازین که مرتبه جسمانی خود را اصل خود میداشته خود در تجلی
جهل بود و درین ولایت باید که از ان مرتبه نظر برداشته
غور نماید که اصل این مرتبه کدام است چون دریابد که اصل
این مرتبه لطیفه است پس باید که خود را در مرتبه لطیفگی تصور
فرماید یعنی از مرتبه جسمانی فانی یابد و در مرتبه لطیفگی باقی

دانسته

داند چون درین فنا و بقا درست و بعد ازین هم نظر برداشته
بر اصل لطیفه که عنصر مفصل است نظر کارد و از مرتبهٔ لطیفه
فنا و در مرتبهٔ عنصر بقا پیدا کند باز تلاش اصل این عنصر
نماید چون دریابد که اصلش عنصر مجمل است بر او ناظر شود
و خود در همان مرتبه پندارد و باز ازین اصل هم قطع
کرده بر اصل که روح اوست ناظر گردد و خود را همان مرتبه
بیند باز ازین هم نظر برداشته بر اصل او که جد اصلی
محمدی است صلی الله تعالی علیه و علی آله و سلم نظر درکارد
و خود را زان مرتبه شمارد و باز ازان هم نظر برداشته
بر اصل او که روح محمد است صلی الله تعالی علیه و علی آله
و سلم و آن نور اول است بهو و اول هم میگویند ناظر شده
خود را همان مرتبه شمارد و درین حال که از جمیع اصول
تحتانی فانی شده باین مرتبه اخیره که اصل الاصول
جمیع مراتب مذکور است رسیده باز باقی گردیده یقین
داند که این مرتبه آخر مراتب مخلوقات است و نهایت

سلسلهٔ کائنات ست و همین مرتبه ست که غیر حق تواند شد
و قابلیت لباس شهود دارد و بعد ازین ظاهر شهود و نفس
شهود را قدم گاهی نیست و آنکه بعضی اعزه از اهالی این
طریقه از نور اول نظر برداشته بر ظهور امر تقدیر ناظر
میکنند و مرتبه امر تقدیر را جزء لا یتجزی قرار میدهند از فراست
بعیدی نماید زیرا که بعد تقسیم جزء لا یتجزی برای رفع توسط
ظل محیطی و توجه مقصود ست و رفع آن بوصول اصل الاصول
شود که مرتبهٔ آخریت از مراتب ظلال و منتهای سلسلهٔ
کائنات ست مقرر فرموده اند و درینجا جزء آخریت عبارت
سر مثل جزء لا یتجزی ست همین تعین اولی اوست که در ضمن
نور اول مندرج ست و نهایت مراتب شهود همین است
یا بر تقدیری که مرتبهٔ غیبی وجودی ست و این مرتبه
هرگز جز اینکه بتوجه شدنی نیست و نمیتواند شد پس
این مرتبه را چگونه در تمثیل جزء لا یتجزی قرار داده
شود حالانکه خلاف اصطلاح این طریقه ست بس باید که

درین حال

درین حال اینقدر وا یما و منظور نظر حق و آید که وجود اصلی

تعین ادمی من در نور محمدی نور اول و منتهای مراتب

جسمانی و روحانی و نورانی اوست که مثل جزء لایتجزی است

و آنرا حقیقت انسانی و سر کمالات ربانی گویند و آن

قابلیتی است از قابلیات نور اول که نور محمدی است صلی

الله تعالی علیه وآله وسلم پس داند که این مرتبه آخر مبنی

و مراتب آخرینه جمیع مخلوقات ظهور امر تقدیر است

که مرتبه بلزومات صفات او تعالی است وحاصل این تقسیم

نیست که اصل هر شیئ غیر حق ست و در سیر نظری و نظر

عروجی بعرفان مراتب اصل نفس خود چه سلسله ممکنات

تا شهود اول منتهی شد و مقارم عبارت بروی سیر نظری

همین مقرر شد و درین وقت مکشوف خواهد شد که در ظهور

واحدیت قرانسانی که ظهور کمالات آلهی بواسطه غیرا ست

هیچ شیئ واسطه حجاب نمانده پس اینجا غیر کجا ماند که واسطه

و حجاب گردد لهذا درین حال که از توجه حقیقی نیز خلوتی میسر

خواهد وسوای واجب تعالی که ظاهر بظهور عینی حقیقی وحاضر بحضور بیکیفی اطلاقی است هیچ نخواهد ماند واجمال واصل هر سه مرتبه اخیره نزدیک آن خواهد شد پس در ین وقت بجای نایافت ظهور نفس حضور وعلم حضور خواهد ماند بود واین مرتبه را علم حضوری گویند زیرا که چون کمالات را بصفات وصفات را با ذات حق سبحانه تعالی قرب ومعیت حقیقی است واز یکدیگر انفکاک ندارند پس سالک را که ذات عین ظهور کمالات الٰهی جل شانه بواسطه مظهریت تامه با ذات وصفات او تعالی حضوری بی حجاب وقریب بی اسباب نزدیک آن بخلو محض وتخلیص سری شد این وصول هر سه مراتب بنظر اجمالی است اما تفصیل وحصول این مراتب آن است هر چند سالک بعلم حضوری مشرف شده از کیفیت علم حضوری مطلع نیست که این را بعلم عادی حصولی است یا بعلم حضوری مشرف شده از کیفیت علم حضوری مطلع نیست که این علم او را بعلم عادی حصولیت

و با بعلم

یا بعلم حضوری حق سبحانه تعالی چون حصل خاص الخاص
ظهور فرماید کشف خواهد یافت که این حضور مرا بعلم عادی
هیچ نسبت نیست زیرا که خصوصیات علم عادی حصولی را درین
مرتبه درین مرتبه هرگز دخلی نمانده بلکه خواهد دانست
که این حضور علم او را است و او سبحانه هرچه علم می‌داند
بهره یابی خصوصیتی از خصوصیات علم واجبی می‌داند
وصفاتیه
و همچنین جمیع مراتب ذاتیه و کمالات خود مظهر ذات
و صفات و کمالات او تعالی خواهد یافت و حاصل نسبت
بلکه صفات و افعال خود را بحقیقی و بحق منسوب خواهد نمود
یعنی هرکجا علم است بعلم الهی است و هرکجا سمع است بسمع
الهی و هرکجا بصر است بصر الهی است الی غیر ذلک من الصفات
والافعال و در خود بجز مظهریت هیچ نخواهد دید این مرتبه
را حضور علم و وصول صفات خوانند و درین نسبت مکشوف
خواهد شد حق سبحانه تعالی بحیوة و علیم بعلم و سمیع بسمع
و قدیر بقدرت و مرید بارادت و بصیر ببصر و متکلم بکلام ا

اما از ندانستن علیم و سمیع بسمیع مثلاً بوی زائدیت صفات
بر ذات می آید و در طریق معرفت ازین هم ترقی باید و این
منع زائدیت باعتبار توسط صفات است و در وصول او تعالی
نیز زیرا که عارف در نظر خود وصول ذات بواسطه وصول صفات
متحقق دارد و ازین جهت زائده میداند لهذا میخواهد که در
وصول ذات هیچ واسطه نبود چون بالکلیه در میان نماند چون
محض لفضل الخاص دستگیری او خواهد نمود رفع شائبهٔ زائدیت
برین وجه خواهد کرد که هر مرتبه را از مراتب ولایت ابتدا
و وسط و انتهایی مقرر است و از ابتدای این مرتبه علیه
آخر مرتبه که مسمّی بولایت انبیاست صلوات الله تعالی
علی نبینا و علیهم السّلام اجمعین محض سیر در ظلو باطن بحیثیت
حقیقت از یافت حق دون حق است و در وسط
این مرتبه ظلو میسر است یا اطلاع بر حقیقت او و حقیقت
ظلو اطلاع است مظهریت صفات خود مر صفات واجبی را
جل شانه پس درین مرتبه اگرچه میداند که بعلم او تعالی

عالم

علیمیم ہستم و بصیر او تعالیٰ بصیرم و بقدرت او تعالیٰ قادرم
الی غیر ذالک اما ہنوز نسبت صفات بذات او تعالیٰ کما حقہ
این عارف را مفصلاً و علماً ظاہر نگشتہ پس در انتہائی
این مرتبہ بفضل خواہد یافت کہ صفات او تعالیٰ زائد
بر ذات نیستند کہ عالم بعلم و بصیر ببصر الی غیر ذالک توان
گفت بلکہ ذات او تعالیٰ بذات علیم است و علم قابلیت
ذاتیہ ذات است وکذالک فی جمیع الصفات باطلاق غیب
و باطلاق پس عالم و باصر و قادر حقیقی است خود بخود سبحانہ و این
عارف بجز مظہریت تامہ ذاتیہ و صفاتیہ و کمالاتیہ امری
دیگر نیست و نماند مگر یقین صرف و ایمان محض درین زمان
بنہایت این مرتبہ کہ مسمیٰ بکمالات نبوت است مشرف
خواہد شد و بجای علم باللہ ایمان مومن خواہد گشت یہدیہم
ربہم بایمانہم و فرق در علم باللہ و ایمان باللہ آنست
کہ علم ہر چند حضوری باشد تعلق بمعلوم ضرور میدارد و ایمان
کہ عبارت از یقین صرف و اطمینان و تسلیم محض است

بمجرد حضور مومن به متحقق می شود و اگر بوجدان حرفت یا بروحت
واقع گردد چنانچه در ترک جوع و عطش و درد و لذت خود
حاجت شعور و علم هرگز نیست لیکن همه بوجدان محض
حاضر اند دلیل بران اینست که دیوانه علم و عقل نیست
اما جوع و عطش خود را میابد که طعام و آب می طلبد و از درد
مینالد و از لذت ذوق میگیرد خلاصه این آنست آنکه ذات
حق سبحانه خود بخود حاضر است یعنی بذات خود حاضر است
یعنی بذات خود بیواسطه صفات کمالات و آنکه بعضی اعزه
نمیگویند
که مرتبه وصول ذاتی میکنند ذاتیت ذات هم یک تعین است
آنرا باید برداشت تا از جمله شرکها پاک شود و من مطلق
بی قید ماند خلاف اصطلاح صاحب طریقه است علیه الرضوان
والتحیته و معهذا در ولایت انبیا صلوات الله تعالی علی
نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات انواع شرک بلکه
نفس شرک را مدخل نیست و ذاتیت ذات را از نظر برداشتن
خالی از دو وجه نیست اگر عارف از نظر خود ذاتیت پاک را

داده

بردارد پس باقی چه خواهد ماند عدم صرف پس بجای حضور
هستی مطلق عدم مطلق خواهد بود و بجای ایمان باالله کفر
باالله نقد وقت خواهد شد نعوذ بالله منها واگر ذات حق
تعالی ذاتیه ذات خود را از خود بر دارد و مثل صفات زائد
داند این خود ممنوع عقلست و نقل و قایل بهنده الزبان
احد من اهل العلم والعرفان و علاوه آن اینکه همین قول
قایل بر اصطلاح تعینات و تنزلات مصطلحه صوفیه را هرگز
وقعی ننهاده و اگر کسی که مراد این عزیزان از نفی ذاتیت
تنزیه ذات بر وجه اکمل است نه نفی ذات کویم هر چند قایل
این قول التزام نفی ذات نکرده لیکن لزوم این نفی صریح
و برابع است و در مرتبه وصول ذات که مقصود اتم و اهم
اثبات و ثبوت هستی مطلق بر وجه تنزیه انزه تقدیس
اقدس است و فوق این مرتبه مرتبه دیگر نیست که ترقی رزان
خود باشد که لیس وراء العباد آن قریه ایمان صرف
و یقین محض هستی بحیث اینکه خود بخود حاضر و ظاهر و علیم

وسیع نیست بلکہ باید کہ بوی از التزام ولزوم نفی ذات کہ
محل بالمقصود ست بمثال ایمان فایز نگردد پس یقین داند
کہ ذات حق سبحانہ در مرتبہ ذاتیہ خود بذات خود حاضر است
بیواسطہ شے دیگر واین حضور آن حضور ذاتیست کہ صفت
علم با وجود آنکہ از روی ظہور خود بر سر ذات انسانی
حضوری بذات سبحانی دارد درین حضور ذاتی ہیچ دخلی
نیست زیراکہ مرتبہ ذات فی ذاتیہ از صفات ہم مستغنی است
وآنچہ بر صفات مترتب می شود ذات او تعالی تنہا کار آنہا
میکند یعنی بالعرض اگر صفات موجود نباشند مجرد ذات کاملہ
در ترتیب لوازم آنہا کافیست وبا وجود این استغنا ہر چند
صفات ہم موجود اند اما بذات بحسب او سبحانہ بکمال ذاتی -
خود برابر ہر صفت شانی علیحدہ دارد کہ بان شان بعنا ء
مطلق موصوف است پس سبحانی بذات خود بر سر ذات
حقیق انسانی حاضر و ظاہر است بحیثیت شان علم کہ مرتبہ آن
از صفت علم فوق است درین بواسطہ وجدان عارف

کہ مظہر شان

که مظهر شان علم الٰہی است بمظهریت خفوصیت اخفی ست بواسطہ
علم حصوری و حصور علم تا او را معلوم توان گفت پس قول حضرت
پیر صاحب طریقه علیه الرحمة و التحیه راست آمد که با هیچ معلوم
نسبت مثل عیزه تعالی و این مرتبه را که مسمی بحضور است
وصول کمالات نبوت گویند و لایت مسمی باخص الخواص
است و بعد ازین مراتب وصول و ترقی بر حسب مراتب
نبوت بر چهار قسم است یعنی اول مرتبه علم نبوت مطلق است
که بدان نبی باشد دوم مرتبه خاص رسالت که بدان
میرسد سیوم مرتبه اخص عزم که بدان الوالعزم بود چهارم
مرتبه اکمل است مرتبه اصل خلافت است و این مسمی بولایت
انبیا است علیهم الصلوٰة والتسلیمات بالاصالت خاص
و ذات اعلی نبوت است علی نبینا و علیهم الصلوٰة والسلام
و اولیا است تبعاً و طفیلاً بهره وری از کمالات آن
مرتبش اما اصالت و تحقیقاً لا ظلاً و تشبیهاً تا اینجا
سیر الی الله فی الله بطریق عروج که مخصوص این طریقه

بود تمام شد بعد ازین اگر سیرزی واقع شود بحسب استعداد
بطریق نزول خواهد بود یعنی عارف واصل در وقت
نزول در هر مرتبه از مراتب تحتانی که نظر خواهد کرد اولا با
لذات ذات سبحانی حاضر و ظاهر بظهور غیبی اطلاق
مع الصفات خواهد یافت یعنی عارف بر هر شیئی که خواهد افتاد
اول ذات بکیف غیب مطلق را بحضور محض و بیقین
صرف حاضر و ظاهر خواهد دید و ثانیا بواسطه نور ذات شیئی
را ملحوظ خواهد بود چنانچه در رویت اشیا محسوسه عوام را
اولا نظر بر نفس اشیاء می افتد بعد از آن بر نور آفتاب
همچنین عارف را اولا نظر بر نور آفتاب می افتد بعد از آن
نور او اشیا را می بیند در حقیقت وجود اشیا بدون نور
ذات واحد حقیقی در نظر عارف جلوه گر نمی شود اما هر دو
بیک نظر در یک آن بنظر جامع منظور خواهد یافت و کمالات
صفات را چون دو جهت است یکی جهت غیبیا اطلاق
دوم جهت شهودی تقییدی پس بدو در یک حال ملحوظ

دارد

خواهد کرد اولا بعلم عرفانی ظاهر بظهور شهادتی تعبدی
پس مشهود خواهد نمود ثانیاً معلوم بعلم حضوری بحیثیت عینیا
اطلاقی خواهد فرمود وخلاصه سیر نزولی آنست که بنظر
یقینی وایمانی محصور صرف دراتقان محقق میباید که مرتبه
شهادة بذاته هیچ نیست مگر ظهور کمالات صفات
او تعالی یعنی هرچه بظاهر شهودی از وجود و توابع خود
بخشیده اند برای اظهار جلوه ذات وصفات خود که
ازلاً ظاهر بظهور عینی اطلاقی است بتوسط عرفانی
محجوب ازلی بود بهذا نور ذات جمیع کائنات نور الانوار
سید الابرار علیه الصلوة والسلام که مظهر اتم واکمل ذات
وصفات وکمالات الهی بود بحیثیت جامعیت ومبعوثیت
در مرتبه شهادت پیدا فرمود مندرجات ضمنیه آن نور
بتدریج وترتیب در اوقات مقدره از کمن خفا بوجه
بشهود اور دنی آرد خواهد آورد الی ماشاء الله تعالی
تا مظاهر مظهر خود را شناسند ودریابند که هرچه از وجود

و توابع نهایت آن بما داده اند از ما نیست اگر ذاتنا ثابت
مظهر ذات او تعالی است و اگر علم و سمع و بصر ماست علم
و سمع اوست و اگر افعال ماست مظهر افعال او تعالی
را قیام بخود نیست بلکه همه قایم بذات واحد اند جل شانه
پس یقین میداند که ذات واحد حقیقی برای جمیع مراتب
غیبی و شهادی قیوم حقیقی است پس حاضر و ناظر
و اظهر در جمیع مراتب وجوبی و امکانی ذات اوست
بذاته و عارف بجز مظهر نیست و یقین صرف دیگر بهره از
معرفت ذات و صفات هیچ نیست در ینوقت نقد وقت
حضور است در حضور که عقل و فهم عقلا از ادراک آن عاجز
و قاصر است من لم یذق لم یدرک شاهد این حال است اذا
اتم الفقر فهو الله ابیت الحمد لله رب العلمین والصلوة
لحبیبه الامی الامین و آله و اصحابه اجمعین هو الاول هو الآخر
هو الظاهر هو الباطن بیده الخیر و هو علی کل شیء قدیر

تمام شد رساله بدرقة السالکین

ترجمہ
بدرقۃ السالکین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الغنی عَنِ العَالَمِیْنَ الَّذی اوصل مُجتبیٰ اِلیٰ ذَاتِہِ القربِ المتین وَاَصحابِہِ الواصلین فِی البدایت اِلیٰ نہایت مُنتہیٰ فضل الصّلوٰۃ والتّسلیمات فی العَالَمِیْنَ مِنَ اللہ تعالیٰ وَالْملٰئکتِہٖ وَالنَّاسِ أجمعِین۔

یہ بندہ عاجز فقیر غلام رسُول جسے طریقہ اَحسنیہ افضلیہ نقشبندیہ سلسلہ کا توسّل حاصل ہے۔ جس کو رُوشنی کا آغاز ملا ماتحتی میں واصل کامل، عارف عالم باللہ ہمارے پیر بزرگ مولانا شریعت اور طریقت کے جمع کرنے والے میرے مرشد اور اُستاد حضرت محمّد شہریار سلمہ اللہ الغفار سے اور حافظ قرآن پاک اور فضیلتوں اور کمال والے شیخ محمّد وارث جو اِس سلسلہ کے صاحب توسّل خاندانوں میں سے ہیں۔ ایک عرصہ سے تقاضا کر رہے تھے کہ ایک عمدہ رسالہ اُس اَحسنیہ طریقہ جس پر اللہ کی خوشنودی و برکت ہو کے بارے میں لکھوں۔ لیکن یہ کم عقل اپنی اِستعداد کی کمی کے پیش نظر اس فرمائش کے پوری کرنے میں لیت و لعل کر رہا تھا۔ جب اُن کا تقاضا بہت بڑھا تو بڑی خجالت سے سلوک کی تفصیلی معلومات اور ان کی شرح کے بارے میں لکھنا شروع کیا۔ اللہ تعالےٰ سے اِستعانت چاہتا ہوں۔ وہ ملا دینے والا ہے۔ پہلے تبرک کے طور پر اپنے بزرگ کامل عارف زمانہ کے قُطبُ الغوث شیخ عبدالنّبی شامی قدس اللہ تعالےٰ سرہ (ان کے فیوض اور توجّہ ہمارے اوپر ہوں) کے کلام کا ایک ٹکڑا نقل کرتا ہوں اور اس کے بعد سلوک کی منزلوں

کے بارے میں بزرگان کرام کی عبارات اپنی سمجھ کے مطابق لفظی اور معنوی طور سے تفصیل کے ساتھ نقل کروں گا۔ تاکہ یہ رسالہ بدرقۃ السالکین اہلِ تعلیم کو فیض پہونچائے اور قبولیت عامہ پائے اور جو غلطیاں اور بھول واقع ہوں، اُن کی دُرستی ہو کر صحت اور خوبی کا لباس پہنے جو کسی مُرید کو زیادہ توفیق اور کاملوں میں سے کسی کامل کی خدمت اور پیروی کرنے کا پکّا ارادہ ہو اُسکو اِستخارہ کرنے کا حکم دیں۔

اِستخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد جب سونے کا وقت ہو، روزمرّہ کی گفتگو ختم ہو، تازہ وضو کرے، پھر ایک سو ایک دفعہ اِسْتَغْفِرُاللّٰہ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ پورے صدق سے پڑھے۔ اِس نیّت سے کہ جو گناہ میرے تمام بدن سے رُوح سے مجھ سے سرزد ہوا ہو توبہ کی اور نئے سرے سے مسلمان ہوا ہوں اس کے بعد اُٹھ کر دو رکعت نماز اِستخارہ کی نیّت کرے کہ دو رکعت نماز پڑھتا ہوں تاکہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت۔ اپنے مرشد کی رضاجوئی پر مضبوطی سے قائم کردے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون ایک دفعہ پڑھے اور عاجزی سے حضورِ دِل سے گریہ زاری کرے اور ایک سو ایک بار دُرود پڑھے، پھر عاجزی انکساری سے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے اور جب نیند غلبہ کرے تو زمین پر سو جائے۔ اگر معذوری ہو تو جیسے چاہے سو جائے۔ پھر جو بشارت خواب میں ملے، مرشد کے سامنے بیان کرے اگر پہلے دن بشارت نہ ہو تو تین دن متواتر استخارہ کرے۔ اگر اعتقاد اُسی طرح مستحکم ہو۔ جیسا اِستخارہ سے پہلے تھا۔ وہ بھی بشارت ہی ہے۔ بس مرشد کو چاہئے کہ تنہائی میں اسم اللہ کے ذکر کی تعلیم کرے کہ یہ اسم ذاتی ہے۔ اِس طریقہ سے کہ زبان تالو سے چپاں کرے اور خیال کی نظر قلب صنوبری پر جمائے، دل کی تختی کو سُرخ رنگ کا خیال کرے جس پر نقش اسم ذات سنہری رنگ ہوتے قلم سے لکھا ہوا تصوّر کرے۔ ظاہری نظر بند

کرے اور دل کا مقام بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے اور مُرید یقین رکھے کہ اِس ٹکڑہ گوشت میں نُورانی لطیفہ رکھا ہوا ہے کہ اِس کو قلب کہتے ہیں۔ پس پوری توجّہ سے باطنی طور پر اسم اللہ کہے اور خیال کی نظر میں مندرجہ بالا نقش جمائے۔ اِس اِسم کو مُسمّیٰ سے نسبت ہے۔ یعنی اسم کی لفظی حیثیت کو مُسمّیٰ سے جو غیریت ہے۔ اُس کو نظر سے اٹھا دے اپنے مقصد کی رُو سے دونوں کو ایک دوسرے کا عین جانے۔ اِسم معظم سے مسمّیٰ کی ذات کو حاضر بے کیف پائے اور اِس حیثیت کو جہاں تک ہو سکے اُٹھتے بیٹھتے خیال سے نہ جانے دے اور اگر اتفاقاً غفلت ہو جائے۔ اِستغفار کرے۔ پھر مذکورہ نسبت کو حاضر کرے اور دوسری بار دیکھے تاکہ ہمیشہ بلکہ زیادہ ہوتا چلا جائے۔ اگر طالب اَن پڑھ ہو، یا اسم ذات کے نقش کا ملاحظہ (تصوّر) اُس کو مشکل نظر آئے۔ صرف اِسم اللہ کی تعلیم کافی ہے اور مرشد کو چاہیئے کہ خود اُس کے قلب کی طرف متوجّہ ہو اور اس توجہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمّت کو مُرید اور اُس کے قلب پر لگائے اور اپنے قلب کے مُنہ کو ______ مُرید کے قلب کے مُنہ پر تصوّر کرے۔ اِس طور سے کہ کوئی اور خیال دل میں نہ آنے پائے اور بڑی عاجزی سے خدا تعالےٰ سے اِلتجا کرے تاکہ ذِکر کا نُور مُرید کے دِل میں ظہور کرے اور قوت پیدا کرے اور تمام قوت جذب قلبی سے مُرید کے قلب کے باطن کو اپنی طرف کھینچے اور ایک گھنٹہ یا زیادہ اس طریقہ سے مُرید کے حال پر متوجّہ ہو اور بزرگان سلسلہ کی متبرک رُوحوں کو شامل حال جانے اور اس صورت میں ان سے امداد جانے وہ فوراً امداد فرمائیں گے۔ اِس کے بعد مُرید سے پوچھے کہ خوب سمجھ گیا ہے اور اطمینان ہوا ہے۔ پھر فاتحہ پڑھے اور اس کے ہاتھ کو کو ہاتھ میں لے کر بیعت کرے اور جو اُس کو دیا ہے۔ اُس کو آگاہ کرے کہ یہ احسنیہ طریقہ نقشبندیہ طریقہ میں جناب خلیفہ زمان سیّد آدم بنوری (قدسنا اللہ بسرہ) سے ہے جب مُرید کو اِسمِ ذات پر جمعیت پیدا ہو اور لذّت محسوس کرے۔ پھر تعلیم کلمہ کی نفی اثبات

کی کرے اور طریقہ اُس کا یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ کو لمبے مدّ کے ساتھ ناف کے نیچے سے کہ لطیفہ نفس ہے۔ سانس کے ساتھ کھینچے اور زبان تالو کے ساتھ لگا دے اور حبس دم کر کے سینہ کے اندرونی راستہ سے مد کو نکالے تاکہ دماغ تک پہنچے اور لفظ اللہ کو سینہ سے کھینچ کر دائیں کندھے پر لائے اور تصور کرے کہ دنیاوی خیالات بلکہ ہر دو عالم کے لا کے جھاڑو سے سینہ سے نکال کر سر کی حرکت سے پیٹھ کے پیچھے ڈال دیئے ہیں۔ اس حالت میں اپنے جسم اور تمام چیزوں کو نیست و نابود جانے پھر لا الٰہ کے کلمہ کو پوری قوت سے دل پر ضرب کرے۔ چنانچہ اس ضرب کی حرارت تمام اعضاء میں پھیل جائے اور اس وقت اللہ تعالےٰ کے ذاتِ مطلق کے اثبات اور حاضر ہونے کو دل سے یقین کرے۔ اسی طرح کلمہ کو پھر نفی سے شروع کرے اور تین دفعہ لا۔ لا۔ لا لا الٰہ الا اللہ ایک ساتھ کہے اور اسی طرح کہتا رہے، جب سانس گھٹنے لگے۔ محمد الرسول اللہ کے الفاظ کہہ کر سانس کھول دے۔ پھر اسی مشق کو بڑھائے۔ تین سے پانچ پر لے جائے۔ پھر سات دفعہ پر۔ یہاں تک کہ ایک سانس میں اکیس دفعہ پر پہنچا دے۔ اس عمل کی تکمیل اکیس دفعہ پر ہے اور طاقت ہو تو اور زیادہ مرتبہ ایک سانس میں کہے اور نفی اثبات کا مقصد وہی ہے، جو پہلے بیان ہوا۔ اس کی پیروی سے مہارت حاصل کرے اور کھانے کی مقدار پر بھی احتیاط درکار ہے۔ بہت پُر ہو کر کھانا اور بھوک دونوں منع ہیں۔ اگر عین نفی میں اثبات پر نظر ہو اور عین نفی میں اثبات میں نفی کو ملحوظ رکھے تو استغراق کے لئے بہت مفید ہے اور اس سے حاصل یہ ہوتا ہے کہ خیالات دُور ہوں اور بے تعلقی پیدا ہو۔ ذکر کی ہمیشگی سے تمام احوال جمع ہو کر اطمینان و مسرّت بخش ہوں۔ اس لطیفہ کی صفائی کا نشان سُرخ رنگ عالم مثال میں نظر آئے۔ پھر ذکر رُوحی شروع کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اسی طریق پر جیسے کہ لطیفہ قلبی میں ذکر ہوا، اور اُس کا

مقام دائیں طرف پستان سے نیچے دو انگل پر ہے اور نفی و اثبات کا شغل کہ پہلے بیان ہوا شروع کرے۔ یہاں تک کہ اس ذکر میں بھی لذّت و اطمینان حاصل ہو جائے۔ اس لطیفہ کا رنگ روئی کی طرح سفید بتایا گیا ہے۔ معائنہ کرے۔ ترقی کے لئے مستعد ہو۔ جب ذکر سے اتنی لذّت و اطمینان ہی مقصود ہو کافی ہے۔ بعض کو اپنی استعداد کے مطابق ان ہر دو لطیفوں میں تجلّیات بھی ظہور کرتی ہیں، لیکن ان کا ظہور ضروری نہیں۔ لطیفہ سرّی کی تعلیم بھی اسی طرح فرمائی گئی ہے۔ اُس کا مقام سینہ کا درمیان ہے اور اس کا ظہور سبز رنگ سے ہے۔ اس لطیفہ میں لذّت ہو۔ ہیبت کے حصول کے بعد لطیفہ خفی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس کا مقام پیشانی میں ہے۔ اُسی طریقہ سے جو پہلے بیان ہوا۔ اس کا رنگ سیاہ ہے۔ اس لطیفہ میں لذّت و جمعیت کے حصول کے بعد لطیفہ اخفیٰ کی تعلیم فرماتے ہیں۔ اس کا مقام دماغ میں ہے۔ اس کا ظہور بھی سیاہ رنگ سے ہے اور نفی و اثبات لطیفہ کے ساتھ پہلے دستور کے مطابق ہوگی۔ یہاں تک خفیہ ذکروں کی ترتیب کہ اِسم ذات کے تکرار سے تھی، ختم ہوئی اور ان کو اس طریقہ کی اصطلاح میں "یاد" اور "سیر لطائف" کہتے ہیں۔ پھر مُرید کو لطیفۂ قلبی پر لے آتے ہیں اور بجائے اِسم ذات کی تکرار کے ذکر اِسم ذات ایک آواز سے لمبے مد کے ساتھ فرماتے ہیں۔ چنانچہ قلب کے اندر سے کہ محض نُور ہے۔ خیال میں کھینچتے ہیں آواز کے دھاگے کو گھنٹہ کی آواز کی مانند سمجھے اور اس آواز کو مفقود نہ ہونے دے اور جہاں تک ہو سکے، خیال کی نظر سے حال میں حفاظت کرے۔ اگر اچانک غلطی ہو جائے۔ پھر استغفار کر کے سنئے سرے سے کرے۔ لیکن چاہیئے کہ اِس آواز کی ابتداء قلب سے تصوّر کر کے نظر میں رکھے اور آواز کی انتہا پر توجہ نہ دے کہ کہاں جاتی ہے۔ کیونکہ مقصد یاد سے ہے اور اِسم کی یادداشت کہ سلسلہ کے بچوں (شروع کرنے والے) کو الف۔ ب کی طرح ہے۔ کمال کا حصول حضوری اللہ تعالےٰ سے ہے۔ پہلے پہل اِسم معظم کی تکرار سے لذّت اور اطمینان کا حصول ہوتا

ہے۔ پس اس کے بعد تکرار چھوڑ کر ایک لمبی آواز کرتے ہیں اور اگرچہ یہ آواز لمبی اور واحد ہوتی ہے لیکن بمنزلہ تکرار کے ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے ترقی کر کے حکم ہے۔ ذات مُسمّٰی کا ملاحظہ کرنا بغیر کسی الفاظ کے واسطے کے کہ آواز کو فلک عرش سے گزار کر لاتعین کے ملاحظہ کا حکم دینے کی حاجت نہیں ہے۔ چونکہ خلاف مقصد ہے اور بزرگان سلسلہ کی رُو سے اس پر اصطلاح کی ضرورت نہیں ہے۔ شاید وہ عزیز اس کے لئے وجہ بنا ہو۔ ہر وجہ کا وہی مالک ہے۔ یہ ہے ترتیب سلوک "یادداشت اِسمی" کی اور اس نسبت میں اور نفی اور اثبات میں اِسم ذات پر لمبا مد کھینچتے ہیں اور جس وقت بھی یہ آواز غلبہ کرے قلب میں سما جائے اور جس حد تک تمام لطائف میں سرایت کرے بلکہ تمام اعضائے بدن اور ہر بال سے ظہور کرے۔ اِس کو ذِکر سُلطانی کہتے ہیں جسم اور الفاظ کے واسطے سے۔ جب مرید کا کام یہاں تک پہونچ جائے۔ جسم اور الفاظ کے واسطہ سے ذِکر ختم ہوا اور ذکر کی بجائے توجہ مُسمّٰی ذات کی طرف کر کے حرف و آواز سے بے کیفی ملاحظہ کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس کی ترتیب یہ ہے کہ اپنے قلب کے باطن میں نظر کر کے دِلی یقین اور کامل ایمان سے اس اِسم کے مُسمّٰی کو بے پردہ حاضر اور بہت قریب اور ہر طرف چھایا ہوا سمجھے اور بے کیفی اور بے طرفی اور بے مکانی اور بے نشانی ذات سُبحانی کو نصبُ العین بنائے اور اپنے قلب کو مُسمّٰی کی ذات کے لئے مکان سمجھے۔ ہر وقت اس دیدار اور یقین میں مشغول رہے اور کسی وقت غافل نہ ہو ابتدا "یاد داشت مُسمّٰی" کی یہ ہے۔ اس کے بعد اس کو طاقت دینے کے لئے خیالی صورتیں کرنے کا حکم ہے۔ اس وجہ سے کہ صورت کو اپنے خیال میں پیدا کر کے دیکھتے ہیں کہ اس صورت کے قائم رہنے، سالم رہنے اور اس کا وجود اپنے خیال کی قیومیت سے ہے اور بغیر توجہ خیال ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہتی۔ پس صورت کو اپنے خیال سے نکال دے اور فنا کر دے۔ سمجھ لے باوجود بہت قریب رہنے کے خیال حادث اور فانی ہے

اور صاحب خیال قائم رہنے والا اور باقی ہے۔ اسی طرح میرا وجود اور تمام ماسوائے حق تعالےٰ کا وجود باوجود بہت قریب ہونے کے حادث اور فنا ہونے والا ہے اور وہ ذات پاک ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور کائنات کے تمام ذرّوں سے بہت قریب ہے اور اس نسبت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ جلّشانہٗ کے ساتھ بہت قریب اور حضوری میں ہونے کے باوجود ہلاک ہونے والا اور فنا ہونے والا دیکھے اور اللہ تعالےٰ کو اس تمام حال میں محیط۔ حاضر اور ہمیشہ رہنے والا دیکھے۔ اسی طرح دوسری صفات میں خود کو حقیر اور اللہ تعالےٰ کو غنی۔ خود کو ذلیل اور اللہ تعالےٰ کو عزّت والا۔ خود کو مجبور اور اللہ تعالےٰ کو قادر دیکھے وغیرہ وغیرہ۔ ہمیشہ کے لئے یہ مُسمّیٰ کے نُور کا ملاحظہ (ذکر) سالک کے باطن پر غلبہ پائے اور ایک مشاہدہ میں سر سے پاؤں تک غرق کر دے۔ اس کو "نُور شہود مُسمّیٰ" کہتے ہیں۔ یہ مرتبہ وسطیٰ میں اس طرح ہے اور اس کی انتہا یہ ہے کہ جس وقت مسمیٰ کا نفس تمام احوال نیند میں اور بیداری میں حرکت اور سکون میں اور کھاتے پیتے اُٹھتے بیٹھتے ہمیشہ کی حضوری اور قرار کی خصوصیت پکڑے۔ اس کو مقصود مُسمّیٰ کہتے ہیں۔ اس حال میں کائنات کے ذرّوں سے ہر ذرّہ کو اللہ تعالےٰ غلبہ نُور سے ایسا مشہود پائے کہ سوائے حقیقی نُور وحدت کے اور کچھ نظر نہ آئے۔ پس اس غلبہ میں اگر اپنے آپ کو اور تمام اشیاء کو حق تعالےٰ کے نُور وحدت کے شہود کے غلبہ میں عین حق پائے جیسے چودھویں کے چاند کے نُور کے غلبہ میں ستاروں کے نُور کی مغلوبی ہوتی ہے اور باطن سے کلمہ "انی انا اللہ وانا الرب" جوش مارے۔ اس مرتبہ کو صوفیہ کی اصطلاح میں "وجودیہ توحید وجودی" کہتے ہیں اور اگر اپنے آپ کو اور تمام اشیاء کو نُور واحد کے احاطہ میں گم کر دے اس صورت سے جیسے ستارے سُورج کی روشنی میں اور اللہ ذوالجلال کے جمال کا مشاہدہ اشیا میں ملے تو اس حالت کو "توحید شہودی" کہتے ہیں۔ یہ ہر دو مرتبے لطیفہ

قلبی و لطیفہ رُوحی کے نتیجے ہیں کہ ولایت خاصہ میں جو اُمت کے اولیا کو نصیب ہوتی ہے۔ میں نظر آتے ہیں اور پہلے کے مشاہدے تجلّیات کے جو یادداشت کے لطیفوں میں ظاہر ہوئے۔ تمام ولایتِ اولیاء کے ظل میں تھے۔ اگرچہ ولایتِ خاصہ اصلی کے مالک بہ نسبت اہلِ ظل۔ قرب کی اور کمال کی ولایت رکھتے ہیں۔ لیکن ابھی مطلوب حقیقی کا وصول بے حجاب نہیں ہے۔ اشیاء بے لباس میسّر نہیں ہے۔ لہٰذا اِس مرتبہ کے حصول کو "فضل متلبس" (باللباس) کہتے ہیں۔ پس طالب عزم کرے اور اِن تجلّیات اور مشاہدات اور نزدیکی اور احاطہ مشہودہ پر گھمنڈ کر کے قانع نہ ہو جائے۔ بلکہ ترقی کی طلب کرے۔ پس اگر مُرشد کامل مکمل ہے۔ اپنی توجّہ سے مُرید کے باطن کو جو کمئی اِستعداد کی وجہ سے شہود کی آواز اور مشہود کی طرف توجّہ لئے بیٹھا ہے۔ حضوری و حیات ساتھ ہونے کی مذکورہ حالت سے خالی اور پاک کرے گا اور "درائت" اور "نایافت" کی تعلیم دے گا۔ پس مرشد کی توجہ کی برکت سے مسمی کے نور کو مشہود نہیں پائے گا۔ بلکہ شہودی انوار کے ظہور اس طرح دکھائے گا۔ جیسے سورج کے اُوپر سے بادل کا پردہ ہٹ جائے۔ اس وقت کی تیزی سے لازم ہے کہ نایافت کے شغل کو چمکائے یعنی جو کچھ ذہن میں حق یا غیر حق کی آواز جگہ پکڑے۔ حق حقیقی کے شہود کے لباس میں ظہور ہو۔ اگرچہ نفاستِ اور مہربانی سے ظاہر ہو، اس کو دُور کرے اور خیال کی تختی کو اُس مشاہدہ کے نقش سے صاف کر دے اور آئینہ سرِ (بھید) کو تجلّیات شہود کے رنگ سے پاک کر دے اور اپنی ہمت کو پورے طور سے پہلی توجّہ کے گم کرنے پر لگا دے تاکہ باطن میں اُس کا کوئی اثر نہ مطلوب کی طرف توجہ نہ غیر مطلوب کی طرف باقی نہ رہے۔ بلکہ بے توجہی ایسی پکّی صاف مطلوب باندھے کہ سوائے نُورِ یقین کے اور کچھ معلوم نہ رہے۔ پس مُرید جو توجہات اور تصوّرات کے دفع کرنے میں ہے۔ ابھی مُبتدی ہے اور اس مرتبہ کا سالک ہے اور

جو کوئی خوشگوار آواز اور توجہات کی آمد و رفت صاف ہو اور ان کی بجائے ایمان شہادی کے کہ عہدہ اہلِ شہود کا ہے آئے۔ اس خیال والے کہتے ہیں کہ پردہ کی خوبصورتی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں جمال دوست ہے۔ حیرت میں ہوں کہ کل کا وعدہ کس لئے ہے غیب حقیقی پر ایمان پیدا ہو۔ اور یافت نایافت سے آرام پائے اور خالص بے توجہی سے بے تکلف اصل کمالات "ولایت اخص" ہاتھ آویں۔ اس نسبت کے ابتدائی سلوک میں اُس کی زبان حال سے یہ نکلے۔

شعر

چہ گویم با تو از مرغے نشانہ
کہ با عنقا بود ہم آشیانہ
زعنقا ہست نام پیش مردم
ز مُرغی من بود آن نام ہم کم

میں تجھ سے اُس ظاہر کا قصہ کیا بتاؤں جو عنقا کا پڑوسی ہے۔ عنقا کا نام لوگوں میں مشہور ہے۔ جب کہ میرے پرندے کا نام بھی کم معلوم ہے۔ اس نسبت کے وسط میں مُرید کی زبان کہے گی۔ عجب نہیں۔ دوست کا طالب حیرت میں بتلا ہو جائے۔ مصرعہ۔ عجیب یہ ہے کہ میں واصل ہو کر پریشان ہوں اور اس مرتبہ کی انتہا میں کہے گا۔ عنقا کو کوئی شکار نہیں کر سکتا۔ جال کو اُٹھا لے۔ وہاں ہمیشہ یاد قائم ہے۔ جال کو اُٹھا لے اور اس نسبت کو ملاءِ اعلیٰ کی ولایت اور "نایافت" کہتے ہیں اور بعض اسی کو ولایت علیا بھی کہتے ہیں۔ اِس ولایت میں اِس نسبت کا حصول لطیفہ سرّی کی خصوصیت ہے۔ اِس وجہ سے اِس مرتبہ میں توجّہ متوجہ الیہ کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ بیچونی کیفیت میں اگرچہ یہ بے توجہی حقیقت نہیں ہے۔ عدم اور وجود کے درمیان مشتبہ ہے۔ لیکن سالک کی سوچ کے مطابق کہ تمام علوم اور عرفان اور تجلّیات اور تخلیصی توجہات سے نکل چکا ہے اور دلیل سے فارغ ہے۔ محض

خلو میں اطمینان پائے ہوئے ہے۔ غیب حقیقی پر ایمان پیدا کیا ہوا ہے۔ محض توجہ اور خالص کی پسندیدگی میں کوشش کرے۔ کیونکہ ابھی تک لطیف سایہ اور خفیہ توجہ موجود ہے۔ پس یہ مخفی شبہ دُور کرنے کے لئے مرشد مکمل توجہ کے ساتھ معلوم کرے گا کہ اگرچہ عارف کو شہود کی جگہ نُورانیت کا یقین اور حقیقی غیب کا اطمینان حاصل ہوا ہے۔ بجائے "وصل متلبس" کے وصل بے حجاب حاصل ہوا ہے اور حق اور غیر حق سے جو تجلّیات کے مرتبہ میں مشہود ہوئے تھے۔ خلاصی حاصل ہوئی ہے لیکن ابھی چھُپی توجہ اور مخفی سایہ میں باقی ہے اور خیالی خلو از ما سوا حقیقی حقیقت کے ساتھ حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ اس مرتبہ میں توجہ غیر نامعلوم کیف اور معدوم جیسی ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ معلوم کیفیت اصل میں غیر معلوم ہے لیکن نفس معلوم کہ وہ معلوم ہی ہے اور اس کو "حیثیت مجہول" کہتے ہیں اور اس کے مالک مطلوبہ حقیقت سے حاصل ہیں، لیکن یہ ایسا جہل ہے کہ سابقہ علم پر ہزاروں ترقی پر ہے اور اس ولایت میں اس جہل کو دُور کرنے اور حقیقی خلا کو حاصل کرنے کو ناقابلِ تقسیم کی تقسیم تلقین کی جائے گی یعنی اس سے پیش ترکہ اپنے جسمانی مرتبہ کو اپنی اصل سمجھتا تھا۔ وہ جہالت سے تھا اور اس ولایت میں چاہیئے کہ اُس مرتبہ سے نظر اُٹھائے اور غور کرے کہ اس مرتبہ کی اصل کیا ہے۔ جب پالے کہ اس مرتبہ کی اصل لطیفہ ہے تو اپنے آپ کو مرتبہ لطیفکی میں سمجھے۔ یعنی مرتبہ جسمانی کو فنا دیکھے اور مرتبہ لطیفکی میں باقی جانے۔ جب اس میں فنا و بقا ہاتھ آئے۔ اس سے بھی نظر اُٹھا کر اصل لطیفہ پر کہ کارکن عنصر ہے۔ نظر کرے۔ لطیفہ کے مرتبہ سے فنا ہو کر مرتبہ عنصر میں بقا پیدا کرے۔ پھر اس عنصر کی اصل ڈھونڈے۔ جب معلوم ہو کہ اُس کی اصلؒ عنصر مجمل" ہے۔ اُس کو دیکھتا رہے، اور خود کو اس مرتبہ میں سمجھے۔ پھر اس اصل کو بھی چھوڑ کر اُس کی رُوح کے اصل پر نظر کرے اور خود کو اس مرتبہ میں سمجھے۔ پھر اس سے بھی نظر اُٹھا کر اس کے اصل پر کہ اصلی بزرگ

(جد) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم میں نظر جما دے اور خود کو اس مرتبہ میں شمار کرے، پھر اس سے بھی نظر اُٹھا کر اُس کی اصل پر کہ رُوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اُس کو نورِ اوّل شہودِ اوّل بھی کہتے ہیں۔ نظر کرے۔ خود کو اس مرتبہ میں سمجھے۔ اس حال میں تمام نیچے والی اصل ہائے فانی ہو گئی ہیں۔ اس مرتبہ آخیرہ پر کہ مذکورہ سب مرتبوں کا اصل الاصول ہے۔ پہنچا ہے۔ یقین کرے کہ یہ مرتبہ آخری مرتبہ مخلوقات کا ہے اور تمام سلسلۂ کائنات کا آخر ہے اور یہی مرتبہ ہے کہ غیر حق (مخلوق) کے لئے ممکن ہے اور شہود کے لباس کی قابلیت رکھتا ہے اور اس کے بعد شہود کے مظاہر اور نفس شہود کے لئے قدم مارنے کی کوئی جگہ نہیں اور اس طریقہ کے بعض عزیز جو نورِ اوّل سے نظر اُٹھا کر تقدیر کے امر کے ظہور کو دیکھتے ہیں اور مرتبہ امر تقدیر کو ناقابل تحلیل قرار دیتے ہیں۔ فراست سے دُور معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ جزلایتجزی کا ناقابل تحلیل ہونا ظلّ مخفی کے توسط اور توجہ کو بلند کرنے کے لئے ہے اور اپنے اصل الاصول پر رفعت کہ آخری مرتبہ ضلال کے مرتبوں سے اور سلسلۂ کائنات کی اِنتہا ہے۔ مقرّر فرمائی گئی اور یہیں عارف کی آخریت کہ مانند ناقابل تحلیل جز کے ہے اُسکا اوّل تعین ہے کہ نُورِ اوّل کے ضمن میں درج ہے اور مراتب شہود کی اِنتہا یہی ہے یا دوسری طرح مرتبہ غیبی وجودی ہے اور یہ مرتبہ ہرگز اس شخص کی تُوجّہ سے ہونے والا نہیں اور نہیں کہا جا سکتا۔ پس اس مرتبہ کو کس طرح مثال میں ناقابل تحلیل جز قرار دیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اس طریقہ کی اصطلاح کے خلاف ہے۔ پس چاہیئے کہ اس حال میں اتنا اور اشارہ اور اپنی نظر میں منظور رکھے کہ اصلی وجود اپنے کا تعین نُورِ اوّل کے ضمن میں اور انتہا اُس کے جسمانی رُوحانی اور نُورانی مرتبوں کی ہے کہ مانند جزو ناقابل تحلیل ہے اور اُس کو حقیقت انسانی اور سرّ کمالاتِ ربّانی کہتے ہیں اور وہ ایک قابلیت ہے۔ قابلیتوں میں سے نُورِ اوّل کے کہ نُورِ محمدیؐ ہے۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ پس جان لے کہ یہ مرتبہ آخری مرتبوں

سے آخری مرتبہ امر تقدیر کے ظہور کا ہے کہ یہ مرتبہ اللہ تعالےٰ کی صفات کے لازمات سے ہے اور اس تقسیم کا حاصل یہ ہے کہ $\frac{\text{ہر غیر شے کی اصل حق ہے}}{\text{ہر شے کی اصل غیر حق ہے}}$ اور نظر کی سَیر میں اور اپنے نفس کے اصلی مراتب کے عرفان کی عروجی نظر میں ممکنات کا سلسلہ پہلے شہود تک ختم ہوا، اور عارف کی سَیر نظری کا یہی مقام مقرر ہوا۔ اُس وقت کشف ہو گا کہ ایک انسانی حقیقت کے ظہور میں کمالات الٰہی کا ظہور کسی غیر کے واسطے کے بغیر ہے۔ کسی شے کا واسطہ اور حجاب نہ رہا۔ پس یہاں غیر کہاں ہے کہ واسطہ اور حجاب بنے۔ لہٰذا اس حال میں کہ نفی توجہ اور تنہائی میسر ہو گی اور سوائے واجب تعالےٰ (اللہ تعالےٰ) کہ ظہور غلبی حقیقی سے ظاہر اور حضور بے کیفی سے حاضر ہے سے تعلق ہے اور کچھ نہیں ہو گا اور اختصار اور اصل تینوں مرتبہ ہائے آخری کا اس ایک میں ہو گا۔ پس اس وقت میں بجائے "نایافت" حضور نفس کا ظہور اور حضوری کا علم ہو گا اور اس مرتبہ کو "علم حضوری" کہتے ہیں۔ کیونکہ جب کمالات کو صفات سے اور صفات کو ذات حق سبحانہٗ سے قُرب و معیتِ حقیقی طور پر ہے اور ایک دوسرے سے کوئی تفاوت نہیں۔ پس سالک کو عین ذاتِ الٰہی کے کمالات کا ظہور مکمل مظہریت کے واسطہ سے ذات اور صفات حق تعالےٰ کے حضور بے حجاب اور قُرب (نزدیکی) بے اسباب ایک خلاص میں اور خاص بھید میں ہو گا اور یہ حصول تینوں مراتب کا مختصراً ہے۔ لیکن تفصیل اُن مراتب کے وصول کی یہ ہے۔ ہر چند سالک نے علم حضوری کا شرف پایا ہے لیکن کیفیت علم حضوری سے اطلاع نہیں ہے کہ اس کو عادی علم کا حصول ہوا ہے۔ یا علم حضوری کا شرف ملا ہے۔ حضوری کے علم کی کیفیت سے واقف نہیں ہوا کہ یہ علم اس کو عادی علم سے حصول ہوا ہے یا علم حضوری سے۔ جب حق سبحانہٗ تعالےٰ کا خاص الخاص فضل ظہور کرے گا تو کشف ہو گا کہ یہ حضور مجھ کو علم عادی کی ترقی سے نہیں ہوا کیونکہ علم عادی حصولی کی خصوصیات کو اس مرتبہ میں ہرگز دخل نہیں بلکہ جان لے گا یہ حضور

علم اس کا سچا ہے۔ وہ ذات سبحان جو علم میرے متعلق رکھتا ہے۔ علم واجبی کی خصوصیات کی خاص بہرہ یابی سے جانتا ہے اور اسی طرح تمام مراتب ذاتی و صفاتی اور اپنے کمالات اُس حق تعالےٰ کے مظہر ذات و صفات و کمالات پائے گا اور اپنے صفات وافعال کی نسبت خود سے منفی اور حق تعالےٰ سے منسوب کرے گا۔ یعنی جہاں کہیں علم ہے، علمِ الٰہی سے ہے اور جہاں کہیں سُننا ہے، سماعتِ الٰہی سے ہے اور جہاں کہیں دیکھنا ہے۔ بصارتِ الٰہی سے ہے۔ اسی طرح تمام صفات اور افعال کی کیفیت ہو گی، اور اپنے اندر سوائے مظہریت کے اور کچھ نہ دیکھے گا۔ اس مرتبہ کو "حضور علم" اور "وصول صفات" کہتے ہیں اور اس نسبت میں کشف ہو گا۔ حق سُبحانہٗ تعالےٰ اپنی زندگی سے حیات۔ علم سے علیم۔ سمع سے سمیع۔ قدرت سے قدیر۔ ارادت سے ارادہ کرنے والا۔ بصر کے ساتھ بصیر اور کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ لیکن علیم کا جاننا۔ سمیع کا سُننا مثلاً اُس پر صفات کی زایدیت ذات پر آتی ہے اور معرفت کے راستہ میں اس ہے سے بھی ترقی پائے اور یہ زایدیت صفات کے توسط کے اعتبار سے ہے اور وصول حق تعالےٰ میں ہے۔ کیونکہ عارف اپنی نظر میں ذات کی طرف وصول۔ صفات کے وصول کے واسطہ سے تحقیق کرتا ہے اور اس طرح سے زاید ہونا سمجھتا ہے۔ لہٰذا چاہیئے کہ وصول ذات میں کوئی واسطہ اور تمنا جو درمیان میں نہ رہے۔ جب فضل خاص الخاص دستگیری کرے گا۔ زایدیت کے شبہ کو دُور کر دے گا۔ اس طرح سے کہ ولایت کے ہر مرتبہ کا ایک آغاز ایک درمیان اور ایک انتہا مقرر ہے اور اس آخری مرتبہ کی ابتدا جس کو "ولایت انبیاء" (صلوات اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) کہتے ہیں۔ صرف خلو باطن کی سعی ہے۔ حقیقت از یافت حق۔ دون حق کی حیثیت سے ہے اور اس مرتبہ کے وسط میں خلو میسر ہے یا اس کی حقیقت کی اطلاع اور خلا کی حقیقت اطلاع ہے۔ اپنی صفات میں مظہریت اللہ تعالےٰ کی صفات کی۔ پس اس مرتبہ میں اگرچہ جانتا ہے کہ حق تعالےٰ کے علم سے علیم ہوں اور

اُس کے بصارت سے بصیر ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قادر ہوں۔ وغیرہ وغیرہ
لیکن ابھی ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ صفات کی نسبت اس عارف کو تفصیلی طور
پر اور پورے علم سے ظاہر نہیں ہیں۔ پس اس مرتبہ کے آخر میں فضل خداوندی سے
جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذات پر بیشی نہیں ہے کہ عالم علم کے ساتھ اور بصیر
بصارت کے ساتھ ہے۔ اس کے خلاف نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات
میں علیم ہے اور علم ذات کی قابلیت ذاتیہ ہے اور اسی طرح تمام صفات کے بارے میں
غیب کے سوائے۔ پس حق تعالیٰ خود بذاتہ عالم۔ بصیر اور قادر ہے اور یہ عارف اللہ
تعالیٰ کی ذات، صفات اور کمالات کے مکمل مظہر ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے
اور نہ رہے گا۔ مگر صرف یقین اور "ایمان محض" اس زمانہ میں اس مرتبہ کی نہایت
جس کو "کمالات نبوّت" کہتے ہیں کا شرف پائے گا اور علم اللہ کے ایمان باللہ سے
مومن ہوگا۔ آیت: "یہدیہم زھم بایمانیہم" اور علم باللہ اور ایمان
باللہ میں فرق یہ ہے کہ علم اگرچہ حضوری ہووے۔ معلوم کے ساتھ تعلق ضروری رکھتا
ہے اور ایمان جسکا مطلب ہے، صرف یقین اور اطمینان اور خالص تسلیم فوراً حضوری
کے ساتھ مومن پر عیاں ہو جاتا ہے۔ اگر صرف وجدان یا اُس پر واقع ہو جائے۔ چنانچہ
بھوک۔ پیاس۔ درد۔ لذّت خود موجود ہیں۔ تصوّر اور علم سے نہیں۔ یہ تمام محض وجدان
سے حاضر ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ دیوانہ کو علم و عقل نہیں ہوتی۔ لیکن بھوک اور پیاس
میں کھانا اور پانی مانگتا ہے اور درد سے روتا ہے اور لذّت سے لطف حاصل کرتا ہے
خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ذات حق سُبحانہٗ خود بخود حاضر ہے۔ یعنی بذاتِ خود بغیر واسطہ
صفات اور کمالات کے اور وہ جو بعض عزیز کہتے ہیں کہ مرتبہ "وصول ذاتی" ذات ہے
اور ذات بھی ایک تعیّن ہے۔ اس کو بھی اُٹھا دینا چاہیئے تاکہ تمام اقسام شرک سے پاک
ہو جائے اور وہ بالکل مطلق بے قید ہو۔ صاحب طریقہ کی اصطلاح کے خلاف ہے اور

اسی طرح ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اقسام شرک سے پاک بلکہ شرک کے نفس کو دخل نہیں ہے۔ "ذاتیست" ذات کو نظر سے اُٹھا دینا دو وجہ سے خالی نہیں ہے۔ اگر عارف اپنی نظر سے ذات پاک کو اُٹھا دے تو باقی کیا رہے گا۔ صرف عدم۔ پس بجائے حضوری ہستی مطلق کے محض عدم رہ جائے گا اور بجائے ایمان باللہ کے کفر باللہ ماحصل زندگی ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اس سے بچائے اور اگر ذات حق تعالےٰ خود اپنی ذات کو اپنے سے اُٹھا دے اور مثل صفات زائدہ جاننے یہ خود عقل کے خلاف ہے اور اس کا بیان نقصان دہ ہے۔ کسی بھی اہل علم و عرفان کے لئے۔ اس کے علاوہ ایسا قول کہنے والے نے تعینات و تنزلات کی صوفیانہ اصطلاح کو دخل نہیں دیا۔ اگر کوئی کہے کہ ان عزیزان نے مراد ذات کی نفی سے تنزیہ ذات صورتِ کمال سے ہے نہ کہ نفی ذات۔ ہر چند اس قول کے کہنے والے نے نفی ذات کا اِلتزام نہیں کیا لیکن اس نفی کا لازمہ صاف اور واضح ہے اور وصول ذات کے مرتبہ میں کہ مقصد کامل اور اہم اثبات اور ثبوت ہستی مطلق از روئے تنزیہ اللہ تعالےٰ کی تقدیس اقدس ہے اور اس مرتبہ سے اُوپر کوئی مرتبہ نہیں ہے کہ اس کے لئے ترقی ضروری ہو۔ قرینہ ایمان سے پرے بندوں کے لئے کچھ نہیں۔ صرف اور محض یقین ہستی اس نوعیت سے کہ خود بخود حاضر۔ ظاہر۔ علیم اور سمیع ہے۔ اس طریق سے کہ اس میں نفی ذات کا لازم ہونا یا کرنا کہ مقام مقصود ہے۔ ایمان کی مثال ٹھیک نہیں بنتی۔ پس یقین رکھے کہ حق سُبحانہٗ کی ذات مرتبہ ذاتیہ اپنے میں بذاتِ خود حاضر ہے۔ بغیر کسی اور شئے کے واسطے کے اور یہ حضوری اُس ذات کی حضوری ہے کہ علم کی صفت باوجودیکہ اپنے خود کی ظہور کی رُو سے ذاتِ اِنسانی سر پر ذات سُبحانی کی حضوری رکھتا ہے۔ اس حضور ذاتی میں کسی کو دخل نہیں ہے۔ کیونکہ مرتبہ ذاتیہ میں ذات صفات سے بھی مُستغنی ہے اور جو کچھ صفات پر مرتب ہوتا ہے۔ وہ ذات عالی اس کام کو تنہا کرتی ہے، یعنی بالفرض

اگر صفات موجود نہ ہوں۔ صرف ذات کاملہ اس کے لوازمات کی ترتیب کے لئے کافی ہیں اور باوجود اس استغنا کے ہر چند صفات بھی موجود ہیں، لیکن اُس سبحان تعالےٰ کے ذاتی کمال کے حسب حیثیت ہر صفت علیحدہ شان رکھتی ہے کہ اس شان میں عنائے کامل سے موصوف ہے۔ پس سُبحان تعالےٰ بذاتِ خود حقیقی انسان کی ذات پر حاضر وظاہر ہے۔ شان علم کی حیثیت سے کہ اس کا مرتبہ علم کی صفت پر برتری رکھتا ہے اس عارف کے وجدان کے واسطہ سے کہ علم الٰہی کی شان کا مظہر ہے۔ مظہریت خصوصی سے کہ اخفیٰ ہے۔ علم حضور کے واسطہ سے اور علم حضُوری سے تاکہ اس کو معلوم کر سکے۔ پس حضرت پیر صاحب طریقہ علیہ الرحمۃ کا قول درست ہوگیا کہ اُس کی مثل اور مانند اور کچھ معلوم نہیں ہے اور اس مرتبہ کو کہ "حضُور" کہتے ہیں۔ کمالاتِ نبوّت کا حاصل ہونا کہتے ہیں اور اس ولایت کا نام "اخص الخواص" ہے اور اس کے بعد مرتبہ ہائے وصول ذاتی نبوّت کے مراتب کے مطابق چار قسموں پر ہے۔ یعنی

(۱) پہلا مرتبہ مطلق علم نبوّت ہے۔ جس پر نبی ہوتا ہے۔
(۲) دوسرا مرتبہ خاص رسالت کہ اس پر برگزیدہ نبی پہونچتا ہے۔
(۳) تیسرا مرتبہ "اخص عزم" کہ اُس پر اُولُوا العَزم ہوتا ہے۔
(۴) چوتھا مرتبہ "اکمل" ہے۔

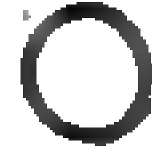
مرتبہ سب کے بعد ہے اور یہ "ولایت انبیاء" علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات خاص حقیقت ہے اور نبوّت والوں کی ذات ہے اور اولیاء اُمّت اس کے تابع اور طفیل ہو کر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ان مرتبوں کے کمال کا۔ لیکن اصلیت اور حقیقت میں لاظلاً اور تشبیہاً یعنی بطور سایہ اور مشابہت۔ یہاں تک سیر الیٰ اللہ فی اللہ عروج کے طریقہ سے کہ اس طریقہ (سلسلہ) سے مخصوص ہے، ختم ہوئی۔ اس کے بعد اگر سیر واقع ہو تو قابلیت کے مطابق نزول کے طریقہ سے ہوگی، یعنی عارف واصل نزول کے وقت نیچے والے مرتبوں

میں ہر مرتبہ میں جب نظر کرے گا پہلے ذات تجانی حاضر و ظاہر غیبی ظہور سے صفات کے لازمہ کے ساتھ پائے گا یعنی عارف کی نظر جس شئے پر پڑے پہلے بے کیف ذات غیب مطلق کو حضوری محض اور یقین کامل میں حاضر و ناظر دیکھے گا اور پھر ذات کے نُور کے واسطہ سے شئے کو ملحوظ دیکھے گا۔ چنانچہ اشیاء کے دیکھنے میں عوام کی نظر پہلے شئے کے جسم پر پڑتی ہے۔ پھر سورج کی روشنی پر۔ لیکن عارف کی نظر پہلے آفتاب کی روشنی پر پڑتی ہے۔ پھر اُس نُور میں اشیا کو دیکھتا ہے۔ حقیقت میں اشیاء کا وجود بغیر نُور ذاتِ حقیقی کے عارف کی نظر میں جلوہ گر نہیں ہوتی لیکن ہر دونوں کو ایک نظر ایک آن میں نظر میں جمع دیکھے گا اور صفات کے کمالات کی چونکہ دو طرف ہیں۔ ایک طرف غیبی اطلاقی ہے۔ دوسری طرف شہودی تقیدی ہے۔ پس دونوں کو ایک حال میں ملحوظ کرے گا۔ پہلے علم عرفانی سے ظاہر شہودی تقیدی کے ظہور میں اور پھر حضوری علم سے غیبی اطلاقی حیثیت سے دیکھے گا۔ اور سیر نزولی کا خلاصہ یہ ہے کہ یقین اور ایمان کی نظر سے اور کامل حضوری اور مطلق ایقان سے پائے گا کہ مرتبہ شہادت اپنی ذات میں کچھ نہیں ہے۔ صرف اللہ تعالےٰ کی صفات کے کمالات کا ظہور ہے۔ یعنی جو کچھ ظاہر میں شہود اپنے وجود کی متابعت میں بخشتا ہے۔ ذات و صفات کے جلوہ کے ظہور کے لئے ہے کہ ازل سے ظاہر غیبی اطلاقی ظہور سے ہے۔ بواسطۂ عرفان محبوب ازلی۔ اس لئے کائنات کی ابتدا کرنے والا حضور سیّد الابرار علیہ السلام کا نور کہ ذات اور صفات اور کمالات الٰہی کا پورا اور مکمل مظہر ہے۔ جامعیت۔ متبوعت کی حیثیت سے مرتبۂ شہادت میں پیدا فرمایا۔ اُس نُور کے ضمن کے مندرجات کو درجہ بدرجہ اور ترتیب کے ساتھ وقت ہائے مقررہ پر ممکنات پوشیدہ سے شہود میں لاتا رہے گا انشاء اللہ تاکہ مظاہر اپنے ظہور میں لانے والے کو پہچانیں اور دیکھ لیں کہ جو کچھ وجود اور متابعت کامل سے ہمیں دیا گیا ہے۔ خود ہم سے نہیں ہے۔ اگر ہماری ذات

سے ہے۔ اُسی ذات باری تعالٰے کا مظہر ہے اور اگر علم و سماعت اور بصیرت ہماری ہے۔ علم اور سماعت اُس کی ہے اور اگر ہمارے افعال ہیں تو مظہر افعال اللہ تعالےٰ ہیں، ہمارے خیال کو خود قیام نہیں ہے بلکہ تمام ذات قائم واحد جَلّشانہٗ سے ہیں، پس یقین رکھے کہ ذات واحد ہی درحقیقت تمام مرتبہ ہائے غیبی و شہادی کا قائم کرنے والا ہے۔ پس حاضر اور ظاہر اور اظہر تمام مرتبہ ہائے وجوبی میں اور امکانی میں اُسی کی ذات ہے اور عارف کو سوائے مظہر ہونے اور صرف یقین کے ذات و صفات کی معرفت سے اور کچھ حاصل نہیں۔ اُس وقت ماحصل زندگی حضوری ہے۔ ایسا حضور کہ عقل اور فہم اس کے ادراک سے عاجز ہے اور بیان سے قاصر ہے۔ جس نے چکھا نہیں وہ نہیں سمجھ سکتا۔ اس حال کا گواہ ہے کہ جب فقر مکمل ہوا اس کے بعد صرف وہ (ذات حق تعالےٰ) ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَلٰوۃ بر حبیبہٖ وَآلہٖ واَصحابہ اَجمعِین۔

رسالہ بدرقۃ السالکین ختم ہوا۔



مصنف: مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

مُترجّم: شیخ حشمت علی شاہ صاحب ریٹائرڈ لینڈ ریکلیمیشن آفیسر

رفیق السالکین

بسم الله الرحمن الرحیم

باید دانست که این رساله ایست مختصر مسمی برفیق السالکین در بیان تفصیل نیات اذکار و مراقبات طریقه نقشبندیه مجددیه شریفه علی اهلها الرحمة و التحیة ذکر اول اسم ذات و طریقه اش آنست که چشم پوشیده زبان بکام چسپانده متوجه بقلب صنوبری گردیده بخیال دل بحضور تمام و شوق کمال ذکر الله الله نماید و معنی این اسم مبارک را ملحوظ خاطر دارد و معنی انیست ذات پاک بیچگون و بیچگون مستجمع جمیع صفات کمال منزه از همه نقصان و زوال و توجه خود بدل و توجه بالای عرش که اصل لطیفه قلب از آنجاست بدارد و هر خطره و خیالی از ماسوی الله بدل در آید بحضور و آگاهی هستی دفع آن نماید و برای دفع خیالات نقش مطلق اسم ذات پاک را بر لوح دل تصور نمودن اثری عظیم دارد خصوصاً برای این مرض نسخه مجرب و اکسیر اعظم است و رابطه مرشد آنست که صورت اعظم

مرشد را روبرو دل یا در دست دل نگاه دارد و یا صورت خود را
بعینه صورت شیخ خود انگارد پس ذکر اسم ذات را با این
سه شرط که لحاظ معنی بحضور مسمی و نفی خطرات و رابطه در
هر نشست و برخاست آمد و رفت وضو و بی وضو در روز
و شب چندان نماید که ذکر ملکه دل گردد و جریان ذکر از دل بلا
اختیار ظهور فرماید تا که بسمع خیالی شنیده شود و دوام
حرکت اگرچه از ضروریات نیست لیکن دوام حضور مسمی
ضرورتر است چه ذکر وسیله آگاهی بمذکور است و قطعه ذکر کنا
ذکر تا تراجان است. پاکی دل ز ذکر رحمانی است. زانکه
از ذکر پاک‌ها لطیفه بمسمی رسیدن آسان است. طریق
شرائط مسطور ذکر لطیفه روح است و سر خفی و اخفی و نفس
و قالب بمقام انبیا که از مرشد معلوم و در رسایل حضرات
مرقوم است نماید تا که جریان هر یکی ظهور فرماید. دویم
رابطه است چنانچه گذشت فرموده اند که ذکر بی رابطه مفید
نیست و رابطه ذکر مفید است ذکر سیوم نفی و اثبات است

اول اعتصام و آن اینست که یکبار سورهٔ فاتحه و بیست و
پنجبار درود و یا بیست و هفت بار کلمهٔ استغفر الله را خوانده
بارواح پیران کبار گذرانیده و بعجز و انکسار استمداد
از ایشان نماید دوم ذکر نفی اثبات که کلمهٔ لا اله الا الله است
بلحاظ این معنی که لا مقصود الا الله یعنی مقصود من الا الله بجز ذات
پاک تو بخیال یا جنبش اعضاء باین طریق نماید که نفس را
زیر ناف حبس نموده کلمهٔ لا را از اینجا بر کشیده لفظ نفی
بدور وسط پیشانی واقع است یا تا دماغ رساند الا را تا
بر دوش راست آورده الا الله از بالا لطائف روح
و خفی و اخفی و سر گذرانده بر قلب ضرب نماید تا که حرارت
بدل و از دل بجمیع اعضاء برسد که درین تصور نفی اثبات
تصویر لا معکوس بخیال آید سیوم تکرار عدد این همه کلمه
شمس نیز ملحوظ خاطر دارد و باین طریق که اول بعد یکبار
۳ بار تکرار کلمهٔ شریفهٔ موصوفه نفس را تنگی در آید یکشایند
و بعد ازان که تکلف نماید و بتدریج عادت حبس دم گردد

بعد چهار یا هفت یا نه یا یازده همچنین دو دو زیاده کرده

تا بیست یکبار رسانیده و در هر مرتبه که نفس را کشاید هر مرتبه

رعایت طاق بدارد بموجب حدیث ان الله وتر یحب الوتر

واین تعداد وشمار را وقوف عددی نامند چهارم بازگشت

که چون نفس را بکشاید بعد ختم کلمه محمد رسول الله بگوید الهی

مقصود من توئی و رضای تو محبت و معرفت خود بمن

ده پنجم وقوف قلبی که چون از مجلس این ذکر فارغ شود

فارغ البال بلا قصور و خیال بر قلب متوجه بشود و ادراک

احوال عزیزش نماید که بر دل چه میگذرد از فنا و نیستی

و فزون عشق وغیره چون سالک را فنا و نیستی که ثمره این

شجره طیبه است تا به بیست و یکبار که در یکدم نماید حصول

آید فبها والا نه باز سر گرفته تا باین عدد مذکور رساند

واگر زیاده ازین بر رعایت عدد طاق نماید مضائقه نیست

بسبب اینکه خرد دست از طلب ندارم تا کام من بر آید

تا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید دیگر باید دانست

که طالب

که لحاظ این معنی نفی اثبات که مذکور شد و در مراقبهٔ احدیت
نیز کرده می شود اما در مراقبهٔ معیت که نفی اثبات کرده می شود
این معنی بخیال باید داشت که لا هستی الا هیچ مقصود
نزدیکتر بمن از من الا الله بجز ذات پاک تو و در مراقبات
محبت ثلثه لا هستی الا هیچ محب و محبوب من الا الله
بجز ذات پاک تو تا این مقام نفی و اثبات بحبس مفید است
بعد ازان تهلیل لسانی ممد و معاون است مر سالک است
بیت تا بجاروب لا نروبی راه نرسی در سرای الا الله
اول نیت مراقبهٔ احدیت فیض احدیت می آید بر دل من
از ذات پاک که بیچون و بیچگون است جامع جمیع صفات
کمال منزه از همه نقصان و زوال خاطر و ناظر و سالک در اینجا سالک
مراقبه گاهی ادراک میکند که از بالای عرش فیض نور بجای
مرجع او میگردد وگاهی دریافت می سازد دل چیزی را
مثل شعلهٔ نار یا غره ببالای عرش میرود و این ادراکات
از ضروریات هست لیکن حضور ذات احدیت ضرور تر است

که سالک را در شهود حضور حضرت ذات پاک چنان استغراق
دست دهد که بقدر سه چهار چیز هم بی خطرگی یا کم خطرگی
حصول انجامد تا حضور که توجه دل بحضرت ذات پاک است و
جمعیت دوین خطرگی یا کم خطرگی هست نقد وقت سالک گردد
دویم نیت مراقبه معیت که فیض معیت می آید از دایرهٔ
ولایت صغری بر دل من از ان ذات پاک که با من است
و بهر لطیفه از لطائف و بهر رگ ریشه گوشت و پوست و بهر
جزء لایتجزی من و بهر شیء از عرش تا تحت الثری و بهر ذره
از ذرات کائنات و هو معکم اینما کنتم یعنی آن ذات
پاک با شما است هر جا که باشید سالک را درین مراقبه نسبتی
و فیضی از شمس جهت می آید تا که از کثرت فیض و غلبه
شوق محبوب را از غیر محبوب جدا نمیتواند کرد تا که همه
محبوب انگاشته بلکه اوست قایل می شود از بیت اشکارا
نماید اندر خواب بهمه عالم بچشم خشیهٔ آب سیوم نیت مراقبه
اقربیت که فیض اقربیت می آید از دل دایرهٔ ولایت

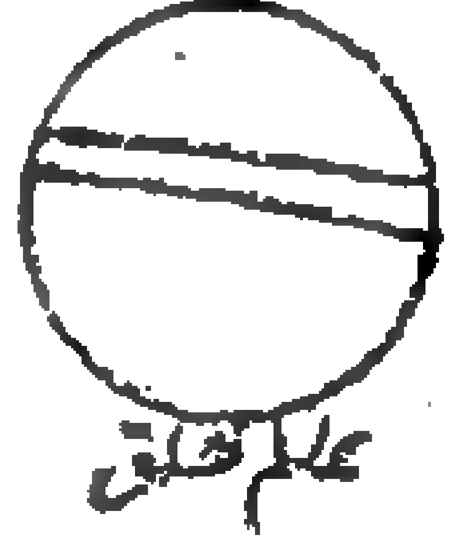
کبری

کبری که دایرهٔ اسما و صفات و بر لطیفهٔ نفس من یا بر انا من
بالذات و بر لطائف خمسه من بالتبع از ان ذات پاک که از
من بمن نزدیکتر است نحن اقرب الیه من حبل الورید یعنی
او سبحانه و تعالی نیز ما ید ما یان تر نزدیک هستیم بسوی یک انسان
از شاه رگ او که ذات اقدس است و درین مراقبه سالک را
گاهی فیض مثل آب ناودان از بالا اولا بر لطیفهٔ نفس پس
از انجا بر لطائف خمسه ریزد و گاهی بطور دیگر بقوت یا حقیقت
هم می آید و نفس را از انانیت و سرکشی حذر می آید و در ترخانه
بجزو انکسار مقیم چهارم نسبت مراقبه محبت اول که فیض محبت
اول می آید از دایرهٔ ثانی ولایت کبری که دایرهٔ در اصل
اسما و صفات است بر لطیفهٔ نفس من یا بر انا من فقط از ان
ذات پاک که محبت و محبوب منست یحبهم و یحبونه یعنی دوست
میدارد الله تعالی این مومنان را و دوست میدارند ذات او
تعالی را سیم نسبت مراقبه محبت ثانی که فیض محبت ثانی
می آید از ثالث دایرهٔ ولایت کبری اصل اصل اسما

صفات است بر لطیفهٔ نفس من یا بر انا من فقط از آن ذات
پاک که محبت و محبوب مناسب است یحبهم و یحبونه ششم مبنیست بر اقربیت
محبت ثالث که فیض محبت ثالث می آید از قوسی که اصل
اصل اسما و صفات است بر لطیفهٔ نفس من یا بر انا من فقط
از آن ذات پاک که محبت و محبوب مناسب است یحبهم و یحبونه
پس باید دانست که دائره ولایت کبری مشتمل سه نیم دائره است
و دائره اول ازین سه نیم دائره بلکه نصف سفلی از دائره اول
از اسما و صفات واجبی است جلت و تعالت و نصف
علیا از آن دائره اول از شیونات است که اصل از اسما
و صفات اند پس دائره ثانی ولایت کبری از روی این
تحقیق اصل الاصل اسما و صفات میشود لیکن نظر بظاهر حال
سالک که دو تیقی ندارد دائره ثانی را اصل اسما و صفات
قرار داده اند چنانکه گذشت و درین مراقبات محبت سالک را
گاهی مثل آفتاب بکمال اشتغال بمقابله لطیفهٔ نفس یا با
از انا مشاهده میکرد پس اگر آن قرص آفتاب بتمامه مستور
میشود

مسشهود سالک کردد دلالت بران کند که سالک تمام دایرهٔ
طی نموده است واگر چیزی تاریک و چیزی روشن مشاهده کردد
دال بران باشد که چندانکه پی نور است آنقدر دایرهٔ قطع
نموده است و اندرین مراقبات محبت نفس را جدی شکستگی
حاصل آید که اطلاق برخود محال داند هفتم نیت مراقبه ظاهر
اسمی است که فیض اسم ظاهر پی آید بر لطایف سته یعنی
که نفس و لطایف خمسه عالم امر است و فیض این مراقبه
که جامع جمیع مراقبات سابقه است یکبارگی بر لطایف سته
سالک بطرز لطیفه و عجیبه می آید که سالک را بهره کافی و حظ
وافی می بخشد و باطن را قوتی و لذتی با نواع می دهد هشتم
نیت مراقبه شرح صدر که فیض شرح صدر می آید سینه من
از سینه مبارک محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه واله
وسلم بواسطه پیران کبار ستا و سالک را درین مراقبه وسعت
سینه بحدی می شود که جهان در جهان در وی تواند گنجید
وازآثار عجیبه این مراقبه آنکه تحمل ایذای مردم و رضا بقضا

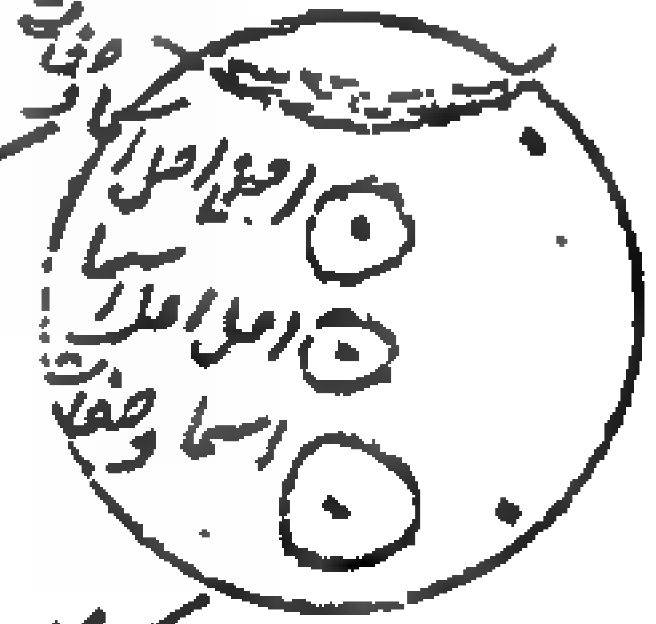
بر صاحب این مراقبه آنکه آسان تر میگردد باید دانست که این
هردو مراقبه در سلک ترتیب دوایره نیامده اند و در کتب
و رسایل حضرات ما بتفصیل بتصریح نشده اند لیکن حضرت
مرشدی از مرشد خود و ایشان از مرشد خود تلقین یافته اند
و بطالبان از جهت تقویت باطن تعلیم فرموده اند جزاهم الله
خیر الجزاء تا اینجا سه دایره تمام شدند دایره اول دایره
امکان است که نصف سفلی آن عالم خلق است که منشا
عناصر اربع و نفس است آن عالم خلق است و نصف علیا آن



عالم امر است که منشاء اصل و لطیفه قلب و روح و خفی و اخفی
است و دایره دویم ولایت صغری است که دایره ظلال اسما
صفات است ولایت اولیا است و دایره سیوم ولایت کبری است



که دایره اسما و صفات و شیونات است و ولایت انبیا
علیهم الصلوة و التسلیمات و مشتمل سه و نیم دایره است
و تا حال سالک ایکه حیران عالم پیدا آمده است که سیر در
اسما و صفات واجبی است و خلجان و وهمی از آن در کار است که



جناح

دائرہ ولایت علیا

سیر ذات مع الصفات ست وتا بجناب ایشان متوجه بسر اوقات جلال حضرت ذات تعالی و تقدس کرد و پس شروع بسیر دایرہ لا الاعلی ولایت است خواهیم کرد نیت مراقبه مسمی اسم الباطن است که فیض مسمی اسم الباطن می آید از دایرہ ولایت علیا بر عناصر ثلثه که آب و آتش و باد است و بسا اوقات در این مراقبه دریا عشق بیکرد که عناصر ثلثه بشکل مخروطی بالامیروند و کلهی فیض از بالای بیز می آید و سالک را درین مراقبه مشاهده ملائک بصورت طیور وغیره هم می شود و مناسبتی باین حضرات بوجه اتم میکرد انشاء الله تعالی تا اینجا ولایت ثلثه که صغری و کبری و علیا ست تمام شد و بعد ازین در کمالات ثلثه که کمالات نبوت و کمالات رسالت و کمالات اولو العزم ست شروع میکنند پس فهم نیت مراقبه کمالات نبوت ست که فیض تجلی

دائرہ کمالات نبوت

ذاتی دائمی می آید از دایرہ کمالات نبوت بر عنصر خاک من یا فیض می آید از آن ذات پاک که منشاء کمالات

بنوشت ست بر عنصر خاک من و چون سالک را درین مراقبه
مطمح نظر ذات پاک او سبحانه تعالی ست قطع نظر از اسما
و صفات و شیونات فیض که درینجا ورود میبابد باریک تر
و بیان بیرنگ میباشد بحدیکه نسبت سابقه این فیض بنسبت مقصود
ولا موجود می نمایند معراج فوق این می نشناسیم بجز از نسبت — تا بخشش
تا اینجا هر ده لطایف عالم امر و عالم خلق جدا بترتیب مسطور
مورد فیض بودند و تزکیه و تصفیه بوجه اتم نمودند و بعد — تصفیه
ازین مجموعه این لطائف عشره که عبارت از هیئت وحدانی
ست مورد فیض خواهد بود فافهم پانزدهم نیت مراقبه — دایره کمالات ولایت
کمالات رسالت ست که فیض تجلی ذاتی دایمی می آید از ذات حضرت
کمالات رسالت بر هیئت وحدانی من یا فیض می آید از ان
ذات پاک که منشاء کمالات رسالت ست بر هیئت وحدانی. و از
نیت مراقبه کمالات اولوالعزم بر هیئت وحدانی من یا فیض — دایره کمالات اولوالعزم
می آید از ان ذات پاک که منشاء کمالات اولوالعزم ست بر هیئت
وحدانی من و درین مراقبه. دو مراقبه آنقدر فیض باریک تر

می نماید که در مراقبه کمالات نبوت بود اغلب سببش آنست
که در اول این مراقبات ثلثه سالک را انقدر قوت فکر و دقت
نظر نبود فیض را باریک تری نمود درین دو مراقبه آخرینه
که سالک نوعی خو گیرد و عادت پذیر شده است آنقدر فیض را
باریک تر نمی بیند بلکه از نسبت آن قدری سالک ادراک
می نماید و تا اینجا کمالات ثلثه تمام شد و بعد ازین دو
طریق بترتیب فرموده اند یکی حقایق الٰهیه و دیگر حقایق انبیا
علی صاحبها الصلوة والسلام و مرشد را در تقدیم و تاخیر
این هر دو اختیار است لیکن آنچه معمول نقشبندیه کبار پیران ما آنست که اول
حقایق الٰهیه سالک را ارشاد میفرمایند لهذا اول شروع در اینجا
کرده میشود پس سیزدهم نسبت مراقبه حقیقت کعبه است که
فیض می آید بر هیئت وحدانی از دایره حقیقت کعبه مسجودیه
ذات پاک است مر جمیع ممکنات را درین مراقبه عظمت و کبریائی
او تعالی بحدی دریافت میشود که هر شئی را از اعلی و ادنی
و هر ذره از ذرات کائنات را ساجد او سبحانه و تعالی

کبار ما است

کعبه
حقیقت دایره

باقی
مسجود میباید بقوله و لله یسجد ما فی السموات و الارض

حقیقت قرآنی دایره (صوم)
الا الله چهاردهم نسبت مراقبه حقیقت قرآن که مبداء وسعت

و بیچون ذات پاک است و این دایره به نسبت دایره

سابق اصل است و فیض این دایره بحدیست بیرنگی و بیچونی

دایره صلوة
دارد که عبارت و اشارک را در ینجا گنجایش نیست پانزدهم

نسبت مراقبه حقیقت صلوات که کمال وسعت ذات پاک است

و این حقیقت هردو حقیقت سابقه و سیر قدمی سالک تا اینجا است

بعد ازین قدم را گنجایش نیست بلکه سیر نظریست عمر ع

دایره معبودیت صرفه
بلا بودی اگر اینها هم بودی شانزدهم نسبت مراقبه معبودیت صرفه

مراد ورا ست نه شیونات و صفات او تعالی چه جا که و کنا

را باشد اینجا معامله با یمان حقیقی می باشد و از نسبت گست

ماسوی ذاته تعالی بکلی بجا ای حاصل می شود و معنی کلمه طیب

لا اله الا الله که نیست ہیچ معبود بجز ذات پاک در ینجا منکشف

میگردد و انتهای سلوک طریق حقایق الہیه تا اینجا ست الفقر

طریقی
اذا تم هو الله است پس از ان طریق دیگر که طوق بحقایق

اینها ست

انبیاست علیہم الصلوۃ والسلام اصالتاً تبعاً بیان نمودہ : از ابراہیمی

دائرہ حقیقت

می شود بعدہ نیت مراقبہ ابراہیمی کہ فیض می آید از دائرہ

حقیقت ابراہیمی کہ محبت ذات مرقعات راست بر ہیئت

وحدانی من یا فیض می آید از آن ذات پاک کہ منشاء حقیقت

ابراہیمی است بر ہیئت وحدانی من و در مقام خواندن صلوات

ابراہیمی کہ بعد تشہد در نماز میخوانند بسیار مفید است بیرنگی ابراہیمی

و فیض درین مراقبات از بیرنگی مراقبات کمالات کمتر

بادراک می آید اگرچہ فی الحقیقت این مقامات در بیرنگی

بیشتر اند لیکن چون مدرکہ را در کمالات چندان قوتی بنود

فیض آن مقامات نہایت بیرنگ ادراک می نمود و درینا

مقامات کہ مدرکہ را قوتی بہم رسیدہ است چنان بیرنگی ادراک

موسوی

دائرہ حقیقت

میکنند بعدہ نیت مراقبہ حقیقت موسوی کہ فیض می از دائرہ

حقیقت موسوی کہ محبت ذات مرذات راست بر ہیئت

وحدانی من یا فیض می آید از آن ذات پاک کہ منشاء حقیقت

موسوی است بر ہیئت وحدانی من. و درینجا درود اللہم صل علی

سیدنا محمد وعلی آله واصحابه وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصاً

دائره حقیقت محمدی

علی کلیمک موسوی نیز ترقی می بخشد نوزدهم بیت مراقبه حقیقت

محمدی که فیض می آید از دائره حقیقت محمدی که محبت ذات

مر ذات را و محبوبیت مر ذات را است بر هیئت وحدانی من

یا فیض می آید از آن ذات پاک که منشاء حقیقت محمدی است

دائره حقیقت احمدی

بر هیئت وحدانی من بستم بیت مراقبه حقیقت احمدی که فیض

می آید از دائره حقیقت احمدی که محبوبیت ذات مر ذات را است

بر هیئت وحدانی یا فیض می آید از آن ذات پاک که منشاء

دائره حب صرفه

حقیقت احمدی است بر هیئت وحدانی من بیست یکم بیت مراقبه

حب صرفه که فیض می آید از دائره حب صرفه ذاتیه بر هیئت

وحدانی من یا فیض می آید از آن ذات پاک که منشاء حب

دائره لاتعین

صرفه است بر هیئت وحدانی بیست دویم بیت مراقبه لا تعین

فیض می آید از دائره لا تعین از آن ذات پاک که منزه است

از جمیع صفات و شیونات و اطلاقات و اعتبارات بلکه از

جمیع جنبات وعبارات بر هیئت وحدانی من و سیر قدمی اینجا می

الخ

رَفِیقُ السَالِکِین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس مختصر رسالہ کا نام رفیق السالکین ہے اور اس میں ذکر ہائے کی تفصیل اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ شریفہ کے مراقبوں کی تفصیل کا بیان ہے۔

پہلا ذکر اسم ذات کا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ بند کر کے زبان تالو سے لگا کر صنوبری دِل میں توجّہ جما کر حضورِ دل سے اور پورے شوق سے ذِکر اللہ اللہ کرے، اور اس نام کے معنی دل میں رکھے اور اس کے معنی یہ ہیں۔ ذات پاک بے حال و کیفیت تمام کمال ہائے صفات کا جامع اور ہر نقصان و زوال سے پاک اپنی توجّہ دِل پر اور ساتھ ہی توجّہ عرش پر کہ قلب کا اصل نطفہ وہاں سے ہے رکھے اور ہر خطرہ و خیال کہ ماسوائے اللہ دل میں گھس آئے۔ دل کو حاضر کر کے آگاہی سے اُس کو دُور کرے اور خیالات درفع کرنے کے لئے اِسم ذات سنہری خط سے لکھا ہوا دل کی لوح پر تصوّر کرنا بہت بڑا اثر رکھتا ہے اور خاص طور پر اِس مرض کے لئے مجرب نسخہ ہے۔ اکسیر اعظم ہے اور مرشد کا رابطہ یہ ہے کہ صورت مرشد کو سامنے یا دل میں رکھے یا خود اپنی صورت کو بالکل اپنے شیخ کی صورت سمجھے۔ پس اِسم ذات کے ذِکر کو تین شرطوں کے ساتھ کہ معنی کا خیال دل میں، اور اللہ کی حضوری کا خیال اور خطرات کی نفی ہو، رابطہ کے ساتھ اس قدر کرے کہ اُٹھتے

بیٹھتے چلتے پھرتے۔ باوضو یا بغیر وضو۔ رات دن میں کرے کہ ذکر دل کی خاصیت ہو جائے ذکر کا اجرا دل سے بے اختیار ظہور کرے تاکہ خیال کی سماعت سے سُن سکے اور ہمیشہ کی حرکت تو ضروریات سے نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے حضور ہونے کا تصوّر بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ذکر حضوری کی آگاہی کا وسیلہ ہے۔ ترجمہ اشعار ذکر کر اور خوب کر۔ جب تک کہ تیری جان ہے۔ دل کی پاکی از ذکر رحمٰن ہے۔ کیونکہ ذات لطیف و پاک کے ذکر سے اللہ تعالےٰ تک پہونچنا آسان ہے۔ طریقہ دوسرا ذکر۔ لطیفہ رُوح ہے اور سر خفی و نفس و قالب انبیاء کے مقام پر کہ مرشد سے معلوم ہو اور بزرگوں کے رسائل میں لکھا ہوا ہے۔ اُس کے مطابق کرے کہ ہر ایک لطیفے کے اجرا کا ظہور ہو۔ دوسرے رابطہ ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ ذکر بغیر رابطہ کے مفید نہیں ہے اور رابطہ مفید ذکر ہے۔ تیسرا ذکر نفی و اثبات ہے۔ اس کے پہلے ایک آغاز خاص ہے۔ وہ یہ کہ ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور پچیس یا ستائیس دفعہ کلمہ استغفر اللہ پڑھ کر پیران بزرگان کی ارواح کی نظر کرے اور عجز و انکساری سے اُن سے امداد مانگے۔ ذکر نفی اثبات کہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے۔ ان معنی کے خیال سے کہ لا نہیں ہے۔ اِلٰہ کوئی مقصود میرا۔ اِلَّا اللہ سوائے ذات پاک تیری کے۔ یہ ذکر خیال سے بغیر حرکت اعضاء کے اس طریقہ سے کرے کہ سانس کو ناف کے نیچے روک کر کلمہ لا کو وہاں سے کھینچے اور لطیفہ نفس کو (کہ پیشانی کے درمیان ہے) یا دماغ تک پہونچائے۔ اِلٰہ کو دائیں کندھے پر لائے اِلَّا اللہ کو لطیفہ ہائے رُوح، خفی اور اخفیٰ اور سر سے گزارتا ہوا دل پر ضرب لگائے تاکہ حرارت دل میں اور دل سے تمام اعضاء میں پھیلے کہ اس تصوّر نفی اثبات میں تصویر لا الٹی خیال میں آئے۔ ہر روز اس کلمہ کی تکرار چھ سو ساٹھ دفعہ کرتا رہے اور اس طریقہ سے کہ پہلی دفعہ کلمہ ایک دفعہ۔ پھر تین بار تکرار کلمہ کرے۔ سانس گھٹنے لگے تو چھوڑ دے اور اس کے بعد کوشش کرے اور آہستہ آہستہ عادت سانس بڑھانے کی

کرے اور پانچ دفعہ۔ سات دفعہ یا زیادہ کہے۔ اسی طرح دو۔ دو بڑھاتا جائے۔ تاکہ اکیس دفعہ تک ایک سانس میں پہونچے اور ہر دفعہ جب سانس چھوڑے، طاق عدد رکھے۔ مطابق حدیث پاک کے کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے اور اس تعداد اور شمار کو " وقوف عددی " کہتے ہیں۔ چوتھے " بازگشت " ہے کہ جب بعد حبس کے سانس کے کھولے۔ کلمہ پورا محمدؐ رسُول اللہ تک کہہ کہے۔ الٰہی میرا مقصود تو ہی ہے اور اپنی رضا اور محبت اور معرفت مجھے عطا کر۔ پانچویں " وقوف قلبی " کہ جب اس ذکر کی بیٹھک سے فارغ ہو۔ ہر خیال و خطرہ سے فارغ ہو کر دل پر توجہ کرے اور اپنے حال کو دیکھے کہ دل پر کیا گزرتی ہے اور " فنا و نیستی " و " فرو رفتن " وغیرہ۔ جب سالک کو " فنا و نیستی " کہ اس درخت پاک (کلمہ طیّبہ) کا پھل ہے۔ یہ کلمہ اکیس دفعہ ایک سانس میں کہے تو پھل حاصل ہو جائے تو بہت اچھا اور اگر نہ ہو پھر شروع کر کے اس عدد تک پہونچائے اور اگر اس سے زیادہ، لیکن طاق عدد میں کرے تو مضائقہ نہیں۔ مطابق کسی کے قول کے کہ طلب سے ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ جب تک میرا کام نہ بن جائے یا یہ جسم معشوق تک پہونچے یا جان تن سے نکلے اور سمجھ لے کہ نفی اثبات کے معنی جنکا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ لحاظ رکھے اور مراقبہ " احدیت " میں بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن مراقبہ " معیتہ "، کہ نفی اثبات کیا ہوا ہے۔ یہ معنی خیال میں رکھے کہ لا نہیں ہے، اِلاّ کوئی مقصد میرے نزدیک اس سے زیادہ نہیں ہے اِلاّ اللہ سوائے تیری ذات پاک کے اور مراقبات محبت ثلثہ میں لا نہیں ہے اِلٰہ کوئی میرا محبوب و محب اِلاّ اللہ سوائے تیری ذات پاک کے اس مقام تک نفی و اثبات حبس دم کے ساتھ فائدہ مند ہے۔ اس کے بعد زبانی تسبیح امداد کرنے والی ہے، اور راستوں سے ہے۔ شعر جب تک لا کے جھاڑو سے راستہ صاف نہ کرے۔ سرائے اِلاّ اللہ میں نہیں پہونچ سکتا۔ پہلی نیّت " مراقبہ احدیّت " احدیّت کا فیض آتا ہے

میرے دل میں اس ذات پاک سے کہ بے حال وکیف ہے۔ تمام صفات کا جامع ہے۔ ہر قسم کے نقصان سے۔ زوال سے۔ خطرہ سے پاک ہے اور حاضر ناظر ہے اور سالک اس مراقبہ میں کبھی ادراک کرتا ہے کہ عرش کے اُوپر سے فیض نُوری دل میں آرہا ہے۔ کبھی معلوم ہوتا ہے کہ دل سے آگ کا شعلہ یا خیال عرش پر جاتا ہے۔ اس قسم کے ادراک ضروری نہیں ہیں۔ لیکن ذات اُحدیّت کی حاضری کا تصوّر ضروری ہے کہ سالک کو شہود حضوریٔ ذات پاک ایسی محویت عطا کرتی ہے کہ تین چار چیزیں بغیر خیال یا معمولی خیال سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ تاکہ حضوری کہ دل کی توجّہ حضرت ذاتِ پاک میں اور جمعیت بغیر کسی خیال و خطرہ کے ساتھ فی الوقت سالک کو حاصل ہو۔

دوسری نیّت "مراقبہ معیّت" کہ معیّت کا فیض ولایت صغریٰ کے دائرہ سے میرے دل پر آئے۔ اُس ذات پاک سے کہ میرے ساتھ ہے اور لطیفوں سے ہر لطیفہ اور گوشت پوست کا ہر رگ و ریشہ اور ہر چھوٹے سے چھوٹے میرا ذرّہ اور ہر شئے عرش سے تحت الثّریٰ تک اور کائنات کے ذرّوں سے ہر ذرّہ کے ساتھ ہے۔ آیت "وھو معکم اینما کنتم" یعنی وہ ذات پاک تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں بھی تم ہو۔ سالک کو اس مراقبہ میں نسبت اور فیض ہر چہ طرف سے آئے گا۔ تاکہ کثرت فیض اور شوق محبوب کے غلبہ کو غیر محبوب سے جُدا نہ کر سکے۔ بلکہ سب کو محبوب سمجھے اور اس کے کلمہ کے قابل ہو جائے۔ شعر خواب میں صاف نظر آتا ہے کہ تمام عالم آنکھ میں پانی کا چشمہ ہے۔

تیسری نیّت مراقبہ "اقربیّت" کہ فیض اقربیّت آتا ہے۔ دائرہ ولایت کبریٰ کے دل سے کہ اسماء و صفات کا دائرہ ہے۔ اپنے لطیفہ نفس پر یا میری انا پر بالذّات اور اُس کی متابعت میں اپنے پانچوں لطیفوں پر اُس ذات پاک ہے کہ مجھ سے میرے

سے زیادہ نزدیک تر ہے۔ آیت "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" یعنی وہ سُبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نزدیک تر ہیں۔ انسان کے اس کی شاہ رگ سے کہ ذات انسانی ہے اور اس مراقبہ میں سالک کو کبھی فیض اوپر سے پرنالہ کی مثل پہلے لطیفہ نفس پر۔ پھر وہاں سے پانچوں لطیفوں پر گرے اور کبھی دوسرے طریقہ سے قوت کے ساتھ یا نرمی سے بھی آئے اور نفس کو انانیت و سرکشی آئے اور تہ میں عجز و انکساری ہو۔

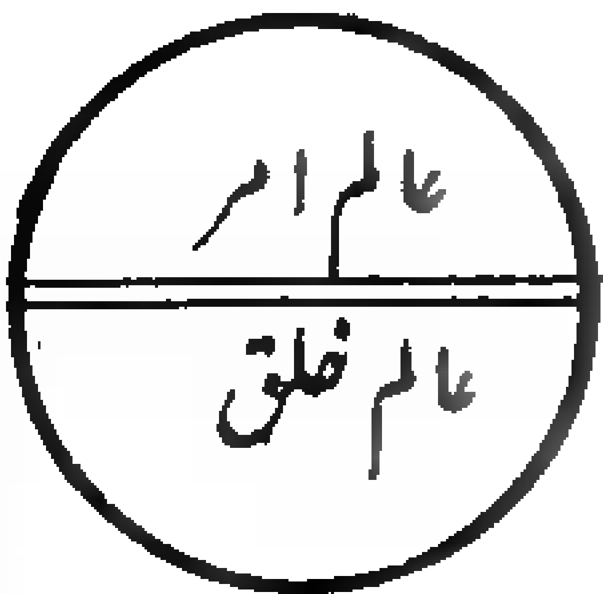
چوتھی نیّت مراقبہ "مُحبّت" پہلے پہل مُحبّت کا فیض ولایت کبریٰ کے دائرہ ثانی سے آئے اور یہ دائرہ اسماء و صفات کی اصلیّت پر ہے۔ فیض اپنے لطیفۂ نفس پر آئے یا اپنی انا پر اُس ذات پاک سے کہ میرا دوست اور محبوب ہے۔ آیت: یحبہم و یحبونہم یعنی اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ ان مومنوں کو اور وہ دوست رکھتے ہیں، اللہ تعالےٰ کو۔

پانچویں نیّت مراقبہ "مُحبّت ثانی" مُحبّت ثانی کا فیض آتا ہے۔ ولایت کبریٰ کے تیسرے دائرہ سے جو اصل اصل الاسماء و صفات ہے۔ اپنے لطیفہ نفس پر یا اپنی انا پر اُس ذات پاک سے کہ دوست اور محبوب اپنا ہے۔ آیت: یحبہم و یحبونہٗ پس سمجھ لو کہ ولایت کبریٰ کا دائرہ تین نیم دائروں پر مشتمل ہے اور ان میں سے پہلا دائرہ بلکہ دائرہ اوّل کا نچلا آدھا اسما و ذات واجبی سے ہے اور نصف اوپر کا شیون ہٹے میں سے پہلا ہے کہ اصلیّت اسماء صفات ہیں۔ پس دوسرا دائرہ ولایتِ کبریٰ کا اس تحقیق کی رُو سے اصل الاصل اسما و صفات ہوتا ہے۔ لیکن بظاہر نظر حال سالک پر کہ اس کا وقت نہیں اور دائرہ ثانی کو اسما و صفات کا اصل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا، اور ان مراقبات میں مجموعی طور پر سالک کو کبھی آفتاب کی شعاعوں کی پوری چمک کی طرح لطیفۂ نفس پر یا انا پر مشاہدہ ہوتا ہے۔ پس اگر سورج کی پوری ٹکیہ سالک کو منوّر

نظر آئے تو اس پر دلالت ہے کہ سالک نے تمام دائرہ طے کر لیا اور اگر کچھ تاریک اور کچھ روشن مشاہدہ کرے تو اس پر دلالت ہے کہ جتنا حصہ بے نُور ہے اتنا دائرہ کٹ گیا ہے اور اس کے مراقبات محبّت نفس ٹوٹی ہوئی حد تک حاصل ہوئے ہیں کہ اُس کا اپنے آپ کھولنا محال ہے۔

ساتویں نیت۔ مراقبہ "ظاہر مسمّٰی" ہے کہ اِسم ظاہر کا فیض آتا ہے۔ چھ لطیفوں پر کہ نفس اور اس کے علاوہ پانچ لطیفے ہیں۔ یہ عالم امر ہے اور اس مراقبہ کا فیض کہ پہلے سب مراقبوں کا جامع ہے۔ ایک دم سالک کے چھٹوں لطیفوں پر بڑے لطیف اور عجیب طرز سے آتا ہے کہ سالک کو بہت فائدہ اور بڑی لذّت دیتا ہے اور باطن کو قوت اور طرح طرح کی لذّت دیتا ہے۔

آٹھویں نیت۔ مراقبہ "شرح صدر" کا فیض آتا ہے۔ اپنے سینہ میں حضور محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سینہ مُبارک سے اور اپنے پیران کبار کے واسطہ سے اور سالک کو اس مراقبہ میں سینہ کی وسعت اس قدر ہو جاتی ہے کہ جہان کے جہان اس میں سما سکتے ہیں اور اس مراقبہ کے عجیب اثرات میں سے یہ ہے کہ لوگوں کی ایزا رسانی پر تحمّل اور قسمت پر راضی رہنا اس مراقبہ والے کے لئے بہت آسان ہو جاتا ہے۔ جان لو کہ یہ ہر دو مراقبہ دائروں کے ترتیب کے سلسلہ میں نہیں آئے ہیں اور کتابوں اور رسالوں میں ہمارے بزرگوں نے تفصیل سے درج نہیں کئے، لیکن میرے مرشد نے اپنے مرشد سے اور انہوں نے اپنے مرشد سے تلقین پائے اور طالبوں کو باطن کی تقویت کے لئے تعلیم فرمائے ہیں۔ اللہ اُن کو اُس کی جزا دے۔ یہاں تک تین دائرہ ختم ہوئے۔ پہلے دائرہ کو دائرہ امکان کہتے ہیں۔ اُس کا نیچے کا آدھا عالم خلق ہے کہ اس سے مراد چاروں عنصر اور نفس ہے اور اوپر کا نصف عالم امر ہے



کہ اس سے مراد اصل لطیفہ قلب اور رُوح اور خفی اور اخفیٰ ہے

دوسرا دائرہ ولایت صغریٰ کا ہے کہ دائرہ اسماء صفات کا سایہ ہے اور اولیاء کی ولایت ہے اور تیسرا دائرہ ولایت کبریٰ ہے کہ دائرہ اسما اور شیون ہائے سے ہے اور ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے اور تین چھوٹے دائروں اور ایک نیم دائرہ پر مشتمل ہے اور اب تک سالک کو ایک عالم کی اُڑان ملی ہے کہ سیر اسماء اور صفات واجبی کی ہے اور دوسرے بازو کی ابھی درکار ہے کہ ذات کی سیر صفات کے ساتھ ہے تو دونوں بازوؤں کے ساتھ ذات حق تعالیٰ کے جلالی قرب کے بھیدوں کی طرف پرواز کرے گا۔ پس سیر کی شروع دائرہ لا الٰہ ولایت اعلیٰ سے ہوگی۔

نویں نیّت: مراقبہ "مسمّیٰ اسم باطن" ہے۔ فیض اسم باطن کے مسمّیٰ سے آتا ہے۔ ولایتِ علیا کے دائرے سے جس میں تین عنصر آگ۔ ہوا اور پانی ہیں اور اکثر اوقات اس مراقبہ میں معلوم ہوتا ہے کہ تین عنصر مخروط کی شکل میں اُوپر کو جاتے ہیں اور بعض دفعہ فیض اُوپر سے بھی آتا ہے اور سالک کو اس مراقبہ میں فرشتوں کا پرندوں کی صورت میں اور دوسری صورتوں میں مشاہدہ ہوتا ہے اور ان سے مناسبت بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ انشاء اللہ یہاں تک تین ولائتیں کہ صغریٰ و کبریٰ اور علیا ہیں، ختم ہوئیں اور اس کے بعد تین کمالات نبوّت کے کمالات۔ رسالت کے کمالات اور اُولوالعزم کمالات شروع کرتے ہیں۔

دسویں نیّت: مراقبہ "کمالات نبوّت" ہے کہ کمالات نبوّت کے دائرہ کے فیض کی تجلّی دائمی ذاتی آتی ہے۔ کمالاتِ نبوّت کے دائرہ سے اپنے عنصر خاک پر یا فیض آتا ہے اُس ذات پاک سے کہ منشاء اور کمالات نبوّت کا مقصود ہے۔ اپنے

عنصر خاک پر اور جب سالک کا اس مراقبہ میں اپنا مقصود ذات پاک سُبحانہٗ و تعالےٰ ہے۔ اسما۔ صفات اور شیون ہائے سے قطع نظر ہو کر تو یہاں جو فیض نازل ہوتا ہے بہت باریک اور اکثر بے رنگ ہوتا ہے۔ اس حد تک کہ پہلوں کی نسبت اس کے سامنے لاموجود معلوم ہوتی ہے ؎

ع لے ذوق جب تک نہ چکھے مزے کا پتہ نہیں لگتا

یہاں تک دسواں لطائف عالم امر و خلق سے جدا ترتیب سے نازل ہوئے اور فیض پہونچایا اور پاکیزگی اور صفائی باطن درجہ کمال کی حاصل ہوئی اور اس کے بعد ان دسوں لطیفوں کا مجموعہ کہ "ہیبت وجدانی" سے تعبیر کرتے ہیں۔ فیض کا ورود کرے گی۔ پس غور کر اور سمجھ لے۔

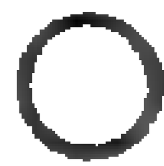
گیارہویں نیّت مراقبہ "کمالات رسالت" کی ہے کہ ہمیشہ رہنے والی تجلّی کا فیض آتا ہے۔ کمالاتِ رسالت کے دائرے سے اپنی ہیئت وجدانی پر یا فیض آتا ہے اُس ذات پاک سے کہ کمالاتِ رسالت کا مقصود ہے ہیئت وجدانی پر۔

بارہویں نیت: مراقبہ "کمالات اولوالعزم" فیض آتا ہے۔ دائرہ کمالات اولوالعزم سے ہیئت وجدانی اپنے پر یا فیض آتا ہے۔ اُس ذات پاک ہے کہ منشا کمالات الولعزم ہے۔ اپنی ہیئت وجدانی پر اور اس مراقبہ میں دو مراقبے اس قدر باریک فیض نہیں دکھاتے کہ جیسے مراقبہ کمالاتِ نبوّت میں تھے۔ اس کا اغلب سبب یہ ہے کہ اُن تین مراقبات سے پہلے میں سالک کو اتنی سمجھ اور باریک نظر ہوتی ہے کہ فیض کو زیادہ لطیف تر دیکھتا ہے اور آخری دو مراقبوں سے پہلے سالک خوگر ہو چکا ہے اور عادت بن چکی ہے کہ اتنے فیض کو زیادہ لطیف نہیں سمجھتا بلکہ اس کی نسبت قدرے کم سمجھتا ہے اور یہاں تک کمالات ثلاثہ ختم ہوئے اور اس کے بعد دو طریقے فرمائے گئے ہیں۔ ایک "حقائق الٰہیہ" اور دوسرا حقائق انبیاء علیہم السلام اور

اُس ذات پاک سے کہ منشاء حقیقت احمدیؐ ہے۔ اپنی ہئیت وجدانی پر۔

اکیسویں نیّت: مراقبہ "حب صرفہ" کہ فیض آتا ہے۔ دائرہ حب صرفیہ ذاتیہ سے اپنی ہئیت وجدانی پر یا فیض آتا ہے۔ اُس ذات پاک سے کہ حب صرفہ کا مقصود ہے اپنی ہئیت وجدانی پر۔

بائیسویں نیّت: "مراقبہ لاتعین" کہ فیض آتا ہے۔ دائرہ لاتعین سے اُس ذات پاک سے کہ تمام صفات اور شیون ہائے اور اطلاقات اور اعتبارات سے بلکہ تمام جنس و عبارات سے منزّہ ہے۔ اپنی ہئیت وجدانی پر۔ یہاں پر قدمی کی کوئی گنجائش نہیں۔ (نامکمل)



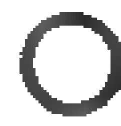
مُصنّف مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپؒ کے مُرشد حضرت میاں محمد شہریار رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۶ھ) تھے۔ جن کے شیخ کامل تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب حضرت شیخ عبدالنّبی شامی نقشبندی (م ۱۱۴۶) قدّس سرّہٗ العزیز تھے۔

مُترجّم: جناب شیخ حشمت علی نشاط صاحب ریٹائرڈ لینڈ ریکلیمشن آفیسر بھاگے شاہ روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔



در مدح

قُطبِ عالم حضرت حاجی سیّد محمّد طاہر عالم پوری قُدّسَ سِرُّہُ العزیز



واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

توں شاہاں ہیں عالی جناب　　تے نالے ہیں فیض یاب
گہن تینوں قُطبُ الاقطاب　　عالی تیرا مرتبہ

واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

توں سُلطان الاولیاء　　نالے امام الاتقیاء
نالے ممتاز الاصفیاء　　محبُوب ہیں احمد مجتبیٰؐ

واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

توں زبدۃُ العارفین　　تے عمدۃ الواصلین
نالے تاجُ العارفین　　نالے سراجُ السالکین

واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

توں ولیاں دا ولی　　نالے پنجبے دی کلی
راز داں خفی و جلی　　کوئی نہیں تیرے در گا

واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

دساں تیری کھول کہانی — پٹھان نے کیتی نافرمانی
دسی اوسنوں توں نشانی — حلیہ اُوسدا بگڑ گیا
واہ واہ بابا طاہر شاہ — توں ولیاں دا شہنشاہ

توں ولیاں دا تاجدار — دین نبیؐ دا ہیں معمار
کوٹ کفر دے کریں مسمار — تیری ہستی بے پرواہ
واہ واہ بابا طاہر شاہ — توں ولیاں دا شہنشاہ

تیری شاہا اعلےٰ شان — توں سونے دی اصلی کان
ہو عبدالنبیؐ تے مہربان — اوسنوں کریں ولایت عطا
واہ واہ بابا طاہر شاہ — توں ولیاں دا شہنشاہ

پہلوں شامی وار میتی — نظر کرم جاں اُوس دل کیتی
ولایت ساری اوس نوں دِتی — مَنّی رَبّ دی توں رضاء
واہ واہ بابا طاہر شاہ — توں ولیاں دا شہنشاہ

شامی روز عالم پور آوندا سی — تیرے لئی گجریلا لیاوندا سی
نال پیار دے تینوں کھلاوندا سی — جُو ٹھا تیرا او لیندا کھا
واہ واہ بابا طاہر شاہ — توں ولیاں دا شہنشاہ

شامی تیرے ہی گن گاندا سی — تیرے باہجھ روندا کرلاندا سی
ہراک نوں ایہہ گل آندا سی — بابا مینوں دیو ملا
واہ واہ بابا طاہر شاہ — توں ولیاں دا شہنشاہ

کرامتاں تیریاں شاہا بے بہا — توں منبع جو دوسخا
نالے پتلا صدق و صفا — سانوں دِتا دِلوں بھلا

واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

سلیم شامی ول کر نگاہ　　جو پوتا خواجہ شامی دا
نالے اس دے حق وچہ کر دُعا　　ہر دم لیندا نام تیرا

واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

میں ہاں تیرا سگ پُرانا　　نام تیرے داہاں دیوانہ
در تیرے میرا آنا جانا　　مینوں دتا دِلوں بھُلا

واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

غلام رسول میرا ہے نام　　ادنیٰ تیرا ہاں غلام
وچہ منصور آباد قیام　　میں وَل کرم دی کر نگاہ

واہ واہ بابا طاہر شاہ　　توں ولیاں دا شہنشاہ

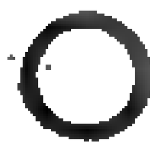
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح

حضرت شیخ عبد النبی شامی رحمۃ اللہ علیہ

آیا سُن کے میں شامی دی بہت شہرت جیہڑا بانجھاں نوں بچڑے دلاوندا سی
موسیٰ وانگ فرعون دے گھر پل کے اللہ اللہ دا وِرد کماوندا سی
ایسے طراں ہنود دے گھر میں حضرت سبق توحید داپیا پکاوُندا سی
اللہ اک ہے اوسدا نہ کوئی ثانی بُتاں تائیں او بُرا مناوندا سی

دیوی دیوتا رشی اوتار چھڈکے چھوٹی عمر مسیت نوں جاوندا سی
گائیاں پوجن والیاں واپت ہو کے نال شوق دے کلمہ آلاوندا سی
گلی گلی تے ہر بازار اندر سبق توحید دا سوہنا پڑھاوندا سی
راسے بساہورسے دے نال ہو غصے مصلی پانی تے پیا تراوندا سی
لکھاں ہندواں دے جنجو تڑوائے اُس نے مسلمان پیا اونہاں بناوندا سی
موسیٰ پیرزادے تائیں پوچھ دلی کرن گناہ تھیں اوہنو بچاوندا سی
درس گاہ چوراسی وچہ کر جاری دین نبیؐ دا چرچا کراوندا سی
دین نبیؐ دا چرچا کرن کارن کئی مُبلّغ پیا اوتھوں بناوندا سی
طالب علماں نوں کتاباں دے سبق کارن خرچہ اونہاندا خواجہ چلاوندا سی
شیر سوہنے دی مجلس وچہ بہن آکے چوکیداری اونہاں تھیں کراوندا سی
کئی کوہڑیاں دے جسموں کوہڑ کڈھ کے صحت رب توں اونہاں دلاوندا سی
حکم نال مرشد کوہڑے نال رل کے خوشی نال گجریلے نوں کھاوندا سی
ننانان ہہن دیاں کارن اوسوہنا ونگاں سونے دیاں عجب منگاوندا سی
حُسنِ رسول نمانےؑ نے بھیجیا جو اونوں درشن رسولؐ کراوندا سی
میرا خواجہ سی دلی کمال سوہنا بھناں ولیاں تے حکم چلاوندا سی
غلام رسول نمانے دے حال اُتے مولا پاک تھیں رحم کروندا سی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرف الانسان بالعلم والادب — انسان کی بزرگی علم و ادب سے ہے

لا بالمال ولا بالنسب — مال و دولت اور حسب و نسب سے نہیں ہے

منقبت در شان

تاجِ العارفین قطبُ الاقطاب حضرت عبدالنّبی شامی نقشبندی قدّس سرہُ العزیز

گنج بخشِ فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
اَے عبدالنّبی شامیؒ تاجِ عرفاء

شہبازِ لامکاں ہے تو مقام تیرا ورا الورا
مجموعۃ الاسرار ہے گنج مخفی مرحبا مرحبا

کلام تیرا ہے منبعِ شرعِ رسولؐ خدا
ذوق تیرا ہے منبعِ عشقِ رسولؐ خدا

عرفان تیرا ہے مقام سدرۃُ المنتہیٰ
کمال تیرا ہے رُتبۂ بقا البقاء

مکتوب نمبر تراسی ۸۳ ہے تیری شانِ ولایت کا گواہ
استعداد تیری ہے مظہرِ کُن فیکُون شاہ

عنایت تیری ہے غنئِ حقیقی لا انتہیٰ
کہ ذات تیری ہے لاریب ھُوَ اللہ

زبان تیری شیریں ہے گلزارِ خاتم النّبیؐ
مقام تیرا بقا باللہ ہے تاجِ عارفان عبدالنّبیؒ

فیض تیرا جاری ہے اے شامیؒ باصفاء
ہے آباد میخانہ تیرا تا یومُ البقاء

خادم حسین میاں ہے خادمُ الفقراء
سیر رکھتا ہے مقام ھُو اللہُ بقا البقاء

کمندیں ڈالتا ہے ادراک کی کُنہ الکنہ
ہُدف رکھتا ہے عرصہ سے مقام لی مع اللہ

ساقی ہیں میرے دستگیرؒ و محمدؐ و اللہ
جام و صراحی ہیں میرے معراج فقر و فنا و بقا اللہ

منبع ہے میرا غفور و رحیم اللہ
اولیاء اللہُ ۔ اللہ اولیاءُ اللہ

خادمُ الفقراء میاں خادم حسین صوفی ، مُصنّف کنزُ العارفین من مراۃُ العارفین
تصنیف لطیف حضرت امام حُسین شہیدِ کربلا معلّا (رضی اللہ عنہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منقبت در شان

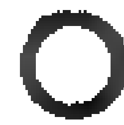
تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

درِ اقدس پہ حاضر ہے میری سرکار کی چادر
میرے خواجہ میرے آقا میرے غم خوار کی چادر
اے لوگوں پوچھتے کیا ہو ہے اُس سردار کی چادر
کرے پل میں جو خفتہ بخت کو بیدار کی چادر
جو مخفی جانتا تھا کلیم اسرار کی چادر
ولایت میں ولی کامل تھا جو مختار کی چادر
نبیؐ کے دین کامل کے ہے اُس معمار کی چادر
کفر کے کوٹ جس نے کر دیئے مسمار کی چادر
مئے توحید کی ہے دراصل مئے خوار کی چادر
مئے توحید پی کر جو ہوا سرشار کی چادر
فنا فی اللہ فنا فی الدین نیکوکار کی چادر
شب زندہ دار کی چادر ہے خوش اطوار کی چادر

خوش گفتار کی چادر اُحسن کردار کی چادر
نبیؐ کی یاد میں رویا جو زار و زار کی چادر
رہا جو کفر سے برسرِ پیکار کی چادر
ہے اُس سردار کی چادر نبیؐ کے یار کی چادر
تڑوائے ہندوؤں کے جس کئی زنار کی چادر
کئے ہندو مسلمان جس کئی ہزار کی چادر
نبیؐ کے دین کو جس نے کیا اظہار کی چادر
محمد مصطفیٰؐ کے اصل پیروکار کی چادر
رہا ہندو مذہب سے سدا بیزار کی چادر
گنہگاروں کی کشتی کے ہے کھیون ہار کی چادر
بیداری میں نبیؐ کا جو کرے دیدار کی چادر
تھا شیر نیستانی جس کا چوکیدار کی چادر
میرے خواجہ میرے آقا ہے پُر اسرار کی چادر
ولایت میں جو یکتا تھا نبیؐ کے یار کی چادر
کرامت ہائے جس کی بہت ہیں آشکار کی چادر
رہا جو شیر خواری میں بھی روزہ دار کی چادر
نفس آمارہ موذی کو دیا جس مار کی چادر
پیدائشی ولیٔ اکمل کے عجب شاہکار کی چادر
ہے پُر وقار کی چادر یکتائے روزگار کی چادر
ہے نبیؐ کے دینِ اکمل کے سرمایہ دار کی چادر

مرئ خلق کو جس نے کیا محکوم کی چادر
میرے آقا میرے مولا میرے مخدوم کی چادر
مرئ خلق جس نے کی تھی زیر بار کی چادر
چڑیلیں جس سے معافی کی تھیں خواستگار کی چادر
مرئ خلق کو جس نے کیا لاچار کی چادر
مرئ خلق کے سپہ سالار کی چادر
تھے معترف جنگل کے مور و مار کی چادر
رُوحانی مریضوں کے ہے اُس عطار کی چادر
خدائی رحمتوں کی جس پہ ہے بھرمار کی چادر
میرے عالی ظرف عالی قدر سرکار کی چادر
نہ مانا جس نے دیوی دیوتا اوتار کی چادر
ولایت میں ولی اکمل کے عہدہ دار کی چادر
گھٹا رحمت کی جو برسائے مُوسلا دھار کی چادر
کامل ہوشیار کی چادر ہے شب بیدار کی چادر
پاکیزہ جسم صادق قول دیانتدار کی چادر
مطیع جس نے کیے سب دشمن و اغیار کی چادر
خُسر راے کو جس نے کر دیا اِنکار کی چادر
خُسر کے گھر سے لے آیا جو اپنی نار کی چادر
جو خاطر میں نہ لایا دشمنوں کی یلغار کی چادر
کہ دریا کو مُصلّے پہ کیا جس پار کی چادر

ہلائے جس نے رامے کے در و دیوار کی چادر
محل رامے کا جس نے دیدیا تھا ساڑھ کی چادر
دلائے جس نے بانجھوں کو پسر بسیار کی چادر
رہا جس کی زبان پہ جاری اِستغفار کی چادر
اے لوگو! ہے یہ اُس روضۂ پُر انوار کی چادر
دلائے رحمتوں کے رَبّ سے جو انبار کی چادر
ولی گردانتی تھی جس کو سب سنسار کی چادر
ہے رُوحانی مریضوں کے تیمار دار کی چادر
چوراسی شام والے کے ہے اُس دربار کی چادر
کریں جُھک کر جسے سجدہ سبھی اشجار کی چادر
نبیؐ کے باغِ گلشن کے گل و گلزار کی چادر
نبیؐ کے دینِ اکمل کے ہے لالہ زار کی چادر
حقیقت میں سلیم شامی کے دادا انوار کی چادر
قبول اُفتد زہے عزت تابعدار کی چادر
اصل میں ہے میرے خواجہ میرے غم خوار کی چادر
قبول اُفتد غلام رسول خدمت گار کی چادر



(الحاج منشی غلام رسُول، محلہ منصور آباد، فیصل آباد)



اِرشاداتِ عالیہ

تاجُ العارفین قُطبُ الاقطاب
حضرت شیخ عبدالنّبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) جب وجُود کا ہر ذرّہ ذکر کرنے لگ جائے تو اُس کو ذکرِ سُلطان کہتے ہیں۔ کبھی کبھی ذکرِ سُلطان اِس طرح غلبہ کرتا ہے کہ جس پر نظر پڑے اور جو کچھ سُنائی دے اور جو کچھ چھُونے اور چکھنے کے حواس سے متعلق ہو جائے۔ اُس میں اللہ کا نام پایا جائے گا۔

مکتُوب : ۲

(۲) ولایتِ اَنبیاء اور نبوّتِ اَنبیاء کے کمالات تک پہنچنے کو آسان نہ سمجھا جائے۔ ان مقامات کی باریکی اور بلندی "نکات الاسرار" سے واضح ہوتی ہے۔

مکتُوب : ۲

(۳) میرا علم جو کچھ جانتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے علم کی خصُوصیات کی وجہ سے جانتا ہے چنانچہ اِنسان جب یہ بات سمجھ جائے، تو وہ ہر وقت اپنے ذاتی، صفاتی اور کمالاتی مرتبوں کو اللہ تعالےٰ کی ذات صفات اور کمالات کا مظہر جانے اور اُس کے اِظہار کے سوا اور کچھ نہ پائے۔ کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ جس نے چکھا نہیں، اُس نے جانا نہیں۔

مکتُوب : ۳

(۴) جس پر تجلّی کی جائے اُس کی مثال بھی آئینہ کی طرح ہے کہ وہ اِس میں اپنی ہی صورت

دیکھتا ہے اور ذاتِ حق کو نہیں دیکھتا اور ذاتِ حق کو دیکھنا ناممکن ہے، پس وہ یہ توقع نہ کرے کہ اس تجلّی ذاتی سے آگے کے مدارج کی طرف ترقّی ہو سکتی ہے۔

مکتوب : ۴

(۵) اگر مجھے ہزار برس کی عمر بھی مل جائے اور ایک لمحہ بھی آرام نہ کروں اور شدید ریاضت کروں تو بھی یہ ساری مُشقّت ایک جَو کے برابر قیمت نہیں رکھتی اور تشبیہ کے سالک مقصودِ حقیقی سے بہت دُور ہیں، کیونکہ وہاں تک تشبیہ کی پہنچ ہی نہیں۔

مکتوب : ۴

(۶) جسے اللہ تعالےٰ علمِ لدُنّی سے سرفراز فرمائے اور اس وصل میں حجاب کا کوئی تتمّہ اور کوئی فاصلہ نہیں ہوتا اور اس میں اُن روشن اور حقیقی اشیاء کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور کوئی شے خفیہ نہیں ہوتی اور یہ جان لینا چاہیئے کہ یہ آخری بلند مرتبہ خلوالمتخیلہ اور تخلیص السّری کہلاتا ہے۔ اس میں کوئی حجاب، فاصلہ، نسبت اور اشارہ بطرف مطلوب نہیں رہتا۔ اس کے تین مرتبے ہیں۔ اس کی ابتداء کو علمِ حضوری کا مرتبہ اور اس کے وسط کو حضورِ علم کا مرتبہ اور اس کی انتہاء کو حضور در حضور کا مرتبہ کہتے ہیں اور اس مرتبہ سے اہلِ قبور بھی واقف نہیں۔

مکتوب : ۵

(۷) اے اللہ میرے لئے معرفت اسی طرح آسان کر دے۔ جس طرح تُو نے ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر کی تھی اور ہمارا خاتمہ ایمان اور اسلام پر فرما۔ اے لوگو! حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر کثرت سے درُود بھیجو، جیسا کہ اُن کی شان ہے۔

مکتوب : ۶

(۸) بدترین شخص وہ ہے جو دوسرے انسان کو گمراہ کرتا ہے۔

مکتوب : ۹/ب

(۹) بعض بزرگوں نے منفی صفات کو بھی مثبت صفات کی مانند کہا ہے اور موجود سمجھا ہے

غور سے دیکھنا چاہیے کہ منفی صفات کا اطلاق کرنا، صفت کی نفی کرنا ہے نہ کہ صفت کا اثبات کرنا۔ مثلاً "ولم یلد"، صفت توحید کی نفی ہے۔

مکتوب : ۱۲

(۱۰) تمام تعریف اُس اللہ کے لئے ہے۔ جس نے مجھے کفر کی تیرگی سے نکالا اور اپنی مدد اور کامیابی سے دارالامان میں داخل کیا۔ پاک ہے وہ ذات جو مُردوں کو زندہ کرتی اور انہیں ولایت کے درجوں پر پہنچاتی ہے۔

مکتوب : ۱۵

(۱۱) اگر تخت پوش کا ایک تختہ پلید ہو جائے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر ان سب تختوں کو ایک دوسرے سے میخوں سے اس طرح جوڑا گیا ہے گویا کہ ایک ہی تختہ بن گیا ہے تو پھر وہ تخت پوش ایک تختہ کی حیثیت رکھے گا۔ اس سارے تخت پوش پر نماز جائز نہیں، خواہ پاک جگہ پر نماز ادا کرے یا ناپاک جگہ پر لیکن اگر تختوں کو لکڑی کے ساتھ جو تختے تختے ہوں، میخوں سے جوڑا گیا ہو، اس لکڑی کی بدولت وہ تختے آپس میں ملے ہوئے ہوں اور اسی لکڑی کی وجہ سے وہ جُدا جُدا ہو سکتے ہوں تو پھر پاک تختہ پر نماز ادا کرنا جائز ہے اور چادر کی کیفیت بھی یہی ہے۔ اس کے پاک کرنے سے بھی نماز جائز نہیں۔

مکتوب : ۱۵

(۱۲) اگر مُقتدی کو غفلت کی بناء پر امام کے رکن کا پتہ نہ چلے تو چھوٹے ہوئے رکن کو ادا کرنے کے بعد امام سے ملنا درُست ہے اور اگر کوئی رُکن درمیان میں سے چھوٹ جائے اور امام سے ملے تو درست نہیں۔

مکتوب : ۱۵

(۱۳) اپنی مسواک کے سوا کسی دوسرے کی مسواک پکڑنا جائز نہیں۔

مکتوب : ۱۵

(۱۴) اگر کوئی حائضہ اپنی عادت سے پہلے پاک ہو جائے تو طہارت کے بعد روزہ اور نماز ادا کرے، لیکن شوہر کے نزدیک نہ جائے۔

مکتوب : ۱۵

(۱۵) "جو کچھ آسمانوں میں ہے ، اللہ کی حمد کرتا ہے" کے معنی سمجھنے چاہئیں۔ چنانچہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی ذات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مدح اور تعریف کا ظہور ہے اور اُس کے کلامِ مطلق کے ظہور سے دوسرے مرتبہ میں کلمہ ہے، جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے تعریف میں ہے اور لفظ کلمہ سے مراد حق تعالےٰ ہے اور اللہ کے کلمات کو قید نہیں کیا جا سکتا۔

مکتوب : ۱۶

(۱۶) الف ، لام ، میم سے وجوب کے تین مرتبے مراد ہیں۔ یعنی الف سے ذات، لام سے صفات اور میم سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کمالات ہیں۔

مکتوب : ۱۷

(۱۷) دنیا کی تخلیق صرف اللہ تعالےٰ کی جمالی اور جلالی صفات کے حُسن کے اِظہار کے لئے ہے اور ہر صفت اپنے قدیم اور ازلی تقاضے کے مطابق اِس بات کی مُتقاضی ہے۔

مکتوب : ۱۸

(۱۸) ادنےٰ ترین جنتی کی قدر و منزلت یہ ہوگی کہ جنت میں اپنی جگہ سے ایک ہزار برس کی مسافت تک اپنے باغوں، اپنی عورتوں اپنی نعمتوں، اپنے خدمتگاروں اور اپنے تختوں کو دیکھ سکے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک گرامی قدر ہو گا، جو صبح و شام اپنے رَبّ کی ذات کو دیکھے گا۔

مکتوب : ۲۱

(۱۹) اَنبیاء کا پہلا قدم اَولیاء کی اِنتہا ہے۔

مکتوب : ۲۱

(۲۰) تمام اَولیاء کا خاتم اِمام مہدی ہے اور سوائے صحابۂ کرام کے جس کسی نے خود کو امام مہدی پر فضیلت دی تو اس نے صاف صاف غلطی کی، اُس پر واجب ہے کہ وہ توبہ کرے اور عقیدہ سلف کی طرف لوٹ آئے۔

مکتوب : ۲۲

(۲۱) مومن چار قسم کے ہوتے ہیں۔(۱) منحرف (۲) مقیّد (۳) متوجّہ (۴) سالک۔

مکتوب : ۲۳

(۲۲) ایمان کے دو رُکن ہیں۔ تصدیق اور اقرار۔ اصلی اور دائمی رُکن تصدیق ہے اور اقرار عارضی اور وقتی رُکن ہے اور یہ تصدیق کی شاخ ہے۔ اقرار ساری عمر میں ایک بار کافی ہے۔
مکتوب : ۲۴

(۲۳) اپنے دل میں اپنے اللہ کو یاد کر، گڑگڑا کر اور چھپ کر، صبح اور شام بغیر اس کے کہ آواز بلند ہو۔
مکتوب : ۲۴

(۲۴) جس شخص کو دِل اور رُوح کا ذِکر حاصل نہ ہو۔ اُس کے لئے ضروری ہے کہ زبان کا ہی ذِکر کرے اور طلب کرتا رہے۔ حتیٰ کہ اُسے باطنی ذِکر بھی نصیب ہو جائے۔
مکتوب : ۲۴

(۲۵) اللہ کی تسبیح کرنے والوں میں جمادات اور حیوانات ہیں اور انسان بھی اس لازمی تسبیح میں اُن کے ساتھ شریک ہے۔ کیونکہ وہ اِن تینوں مراتب میں بھی برابر کا شریک ہے۔
مکتوب : ۲۶

(۲۶) ہر تسبیح کرنے والے کی تسبیح بہت بڑے اجر کا تقاضا کرتی ہے، بلکہ مخلوق کے بعض افراد کی تخلیق صرف اطاعت کے لئے ہے۔
مکتوب : ۲۶

(۲۷) میں کس لئے تیرا ہوں، صرف اس حمد کے لئے اور تو میرے لئے اور کچھ نہیں صرف اِس حمد کے لئے۔
مکتوب : ۲۶

(۲۸) الہام شدہ حقیقت اِس فقیر پر اِس طرح واضح ہوئی کہ اس کے بعد بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ بزرگانِ عظام پر اظہارِ حق کے لئے ہے
مکتوب : ۲۸

(۲۹) رزق کے بارے میں تشویش کرنا اور غم کھانا دانا کا کام نہیں، کیونکہ زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں۔ جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو، چونکہ ہر ذی جان کا رزق اُس حیوانات کو زندہ کرنے والے نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور بڑا پکا وعدہ کیا ہے۔ اسلئے

وہ شخص بے حد احمق ہوگا، جس کو اس بارے میں شک و شبہ ہو۔

مکتوب : ۲۱

(۳۰) جو میری راہ پر چلا وہ میرا بیٹا ہے اور جو میری راہ پر نہ چلا وہ میری اولاد میں سے نہیں۔

مکتوب : ۳۳

(۳۱) قوم کا شریف ترین آدمی وہ ہے جو اُس میں سے سب سے زیادہ مُتّقی ہے۔

مکتوب : ۳۶

(۳۲) سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس نے عارفوں کے دِلوں کو اپنی معرفت کے نُور سے منّور کیا اور اُن کے مراتب کے شایانِ شان الہام کیا۔

مکتوب : ۳۶

(۳۳) صدق کا ایک ذرّہ ہزاروں برس کی عبادت پر بھاری ہے۔

مکتوب : ۳۷

(۳۴) "اپنے رَبّ کو گڑ گڑا اور چھپ کر یاد کر" اپنے وقت کو اہلِ حرص و ہوا کی صحبت میں بات چیت میں ضائع نہ کریں۔ کسی بات کو اللہ کے ذِکر سے بہتر نہ سمجھیں۔ خواہ یہ ذِکر تکلیف سے ہی کیوں نہ ہو۔

مکتوب : ۳۹

(۳۵) اُولیاء اللہ کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ بس ایک پل میں کعبۂ مقصود سے واقف کرا دیں اور اصل منزلِ مقصود تک پہنچا دیں۔

مکتوب : ۴۵

(۳۶) نیند کو موت کی بہن اِس معنی میں کہا گیا ہے کہ بس ظاہری تعلق کٹ جاتا ہے، نہ کہ موت کی طرح باطنی تعلق بھی، بلکہ باطن میں تعلق اور ہوتا ہے اور اگر سوتے وقت میں ایک نماز فوت ہو جائے اور آدمی مر جائے تو آدمی سے اُس نماز کی باز پُرس نہیں ہوگی۔

مکتوب : ۵۱

(۳۷) تجلّی کے چار درجے ہیں۔ (۱) اشعاری (۲) فعلی (۳) صفاتی (۴) ذاتی۔ ہر تجلّی اللہ سبحانہٗ کی صفات کے کمالات میں سے ایک کمال ہے۔

مکتوب : ۵۳

(۳۸) وجُود کا اطلاق دو درجے رکھتا ہے۔ "واجب الوجُود" اور "ممکن الوجُود" جس کا وجُود و عدم اپنی ذات سے نہ ہو۔

مکتوب : ۵۳

(۳۹) ہر پتّے سے معرفت کی خبر دو طرح سے ملتی ہے یا تو استدلال سے یا کشف سے چنانچہ جو شخص اِن میں سے کسی طرح معرفت کی خبر نہیں رکھتا۔ وہ غفلت میں پڑا ہے۔

مکتوب : ۵۳

(۴۰) گمان چار قسم کا ہوتا ہے :-

پہلی قسم "مامور یہ" اور یہ نیک گمان ہے اللہ تعالیٰ اور مومنوں کی نسبت اور حدیث میں آیا ہے کہ نیک گمان ایمان کا حصّہ ہے۔

دوسری قسم "حرام" گمان کی ہے اور یہ خُدا اور مومنوں کی طرف بدگمانی ہے۔

تیسری قسم "مندوب الیہ" کی ہے اور یہ اُمورِ اجتہادیہ میں گمانِ غالب سے کام لینا ہے۔

چوتھی قسم "مباح" کی ہے اور یہ وہ گمان ہے جو دنیا اور تلاشِ معاش کی مختلف صُورتوں میں ہوتا ہے۔ اِس میں بدگمانی اکثر سلامتی کا سبب اور بڑے بڑے کاموں کے اِنتظام میں مفید ہوتی ہے اور اِسے اچھی صورت میں شمار کیا گیا ہے۔

مکتوب : ۵۳

(۴۱) صانع کے وجُود کو ثابت کرنے کا انحصار دو طریقوں پر ہے ایک عقل سے دوسرا ریاضت سے اور عقل سے ثابت کرنے کے لئے دو طریقے ہیں۔ وہ جو دلائلِ عقلی سے اور انبیاء علیہم السلام کی سُنّت و سیرت سے شہادت لاکر ثابت کرتے ہیں۔

مکتوب : ۵۳

(۴۲) جس شخص نے خلقت کی عیب جوئی میں اپنے آپ کو مشغول کر لیا۔ وہ اِس لئے ہے

کہ اُس نے اپنے عیب کو نہیں پہچانا۔ **مکتوب : ۵۳**

(۴۳) جان لو! کہ نیکی رضا و محبّت اور اللہ تعالےٰ کے امر، ارادے اور قضا و حُکم سے ہے اور بدی اُس کے حُکم و ارادت و قضا سے ہے نہ کہ رضا و محبّت و امر سے اور رضا و محبّت کی یہ نفی متعدّی ہے، لازمی نہیں۔ **مکتوب : ۵۳**

(۴۴) جان لو! کہ اللہ کے نام کے چار حروف ہیں۔ الف کی حقیقت سے حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باخبر ہیں۔ پہلے لام کی حقیقت سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ باخبر ہیں اور دوسری لام سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ باخبر ہیں اور ہا (ه) کی ایک آنکھ سے حضرت داؤد علیہ السلام اور دوسری آنکھ سے حضرت عیسیٰ روح اللہ واقف ہیں۔ ہمارے نبیؐ اور دوسرے انبیاء پر صلوٰت و تسلیمات۔ **مکتوب : ۵۳**

(۴۵) حیرت کے دو مرتبے ہیں: ایک حیرتِ مقبُول اور دوسری مردُود۔ حیرتِ مقبُول یہ ہے کہ اپنے باطنی حواس کو ادراک کے ممکنہ حاصلات سے خالی رکھے اور تمام حواس کو تصوّری حاصلات سے پانے کے لئے جتنا زیادہ غور کرے کچھ نہ پائے اور اُس کو نہ پانے کو پانے کی حقیقت سمجھے اور حقیقت کو نہ پانے ہی کو قُرب و معیّت سمجھے۔ حیرتِ مردُود یہ ہے کہ حواس باطنی کے خلا سے مضطرب اور پریشان ہو جائے، محبُوب کے قُرب سے دُور ہو جائے اور اُس کی ہمراہی سے اپنے آپ کو محروم کرے۔ **مکتوب : ۵۳**

(۴۶) جو شخص کسی کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔ اُس کی اجل کا وقت کم نہیں ہوتا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اُس کے لئے جو مہلت لکھی ہوتی ہے۔ اُس میں کمی نہیں ہوئی ہوتی۔ اُس کی موت وقت مقررّہ پر ہی ہوتی ہے اور جب کسی شخص کی موت آجاتی ہے تو اس میں اتنی کمی و بیشی بھی نہیں ہوتی کہ ایک چیونٹی کے قدم اُٹھانے اور رکھنے میں

ہوتی ہے۔

مکتوب : ۵۳

(۴۷) جب کسی شخص کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسے یقیناً موت دے دیگا لیکن بندے پر واجب ہے کہ جب اُس کی اجل آجائے تو قتل نہ کرے کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی ملکیّت ہے۔ اس ملکیّت میں تصرف بھی اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور چونکہ بندہ فائل مختار ہے۔ اپنے اختیار سے خونِ ناحق کرنا، جس کا کرنا اس پر واجب نہ تھا۔ لائقِ عذاب ہو جاتا ہے۔ اس کی شرح کا علم خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

مکتوب : ۵۳

(۴۸) بے شک آسمان ہم پر کسی دن ظلم کرتا ہے۔ ہمیں اپنے عزیز دوستوں سے جُدا کر دیتا ہے۔ اے خدا اُس شخص کی موت آسان کر دے، جو میری یہ کتاب پڑھے اور میرے لئے دُعا کرے۔ (مجموعۃ الاسرار)

مکتوب : ۵۳

(۴۹) جس جگہ کوئی وجود ہے، وہاں خدا کے لُطف کا ظہور ہے اور جہاں وجود نہیں وہاں خدا کے قہر کا ظہور ہے۔

مکتوب : ۵۳

(۵۰) اللہ پاک ہے، میں نے دونوں جہانوں کے خیالات کو اپنے دِل سے اس طرح دھو دیا ہے کہ سنہری تختے پر ایک نقطے سے دو خط پیدا ہو گئے۔

مکتوب : ۵۳

(۵۱) اے لوگو! اس ذات پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ اے میرے اللہ اُس ذات پر صلوٰۃ وسلام بھیج، اُس کی بزرگی میں اضافہ کر، اُسے اپنی نعمتوں سے مالا مال کر، اُسے برکتیں دے، جو عرب و عجم کا سب سے زیادہ سعادت مند ہے، امام کعبہ و حرم ہے، علم و حکمت کا منبع ہے۔ خُلق اور احسان اور سخاوت و کرم کی کان ہے، جو عرش و لوح کا مظہر ہے۔ جو کلامِ قدیم کا ترجمان اور مُعلّم ہے۔ جو ہمارا سید۔ ہمارا رہبر، ہمارا شفیع ہے۔ جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ صلوٰۃ و سلام ہو تم پر اے احمد

اے اللہ کے حبیب تم پر صلوٰۃ وسلام، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے اللہ کے رسول تم پر صلوٰۃ وسلام۔ مکتوب : ۵۶

۵۲ حدیث قدسی اللہ تعالیٰ کے کلام کے کمالات میں سے ایک کمال ہے۔ معنوی طور پر بھی اور لفظی طور پر بھی، لیکن معنوی طور پر حضرت جبرئیل علیہ السلام پر یا لفظاً حضرات انبیاء پر القا ہوتا ہے اور پھر ان معانی کو الفاظ کے تصوری لباس کے مطابق ان بزرگوں کی جماعت کے قلوب پر الہام کے طور پر نازل کیا جاتا ہے۔ مکتوب : ۵۹

۵۳ اب جب تم فقیروں کی صحبت میں پہنچ گئے ہو، سرِ تسلیم خم کر دو۔ ذکر کرو و تسبیح میں مشغول رہا کرو، جو کچھ تمہارے نصیب میں ہے۔ اپنے وقت پر ظاہر ہو جائیگا۔ کام یہی ہے کہ اپنی ذات کو درمیان سے خارج کر دو۔ مکتوب : ۶۰

۵۴ جب تک راستے کو "لا" کے جھاڑو سے صاف نہیں کرے گا "الا اللہ" کے گھر تک نہیں پہنچ سکے گا۔ مکتوب : ۶۱

۵۵ لکڑی کا جھاڑو تو محض عارضی گرد و غبار سمیٹتا ہے، لیکن اصل غبار کو جو ذراتِ زمین پر مشتمل ہے۔ اُٹھانا ہو تو اس کے لئے طویل عمر چاہیئے۔ مکتوب : ۶۱

۵۶ فرائض ہر حالت میں فرض ہوتے ہیں۔ کسی اور کی طرف سے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتے، البتہ نوافل جس کسی کے لئے چاہے، وہ اپنا ہو یا بیگانہ، خواہ تمام، خواہ آدھے، خواہ تہائی عطا کرنے کے مطابق پہنچائے جاتے ہیں اور ان کا ثواب پہنچتا ہے۔

مکتوب : ۶۷

۵۷ وقتی نکاح (متعہ) ہمارے مذہب میں باطل ہے۔ مکتوب : ۶۷

۵۸ قبروں پر چراغ جلانا بدعت ہے، اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے۔

مکتوب : ۶۷

(۵۹) مُردے کے ساتھ کاغذ لکھکر رکھنا منع ہے۔ البتہ اگر خشک اُنگلی سے میّت کی پیشانی یا سینہ پر "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" لکھنا چاہیئے تو یہ برکت کے لئے ہے۔ ولد الزّنا کا جنازہ درست ہے۔ مکتوب : ۶۷

(۶۰) ہلالی رات یا عید وغیرہ کے دن مُبارک باد دینے کی تیاری میں غلو کرنا اور اُسے لازم کرنا یا جمعہ کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا یہ تمام باتیں ممنوع ہیں اور لوگوں کو اِس سے منع کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو "شرح کافی" باب "المکروہات"۔ مکتوب : ۶۷

(۶۱) عنین وہ ہوتا ہے جو عورت کے قابل نہ ہو یا شادی شدہ عورت کے تو قابل ہو مگر کسی دوسری عورت کے قابل نہ ہو، اس لئے اگر عنین خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دے تو اُس پر پورے حق مہر کی ادائیگی لازم ہے۔ مکتوب : ۶۸

(۶۲) قبر کی زندگی اِسی طرح ہے جس طرح دُنیاوی زندگی میں بیداری ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مُردہ شخص کی قبر پر کوئی جانور بیٹھ جائے تو صاحبِ قبر جانتا ہے کہ وہ جانور نر ہے یا مادہ۔ مکتوب : ۶۹

(۶۳) سوتے وقت اگر قرآن مجید پاؤں کی طرف ہو اور وہ انسان کے قد کے برابر ہو تو سونا جائز ہے اور اگر بلندی اِس سے کم ہو تو ناجائز۔ مکتوب : ۶۹

(۶۴) اگر کوئی صاحبِ ایمان سُویا ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو اُسے بیدار کرنا جائز ہے اگر اُس کی مرضی معلوم ہو، ورنہ اُسے بیدار کرنا جائز نہیں۔ اگر اُس کی مرضی اور غیر مرضی کا علم نہ ہو، ورنہ اُسے بیدار کرنا جائز نہیں۔ اگر اُس کی مرضی اور غیر مرضی کا علم نہ ہو تو اُسے آخر وقت تک نہ جگایا جائے اور اس کے بعد جگا دے۔ مکتوب : ۶۹

(۶۵) اگر غسل خانہ کی چھت ہو تو اس میں ننگے بدن ہونا اور غسل کرنا جائز ہے۔ اگر اس کی چھت نہ ہو تو اختلافِ روایت سے مکروہ ہے، البتہ دونوں حالتوں میں بات کرنی

منع ہے۔

مکتوب : ۶۹

(۶۶) اگر سجدہ کے وقت پاؤں کی اُنگلیوں کا رُخ قبلہ شریف کی طرف نہ ہو تو ایک روایت سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مکتوب : ۶۹

(۶۷) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اُس کے عُرف یا ذات کی وجہ سے حقیر جانے اور کہے کہ فلاں جولاہا ہے، اور فلاں موچی ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

مکتوب : ۶۹

(۶۸) سینکڑوں رشتہ دار جو خُدا سے بیگانہ ہوں، اُس ایک اجنبی پر قربان جو اللہ سے آشنا ہو۔

مکتوب : ۷۱

(۶۹) ترکہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کا مہر شوہر کے ذمہ ہے اور وہ شوہر کا ترکہ فروخت کر کے یا قیمت لگا کر اس میں سے مہر اپنے پاس رکھ لے تو جائز ہے اور اگر اس کی قیمت مہر سے کم ہو تو اتنا نقصان عورت کا ہوگا۔

مکتوب : ۷۳

(۷۰) اکثر با وضو رہیں، کیونکہ ظاہری طہارت باطن سے اتفاق کرتی ہے اور جب صورت یہ ہو جائے تو معاملہ نُورٌ علےٰ نُور ہو جاتا ہے۔

مکتوب : ۷۵

(۷۱) اے اللہ مجھے متقیوں میں سے آگے بڑھنے والا بنا، کیونکہ ہم نے تیرے ہاں متّقی لوگوں کو بزرگ مانا ہے۔

مکتوب : ۷۸

(۷۲) قرآن مجید کا خلاصہ سورۂ یاسین ہے اور اِس سورت کے قرآن کا خلاصہ ہونے کا باعث یا آیت نہیں، بلکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ سورۂ یاسین قرآن کا دِل ہے۔

مکتوب : ۸۲

(۷۳) جب فقیر کمالِ فقر کو پہنچ جاتا ہے تو غیر حق کی خواہش اس کے پوشیدہ دل میں کانٹوں پر چلنے کے برابر ہوتی ہے، اور اِنتہائی غنا کا کمال حقیقی غنی پیدا کرتا ہے اور اُس وقت اُس کی اِستعداد کو "کُن فیکون" کے قول کا مظہر بنا دیتا

ہے، لیکن اِس میں یہ صفت اللہ کے حکم "کُن" کے ظہور کی مقیّد ہوتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ مطلق ہے اور وہ ہر وقت اور ہر آن اِس امر کا حاکم نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اِس معنی میں کہا گیا ہے کہ فقیر وہ ہوتا ہے جو کسی شے کو جب کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔ مکتوب : ۸۳

(۷۴) اگر بے علمی میں معاش میں کوئی فساد پیدا ہو جائے اور ایسا مال حلال مال میں مل جائے اور اِن میں تمیز کرنا مشکل ہو جائے تو سارے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے، اور ایسی ادائی بھی ثواب سے خالی نہیں۔ مکتوب : ۸۴

(۷۵) اگر کسی شخص کی منکوحہ گناہ کی مرتکب ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دے۔ یہی اچھی بات ہے، سوائے اس کے کہ جب کلماتِ کفر کا اِرتکاب کرے تو اس وقت اُسے چھوڑ دینا بہتر ہے۔ مکتوب : ۸۴

(۷۶) جاننا چاہیئے کہ غیبت کیا ہے یعنی کسی مومن بھائی کی غیر حاضری میں اس کے گناہوں کا ذکر کرنا اور اگر معاصی نہ ہوں تو غلط طور پر گناہوں سے مُتہم کرنا۔ اِس لئے آپ کی عبارت دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو اس فقیر کے پاس آنے والے گنہکار ہوتے ہیں یا گنہگار نہیں ہوتے۔ اگر وہ گنہگار ہوتے ہیں تو اُن کی غیر حاضری میں اُن کی یادِ گناہوں سے کرنا غیبت ہے بلکہ اِس سے بھی زیادہ شدید گناہ ہے، کیونکہ اس گروہ کا نام منافق ہے۔ مکتوب : ۸۶

(۷۷) ہم نے عربی زبان میں قُدرت حاصل نہیں کی اور اب ارادہ ہے کہ فارسی میں لکھیں، اور جب ہم نے قلم اُٹھایا تو لوحِ محفوظ سے عربی کے کلمات ٹپکے، جس طرح خشک زمین پر بارش کے قطرے گرتے ہیں اور اُس کے حُسن و نعمت میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ مکتوب : ۸۷

(۷۸) عبادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک رُوح کے ذریعے اور دوسری بدن کے ذریعے۔ رُوح کے ذریعے کی عبادت زیادہ تر مرتبہ ولایت پر واجب ہے اور رُوح اور بدن کی ملی جلی عبادت انبیاء اور ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم (سب پر صلوٰۃ وتسلیمات) پر واجب ہے۔

مکتوب : ۸۷

(۷۹) فرشتے آسمانوں میں اس وقت داخل نہیں ہوتے۔ جب تک اُنہیں دوسری زندگی نہیں دی جاتی اور بشّری وجُود اور اُس کے کمالات سے وہ ہر طرح خالی ہو جاتے ہیں۔

مکتوب : ۸۸

(۸۰) اللہ سبحانہ' مردِ کامل کے حق میں فرماتے ہیں کہ میں ایسے بندوں کا کان ہوں۔ اُس کی آنکھ ہوں۔ اس کا ہاتھ ہوں اور اس کا پاؤں ہوں۔ وہ میرے ساتھ سُنتا ہے۔ میرے ساتھ دیکھتا ہے۔ میرے ساتھ بولتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے۔

مکتوب : ۸۸

(۸۱) جو شخص جتنی دیر تک ناپختہ رہتا ہے۔ جوش میں رہتا ہے۔ جب پختہ ہو جاتا ہے تو جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

مکتوب : ۹۱

(۸۲) لوگوں کو پھُول دینا اس بات کی بشارت ہے کہ جو ثمرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے' اُسے عوام میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔

مکتوب : ۹۱

(۸۳) دُودھ سے مراد علم کا خزانہ ہے۔ جو شخص خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ میں دُودھ پی رہا ہوں تو حدیث میں آیا ہے کہ اُسے کثرتِ علم کی بشارت ہو۔ حق تعالےٰ نے اُس بشارت کو کہ مقدمہ فنا ہے، منتہٰ ظہور میں لاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے' اے اللہ نُور کو میرے اُوپر، میرے نیچے، میرے سامنے اور میرے پیچھے پیدا کر دے یا مجھے نُور بنا دے، یہ نورٌ علیٰ نُور کی بشارت ہے۔

مکتوب : ۹۹

(۸۴) کشتی اپنے پیر کا وسیلہ ہے کہ اس وسیلہ در وسیلہ کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتا ہے۔

مکتوب: ۹۹

(۸۵) شب برات کا دیکھنا، یہ مطلب رکھتا ہے کہ حساب سے چھٹکارا دے دیا گیا ہے۔ سورج کے کم دکھائی دینے سے مراد یہ ہے کہ اس میں بعض مکروہ اور بعض مباح داخل ہو گئی ہیں۔

مکتوب: ۹۹

(۸۶) گریہ وزاری اور نیاز مندی کی حقیقت پانی کی طرح ہے، جو موتی بن کر آنکھوں سے ٹپکتا ہے اور چونکہ جو پانی زمین پر گرتا ہے۔ وہ ضائع اور برباد ہو جاتا ہے اس لئے یہ عاشقوں کی آنکھ کا پانی جسم میں غرق ہو کر ہر عضو کو نورانی مدد پہنچاتا ہے اور سستی اور کاہلی کو باہر نکال پھینکتا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

مکتوب: ۱۰۰

(۸۷) تلوار کو ڈاکوؤں اور کافروں کو ختم کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

مکتوب: ۱۰۰

(۸۸) متقی لوگوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ان لوگوں کے لئے دعائے نجات یا استغفار کریں، جنہوں نے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہو، ان کی مثال مردہ لوگوں یا نشہ بازوں کی ہے یا اُن کی جو دوسروں کا مال جان بوجھکر یا ظلم سے ہتھیاتے ہیں۔

مکتوب: ۱۱۱

(۸۹) تحقیق تسمیہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر کامل ہے۔ شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے: اللہ = ال ل ہ

(الف) چشمہ اوّل میں جو "لام" کی طرف ہے۔ تین سو اسماء، جو زبور میں درج ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) رحمٰن کے نام کے اسرار کتب انبیاء میں ایک ہزار ہیں اور ان کے علاوہ چار اور مذکور ہیں۔ جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تسبیح کی گئی ہے۔

(ج) رحیم کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں۔ جن کی تسبیح ملائکہ کرتے رہتے ہیں اور ہر اسم کا تعلق ایک دوسرے کے خط سے معلوم ہوگا۔

(د) چشمۂ ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ اُن کا ذکر انجیل میں ہے اور اللہ کے نام میں چار انبیاء کا ذکر ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام و درود۔

(ہ) لام ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ اُن کا ذکر توریت میں موجود ہے۔

(و) اور لام اوّل میں قرآن میں مذکور ۹۹ نام ہیں اور یہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔

(ز) لام کے ساتھ میم کے اتصال سے اِسم اعظم ملاحظہ ہو کہ الف میں تمام اسمأ جمع ہیں۔

اور جان لینا چاہیئے کہ اسم رحیم کے ایک ہزار اسرار بھی الف اور لام اوّل میں مندرج کئے ہیں کیونکہ اِسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کا ظہور ہیں۔

مکتوب : ۱۱۲

(۹۰) اللہ کا نام ہزار اسماء کا جامع ہے اور یہ چار انبیاء یعنی حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، (تمام پر سلام و درود) اسی نام کی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ۹۹ نام جو تمام کے تمام اسمائے قرآنی ہیں، الف لام میں درج ہیں۔

مکتوب : ۱۱۲

(۹۱) جب بے کیفی پر نظر مضبوط ہو جائے گی تو نظر لطائف سے اُٹھ جائے گی اور اِس کا تعلق جسم کے پرے سے ہو جائیگا اور جب یہ جسم سے پرے متوجّہ ہو گی تو پھر یہ نظر رُوحانی ہو گی۔

مکتوب : ۱۱۳

٩٢ سمجھ لینا چاہیئے کہ تمام انبیاء ذاتِ جامع صفات سے واصل ہیں لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے متابعت کی وجہ سے اسی طرح اللہ کے نام کا الف قابلِ اطاعت ہے اور دوسرے تینوں حروف اس کے مطیع ہیں۔ چنانچہ قابلِ اطاعت کو الف کے حرف سے اطاعت حاصل ہوتی ہے اور اطاعت کرنے والوں کو باقی حروف کے بارے میں جان لینا چاہیئے کہ اللہ اسم ذاتی ہے۔

مکتوب : ١١۴

٩٣ اللہ تعالےٰ کے تین ہزار ناموں کی تفصیل حق تعالےٰ کو ہی معلوم ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم خاص کے ذریعے حاصل ہے۔

مکتوب : ١١۴

٩۴ آپ جیسا صاحب وعدہ شخص ستر بار خدا کے ساتھ باتیں کرتا ہو، تو سکوت کو ضروری سمجھ کر وعدہ پر قائم رہنا چاہیئے۔ وعدہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وعدہ الہامی جو مخصوص ہوتا ہے اور دوسرا وعدہ لوحی جو عام ہوتا ہے۔

مکتوب : ١١۵

٩۵ زبان تو درکنار اگر دل کے اندر بھی اس کا خیال آئے تو وہ بھی ایک مسلمان کی غیبت ہوگا پس قلم اور زبان کی تو بات ہی مشہور ہے۔

مکتوب : ١١۵

٩٦ اے ہمارے ربّ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک وسیلۂ فضیلت اور بلند درجہ عطا کر اور انہیں وہ مقامِ محمود دے، جس کا تُو نے اُن سے وعدہ کر رکھا ہے اور قیامت کے دن ہمیں اُن کی شفاعت عطا فرما، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

مکتوب : ١١٧

٩٧ مقامِ محمود اور مقامِ نصیر کے دو مرتبے ہیں۔ ایک وہ مرتبہ جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زندگی میں دُنیا ہی میں عطا ہوا اور اس مرتبے کے پھر دو حصّے ہیں۔ کمالِ مرتبۂ نصیر اور کمالِ مرتبۂ بصیرت سرّی، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم دائمی طور پر عطا کئے گئے اور یہ بصیرت تمام انبیاء علیہ السلام میں عام ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم

مکتوب : ۱۱۷

میں خاص ہے۔

(۹۸) مراقبہ کی صورت یہ ہے کہ دل کا ذکر جاری کرنے کے لئے سر جھکا لیا جائے۔ مراقبہ کے معنی انتظار کرنے کے ہیں اور اس کے دو مرتبے ہیں۔ ایک ولایت خاصّہ یعنی تجلّیات کے وارد ہونے کا انتظار، دوسرا ولایت اخص میں یعنی نایافت کی حقیقت کا اِنتظار اور مراقبہ کی حقیقت علم حضوری میں اور حضور علم میں ہے۔

مکتوب : ۱۱۸

(۹۹) اندر سے آشنائی پیدا کر، باہر سے بیگانہ رہو۔ ایسا اچھا طریقہ دُنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔

مکتوب : ۱۲۴

(۱۰۰) خوف کے خطرے کو دُور کرنے کے لئے آیت کریمہ "ان اولیاء اللّٰہ لاخوفٌ علیہم ولاھم یحزنون" کا وِرد کرنے کے بعد، وضو کے بعد کا چُلّو بھر پانی پی لیا کریں۔

مکتوب : ۱۲۴

(۱۰۱) طالب کو جو کچھ پیر سے حاصل ہو جائے اُسے اُس کی نشوونما میں کوشش کرنی چاہیئے اور وہ اس معاملے میں ہرگز پس وپیش نہ کرے، کیونکہ وہی پہلا دانہ جو مرید کے دل میں پیر کا بویا ہوا ہوتا ہے، آہستہ آہستہ درخت بن جاتا ہے اور پھل لاتا ہے، اگر باغبان دانہ کی پرورش نہ کرے تو درخت کس طرح بن سکتا ہے۔

مکتوب : ۱۲۴

(۱۰۲) ذکرِ عالی سے انفاس کی پاسداری مسلّمہ ہو جاتی ہے اور تمام تعلق ذکر سے قائم ہوتا ہے، ہمت بالغہ سے صبر کو طریقہ بنانا چاہیے اور اپنے تمام اوقات احکام بجالانے میں غنیمت جاننے چاہئیں اور حواس کی سلامتی کے لئے فاتحہ پڑھتے رہنا چاہیئے اور وضو کے بعد بچے ہوئے پانی میں سے تھوڑا سا پانی پی لینا چاہیئے اور گیلا ہاتھ سر پر ملنا چاہیئے۔

مکتوب : ۱۲۵

(۱۰۳) جب وحی کے پہنچانے کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا تھا تو وہ اپنے جسم کے حرف و آواز کے لباس میں انبیاء حضرات اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مخصوص اوقات اور ضروری حالات میں اُمت کی تعلیم کے لئے انسانی حرف و آواز میں خود بیان فرماتے تھے اور اُن ملکوتی اور جسمانی حرف و آواز میں پہلے جبرائیلؑ اور پھر حضرات انبیاء کا تصرف ہوتا تھا۔

مکتوب : ۱۲۷

(۱۰۴) شب معراج کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمانِ بالا پر گئے تو انہوں نے ایک قطار اونٹوں کی دیکھی، جو چلی جا رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا! اے جبرائیل یہ قطار کب سے رواں دواں ہے؟ حضرت جبرائیل علیہم السلام نے جواب دیا کہ جس روز سے میں پیدا ہوا ہوں۔ میں اِس قطار کو اسی طرح رواں دواں دیکھ رہا ہوں۔ اِس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ربّ العالمین کی درگاہ میں عرض کیا کہ خداوند میں چاہتا ہوں کہ اُونٹوں پر جو کچھ ہے میں اس کی حقیقت سے واقف ہو جاؤں۔ حکم ہوا۔ ایک اونٹ کو بٹھایا جائے۔ جب بٹھایا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر اُونٹ پر دو صندُوق ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک صندُوق کھولا گیا اور اس کے اندر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے اِس عالم کی طرح صندُوق میں ایک اور عالم ہے اور اِس عالم کے اندر ظہور سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مکتوب : ۱۲۷

(۱۰۵) یہ وہ عین الیقین ہے جو ولایت انبیاء (علیہم السلام) کے مرتبہ کے اہل کمال کو حاصل ہے اور علم مطلق کی نفس صفت کے حضُور سے تعلق رکھتا ہے۔ انتہیٰ، فرماتے ہیں کہ حضُور در حضُور کے خالق کی دریافت ایسی ہے کہ جس وقت اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ علم ذات کے بغیر نہیں کیونکہ حضُوری ذات میں رکھی گئی ہے۔ نیز یہ کہ ذات

اپنی ذات سے علیم ہے نہ کہ غیر ذات کے وصف زائدہ زائدسے الیٰ قولہ۔

مکتوب : ۱۲۹

۱۰۶ پس کمالات کی ذات خود بخود حاضر ہوتی ہے۔ وہ غیر ذات کی صفت نہیں کہ اُس ذات سے جانا جائے۔ یہ ہے حضور در حضور اور یہ ہے مرتبۂ ولایت انبیاءؑ کے اہل کمالات کا حق الیقین۔ جو صرف حضور ہے، انتہیٰ۔

مکتوب : ۱۲۹

۱۰۷ خارجی حجابات کو دُور کرنا کسی کے بس میں نہیں، سوائے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے، کہ انہوں نے جسم اور رُوح کے ساتھ ایسا کیا ہے، لیکن جسم اور رُوح کے ساتھ جب کہ جسم بے بصر ہو، بعض دوسرے انبیاء اور اُمت محمدیؐ کے بعض افراد کو بھی حجابات دُور کرنے کا شرف حاصل ہے۔

مکتوب : ۱۲۹

۱۰۸ جب سالک فنا کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اُمور جن کی شرع نے ممانعت کر دی ہو، عُذر کی وجہ سے ان کا ارتکاب جائز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دریا کی موجودگی میں اگرچہ وضو کرنا فرض ہے، لیکن اس کے باوجود ضروری عذر کے بعد تیمم کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ مرض کے خوف سے وضو کا استعمال ممنوع ہو جاتا ہے۔

مکتوب : ۱۳۰

مکتوب : ۱۳۱

۱۰۹ شیر موذی ہے، نفس اس سے بھی موذی ہے۔

۱۱۰ اِس زمانے کے اکثر لوگ تو گناہ کبیرہ میں اِتنے مبتلا ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دِل کی آگ اس حد تک بھڑکتی ہے کہ ظاہری آگ کی صورت اختیار کر کے روضہ مُبارک کی چھت تک جا پہنچتی ہے اور یہ سب اُمت کا غم ہے

مکتوب : ۱۳۲

۱۱۱ "ایمانِ عریاں کیفیت ہے اور تقویٰ اِس کا لباس"، اِس کا علاج اِستغفار ہے اور اِستغفار تقویٰ کے نقصان کو پورا کر دیتا ہے۔

مکتوب : ۱۳۲

(١١٢) ولائیتیں پانچ قسموں کی ہیں: (١) ولایتِ عامہ (٢) ولایتِ خاصہ (٣) ولایتِ اخص (۴) ولایت خاص الخواص اور (۵) ولایت اخص الخواص۔

مکتوب: ١٣۴

(١١٣) مرض دو قسم کا ہوتا ہے کہ مرضِ موت اور دوسرا مرضِ اوقاتی۔ مرضِ موت اُن لوگوں کا خاصّہ ہے۔ جنہوں نے یثاق کے دن اوّل اور آخر سجدہ نہ کیا، ان کے حق میں یہ مرض آخر کار کفر کا متقاضی ہے۔ وہ روز بروز کُفر میں گرتے جاتے ہیں اور آخر کار کُفر کی حالت میں مر جاتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے شروع میں تو سجدہ نہ کیا لیکن آخر میں سجدہ کر دیا، اُن کے مرضِ اوقاتی کا خاصّہ سلامتی ایمان ہے۔

مکتوب: ١٣۵

(١١۴) اللہ جل شانہٗ کی عبادت دو مرتبہ کی ہے۔ پہلا مرتبہ مُبتدی اور متوسط کا ہے کہ ابھی درمیان میں پردہ ہوتا ہے اور اِس کو عبادت کہتے ہیں متوسط اگرچہ ایک لحاظ سے حضُوری رکھتا ہے، لیکن ابھی حقیقت میں غائب ہوتا ہے۔

مکتوب: ١٣٦

(١١۵) صلوٰۃ و مراتب کے معانی ایسے ہیں کہ حکمت سے تعلق رکھتے ہیں اور حکمت سے ناواقف ہونا عبث ہوتا ہے۔ صلوٰۃ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اس کے معانی کو پا لینا کامل لوگوں کا خاصّہ ہے۔ ہم جو اہلِ کمال کے نوشہ چین ہیں۔ اتنی طاقت کہاں رکھتے ہیں کہ اس کے بیان میں زبان کھولیں۔

مکتوب: ١٣٧

(١١٦) اِنسانی حقیقت کے اندر چھ لطائف طے کرنے کے بعد حقیقتی راحت ہوتی ہے۔ جس میں خیال کی شرکت نہیں ہوتی اور چونکہ حقیقی بندگی کے مرتبے میں بندے کے لئے خوف اور ڈر لازم ہے، اسلئے خُوشی مت مناؤ کا حکم دیا گیا۔

مکتوب: ١٣٨

(١١٧) اگر ساری عمر کُفر میں گزر گئی اور استفادہ سے محروم رہا تو پھر عذاب در عذاب میں مبتلا رہے

گا جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: "وہ اُن کے اعمال سراب کی طرح ہیں، جس کو پیاسا اپنی زندگی تصوّر کرتا ہے۔"

مکتوب: ۱۳۹

(۱۱۸) اِنسان دو قسم کے ہیں۔ ایک مظہرے جلال اور ایک مظہر جمال اور قلب بالخصوص جمال کا مظہر ہے اور جلال کے مظہر کو قلب میں کوئی دخل نہیں، سوائے کچھ وقت کے۔

مکتوب: ۱۳۹

(۱۱۹) وقت بھی دو قسم کے ہیں، ابتدائی اور انتہائی۔ ابتدائی شرکت غیر مُعتبر ہے اور انتہائی کی شرکت مُعتبر اور اِس کا خاتمہ اخیر میں بخیر ہوتا ہے۔

مکتوب: ۱۳۹

(۱۲۰) شرک کی دو قسمیں ہیں، جو جمال سے حصہ لیتی ہیں اگرچہ ابتدائی گناہ کی نسبت زیرِ عذاب ہوں گی اور آخر میں ثمرۂ جمال پیدا ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مظاہرِ جمال کو درحقیقت انبیاء علیہ السلام کے ماتحت کیا ہے اور مظاہرِ جلال کو ابلیس مردود کے ماتحت۔

مکتوب: ۱۳۹

(۱۲۱) اللہ تعالےٰ کی ذات واجب الوجُود ہے اور علُوم جائز الوجُود ہیں کہ اِن کا موجود ہونا اللہ سبحانہٗ کے اختیار میں ہے اور موجودہ مخلوقات، ممکن الوجُود ہیں اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو انہیں عدم کردے اور اگر چاہے تو انہیں موجود رکھے اور باری تعالےٰ کا شریک ہونا مُمتنع الوجُود ہے، کیونکہ وہ ہرگز وجُود میں نہیں آسکتا۔ وہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہے۔

مکتوب: ۱۴۰

(۱۲۲) خواہ کوئی ہوا میں اُڑے اور پانی اور آسمان میں چلے، لیکن اگر اِس میں رتّی بھر بات خلافِ شرع پائی جائے تو اُسے جھوٹا مُفتری سمجھنا چاہیئے۔

مکتوب: ۱۴۲/الف

(۱۲۳) عتاب کے دو درجے ہوتے ہیں۔ ایک عتاب لطیفہ اور دوسرا عتاب قہریہ۔

مکتوب: ۱۴۲/ب

(۱۲۴) ہر عقل مند پر اس کی عقل کے مطابق توحید واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کی حد تک عقل بمنزلہ مبنیٰ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اوصاف اور معرفت مفصّل کی حد تک عقل کا قیاس نہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے تفصیلی امور اور دوسرے واجب احکام کی تعلیم دی ہے۔

مکتوب ۱۴۲/ب

(۱۲۵) ذکر کرنے والے کو چاہیئے کہ دل میں جو صورت بنے اُسے سینے کے اندر سے دُور کرے اور اس بات کی کوشش کرے کہ دل خیالات سے خالی ہو جائے، سوائے حق حقیقی کے جو تصوّر سے پاک اور منزّہ ہے

مکتوب: ۱۴۴

(۱۲۶) اللہ تعالیٰ کی رویت دُنیا میں صرف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حصّہ ہے۔ جو انہیں ایک بار معراج شریف میں ملا اور دوسرے انبیاء کو بھی خصوصیت حاصل ہے اور وہ بھی ایک ایک بار۔

مکتوب: ۱۴۵

(۱۲۷) اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل اُن کی وفات کے مدّت مدید کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ پر ظاہر ہوئے۔ خدا کا شکر بجالانا چاہیئے کہ اُس نُور کے نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے جو نُور بے کیف کا آغاز ہے، اُس نے آپ کو بینائی بخشی ہے۔ لیکن آپ کو آگاہ رہنا چاہیئے کہ جو نُور گھر میں اور زیرِ زمین ظاہر ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی کیفیت رکھتا ہے۔ خواہ سالک اُسے بے کیف ہی کیوں نہ جانے کیونکہ زمان و مکان میں جو کچھ ہے باکیف ہے، بے کیف نہیں۔

مکتوب: ۱۴۵

(۱۲۸) حاجی فیروز رحمۃ اللہ علیہ کا قول اصولِ دین کے خلاف ہے۔ اگر اس نے رویت ذات سمجھی اور رویت بصری و ایمانی خیال کی، نہ کہ رویت بصری تو ٹھیک ہے اور نُور کا یہ ظہور جو آپ پر ظاہر ہوا ہے۔ میاں فیروز کے قول سے الگ اور دوسرے مرتبے پر

ہے۔ اس رویت کی ابتدا سمجھا جانا چاہیئے۔

مکتوب: ۱۴۵

(۱۲۹) گردش کے معنی سلوک ہیں اور ورزش کے معانی جذبہ کی وصولی ہیں۔ یہ معنی اس مذہب کے مطابق ہیں، جو سلوک کو جذبہ پر مقدم رکھتا ہے، دوسرے معنی یہ ہیں کہ گردش کے معنی ریاضت ہیں اور ورزش کے معنی اختیار یعنی دل کا ذکر ریاضت کے بعد مرشد یا زبان کی طرف سے، اور یہ معانی اس شخص کے طریقہ کے مطابق ہیں، جس کے نزدیک ریاضت سلوک پر مقدم ہے۔

مکتوب: ۱۴۶

(۱۳۰) "دنیا کے اندر اس طرح رہو، جس طرح مسافر پل پر اور اپنے آپ کو اصحاب القبور میں شمار کرو" اس بات کا خیال رکھیں۔

مکتوب: ۱۴۶

(۱۳۱) مقبروں پر بدعت کے بارے میں فرمایا کہ یہ کام کاج کسی کے اختیار میں نہیں۔ خود مقبروں کے صاحبان اس حالت پر غم ناک ہیں۔ اس کے دور کرنے کی ہر چند دعا کرتے ہیں، قبول نہیں ہوتی، مجبوراً معاملہ قضا کے سپرد کر کے غم ناک ہوتے ہیں۔

مکتوب: ۱۴۷

(۱۳۲) تسمیہ کی آیت میں جو تین ناموں یعنی اللہ، رحمٰن اور رحیم سے مرکب ہے۔ حق سبحانہٗ کے تین ہزار نام شامل ہیں۔ جنہیں تمام انبیاء علیہ السلام اور فرشتوں کو اللہ نے اپنی تسبیح کے لئے فرمایا تاکہ اس تسبیح کے ذریعے ہر صفت اپنی خصوصی تسبیح کے ذریعے اللہ پاک کو یاد کرے۔ ایک ہزار نام جن کی تسبیح فرشتے کرتے ہیں۔ اسم رحیم کے اندر ودیعت کئے گئے ہیں اور ایک ہزار نام جن کی تمام انبیاء علیہ السلام تسبیح کرتے ہیں۔ اسم رحمٰن میں شامل ہیں تاہم انبیاء علیہ السلام میں چار انبیاء علیہ السلام یعنی حضرت عیسٰیؑ، حضرت داؤد حضرت موسٰی علیہم الصلاۃ والسلام اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں اور ہزار نام جن کے ذریعے یہ چاروں نبی اللہ تعالٰی کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ کے نام

میں مضمر ہیں۔ مکتُوب: ۱۴۸

(۱۳۳) غُسل میں نیت شرط نہیں ہے، لیکن پانی پاک ہونا چاہیئے۔ اگر پاک اور پلید کے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی تو شخص گناہگار ہوگا، تاہم سجدہ درست ہوگا، مگر مکروہ۔ مکتُوب: ۱۴۹

(۱۳۴) اگر کوئی عورت یا مرد زبان سے کلمۂ کُفر کہہ دے اور اس کا علم نہ ہو، اگر علم ہوتا تو زبان سے نہ کہتا، لیکن جب اطلاع ہو جائے تو یہ ضروری ہے، لیکن نکاح نہیں ٹوٹتا۔ مکتُوب: ۱۴۹

(۱۳۵) شہادت کے بغیر نفس بخشنا نکاح کو فاسد کر دیتا ہے۔ مکتُوب: ۱۴۹

(۱۳۶) مُردے کو زندہ کرنا، علمائے باطن کا حصّہ ہے، جو ظاہری اور باطنی علوم کے امین ہیں۔ مکتُوب: ۱۵۰

(۱۳۷) کسی شے کے حق میں جو حقیقت میں پاک ہو، ایسی بدگمانی نہیں کرنی چاہیئے، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اے ایمان والو! بہت زیادہ ظن کرنے سے پرہیز کرو" اس لئے پورے یقین کے بغیر پلید کہنا منع ہے۔ مکتُوب: ۱۵۰

(۱۳۸) علماء کا دینی کُتب کا مطالعہ کرتے رہنے کے بعد سو جانا بھی ان کی عبادت ہے اور علمائے باطن اس حدیث کی پیروی ہیں کہ میری آنکھیں تو سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا بظاہر وہ سوتے ہیں، لیکن باطن میں اُن کا دل جاگتا ہے۔ اگرچہ دونوں مقبول ہوتے ہیں، لیکن اُن میں اور اُن میں بہت فرق ہے اور یہ بات کسی ذہین و فطین شخص پر پوشیدہ نہیں۔ مکتُوب: ۱۵۰

(۱۳۹) بعض سالک جن میں استعداد کامل ہوتی ہے، ایک ہی جست میں مقام فنا حاصل کر کے اُس وصل سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں، جس کو فنا نہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے وصلِ حقیقی

سے لطف اندوز ہو جاتے ہیں۔ مکتوب: ۱۵۲

(۱۴۰) ملحد و بدعتی کا یہ خیال کہ ایک جسم دوسرے جسم میں داقع ہوتا ہے۔ غلط اور یہ کفر ہے۔ مکتوب: ۱۵۲

(۱۴۱) کافر کی کرامت (استدراج) پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیئے۔ ابلیس لعین بھی جو قطعی طور پر مردود ہے۔ ایسا استدراج رکھتا ہے۔ جس طرح آدمی کی رگوں میں ہوا گشت کرتی ہے۔ وہ ایک لحظہ میں زمین کی پاتال سے آسمان کی ثریا تک سیر کر آتا ہے۔

مکتوب: ۱۵۳

(۱۴۲) مخلص وہ ہوتا ہے جو راہ کے نیک و بد سے واقف کرے۔ اگر میں دیکھوں کہ ایک اندھا ہے اور اُس کے آگے کنواں ہے تو ایسی حالت میں اگر میں خاموش بیٹھا رہوں تو گناہ ہے۔ مکتوب: ۱۵۳

(۱۴۳) کافر دجّال حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ظاہر ہو گا اور مختلف فرقِ عادت واقعات سے مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کریگا اور لوگ بے دین ہو جائیں گے حتیٰ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اس کے مقابلے میں جنگ لڑنی پڑے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے تو وہ کافر اُن کی قہر آمیز نظر سے پگل جائے گا اور چالیس سال تک تمام دنیا سے ہر قسم کی تاریکی چھٹ جائے گی اور اس قسم کے شعبدوں کے باوجود کافر قہر الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ مکتوب: ۱۵۳

(۱۴۴) نواب عبد الصمد خاں سے توقع ہے کہ آخری باطنی نسبت کو حق الوسیع پر ورش دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے شہود و ظہور اور فنا و بقا کے لئے وہ صورتِ متخیلہ، جس کی مثال میں نے رخصت ہوتے وقت آپ کو دی تھی۔ نظر میں لاکر یقین جانیں کہ ہر بندے کے لئے ہر گھڑی ذاتی وصفاتی ہے اور بقا اللہ تعالےٰ کے فیض سے اسی طرح جیسا کہ دیکھا،

پیدا ہوتی ہے، پھر ایک یاقوت بن جاتی ہے۔ مکتوب: ۱۵۵

(۱۴۵) انابت کے کئی مرتبے ہیں۔ انابتِ عام، انابتِ خاص، انابتِ اخص اور انابتِ خاص الخواص۔ مکتوب: ۱۵۶

(۱۴۶) پاک ہے، پاک ہے، اللہ پاک ہے۔ وہ جس نے اپنی ذات میں اپنے سوا سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ پاک ہے وہ جس نے اپنے نور سے خلقت سے اپنے آپ کو چھپا لیا اور اپنے نور کے ظہور کی شدت سے دنیا سے اپنے آپ کو مخفی کر لیا۔ وہ ایسا ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کوئی ظاہر نہیں اور وہ اتنا مخفیہ ہے کہ اس سے زیادہ کوئی مخفیہ نہیں۔ پاک ہے جو پوشیدگی سے ظاہر ہوا اور جو اپنے ظہور میں چھپ گیا جیسا کوئی نہیں۔ مکتوب: ۱۵۷

(۱۴۷) علم کے پانچ درجے ہیں، پہلا درجہ نبوت کا درجہ ہے۔ اس درجے کے حامل حضرات کو اخص الخواص کہتے ہیں۔ اس سے نیچے ولایت ایمانی نبوت ہے، جس سے بہرور حضرات خاص الخواص کہلاتے ہیں اور اس کے نیچے ولایت ملائکہ مقربین ہے کہ وہاں کے لوگ اخص کہلاتے ہیں اور اس ولایت کے نیچے ولایتِ اولیا ہے، اس میں جو لوگ داخل ہیں انہیں ولی خاص کہتے ہیں اور اس ولایت کے نیچے ولایت مومنین عالم ہے۔ مکتوب: ۱۶۱

(۱۴۸) اے زمانے کے سادہ لوح لوگو! زمانے کے بے نظیر فقرا سے تم یہ توقع کرتے ہو کہ تحفوں کے عوض میں وہ اپنے آپ کو اس قسم کے ممنوعہ امور میں جو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف ہیں، تمہارے ساتھ شریک کر لیں اور اس بے فائدہ مصیبت پر راضی ہو جائیں۔ کتنی عجیب بات ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اس گروہ کی برکت ان ممنوعہ امور کے ترک کرنے میں ہے۔ مکتوب: ۱۶۳

(۱۴۹) نایافت کے معاملے میں سالک کو دیوار کی طرح ہونا چاہیئے کہ سراسر پریشانی اور سرگردانی ہے۔

مکتوب: ۱۶۴

(۱۵۰) میں دُعا کرتا ہوں کہ عاجز کو اُس بہت بڑے گروہ کا کچھ حصہ عطا فرمائے اور آہستہ آہستہ دونوں طرح کے بلند مراتب پر فائز کر دے۔ کیونکہ کرم کرنے والوں کے لئے ایسے کام مشکل نہیں۔

مکتوب: ۱۶۵

(۱۵۱) اللہ کا شکر ادا کرو، کہ اس نے تمہیں یہ نعمت عطا فرمائی۔ دوسرے لوگوں کو تو یہ چیز مدّتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرو اور فاتحہ خیر پڑھو تاکہ حق تعالےٰ اس مرتبے کو قائم رکھے۔

مکتوب: ۱۶۶

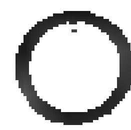
(۱۵۲) حضور در حضور کا یہ مرتبہ سرِّ حقیقت، خفی حقیقت اور اخفیٰ حقیقت سے تعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ نچلے تین مرتبے بھی تینوں لطائف سے تعلق رکھتے ہیں یہ مرتبہ سردار کا ہے۔

مکتوب: ۱۶۶

(۱۵۳) اولیاء کی دو جماعتیں ہیں، ان میں سے ایک جماعت حق تعالےٰ سے دُعا کرنے کو جائز نہیں سمجھتی۔ دوسری جماعت یہ سمجھتی ہے کہ تمام چیزیں پہلے ہی مقدر ہو چکی ہیں لیکن اُن کا مقدر ہونا دو طرح کا ہے۔ ایک تقدیر مُبرَم جس کا بدلنا کسی طرح ممکن نہیں اسلئے مُبرَم سلسلے میں دُعا کرنا وقت ضائع کرنا ہے۔ دوسری تقدیر مُعلّق اور وہ یہ ہے کہ اس کا بدل جانا دُعا پر موقوف ہے۔ چونکہ وہ دُعا پر مُعلّق ہے دُعا سے بدل جاتی ہے، چونکہ مُبرَم اور مُعلّق کا علم نہیں، اس لئے ہر حالت میں دُعا کرنی چاہیئے۔

مکتوب: ۱۶۷

الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی عفی عنہ

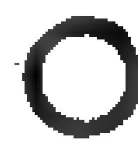


تذکرۂ کرامات

تاجُ العارفین قُطبُ الاقطاب حضرت عبدالنبیؐ شامی
نقشبندی قدس سرہٗ العزیز

بصورتِ اشعار

از رشحاتِ خامۂ زرین نگار
جناب الحاج منشی غلام رسول صاحب



ساکن گلی نمبر ۶ ، محلہ منصور آباد ، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

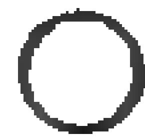
آپ دے والد ماجد لالہ دیوان بوہڑہ مل بہل کھتری دی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دے دربار وچ حاضری

اِچن چیت اَج دل میرے وچ اِک خیال سمایا — حال خواجہ دا لکھ دکھاواں راوی جو سُنایا
شام چوراسی وچ سی یارو ہندو اِک گھرانہ — ذات اوہناں دی سی بہل آہی جانے کل زمانہ
بوڑا مل اِک ہندو اوتھے دیوان صاحب کہلاوے — چوراسی پنڈاں والے خزانہ سرکارے جمع کراوے
مُغلاں دا کارندہ سی او رہندا او دربارے — عزت شہرت مذکورہ دی کافی سی سرکارے
بوڑا مل جی اپنے تائیں دیوان صاحب کہلاوے — ہر اک نکے وڈے دے کم اکثر او کراوے
ہر کوئی کرے سلام جی اوسنوں جو کوئی ملے بازارے — عزت شہرت مذکورہ دی کافی سی سرکارے
جس جا ملے دیوان کسے نوں اوہوں سیس نواوے — جھک کے کرن سلام ہزاراں ہر اک نوں من بھاوے
بوڑا مل دے کوئی نہ ہوئی جد اولاد نرینہ — ایس گلوں مغموم او رہندا نت سڑدا رہوے سینہ
اولاد نرینہ ہتھوں اوتاں بہت بھاری غم کھاوے — کئی ہزاراں پنڈتاں دل او آوے تے جاوے
کئی تعویز کرائے اوہناں کجھ نہ پیا پلے — کہے پربھو کرم کماوے میری واہ نہ چلے
جنتر منتر اس نے ورتے کئی ہزاراں واری — پر کجھ واہ نہ چلے اوسدی ہوئی سخت لاچاری
کئی دھاگے کروائے اوس نے متھرا گیا بیچارہ — کئی اشناں کیتے اوس اوتھے پھردا مارا مارا
کئی پنڈتاں دیاں جھولیاں اُوس نے بھریاں نال دینارا — دیوی ماتا نوں متھا ٹیکے کرماں دتیاں ہاراں
آکھے دیوی ماتا تائیں دے فرزند پیارا — تاکہ ایس جگت وچ رُوشن ہووے نام ہمارا

غرض کہ اُس دیوان صاحب نے لائی واہ شہیری   مراد پوری نہ ہووے اوسدی جھلّی سخت اندھیری
کسے نے دسیا اوس دے تائیں سرہند شریف توں جائیں   جاکے اونہاں کولوں لالہ توں دعا کرائیں
اوتھے اک بزرگ نے رہندے الف ثانی کہلاون   مراد پوری ہو جاندی فوری جو بھی اوتھے جاون
مجدّدالف ثانی صاحبؒ نے اوتھے رہندے بھائی   جلدی جا توں پاس اونہاندے دیر نہ لائیں کافی
اونے بہت بزرگ خدا دے کامل ولی ربّا نے   اوسدے پائے ہور نہ کوئی اندر ایس زمانے
وچہ ولایت ایس زمانے اوسدا پلّہ بھاری   اللہ اگے کردا رہندا ہردم گریہ زاری
وچہ ولایت ایس زمانے اُسدا کافی پایہ   پاک خدا دا اوسدے اُتے رہندا ہردم سایہ
وچہ ولایت ایس زمانے اُسدے اُچے پائے   کدی نہ اوندا خالی ڈِٹھا جو اوسدے در جائے
وچہ ولایت ایس زمانے کوئی نہ اُسدا ثانی   جا اوتھے نہ لیاویں دل وچہ ہرگز بدگمانی
اُسدے پاروں ملسی تینوں ضرور اولاد نرینہ   ونڈدا پھردا او مولا دا لوکاں تائیں خزینہ
اُسدے پاروں ملسی تینوں بچہ اِک پیارا   اُوسدے پاروں اوس بچے دا چمکے خوب ستارا
اُسدے پاروں ملسی تینوں بچہ اِک نرالا   خوش ہو جاسی اونوں ویکھ کے ہر اِک ویکھن والا
اُسدے پاروں ملسی تینوں نونہال یگانہ   بُھل جاوے گا تینوں سارا دکھڑا بار پُرانا
بوڑا مل تائیں بھیجیا اوس نے سرہند شریف نوں بھائی   ویکھیا جا اوس حضرت تائیں ہوش نہ رہ گئی کائی
ہوش آئی تے دو زانو ہو کے بیٹھا او بے چارہ   کئی دلیلاں دل وچہ کرکے دل نوں دے سہارا
ہوش آئی تے دل دے اندر پیا قیاس کریندا   خبر نہیں اللہ میری جھولی خالی کدوں بھریندا
مُجدّد صاحبؒ دے عرض کریندا شاہا کرم کماویں   تیری شہرت سُن کے آیا خیر جھولی وچہ پاویں
مُجدّد صاحبؒ دے عرض کریندا شاہا کرم کماویں   بہت دُوراڈیوں آیا حضرت خالی نہ پرتاویں
مُجدّد صاحب دے تائیں آکھے تیری ذات نیاری   تیری شہرت سن کے آیا میں وچہ خدمت داری
خیر پاؤ وچہ جھولی میری میں تے فضل کماؤ   اِک خداتوں بچہ مینوں یا حضرت دلواؤ
خیر پاؤ وچہ جھولی میری خالی نہ پرتاؤ   دوروں سُن کے آیا حضرت میری آس پوجاؤ
خیر پاؤ وچہ جھولی میری مینوں نہ درکاؤ   میری عرض خدا دے تائیں حضرت جا سناؤ

خیر پاؤ ہن توں جھولی میری شاہا پیا سداویں ۔۔۔ قطرے توں دریا کریں چا جد موجاں وچہ آویں
خیر پاؤ وچہ جھولی میری آیا چل نماناں ۔۔۔ چھڈ کے در تیرا میں حضرت پرت کے نہیں جاناں
کرے بے چارہ اومہناں اگھے رو رو گریہ زاری ۔۔۔ آکھے کرم کریں توں شاہا میں جاواں بلہاری
پُتر لے دے ربّ دے کولوں ہوئی شان سوائے ۔۔۔ سنیا تیری شان انوکھی مولا دی درگاہے
غرض کہ رووے تے کرلاوے کردا منتاں ہاڑے ۔۔۔ مُجدّد صاحب دے اتوں بوہڑ جاوے صدقے وارے
مُجدّد صاحبؒ نے ایس دے تائیں اک تعویذ پھڑایا ۔۔۔ نالے پانی تے دَم کرکے اُسدے تائیں پلایا
تے فرماون گود تیری ہُن مول نہ رہسی خالی ۔۔۔ درخت بینگا بہت وڈا اومع پتراں مع ڈالی
اُسدا چرچا بہت زیادہ ہوسی وچہ زمانے ۔۔۔ فیضیاب کئی ہوسن اتھیں مجذوب تے مستانے
دُعا منظور ہو گئی سجناں مولا فضل کمائے ۔۔۔ بوہڑ مل دے اُتے ہو گئے رَبّ دے فضل سوائے
دُعا منظور جو ہو گئی سجناں مولا فضل کمائے ۔۔۔ بچہ ملیا اومہناں تائیں نال سی بھوپت رائے
اللہ تعالیٰ فضل کمایا اُس نے بچہ جایا ۔۔۔ مجدد الف ثانی دی برکت دل دا مقصد پایا
او بچہ سی طفلی اندر روزے دے وچہ رہندا ۔۔۔ وقت افطاری ماں اپنی دے دودھ نوں منہ لگیندا
شیر خواری دے عالم اندر روزہ رکھے بھائی ۔۔۔ وقت افطاری دودھ پیوں لئی لبھے اپنی مائی
سن بلوغت نوں پوہنچ کے بچہ بنیا ولی ربّاناں ۔۔۔ رتبہ اوسدا بہت اوچیرا بنیا قطب زمانہ
عبدالنبیؒ نام رکھایا شام چوراسی رہندا ۔۔۔ دیوی رشی اوتاراں تائیں دل تھیں بُرا منیندا
گایاں تائیں پوجے ناہیں متھے تلک نہ لائے ۔۔۔ جنجو اُس نے کئی ہندواں دے تھیں خود تڑوائے
حاجی سلیم شامی نے مینوں واقعہ ایہہ سنایا ۔۔۔ تاں میں ایس واقعہ نوں یارا شعراں وچہ بنایا

بس غلام رسول نمانے نہ کر ایڈی زاری
تیرے اُتے فضل کریسی پاک خداوند باری



حضرت خواجہ اُم دا سوہرے رلمے دے پنڈ وچ آون دا واقعہ

وگی کرم دی وا صبا یکدم دُور دُور دوران خزاں ہویا
ہریاں ٹہنیاں میویاں نال بھریاں سادا تر و تازہ بوستان ہویا

فضل کرم تھیں ابر بہار چڑھیا شام چوراسی تے ابر باران ہویا
کھڑیاں کلیاں نے بُلبُلاں ہون راضی مالی خوش راضی باغبان ہویا

پنڈ شام چوراسی وچ ہندواں دا اک بہت وڈا خاندان ہویا
کرن کار سرکار تے رہن راضی راضی اُونہاں تے آپ بھگوان ہویا

اپچن پچیت بھگوان نے دیا کیتی گھر اونہاں دے اِک نادان ہویا
بھوپت رائے نادان دا نام رکھن خاندان سارا شادمان ہویا

لوے لنگیاں تائیں خیرات دتی عاجز شوہدیاں تائیں دی دان ہویا
گیا سن بلوغت نوں پوچھ بچہ تندرست تے گبھرو جوان ہویا

لائق فائق جاں ڈیکھیا بچڑے نوں فکر مائیاں کاج رچان ہویا
آخر طے ہوئی نسبت اک جگہ گھر رلمے دے اوہدا ڈھکان ہویا

دلہن نیک صورت اُتے نیک سیرت بھوپت رائے لے گھر روان ہویا
ایسے طراں گزار دے رہے گھڑیاں آخر دوہاں دے اک ناداں ہویا

سُنی دوہترے دی خبر جدوں رلمے شادمان ہویا شادمان ہویا
آکھے جلد دیکھاں جاکے دوہترے نوں ول دوہترے جلد روان ہویا

ڈیکھی دوہترے دی شکل جدوں رلمے آکھے رب سچا مہربان ہویا
زچہ بچہ دے سر پیار دے کے راماں جلد پچھاں روان ہویا

اِک روز خدا دے فضل سیتی اک ولی دا آ گذران ہویا
شیخ طاہر اوس ولی نوں لوک آکھن بھوپت رائے اُتے مہربان ہویا

ہویاں چار نظراں گیاں سب مرضاں بھوپت رلئے آخر مسلمان ہویا
عبد النبی رکھایئوے نام اپنا، دین نبیؐ دے وچ غلطان ہویا
دراصل ایہہ لوک نہ مول جانن خواجہ ازل تھیں سی مسلمان ہویا
پیدا ہندواں دے، ہویا امر ربی راز ایس وچ کوئی پنہاں ہویا
حکمتاں ربّ دیاں ربّ ای جاندا اے جیہڑا مالک کل جہان ہویا
راز مخفی نہ کھول توں بندیا اوئے تیرا، ایس وچ کی نقصان ہویا
شکم مائی وچ خواجہ سن مسلم پیدا ہندواں دے گھوں آں ہویا
پیدائشی ولی جس نوں لوکی آکھدے نے گھریں ہندواں دے پروان ہویا
ابراہیم خلیل نے وانگ موسیٰ گھریں کافراں پل جوان ہویا
ایسے طراں ہنود دے گھر حضرت مثل شمع فروزاں تاباں ہویا
نہ کجھ کھاوندا سی نہ ہی پیوندا سی اللہ دا ورد زبان ہویا
چھڈے بہن بھائی اُتے باپ مائی رشتہ داراں نوں بہت ارمان ہویا
دنیا دولتاں ساریاں چھڈ کے تے شیخ طاہرؒ دا تابع فرمان ہویا
بابا، بابا جی کوکدا رہے ہر دم فضل اوس تے ربّ رحمان ہویا
بیوی بچے دی خبر نہ رہی کائی دین نبیؐ دے وچ غلطان ہویا
نماز روزے دے بہت پابند ہیسن آکھن ربّ میں تے مہربان ہویا
راے ساہورے نوں گیاں جدوں خبراں نال طیش دے بہت ہلکان ہویا
اپنی دھی بٹھائی گھر اپنے سر راے سوار شیطان ہویا
طرح طرح دے ستے پکائے راما، تیار خواجہ دی لین نوں جان ہویا
جس نوں ربّ رکھے اوسنوں کون چکھے ربّ خواجہ دا نگہبان ہویا
ڈونگیاں رمزاں نہ سمجھدا مول راماں ایس معاملے وچ انجان ہویا
لے پتہ نہ راے ساہورے نوں جوائی اوسدا ولی سلطان ہویا

اِک روز بیٹھے خواجہ صاحب تایئں بوہی پچھے دے دل دھیان ہویا
کر کے یاد خدا نوں او پیارا پنڈ ساہورے وَل روان ہویا

مسجد کول اک گھری تیلیاں دا خواجہ اونہاں دے جا مہمان ہویا
ہتھ تیلن دے گھلے پیغام خواجہ زوجہ خود نوں جلد بولان ہویا

گھر چوری آ دا آ گئی تیلیاں دے مائی جی نوں ایہہ فرمان ہویا
تینوں لین آیا کی صلاح تیری بھلئے اجے نہ کجھ نقصان ہویا

ہتھ بنھ کے اونہاں نے عرض کیتی جیہڑا حکم تیرا عالیشان ہویا
بندی ہے حاضر جلدی ہے چلو وقت عصر مقرر سی آن ہویا

وقت عصر دے آیتھوں چل پیئے جد ہوئے راہاں چادر تان سُتّیا
آخر حسب وعدہ مائی جی آ پونچے اجے وقت نہ عصر عیاں ہویا

ہوئی مخبری دشمنان ددتیاں نوں راماں ساہورا سُن پریشان ہویا
آخر داہر دوڑا کے طرف خواجے حکم دوہاں نوں بنھ لیان ہویا

پچھے پنڈ سارا مارن آوندا اے اگوں دریا سی تیز روان ہویا
آخر مائی جی عورت ذات ہیسی دِل اونہاں دا ذرا پریشان ہویا

خواجہ صاحب نہ ذرا پرواہ کیتی رب اونہاں دا نگہبان ہویا
جاء نماز نوں سٹ دریا اندر اُتے اُوسدے بڑا جمان ہویا

نالے نار بٹھا یو نے معہ بچے طرف رب دے پھر دھیان ہویا
جاء نماز نے تیز رفتار پکڑی طرف پار دے جلد روان ہویا

دشمن پیئے کنارے تے کودے سنے ہتھ اونہاں دے تیر کمان ہویا
آخر گھوڑے دریا وچ ڈال دتے پکڑن خواجہ لئی سب سامان ہویا

اچن چیت داہر دوں اک آدمی داطرف پنڈ دے جدوں دھیان ہویا
پیار دندا تے کرلاوندے تے آکھے بچنو بہت نقصان ہویا

لانبو اگ دے بل دے پنڈ اُتے گھر رلے دا سڑ سنسان ہویا
تسی اینہاں نوں مول نہ کجھ آکھو ایہہ بہت بھاری بھاگوان ہویا

جاں لوکاں نے پنڈ ول نظر ماری محل راے دا سڑ سنسان ہویا
راماں روندا تے کرلاوندا لے آکھے جان ہویا آکھے جان ہویا

دشمن دا بہر پرتا کے بہت جلدی طرف پنڈ دے دفع دفعان ہویا
کرامت خواجہ دی دیکھی آ سجناں او راضی خواجہ تے خود رحمان ہویا

خواجہ صاحب سے کے اپنی نار بچہ داخل شام پورای دنج آن ہویا
کرامت دیکھ کے کئی ہزار ہندو تتھیں خواجہ دے مسلمان ہویا

غلام رسول نوں غربت نے تنگ کیتا او بھی فضل یزداں دا خواہاں ہویا
خواجہ صاحب نوں کرے او یاد ہر دم برکت خواجہ دے قلب روان ہویا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیست چیزے جز عقیدت جان من شام چوراسی ملائک بار گاہ
تا کنم حاضر برائے انجمن بہر جن و انس ہم دیگر خلائق بارگاہ

٭

سنگِ بنیاد درسگاہ حضرت شیخ عبد النبی شامی رحمۃ اللہ علیہ

کیوں نہ حمد ہزاراں آکھاں میں خالق دے تائیں — آدم جن، ملائک دا جو اصلی سچا سائیں
پتھر دے وچہ کیڑیاں تائیں اعلیٰ رزق پونچا وے — گوشت خوریاں تائیں مالک گوشت پیا کھوائے
اس توں بعد رسولؐ اللہ نوں لکھ سلام پونچاواں — چوں یاراں دے اتوں اپنی جندڑی گھول گھماواں
پنج تن پاک اتوں میں کیوں نہ سر اپنے نوں واراں — حسنؓ حسینؓ بتولؓ علیؓ نوں کراں سلام ہزاراں
غوث اعظم نوں یاد کراں میں ہر دم اُٹھدا بیندا — غوثاں، قُطباں تائیں ہر دم رہاں سلام کریندا
تاں ڈٹھی ویاں اندر ہوندی طاقت بھاری — اپنی نظر کرم تھیں کردے حل ہر مشکل بھاری
جے کسے ول ولی اللہ دا نظر قہر دی پا وے — اوس دے خاص محلاں تائیں لانبوا گ دے لادے
خواجہ عبد النبی صاحبؒ دی کرامت لکھ دکھاواں — ایس سعادت یاروں شاید میں بھی بخشیا جاواں
محمد موسیٰ خواجہ ام دے پیر زادے سی بھائیؔ — عمر اوائل انہاں دی آہا داڑھی مول نہ آئیؔ
متھے اُتے نور سی چمکے صورت لاٹاں مارے — سوہنی شکل نُورانی صورت لگن بہت پیارے
صورت پیر زادے دی یارو اعلیٰ نظری آوے — ہر اک ویکھن والے تائیں حیرانی وچہ پاوے
ہونٹ باریک سوہنے دے آہے وچہ ذقن دے چاہ سی — ابرو یارو پیر زادے دے وانگن قوس قزح سی
غرض اس دے ویکھ کے ہر کوئی حیرانی وچہ آوے — صورت اُسدی ابرا پارہ ہر اک نوں پئی بھاوے
شہزادے دی موراں وانگوں یارو ٹور نرالی — ثانی اپنا کوئی نہ رکھ دے او وچہ نیک اعمالی

خوبصورت تے اعلیٰ سیرت حلیم طبع شہزادہ — علم شرع دا پڑھنے کارن کیتا اوس ارادہ

حصول علم دے کارن اونہاں کیتا جدوں ارادہ — اوس نوں دلی بھیجن کارن ماپے ہوئے آمادہ

ماپیاں نے شہزادے تائیں دلی شہر پونچایا — علم شرع دا حاصل کرسے چھیتی ساڈا جایا

قدرت قادر دیکھ ربے دی کی کجھ اس نوں بھاوے — اپنے خاص پیاریاں تائیں کی کر او آزماوے

دلی دا جو سیٹھ وڈا سی مرگیا میرے بھائی — اوس دی بیوہ دے دل اندر اک دلیل جو آئی

سوچیا اوس نے دل دے اندر بچے سد منگاواں — درویشاں نوں جلد بلا کے ختم قرآن کراواں

آخر اوس نے بچیاں تائیں درس گاہوں منگوایا — ایصال ثواب مرحوم دے کارن دل وچ قصد ٹھہرایا

درویشاں دے کارن بیوہ ایہا حکم سناوے — قرآن خوانی تسی چنگی کرنی مردہ بخشیا جاوے

زیر زبر تے پیشاں تائیں خوب ادا بچے کرنا — کھڑا پیا نہ چھڈناں کوئی حرفاں تائیں پڑھنا

نال درویشاں موسیٰ صاحب بچے سی آیا ہویا — لباس درویشی محمد موسیٰ نے گل وچ پایا ہویا

جھرمٹ دے وچوں سیٹھ دی بیوہ ویکھے بچیاں تائیں — گراں معلوم تعداد بے کتنی پڑھدے نے یا ناہیں

محمد موسیٰ اونہاں وچوں جاں اوس نظری آیا — صورت اوس دی ویکھ کے بیوہ اپنا آپ بھلایا

ہوش آئی جاں اوس دے تائیں پے گئی وچ حیرانی — آکھے کیتھوں میں گھر آیا لوکو چن آسمانی

ایہہ تے کوئی فرشتہ نوری بھل آیا آسمانوں — کدھروں چل کے میں گھر آیا لوکو ماہ کنعانوں

ایہہ تے مینوں یوسف جاپے یا یوسف دا ثانی — شکلوں ایہہ تاں جاپے مینوں وانگن ماہ کنعانی

صورت پیرزادے دی اوسنوں لگی بہت پیاری — وانگ زلیخا اوس دے تائیں چاہڑی عشق خماری

ویکھیا پیرزادے نوں جاں اوس چین گیا اڑ سارا — آکھے کیتھوں میں گھر آیا بجلی دا چمکارا

ویکھیا پیرزادے نوں جاں اوس اپنا آپ گنوایا — آکھے بھل بھلیکھے میں گھر کدھروں نوری آیا

ویکھیا پیرزادے نوں جاں اوس آکھے ایہہ نئیں خاکی — آکھے ایہہ نہ خاکی بندہ ایہہ مخلوق افلاکی

صورت پیرزادے دی اوسنوں جس دم نظری آئی — ویکھ کے پیرزادے نوں بیوہ اپنی ہوش بھلائی

صورت پیرزادے دی اوسنوں جس دم نظری آئی — اوس دل تیکے مول نہ تھکے جان لباں تے آئی

صورت پیرزادے دی اوسنوں ماریا تیر دو گاڑا — دیکھ کے صورت اوس بیوہ نے ماریا آہ : نعرہ

صورت دیکھ کے پیرزادے دی او متحیر ہوئی   آکھے ایہہ نہیں آدم نوکو پری زادہ ہے کوئی

صورت دیکھ کے پیرزادے دی اوتاں ڈبدی جاوے   مصری زناں دے وانگوں بیوہ رووے تے کرلاوے

وچہ جھروکے کھلی ہوئی نوں کافی وقت دہاے   جاں جاں تکے پیرزادے نوں چین دے نوں آوے

دل کرے سوتکدی جاواں ایہہ فرشتہ نوری   دل کرے سوچیتی جاواں اوس دے وچہ حضوری

آخر لونڈی تائیں اوس نے بہت چھیتی منگوایا   وچہ جھروکے انگل کرکے پیرزادہ وکھلایا

آکھے نام جاء پچھ توں ایسدا کون ہے کِسدا جایا   کس ملک دا ہے شہزادہ ایتھے کیونکر آیا

لونڈی پونچی کول حضرت دے کجھ سرپیر نہ پایا   دوبارہ اوس نے لونڈی تائیں حضرت وَل دوہرایا

لتنے نوں درویش تمامی دل مسجد دے دہاۓ   وچہ تصور بیگم تائیں شہزادہ تڑپائے

ذہن بیوہ دے اندر آخر اک تجویز جو آئے   ہر جمعرات نوں کُل درویشاں تھیں ختم قرآن کرائے

ایصال ثواب دا کرے بہانہ بچیاں نوں منگوائے   وچہ جھروکیوں پیرزادے نوں آپ اوتکدی جائے

غرض کہ اک دن پیرزادے نوں بیوہ سد منگایا   اگا پچھا اوس تھیں پچھیا چین دِلے نوں آیا

ہتھ بنھ عرض کرے یا حضرت تسی روزانہ آؤ   کھانا تساں نہ چنگا ملدا ایں عاجز دے کھاؤ

عرض کرے پردیس دے اندر ملے نہ چنگا کھانا   وچہ پردیس مصیبت ہوندی یا حضرت میں جاناں

عرض کرے یا حضرت صاحب میں بلہاری جاواں   وچہ پردیس رہائش کارن ملن نہ چنگیاں تھاواں

عرض کرے جے کرم کردتاں ایتھے ہی آجاؤ   خدمت بہت زیادہ کرساں جے کر کرم کماؤ

عرض کرے مدرسے اندر ہوندی کوفت بھاری   میرے ہاں قیام فرماؤ یا حضرت میں واری

اوہنی عرضاں کرے بے چاری، نامنظور فرماون   پیرزادہ جی اوس بیوہ نوں ایہا پئے فرماون

تیری ایہہ ہے خواہش بی بی کراں ایتھے شب باسی   جے آجاواں ایتھے بی بی پڑھ ہی کون پڑھاسی

آدھی رات تائیں میں بی بی اپنا سبق دہراواں   نئیں منظور لئے میرے کارن مینجی چک لیاواں

پھر اوہ بیوہ عرض کریندی میں صدقے میں واری   کھانا کھاکے وقت دوپہرے ہوندا مشکل بھاری

ایس لئی تسی وقت دوپہرے کجھ آرام فرماؤ   ٹھنڈے ویلے بیشک حضرت دل مدرسے جاؤ

پیرزادے نے ایہہ گل سن کے دل وچہ قصد ٹھہرایا   وقت دوپہر گزارن کارن وعدہ چا فرمایا

حسب وعدہ جاں شہزادہ وقت دوپہرے آوے — بیوہ بیگم نوں شہزادہ بہت زیادہ بھاوے
مُلذذ لُتے مرغن اُوسنوں اوکھوائے کھانے — وانگ زلیخا آپ کھوادے بیٹھے کر بہانے
شہزادے نوں آکھے تینوں رب نے آپ بنایا — ہتھیں خود بنا کے اوس نے روغن حُسن چڑھایا
صورت تیری بھولی بھالی لگے بہت پیاری — جس دن دا میں ڈٹھا تینوں ہوش گئی بھُل ساری
تیری ہے ہر چیز نرالی ستے ہے کرماں والی — تیری ہرادا پیارے جاپے پئی نرالی
اوڑک عورتاں والا اوس نے جلد کیتا سی چالا — آکھے شاہا عشق تیرے نے کر دتا بے حالا
آکھے تیرے عشق نے شاہا مینوں مار مکایا — ولئے دریغ میں درویشاں نوں کاہنوں رُند منگایا
آکھے میں نے کرم کریں جے شربت وصل پلادیں — لے محبوبا میرے تائیں پکڑ سینے نال لادیں
شربت وصل پلادے سجناں مراں نہ ہیں تربائی — باجھ وصل دے میریا سجناں میتوں دُکھ نہ کائی
شربت وصل پلاکے سجناں دُور کریں غم گیری — بناں وصل دے میریا سجناں بہت ہوندی دلگیری
شربت وصل پلادے سجناں دور ہوئے غم ناکی — شربت وصل پلاکے سجناں بن جا میرا ساقی
شربت وصل پلاکے جے توں ٹھنڈے کلیجے پادیں — ساری عمر میں باندی رہساں جے کر کرم کمادیں
شربت وصل پلادیں جے کر ہوئے طول حیاتی — نئیں تاں سر تیرے چڑھ مرساں پٹ پٹ اپنی چھاتی
غرض کہ اوس نے پیرزادے نوں کیتا تنگ زیادہ — ہوگیا پھر متزلزل یارو ایہہ مذکور شہزادہ
ہاروت ماروت فرشتیاں لیتھے آکے ہمت ہاری — ایس ازمائشوں مشکل بچناں فضل کرے ربّ باری
ہاروت ماروت بھی ایتھے آکے اپنا آپ ونجاون — شہر بابل دے کھوہ وچ آخر اُلٹے ٹنگے جاون
فضل ربانے جیکر بندیا شامل حال نہ ہوون — بلم بعور دے وانگن کئی ہتھ اولیائیوں دھوون
فضل خدا تھیں یوسف بچیا ہویا فضل خدا دا — صورت باپ دی نظری آئی کیتا جدوں ارادہ
بعضے آکھن اللہ سائیں جبرائیل پونچایا — بعضے آکھن بت زلیخاں جاں اوس نظری آیا
یوسف پچھے دس زلیخا ہے ایہہ چیز کیسائی — کہے زلیخا رب میرا ہے میں جس تھیں شرمائی
میں ایس اتے کپڑا پایا ویکھ اساں نہ پاوے — ایس دے کولوں حضرت یوسف مینوں شرم جے آوے
سنیاں گلاں جدوں یوسف نے جلدی نس کے آیا — اللہ پاک نے اپنے فضلوں یوسف تائیں بچایا

پیرزادہ مذکور شہزادہ بہت بڑا کترایا
بدی کرن تھیں اوس بھی کانی اپنا آپ بچایا

آخر گھی سی کول آتش دے فوراً پگھل آیا
پیرزادے نے پلنگ دے اُتے جاں ہی قدم ٹکایا

پہلا قدم رکھ پلنگ دے اُتے دوجا چکن لگا
از غیبوں کسے اوس دے تائیں لک وچہ ماریا ٹھڈا

پیرزادے نوں ٹھڈا لگا پلنگوں تھلے آئے
غضبوں پیرزادے نوں کوئی از غیبوں فرمائے

توں ہیں میرے پیر دا جایا مینوں مول نہ بھایا
ایڈی دوروں چل کے تینوں میں بچاون آیا

جیکر پیرزادہ نہ ہوندوں میں نہ آندا کائی
عزت برکت پیر دی خاطر تیری جان بچائی

توں محمد موسیٰ ہے سین میرے پیر دا جایا
تینوں میں بچاون کارن وچہ دلی دے آیا

ٹھڈا پیرزادے نوں لگا جس نے ہوش بھلائی
مرشد زادے دے کن اندر ایہہ آواز جو آئی

پیرزادے دے کن دے اندر ایہہ آواز آیا
خوش بختی ہے تیری موسیٰ توں ہے پیر دا جایا

سجے توں نہ ہوندوں پیر دا زادہ بن آئیوں توں مردا
مینوں شرم حیا پیراں دی میں ہاں جس دا بردا

پیرزادے نوں ایہہ فرما کے خواجہ نظر نہ آیا
پیرزادے دے بدن دے اُتے درداں غلبہ پایا

ٹھڈے پیرزادے دے سارے ہڈیاں جوڑ ہلائے
اُٹھن لگیاں اوس دے تائیں خواجہ نظری آئے

پیرزادے دے جوڑ تمامی ٹھڈے چا ہلائے
اُٹھن لگیاں اوس دے تائیں مول نہ اُٹھیا جائے

ہوش آئی جاں پیرزادے نوں یاد دکھ نہ بھاوے
وانگ سیماب دے کنبے حضرت ٹریا مول نہ جاوے

آخر اوس دے تائیں لوکاں درس گاہے پوچایا
درس گاہ تھیں پھر شہزادہ شام پوراسی آیا

بدن ہویا مدقوقاں وانگوں چہرے زردیاں چھائیاں
فالج نے چا حملہ کیتا کھاون پیتے دوائیاں

کرن علاج دوا بتھیری فرق نہ جاپے کوئی
چلنوں پھرنوں عاجز ہوئے مندی حالت ہوئی

جاں جاں کرے علاج شہزادہ مرضاں ودھدیاں جاون
شرمساری تھیں کول خواجہ دے آون تھیں کتراون

آخر اک دن بیٹھیاں بیٹھیاں ایہہ دلیل جو آئی
اس زندگی تھیں موت ہے بہتر زندگی لطف نہ کائی

کول خواجہ دے جا کے کیوں نہ پاپ اپنے بخشاواں
کیوں نہ اونہاں کولوں اپنے لئی دعا کراواں

پر او دل دے وچ شرماون خواجہ تھیں کتراون
بحر غماں وچ غوطے کھاون خواجہ کول نہ آون

اوڑک رڑدیاں کھڑدیاں اک دن کول خواجہ دے آئے
دو زانو ہو آکے بیٹھے گل نہ کیتی جائے

خواجہ میرا جانی جاں سی سمجھے سب کہانی
شہزادہ بھی نظر چرا کے کردا عرض زبانی

میتھوں کافی غلطی ہوئی بھگتیا میں خمیازہ
یا حضرت ہن کدھوں پڑھوگے میرا تسی جنازہ

ایس زندگی تھیں موت ہے چنگی جو بیتوں نہ آوے
صاحبزادہ خواجہ اُگّھے رو رو عرض سناوے

خواجہ اُم نے جس دم ڈٹھی اوس دی گریہ زاری
رحم آگیا خواجہ تائیں دیکھ اوس دی بیماری

پیرزادے دے حق دے اندر پھر دعا فرماون
پاک ربّ نے تھیں شہزادے دے کل گناہ بخشاون

خواجہ صاحب حق موسیٰ دے جدوں دعا فرمائی
جھٹ پٹ یارو پیرزادے نوں پلٹ آئی رعنائی

پیرزادے دی صحت یارو فوراً پلٹ کے آئی
برکت خواجہ اُم شہزادے صحت مکمل پائی

پھر موسیٰ دے پڑھنے کارن پیئے دلیل دوڑاون
بہت سارے علماواں تائیں سیام شریف منگواون

پیرزادے لئی شام پوراسی درس کرایا جاری
اوتھے آکے علم شرع دا پڑھ دی خلقت ساری

دُور دراز علاقیاں وچوں کافی طلباء آون
علم شرع دا حاصل کر کے قُرب حضوری پاون

مُبلغ اوس درس تھیں یارو پیدا ہوئے بہتیرے
دین نبیؐ دا چرچا کیتا جنہاں چار چوفیرے

عالم فاضل اوس درس نے کافی چا بنائے
برکت خواجہ اُم دی جنہاں عالی رُتبے پائے

نمازی آتے غازی ہوئے پڑھ پڑھ دین الٰہی
دین دنی وچہ دوہیں جہانی جنہاں عزت پائی

طالب علماں تائیں اعلیٰ درسوں مل دے کھانے
کپڑے لتے ہر شے مل دی نال فضل ربّانے

رہائش طلباء دی خاطر خواجے حجرے سن بنوائے
طلباء نوں تکلیف نہ ہووے خواجہ اُم فرمائے

اوس درس نے اوس علاقے تھلکے بہت مچائے
فقہ حدیث نوں پڑھنے کارن طلباء دوروں آئے

دور دراز علاقیاں وچوں سُن کے طلباء آون
علم شرع دا حاصل کر کے دِل دا مقصد پاون

پیرزادے دی خاطر اصلی درس کرایا جاری
نہیں سن خواجہ کرنی چاہندے اوس دی دل آزاری

اوس درس نے اوس علاقے کافی شہرت پائی
حصول علم لئی دور درازوں کافی خلقت آئی

غرض کہ دسیا تینوں کیونکر درس ہویاسی جاری
سب حقیقت لکھ دکھائی پڑھدے آپ توں قاری

ایس لئی میں سب حقیقت لکھ دکھائی یارا
دعا کرو حق میرے اندر بخشے بخشنہارا

میں اک سگ خواجہ دا ہینگا عاجز در در نجاناں
خواجہ اُم دی قدر پیارے کافی میں پچھاناں

کرو دعا حق میرے اندر دور ہوئے غم خواری — وچہ مصائب گھریا ہویا رحم کرے رب باری
میں دکھیارا درداں مارا محرم راز نہ کوئی — خواجہ ام نوں عرض گزاراں جلد کرن دل جوئی
حاجی سلیم صاحب جو یارو شام چوراسی والا — کرو دعا حق اوس دے اندر فضل کرے حق تعالیٰ
خواجہ ام دا پوتا ہے او۔ وچہ لاہور دے رہندا — خواجہ ام نوں یاد کریندا ہر دم اٹھدا بہندا
غلام رسول دے دل اندر اک دن اہیہ ہی آیا — وچہ چوراسی دساں لوکاں نوں کس نے درس بنایا

خواجہ عبدالنبیؒ صاحب کا راما کو جواب معہ کرامت

بسم اللہ بسم اللہ پڑھ کے ہتھ قلم نوں لاواں — کرامت خواجہ صاحب دی میں سب نوں لکھ دکھاواں
پھر درود رسول اللہ نوں پوہنچے لکھاں ہزاراں — پنج تن پاک اتوں میں کیوں نہ سر اپنے نوں واراں
خواجہ عبدالنبی صاحب نوں کئی سلام پوہنچاواں — روضے آنجناب دی مٹی اکھیاں دے وچہ پاواں
صاحب زادیاں تائیں پھر میں کراں سلام کروڑاں — لخت جگر نے خواجہ ام دے کیوں اپنا مکھ موڑاں
صاحب زادیو میرے تائیں غربت بہت ستایا — فاقہ مستی نے گھر میرے خوش ہو ڈیرہ لایا
رشتے داراں میرے تائیں نظروں دور گرایا — وچہ غریبی میرے تائیں سکیاں موہنہ نہ لایا
سکے بھائی مینوں ویکھ کے دوروں نے کتراندے — دیکھ پچھان لواں نہ شاندر رستے نوں چھڈ جاندے
صاحب زادیو سکے میرے کھیڈن وچہ کروڑاں — مینوں روٹی رج نہ مل دی چاہے کتنی لوڑاں
جاندا صاحبزادیاں وچوں میں اقبال جی شامی — لائل پورے وچہ حاکم ہے سی جانے خلق تمامی
کرو دعا حق میرے اندر تسیں او ولیاں زادے — میرے جیہے کروڑاں تارے پکڑ توہاڈے دادے
دیو اجازت صاحبزادیو جاں وڈی سرکارے — میں دل نظر کرم دی شاندا او محبوب گزارے
ہن میں خواجہ صاحب اتوں جندڑی گھول گھماواں — صدقے جاواں عرض سناواں دلی مقاصد پاواں
شیخ طاہر نے تیں پر خواجہ فضلوں مینہ برسایا — تیرے کولوں خواجہ صاحب ہندو مذہب چھڑایا
رامے سوہرے تیرے تائیں خبر جاں گئی ساری — کئی مہینے روکی رکھی اوس نے تیری ناری

(۳)

شام چوراسی تینوں پہنچے نال خیریت بھائی — ایہہ کرامت خواجہ اُم دی جانے کل لوکائی

ایہہ کرامت دیکھ ہزاراں پکڑن دین حقانی — چھڈ گئے مذہب ہنود بیچارے ہویا فضل رَبّانی

صاحبزادیو عرض کراں میں دوبارے سرباٹے — کرو دعا حق میرے اندر بابے دی سرکارے

غربت اُتے بیماری کولوں گھر دے صحت پاون — نال برکت او خواجے بابے مطلق نہ گھبراون

خواجہ عبدالنّبی صاحبؒ جی ظاہرا دلی کہاویں — وچہ مجالس پاک نبیؐ دی اکثر آویں جاویں

وچہ درگاہ الٰہی تیرا مرتبہ بہت اُچیرا — بابے داتوں دامن پھڑیا کیتا کم چنگیرا

حاجی سلیم صاحب جو یارو شام چوراسی والا — پوتا ہے او میرے خواجہ دا فضل کرے حق تعالےٰ

عقیدت مندا وبہت خواجہ دا وچہ لاہور دے رہندا — خواجہ، خواجہ یاد کریندا ہر دم اُٹھدا بہندا

بس غلام رسولا تیری مُن لئی سب زاری — حل ہو جاسی مشکل تیری فضل کرے ربّ باری

حضرت تاجُ العارفین رحمۃ اللہ علیہ دیاں کرامتاں

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس ہستی دے جائے — جو ہندواں گھر پیدا ہویا نام سی بھو پت رلائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس ولی دے جائے — جس دے روضے پاک نے اوہوں شجر کرن جھک سائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — نال کشف دے وچہ بیداری جو رسولؐ ملائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — بے اولاداں جس دے یاروں گو دیں لعل کھڈائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس ولی دے جائے — پونچھ کے وچہ دلی دے جیہڑا موسیٰ تائیں بچائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — وانگ بیڑی دریا وچہ جیہڑا جاءنماز چلائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — جس سوہنے دے قدمیں آکے شیراں سیس نوائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس ولی دے جائے — جو محلاں رلمے تائیں لاہنو اگ دسے لائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس ولی دے جائے — جس صاحب نے داݨاں تائیں کھانے رج کھوائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — تیئیس (۳۰) میل جو پیدل چل کے وَل مرشد دے جائے

صاحبزادیو تُسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — حکم مرشد تھیں نال کوہڑے دے جو گجریلا کھائے

گھل پیغام اہیہ خواجہ تائیں راے حکم سنایا — بدلیا مذہب کیوں کاکا اپنا کی تیرے ہتھ آیا

بہترا ایہہ مناسب تینوں چھڈ بابے دا پلہ — ہندو مت وچہ بوہتا بھدا اکھن جنہوں اللہ

نئیں تاں جندڑی توں ہتھ دھوے جندڑی بہت پیاری — وقت مصیبت نہ کوئی پوچھے ہوندی مشکل بھاری

اینویں ہتھوں سٹی مالا، توڑ زنار گنوایا — لے انوکھی کھیڈ توں کیتی کی تیرے ہتھ آیا

مسلم مذہب دے وچہ رہویں جے بھجاں مول نہ کاکی — پھر سمجھاں گا تیرے تائیں توں ہویا ایں عاقی

حقہ پانی بند کراں گے مل سی دیس نکالا — ویکھ سی شیخ طاہر پھر تیرا اپنی اکھیں حالا

راے سوہرے تائیں خواجہ خوب جواب سنایا — لے قاری ہیں اسدے اندر سارا لکھ دکھایا

ڈوڈا تھالی بھن گنالی کیتی پونکا بھن مسیت — آکھیں راے سوہرے نوں ساڈی اللہ نال پریت

رایدھر آکلام رسولا، کدھر گیوں پیارے — کرامت خواجہ صاحب دی توں چھڈ دتی وچکارے

سن جواب نوں رانا سوہرا وچہ غصے دے آیا — خواجہ رام دے جس جوایوں بہت بڑا گھبرایا

آخر اک دن دل خواجہ دے بیٹھیاں بیٹھیاں آیا — فرقت زوجہ اتے بچے دی اوسنوں آن ستایا

کرکے یاد خدا نوں سوہنا پنڈ ساہوریاں دے ڈھایا — اک اکلا دوجا اللہ تے اللہ دا سایا

تیلن دے ہتھ گھل سنیہا زوجہ نوں منگوایا — شام پوراسی جادن کارن دوہاں قصد ٹھہرایا

وقت عصر زوجہ معہ بچے دے کے پنڈ دل دہاے — دشمن نوں جاں خبراں ہویاں پچھے داہر دوڑ آئے

پچھے دشمن اگوں دریا بوہتیاں ٹھاٹھاں مارے — ویکھیا جاں لے سین مائی نے ہوش گئے بھل سارے

خواجہ صاحب تائیں سجناں مطلق خوف نہ آیا — نہ ہی دشمناں دوتیاں کولوں او صاحب گھبرایا

پڑھ بسم اللہ خواجہ صاحب مصلے دریا وچہ پایا — زوجہ خود نوں سنے بچے دے باہوں [illegible]

وچکار دوہاں دے خواجہ صاحب اپنا آپ ٹکائے — جہاز بحری دے وانگ مصلے ٹردا پار نوں جائے

دشمناں تائیں عقل نہ آئی مگریں گھوڑے ڈالے — ہتھیں سب ناں پکڑے ہوئے خنجر نیزے بھالے

جس دم خواجہ صاحب پونچے دریا دے وچکارے — دشمناں وچوں اک ممر رو رو پیا پوکارے

جاں دیو تسیں انہاں تائیں ہرگز مول نہ روکو — پنڈا ساڈا سڑ گیا سارا، حال دوہائی لوکو

پنڈ دل ویکھیا جاں داہر نے لاٹاں نظری آون — سڑ گیا سب کجھ رہیا نہ باقی روون تے پچھتاون

صاحب زادیو تسی او سارے اوس مرشد دے جائے — کو ہڑیوں کو ہڑ جسم تھیں پل وچہ جس نے کڈھ گنوائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس مرشد دے جائے — جس دے در تے جو بھی آئے دلی مقاصد پائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — جس سوہنے نے مجذوباں دے گل کپڑے تن ؛ پائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — ہتھ تو ہاڈے جس سوہنے نے قلم دوان پھڑا لئے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — میرے جیہے ہزاراں پل وچہ جس نے بنے لائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — دشمن در ہر نوں دیکھ کے جیہڑا مطلق نہ گبھرائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — رلے سوہرے تائیں جیہڑا کھرے جواب سنائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس محبوب دے جائے — کئی ہزاراں ہندو جنہوں دیکھ ایمان لیائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — دشمن دی تعداد نوں جیہڑا خاطر وچہ نہ لائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — شیخ طاہرؒ نے جس دے کولوں دیوی بت چھڑائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس محبوب دے جائے — جس علاقے اپنے اندر گیت توحید دے گائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — پکا گجر یلا مرشد کارن ، جو پیدل لے جائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — باپ دادے دیاں رسماں تائیں جیہڑا چھڈ گنوائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — جس نے توڑ زنار گنوایا متھے تلک نہ لائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — جس نے حجرے طلباء کارن درس اندر بنوائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — شام چوراسی اندر جس نے جاری درس کرائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — نال اشارے انگل جیہڑا ڈگدی کند ٹھہرائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — جو چوکیداری در اپنے دی شیراں تھیں کروائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس مرشد دے جائے — پاک نبیؐ دی وچہ حضوری جو روزانہ جائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس مرشد دے جائے — ہر دم پاک نبیؐ نوں جیہڑا پیا درود پوہنچائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس مرشد دے جائے — جیہڑا عام غریباں تائیں پکڑ سینے نال لائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — جس دی دوری شیراں تائیں اتھرو پئی رلائے

صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — حضوری جس دی شیراں دے دل بہت زیادہ بھائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — جس دے اگوں ضیغ مستانی ادبوں سر نہ چائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — جس دے در تھیں کوئی سوالی خالی مول نہ جائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — وچہ شکم مائی دے اندر ولی اللہ جو آ ہیے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — جو ہندواں گھر پیدا ہو کے ولی سلطان کہلائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس مرشد دے جائے — پیرزادے دے حق وچہ جیہڑا رب نوں عرض سنائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — پیرزادے نوں رب دے کولوں جیہڑا صحت دوائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس مرشد دے جائے — پیرزادے دا فالج جیہڑا پل وچہ دور کرائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس خواجہ دے جائے — پیرزادے نوں پکڑ کے جیہڑا نال سینے دے لائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس مرشد دے جائے — جیہڑا پیرزادے دا کافی ادب بجا لیائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — پیدائشی ولی جو حضرت صاحب بن دنیا تے آئے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — میرے جیہے نمانے جس نے زر دیاں بنے لائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — شہریار مصاحب تائیں جو سینے نال لائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — شہریار مصاحب جس نوں بہت زیادہ بھائے
صاحب زادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے — خلافت اپنی شہریار نوں جیہڑا دے کے جائے
صاحب زادیو حق میرے وچہ دلوں دعا فرماؤ — میری مشکل نام خدا دے جلدی حل کراؤ
بس غلام رسولا ہن توں نہ کر ایڈی زاری — تیری مشکل حل ہو جاسی نال زبیدی یاری

دیگر

دل کردا ہے خواجہ صاحب تیرا سگ سداواں — تیری نظر کرم دے بدلے میں بھی بخشیا جاواں
دل نہیں کردا ہو کے تیرا در غیراں دے جاواں — یا خواجہ جی باجھ تیرے میں کس نوں حال سناواں
دل کردا ہے عرض سنیں توں ولیاں دے سلطاناں — تیریاں سب کرامتاں تائیں جانے کل زمانہ

دل کر دا ہے جلدی سُن لیں خواجہ میری زاری   شام چوراسی جلد بُلاے نال رہیدی یاری
دل کر دا ہے روضہ تیرا دیکھ کے فرحت پاواں   یا خواجہ میں تیرے اتوں جندڑی گھول گھماواں
دل کر دا ہے خواجہ صاحب میں منظوری پاواں   ہوکے در تیرے دا کتا اپنے پاپ گنواواں
دل کر دا ہے اپنے تائیں تیرا سگ سداواں   پٹہ ہووے گل نام تیرے دا جدھر چاہواں جاواں
دل کر دا ہے لوکی مینوں سمجھن تیرا بردا   یا خواجہ ہن میرے اُتے مینہ برسا کرم دا
دل کرے صاحبزادیاں تائیں، کراں سلام کروڑاں   لختِ جگر نے خواجہ ام دے کیوں اپنا مکھ موڑاں
دل کرے کر نظر کرم دی دور ہودن دُکھ سارے   بحر غماں وچہ غوطے کھادن بیڑا لا کنارے
دل کر دا ہے پاک روضے تے پنچھی بن کے جاواں   کر زیارت پاک روضے دی ٹھنڈ کلیجے پاواں
دل کر دا ہے پنچھی بن کے شام چوراسی جاواں   جے اِک واری جاواں اوتھے مڑ کے پھیر نہ آواں
دل کر دا ہے خواجہ صاحب جلد دیدار کرا دیں   پاک نبیؐ دی مجلس اندر توں روزانہ جا دیں
دل کر دا ہے خواجہ صاحب دا ہووے دیدار شتابی   دور ہووے پھر اندروں باہروں میری کل خرابی
دل کر دا ہے دیکھاں چھیتی تیری شکل نُورانی   یا حضرت ہن خوابے اندر آ دکھا پیشانی
دل کر دا ہے روضہ تیرا میں دیکھاں اِک واری   جس دے پاروں دور ہو جاوے میری کل بیماری
دل کر دا ہے خواجہ صاحب سدیں شام چوراسی   برکت تیری میرے اُتے مولا کرم کما سی
دل کر دا ہے در تیرا دیکھاں شوق ایہہ فرماوے   بن دیدار تیرے یا حضرت مینوں کجھ نہ بھاوے
دل کر دا یا حضرت تیرا ہوواں سگ حضوری   ولے دریغ ستاندی مینوں بہت تہاڈی دُوری
دل کر دا ہے میرے کارن شربت دید پلا دیں   کو ہجی اُتے نکمی تائیں پکڑ سینے نال لا دیں
دل کر دا ہے چھیتی چھیتی پونچاں میں سرکارے   خواجہ صاحب بیڑا میرا لاسن جلد کنارے
دل کر دا ہے چھیتی چھیتی دیکھاں پاک دوارہ   جس تے رحمت پاک خدا دی برسے ابرا بارا
دل کر دا ہے چھیتی دیکھاں میں روضے دا ویہڑا   نور خدا تھیں جو منّور خواجہ روضہ تیرا
دل کر دا ہے خواجہ صاحبؒ میں تے رحم کما وُ   عاجز مجھ کمینے دے ہُن سارے روگ گنواوُ
دل کر دا ہے ننگی پیریں چل روضے تے آواں   آنجناب دے روضے اُتے گھی چراغ جلاواں

دل کردا ہے خواجہ صاحب در تیرے میں آواں — اپنی اکھیاں دے وچہ مٹی پاک روضے دی پاواں
دل کردا ہے خواجہ صاحب میں روضے تے آواں — نال داڑھی دے جھاڑو دیواں دِلی مقاصد پاواں
دل کردا ہے خواجہ صاحب در تیرے تے آواں — رو رو عرض سُنا کے حضرت میں منظوری پاواں
دل کردا ہے خواجہ صاحب در تیرے تے آواں — سینہ صاف ہو جاوے میرا قدمیں سیس نواواں
دل چاہندا ہے خواجہ صاحب دَر تیرے تے آواں — اٹھے پہر میں یا حضرت جی کردا رہاں دُعاواں
دل کردا ہے کانگ بجے ہوواں اُڈ روضے تے جاواں — خاک در خاک یا حضرت ہو کے میں منظوری پاواں
دل کردا ہے خواجہ صاحب روضے تیرے آواں — رحمت رَبدی وسدی ویکھاں ٹھنڈ کلیجے پاواں
دل کردا ہے خواجہ صاحب در تیرے تے آواں — اپنے نفس آمارہ تائیں اوتھے مار مکاواں
دل کردا ہے یا حضرت جی روضے تیرے آواں — دُوروں دیکھ کے روضہ تیرا ادبوں سیس نواواں
دل کردا ہے خواجہ صاحب دَر تیرے تے آواں — اوس مقدّس دھرتی اوتوں جندڑی گھول گھماواں
دل کردا ہے خواجہ صاحب دَر تیرے تے آواں — پر تو دامن دے ہیٹھ بہہ کے کل مراداں پاواں
دل کردا یا حضرت میرا لکھدیاں سول نہ تھکاں — تیریاں سب کراماتاں لکھدیاں خواجہ جی نہ اکاں
دل کردا یا حضرت صاحب جلدی رحم کماؤ — عاجز مجھ کمینے تائیں چا دیدار کراؤ!
دل کردا یا حضرت صاحب روضے تے بلواؤ — کوہجے لُتے نکمے تائیں دِلوں نہ کدی بھلاؤ
دل کردا ہے میرے تائیں روضے تے بلواؤ — اپنی نظر کرم یا حضرت مجھ عاجز تے پاؤ
نظر کرم فرماؤ حضرت سلیم شامی دے ولے — ٹھیک ہو جاون اُوسدے حضرت سارے کم اولے
یا حضرت جی سلیم شامی ہے تیرا اپنا جایا — تیرا ہے پڑپوتا جنوں غماں بہت ستایا
دل کردا ہے یا حضرت جی نظر حقیقی پاؤ! — غلام رسول ملول ہے جے رہندا اوس تے کرم کماؤ

دیگر

وچہ جلال جاں خواجہ صاحب تسی حضرت جی آؤ — کئی ہزاراں چوراں تائیں دبے قطب پونچاؤ
نال کوہڑے گجریلا حضرت جاں تسی رل کے کھاؤ — کوڑھیوں کوڑھ جاوے یا حضرت مرضاں سب گنواؤ

در تیرے تے خواجہ صاحب جیہڑے کوڑھے آوندے ‏— برکت نال یا خواجہ تیری اپنا کوڑھ گواندے
روندا آوے ہسدا جاوے آوے جیہڑا کوڑھا ‏— بھانویں ذات دا باہمن ہووے بھانویں ہووے روڑا
اے کرامت تیری خواجہ جانے کل لوکائی ! ‏— سچی گل سنائی میں تاں جھوٹ نہیں اک رائی
بیڑی وانگوں وچہ دریا دے جاء نماز چلایا ‏— دشمناں کولوں نہ گھبرایا عالی تیرا پایہ !
لے آیوں توں نار معہ بچہ خواجہ شام چوراسی ‏— تیرا مرشد کامل خواجہ بابا طاہر شاہ سی
اک اکلا دوجا اللہ دل وچہ خوف الٰہی ‏— تیری نظر غضب سنے خواجہ راجے دے اگ لائی
تیری دیکھ کرامت خواجہ دل ہوئے دو پارے ‏— کلمہ نبیؐ دا آکھن لگے اکثر ہندو سارے !
ایس کرامت تیری خواجہ کر چھڈی مشہوری ‏— دشمن بجھ گئے سب خواجہ بندہ خاص حضوری
وچہ مجالس پاک نبیؐ دی تیرا رتبہ اعلےٰ ‏— دعا تیری منظور کریندا پاک خداوند تعالےٰ
میں بھی سگ ہاں در تیرے دا غربت بہت ستایا ‏— گھر میرے وچہ غربت ہوراں خوش ہو ڈیرا لایا
کرو دعا حق میرے اندر تسی او رب دے پیارے ‏— میرے جیہے نمانیاں دے کم کافی تساں سنوارے
کرو دعا حق میرے اندر فضل کرے رب باری ‏— خواجہ صاحب غربت ہتھوں پونچی سخت لاچاری
کرو دعا حق میرے اندر دور ہوون دکھ سارے ‏— میری کشتی خواجہ صاحب اٹکی ادھ وچکارے
تسی خدا دے خاص پیارے تے مقبول الٰہی! ‏— یا حضرت ہن میں تے ہووے جلدی فضل الٰہی
تسی خدا دے خاص پیارے اعلےٰ مرتبے پائے ‏— روضے پاک تساں تے اوہوں شجر کرن جھک سائے
وچہ دربار رسالت حضرت اعلےٰ رتبے پائے ‏— بے اولاداں تیرے پاروں گودیں لعل کھڈائے
سلیم صاحب دے حق دے اندر جلد دعا فرماؤ ‏— اوسدے اتے خواجہ صاحب نظر کرم دی پاؤ
بس غلام رسول پیارے نہ کر ایڈی زاری! ‏— تیرے کم سنوارن خواجہ نال ربّے دی یاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالی کرامات حضرت خواجہ خواجگان عالی مقام

تاج العارفین قطب الاقطاب عبدالنبیؒ شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ بسم اللہ کرکے ہتھ قلم نوں لاواں
بیٹھ گوشے وچہ نال عقیدت کرامت لکھ وکھاواں

خواجہ عبدالنبی صاحبؒ دی کرامت لکھ دکھاواں
ایس سعادت پاروں شاید میں بھی بخشیا جاواں

حاجی سلیم صاحب جو ہیگا شام چوراسی والا
دسیا جس نے میرے تائیں کرامت دا سب حالا

حاجی سلیم صاحب نے دسیا مینوں ایہہ زبانی
اوس زمانے وچہ کرامت نہ خواجہ دا ثانی

شیخ طاہرؒ نوں اوس زمانے ولی کامل سدیندے
عالم پور وچہ شیخ طاہرؒ معہ اطفالاں رہندے

خواجہ اُم دے شیخ طاہرؒ عالم پور وچہ رہندے
گجریلے نوں شیخ طاہرؒ بہت پسند کریندے

شیخ طاہرؒ خواجہ اُم دے مرشد ہیسن بھائی
خواجہ اُم نوں بہت پیارے جانے کل لوکائی

شیخ طاہرؒ راضی ہو کے گجریلے نوں کھاون
وچہ پیالے جو ہتی واری گجریلا پکواون

خواجہ عبدالنبیؒ صاحب نوں علم جاں ہویا یارا
مرشد میرے تائیں لگے گجریلا بہت پیارا

خواجہ اُم نوں علم جاں ہویا دل دلیل دوڑاون
شیخ طاہر لئی لے گجریلا عالم پور نوں جاون

لے گجریلا گھر اپنے تھیں ول مرشد دے جاون
تیئں(۳۰) میل مسافت کرکے روزانہ او آون

معمول ایہہ بنیا خواجہ اُم دا سُننا یار پیارے
لے گجریلا حاضر ہوون مرشد دے دربارے

معمول مطابق اک دن خواجہ ول مرشد دے دھائے
اجزار گجریلے خواجہ اُم نے ہانڈی دے وچہ پائے

شیر شکر تے چول برابر ہانڈی دے وچہ پاون
سر اپنے تے ہانڈی تائیں اُلفت نال ٹکاون

ہانڈی ہیٹھ انگیٹھی ہوندی جس وچہ اگ دیاوے
بلدی اگ تے ہانڈی ہوندی جو خواجہ لے جاوے

تاہنگ مرشد دی دل دے اندر عالم پور نوں جاون — نال خوشی دے دل مرشد دے چھیتی قدم اٹھاون
اک دیہاڑے خواجہ صاحب جاں دل مرشد دھایا — مینہ اندھیری غضب دی آئی جس سنے قہر کمایا
ٹر دیاں رستے اندر کی کجھ ہویا بھائی — کالی آندھی تے مینہ کافی نال غضب دے آئی
طوفان باد باراں سنے جس دم کیتی بہت تباہی — رستہ کوئی نظر نہ آوے اٹک کھلے سب راہی
خواجہ ام پرواہ نہ کیتی نہ ہی ٹھہر کھلویا — دیکھ غلام رسول زمانے کی تماشہ ہویا
مینہ اندھیری جس دم بھائیا ڈاہڈا قہر کمایا — قدرت رب دی ہانڈی وچوں دودھ نوں جوش چڑھ آیا
سر دے اتے ہانڈی اندر پیا گجریلا پکے — ویکھن والیاں سمجھ نہ آوے ہر کوئی اتوں تکے
اگ بلیندی سر دے اتے گجریلا پیا پکے — خلق ربانی دودھ ابل دا سر خواجہ تے تکے
اگ بلے تے ہانڈی وچوں دودھ ابالے کھائے — خواجہ ام دے کپڑے سارے ابل دودھ ونجائے
آخر آندھی زور جاں کیتا مینہ نے قہر وسایا — دودھ ابل کے ہانڈی وچوں خواجے اتے آیا
کپڑے خراب ہو گئے خواجہ دے چہرہ اتے پیشانی — داغو داغ ہو گیا خواجہ دا چہرہ سب نورانی
تر ہو گئی ریش مبارک نالے کپڑے چہرہ — پہچان نہ سکدا خواجہ ام نوں دوروں یار گھنیرا
داغو داغی خواجہ ام دے کپڑے ہون تمامی — پھر بھی ہمت مول نہ ہاریا خواجہ ام جی شامی
ہویا بہت متاثر چہرہ خاص الخاص نورانی — شیر شکر تے کجھ چاول سنے کیتی تر پیشانی
ریش مبارک تے بھی کافی دودھ ابل کے آیا — خواجہ ام دا چہرہ جس سنے اصلی بہت چھپایا
گھٹے مٹی اندر اٹے کپڑے اتے پیشانی — خواجہ ام دی شکل نہ دوروں جاوے یار پچھانی
طوفان باد باراں سنے جس دم کافی شور مچایا — آخر خواجہ ام دل اندر اک خیال جو آیا
مینہ اندھیری زور جاں کیتا کوئی پیش نہ جائے — خواجہ ام دے دل دے اندر اک خیال جو آئے
ایچہ پور اندر رہے ہمشیرہ میرے ماں پیو جائی — دو گھڑی گھر اوسدے اندر بہہ کے کڈھاں سائی
ایچہ پور اندر خواجہ ام دی ہیسی بھین حقیقی — خواجہ ام نوں بہت پیاری تے نالے نزدیکی
خواجہ ام نے دل دے اندر ایہا قصد ٹھہرایا — کیوں نہ کول خواہر دے جاواں مینہوں جس کھڈایا
لستنے نوں طوفان اندھیری رک جاسی کجھ بھائی — نالے بھین تائیں جا ملساں ہے جو ماپیاں جائی

ایہہ گل سوچ کے پیارا خواجہ دل ہمشیرہ دہایا ‏ گرد آلود سن کپڑے سارے داغاں غلبہ پایا
چہرے پاک مبارک اُتے دودھ سی رڑیا ہویا ‏ گھٹے اُٹے نال سی پیارا خواجہ رُلیا ہویا
غرض کہ صورت خواجہ اُم دی مضحکہ خیز دسیاوے ‏ دیکھن والیاں تائیں صورت کافی پٹی ہساوے
آخر گھر ہمشیرہ ہوئے خواجہ اُم روانہ ‏ دُوروں دیکھن والے سمجھن آوندا کوئی دیوانہ
ننانان اوس بی بی دیاں اوتھے ہیسن یار پیارے ‏ جنہاں دیکھ خواجہ نوں کیتے رمزاں اُتے اشارے
آخر پہنچے گھر ہمشیرہ جس دم خواجہ پیارے ‏ بھین نے بھائی تائیں ڈِٹھا ہوش گئے اُڈ سارے
خواجہ اُم نوں دیکھ ننانان بہت مخول اُڑایا ‏ آکھن بھابو دیکھ نی تیرا ماں پیو جایا آیا
اِک نے آکھیا بھابی اڑ بیئے آیا تیرا بھائی ‏ تیرے کارن لیکے آیا ونگاں عجب طلائی
اِک نے آکھیا نال اشارے اڑیئے ایہہ کی آیا ‏ دیکھ بھابھی نی بھائی تیرے حلیہ کی بنایا
اِک کہے تسی نہ گھبراؤ ایہہ سہے راجے جایا ‏ اپنی بھین دے کارن ریشم لے کشمیروں آیا
اِک کہے تسی نہ گھبراؤ جیکر اج ایہہ آیا ‏ بھین اپنی نوں دیکے سونا پلٹی ایلدی کایا
اِک نے طنزاً کہیا بھابھی نوں آیائی ویر پیارا ‏ اِک آکھے ایہہ بھابھی آیا تیرا ویر سہارا
غرض کہ اونہاں خواجہ اُم دا بہت مخول اڑایا ‏ بھابھی دے دل نازک اُتے کاری زخم لگایا
غرض کہ اونہاں خواجہ اُم توں کافی نک چڑھایا ‏ مندا چنگا آکھن لگیاں جو اونہاں منہ آیا
بھیناں تائیں مان زیادہ ہوندا نال بھراواں ‏ دیکھ بھراں نوں بھین نے کہیا میں بلہاری جاواں
آکھے ماڑیاں والیا ویرا کتھے محل مُنارے ‏ ماپئے میرے ویر پیارے کاسنوں توں وسارے
وے توں راجہ۔ راجیاں جایا جیہوں گھر سلطاناں ‏ ایہہ کی توں سوانگ رچایا طعنے دے زمانہ
ایہہ کی سانگ بنا کے آیوں میریا امڑی جایا ‏ شریکنیاں میریاں دیکھ کے تینوں بہت مذاق اڑایا
ایسی حالت اندر تینوں ویرا ویکھ نہ سکاں ‏ تیری حالت ویکھ کے ویرا رووَن میریاں اکھاں
شریکنیاں میریاں دیکھ کے تینوں، مینوں مارن طعنے ‏ پتہ نہیں کی ہویا تینوں تیریاں توں ہی جانے
نصیحتاں خواجہ اُم نوں کردی کر کر گریہ زاری ‏ نام خدا دے من جا ویرا میں جاواں بلہاری
ویرا تیرا سب تھیں اعلیٰ عالی شان گھرانہ ‏ اطلس تے کمخواب نوں چھڈ کے پایا ایہہ کی باناں

ایسی حالت اندر ویرا میں گھر مول نہ آویں
شریکنیاں میریاں کولوں ویرا طعنے نہ دواویں

ایسی حالت وچہ توں ویرا نہ آویں میں واری
ایہہ گل کہہ کے اوس بی بی دیاں ہنجوں ہویاں جاری

ایسی حالت میں گھر اگوں مول نہ آویں واری
میں گھر آکے میرے تائیں زخم نہ لاویں کاری

خواجہ ام نے چپ چاکیتی نہ جواب سنایا
نال اشارے ہتھ اپنے دے بیبیاں تائیں بلایا

طعنے سب نناناں سندے سنے جاں خواجہ پیارے
سب بیبیاں نوں کول بلایا ہتھ دے نال اشارے

خواجہ ام نے اونہاں تائیں ایہا حکم الایا
دسو کاکی کیہ تساں نے بھابھی نوں فرمایا

آکھن لگے بیبیاں تائیں کی تساں فرمایا
بھین دے کارن بھائی پیارا ونگاں لیکے آیا

سن لیاں میں ساریاں گلاں جو جو تساں الایاں
اے کاکی تسی نہ گبھراؤ سبھناں ٹھیک سنایاں

ونگاں میں نے سبھناں کارن آندیاں بہت زیادہ
جنہاں دیکھ کے پہنن کارن ہو سو تسی آمادہ

چھیڑیاں ونگاں میں لیایا اک تھیں اک ہے اعلیٰ
عجب ڈیزائن عجب نمونے فضل کرے حق تعالیٰ

خواجہ ام نے بیبیاں تائیں الفت نال فرمایا
اندروں اک بی بی دے کولوں وڈا تھال منگایا

تھال جاں آیا خواجہ ام نے کپڑا اوس تے پایا
نناناں وچوں اک دے تائیں خواجہ ام فرمایا

اک ننان نوں کہیا خواجے نے کپڑے تائیں اوٹھائیں
کپڑا تھال دے اتوں کاکی تھوڑا جیہا ہٹائیں

حسب الحکم اٹھا کے کپڑا جاں اوس نظر جو پائی
ہوش گواچی اوس بی بی دی عقل نہ رہ گئی کائی

کپڑا چکیا تھال دے اتوں بیبیاں نظر جو پائی
کئی جوڑے اوتھے ونگاں پیاں حکمت نال الٰہی

سبھناں بیبیاں ڈٹھا اوتوں ونگاں سب طلائی
اک دوجے تھیں ودھ نمونے جیہدا انت نہ کائی

عجب ڈیزائن عجب نمونے اک تھیں اک نرالا
خالص سونا پاسے دا سی اعلیٰ صفتاں والا

خالص سونا اعلیٰ رنگت ونگاں سب طلائی
کئی جوڑے وچہ تھال دے یارو بیبیاں حیرت آئی

کئی جوڑے سے کئی نمونے ودھ تھیں ودھ دسیندے
بیبیاں سب متحیر ہویاں کجھ سر پیر نہ آئے

ودھ تھیں ودھ ڈیزائن ونگاں اک تھیں اک نرالی
عجب نمونے عجب ڈیزائن ہر ونگ صفتاں والی

سونا عجب سے خالص آہا سوہنیاں چمکاں مارے
ایڈا خالص مول نہ ملدا شہراں وچہ بازارے

ونگاں ویکھ کے سب نناناں حیرانی وچہ آیاں
شرم حیا تھیں بول نہ سکن سلب ہویاں گویائیاں

اک دوجی نوں کرن اشارے آپس وچہ نناناں
ڈنگاں تکن بول نہ سکن ہویاں کُند زباناں

شرم حیا تھیں نگھر گیاں کجھ وی سمجھ نہ آوے
کوسن اپنیاں لیکھاں تائیں ویلا ہتھ نہ آوے

شرم حیا تھیں سب پچھتاون آکھن ایہہ کی ہویا
ایہہ تاں رشی۔ اوتار، پربھو سونا کردے لوہیا

شرم حیا تھیں ایہہ پچھتاون آکھن غلطی ہوئی
اینویں اساں مخول اڑائے ایہہ اوتار ہے کوئی

اے تاں رشی۔ اوتار، پربھو، کرشن صاحب دا پیارا
اینویں اساں مخول اڑایا ایہہ کی کیتا کارا

اے تاں رب دا خاص پیارا وڈیاں شاناں والا
مٹی تائیں سونا کردا وڈیاں آناں والا

چپ ہویاں تے بول نہ سکن بولن سکت نہ کائی
دیکھ کرامت خواجہ اُم دی چہرے مُردنی چھائی

شرم ساری تھیں گھٹ دیاں جاون تے نہ تکن آلاون
گویائی سب سلب ہوئی تے اپنا منہ لوکاون

شرم حیا تھیں سبھناں تائیں آیا بہت پسینہ
آکھن خواجہ اُم دے تائیں سچا توں نگینہ

شرم حیا تھیں اک دوجی ول ساریاں تکدیاں جاون
نظر اوٹھا بھابھی نوں ویکھن کارن اوکتراون

شرم حیا تھیں ساریاں آکھن دسو کدھر جائیے
آکھن زمین ویل نہ دیندی نہیں تاں نگھر جائیے

دل دے وچہ دلیلاں سوچن تے نالے پچھتاون
آکھن ڈاہڈا پاپ کمایا دل دیں دوڑاون

آکھن ساتھوں غلطی ہوئی ڈاہڈا پاپ کمایا
ایسدے سر دے اُتے ہیگا دیوی جی دا سایہ

دیوی ایسدیاں گلاں منے داس دیوی دا اعلیٰ
اساں نے ڈاہڈا پاپ کمایا اے تاں کرمانوالا

آخر سبھناں خواجہ اُم تھیں معافی چاہی یارا
آکھن سائیاں معافی دیویں رب دا توں پیارا

رو رو سبھناں خواجہ ام نوں ایہا عرض سنائی
تیریاں توں ہی جانے سائیاں سانوں بھید نہ کائی

ساتھوں بہت گستاخی ہوئی تیرا قدر نہ جاتا
نام خدا دے معاف کریں توں ہیں ساڈا توں داتا

ساتھوں بہت گستاخی ہوئی معاف کریں توں سائیاں
ہتھ جوڑن تے نالے رووَن رو رو دین دوہائیاں

ساتھوں بہت گستاخی ہوئی ویلا ہتھ نہ آوے
ہر اک بی بی خواجہ اگے کونج دے وانگ کرلاوے

آخر سبھناں خواجہ ام تھیں معافی چاہی یارا
آکھن سائیاں رحم کماویں رب دا توں پیارا

آکھن ساتھوں غلطی ہوئی تیرا قدر نہ پایا
ہن اسانوں معلم ہویا تیرا اعالی پایا

آکھن اساں نے بھابھی جی دا اینویں دل دکھایا
سائیاں توں تاں ساڈے تائیں کی کجھ کر دکھایا

آکھن معاف کریں توں سایاں تیریاں عالی شاناں
توں تاں سانوں حیرت اندر پایا آہا سُلطاناں

خواجہ اُم نوں پاک مولانے دِتی ایہہ وڈیائی
حلیم طبع تے نرم مزاجی جس دا انت نہ کائی

دریا دلی وچہ خواجہ صاحب سن مشہور چوفیرے
رحم دلی تے چھیتی آون خواجہ صاحب میرے

فراخدلی سن اعلےٰ رکھدے جانے کل لوکائی
معاف کرن دی صفت اونہاں وچہ بہت زیادہ آہی

نناناں تائیں معاف کیتو نے لیکے نام الٰہی
سینہ صاف کشادہ آہا بغض نہ رکھدے کائی

دُساں کھول حقیقت تینوں میں دل اندر آیا
خواجہ اُم تے کاسنوں یارا اپنا سانگ بنایا

دُساں کھول کے تیرے تائیں سب حقیقت بھائی
دوئی دُور کرن دی منزل خواجہ اُم سے تے آہی

کسر نفسی دی منزل میرا خواجہ سطے کریندا
اپنے نفس امارے تائیں خواجہ پیا مریندا

ایسے کارن خواجہ صاحب خیال ناہیں فرمایا
چار چوفیریوں خواجہ ام تے واغاں غلبہ پایا

منزل ذلت خواری اندر خولیے قدم سی پایا
ہر کوئی بینوں مندا سمجھے خواجے قصد ٹھہرایا

خودی تکبّر دل تھیں خواجہ اصلی دلوں مٹاون
خلق خدا دی نظراں وچوں اپنا آپ گراون

کسر نفسی وچہ خواجہ آہے ہر دم اونہاں بھاوے
ہر کوئی ویکھ کے میرے دلوں وٹ متھیاں تے پاوے

ایسے کارن اپنی حالت مندی او بناون
نفرت میں تھیں لوکی کھاون مینوں دُور ہٹاون

ایس کارن پرواہ نہ کردے کپڑے نہ دھواوے
تاکہ خلقت دیکھ کے مینوں دوروں نک چڑھاوے

جان سکے اپنے آپ نوں پاندے اندر ذلت خواری
تاکہ میتھوں نفرت کھاوے خلق خدا دی ساری

ایس منزل وچہ خواجہ جی سن دوئی دور گواون
ایس منزل نوں پوری کر کے دِلی مقاصد پاون

ایسے کارن خواجہ اُم نے ہتھ موہنہ دھوتا نائیں
گل کرن دا موقعہ ملیا ناں نناناں تائیں

ویسے خواجہ صاحب ہر دم پاک صاف سن رہندے
دلوں بجانوں پاک نبی دا ہر دم ورد کریندے

رخصت ہو کے بھین دے کولوں ٹریا بھائی پیارا
عالم پور وچہ خواجہ صاحب مرشد کول سدھارا

ویکھیا حال جاں مرشد صاحب خواجہ ام دا بھائی
بے اختیار جو شیخ طاہر نے ایہا گل فرمائی

جان بوجھ کے خواجہ صاحب چہرہ پئے ونجاون
تاکہ دیکھن والے میرا چہرہ مخول اڑاون

کپڑے چہرہ مول نہ دھونا لوکی نفرت کھاون
منزل کسر دی پوری ہووے لوک بوہتا کتراون

شامیؒ رنگیا گیا

نالے مرشد خواجہ تائیں ایہا حکم سنائے
اج توں شامی کول اساڈے ہرگز مول نہ آئے

اسی پونچاں گے کول شامی دے السدے راز نیارے
اج توں شامی مول نہ آئے میرے خاص دوارے

میں جاواں گا کول شامی دے شامی مول نہ آئے
بار بار اے شیخ طاہرؒ جی خواجہ نوں فرمائے

سب منازل طے کریاں شامی یار پیارے
اج توں خود میں آپ پونچاں گا شامی دے دربارے

اسی جاواں گے کول شامی دے شامی مول نہ آئے
منزلاں طے شامی دیاں، ہویاں مولا فضل کمائے

تیرے در دروازے آساں مینوں پین گے دھکے
لنگن مینوں مول نہ دیسن تیرے نوکر پکے

چونکہ اک دن شیخ طاہرؒ جی دربار شامی دے آئے
شیخ طاہرؒ دی گل ایہہ سچی مولا کر دکھائے

وقت عصر دا ایہہ نہ ہویا راوی ذکر سنائے
دربار شامیؒ شیخ طاہرؒ جی جد تشریف سی لائے

معظم شاہ شاہزادہ وی سی اُس دن آیا ہویا
اُوس خواجہ دے ملنے کارن قصد ٹھہرایا ہویا

خواجہ اُم سن سُتے ہوئے جد طاہر جیؒ آیا
نوکرانی تائیں آکے اونہاں ایہا حکم سُنایا

میں شامی نوں ملنے آیا کر کے سفر دُور دا
مینوں جلد ملادے شامی ہووی فضل خدا دا

اوس نے سخت لہجے نال کہیا اوہ سُتا بابا
پراں ہو کے توں بہہ جا بابا کاہنوں پائیں خرابہ

شامی صاحب سنے سُتے ہوئے سخت لہجے نال کہیا
جد جاگن گے مل لئیں بابا کیوں ستاویں پیا

اُٹھے ہو کے بہہ جا بابا نہ کر زور دھگانا
نئیں مناسب تیرے تائیں سانوں مول ستانا

سن جواب نوکرانی کولوں شیخ طاہر جی بھائی
دُور دورا ڈے ہو کے بیٹھے کردے یاد الٰہی

نوکرانی نوں فرماون لگے جد جاگن کے مائی
آکھیں اوسنوں باہر اڈیکے تینوں طاہرا نائی

اتنے نوں جد خواجہ صاحب کیتی جدوں بیداری
اوس مائی نے خواجہ اُم نوں دسی حقیقت ساری

سُنی حقیقت مائی کولوں خواجہ دوڑیا آیا
دستار مبارک کھل گئی ساری تے خواجہ پچھتایا

بے تحاشہ دوڑ کے خواجہ کول مرشد دے آوے
آکھے حضرت غلطی ہو گئی تے معافی نوں چاہوے

دے دیو حضرت مینوں معافی ہوگئی ہے گستاخی — بناں معافی نہ ہووے حضرت میری مول خلاصی
حاجی سلیم صاحب جو ہیگا شام پوراسی والا — پوتا ہے یا خواجہ تیرا فضل کرے حق تعالیٰ
اوس تے خواجہ کرم کمانا اوسنوں نہ بھلانا — پوتا ہے تیرا خواجہ جانے سب زمانہ
غلام رسول نے خواجہ اُم دی لکھی کرامت بھاری — ایس تے خواجہ کرم کماسی نال ربّیدی یاری

کرامت خواجہ اُم ایک شیر ببّر

میرے خواجہ سے شیرِ نیستانی سارے ڈرتے تھے — میرے خواجہ پیارے کی ہمیشہ قدر کرتے تھے
میرے خواجہ پیارے پاس بھی اک شیر رہتا تھا — مگر وہ خوف خواجہ سے کسی کو کچھ نہ کہتا تھا
میرے خواجہ پیارے نے نہیں تھا شیر وہ باندھا — مگر وہ شیر خواجہ کا سدا رہتا تھا درماندہ
میرے خواجہ کی کرتے تھے ہمیشہ شیر دربانی — قدر کرتے تھے خواجہ اُم کی سارے شیر مستانی
میں قربان اس پہ جس کا شیر اس کے پاس رہتا تھا — مگر لوگوں کو بے چارا کبھی کچھ بھی نہ کہتا تھا
میرے خواجہ کا اِک دن شیر مذکورہ بہت دھاڑا — میرے خواجہ کی غیرت کو تھا۔ اس نے بہت للکارا
میرے خواجہ نے آخر شیر کو یہ حکم فرمایا — تجھے میں دھاڑنے کے واسطے ہرگز نہیں لایا
میرے خواجہ نے اس کے دھاڑنے کو تھا بُرا مانا — کہا پھر شیر کو کہ اب تو میرے پاس نہ آنا
میرے خواجہ نے جبدم شیر کو بھجوا دیا گھر سے — میرے خواجہ نے فوری شیر کو ٹھکرا دیا در سے
میرے خواجہ نے جبدم شیر کو گھر سے نکالا تھا — میرے خواجہ کو ببّر شیر کا مطلق نہ پالا تھا
میرے خواجہ کے آخر شیر نے پکڑی غضب ناکی — کہ اس کو عود کر آئی درندوں کی سی سفّاکی
میں صدقے اس پہ جس کے شیر نے لوگوں کو مارا تھا — بہت کو جان سے مارا بہت کو چیرا پھاڑا تھا
میں قربان اس پہ جس کے شیر کا دل سے ارادہ تھا — دوبارہ خواجہ اُم کی دل سے قربت پہ آمادہ تھا
میرے خواجہ کا اِک دن شیر جب کہ ایستادہ تھا — صلح خواجہ سے ہو جائے دلی اس کا ارادہ تھا
میرے خواجہ کا ببّر شیر اپنے دل سے چاہتا تھا — وچھوڑا میرے خواجہ کا جسے ہر دم ستاتا تھا
میں صدقے اس پہ جس کی یاد شیروں کو ستا ڈالے — کہ جسکے غضب سے شیروں کو پڑ جائیں جان کے لالے

درندے خواہاں تھے خواجہ پیارے کی حضوری کے — سدا مغموم رہتے تھے میرے خواجہ کی دوری سے
میں صدقے اس پہ جس کی یاد شیروں کو بھی تڑپائے — غضب ناکی و سفاکی نہ مطلق ان کے کام آئے
میرے خواجہ نے اک دن شیر کو یہ حکم کر ڈالا — تجھے میں دھاڑنے کے واسطے ہرگز نہیں پالا
کہا خواجہ نے اِک دن شیر کو سُن ضیغمِ ستانی — ہے مہلک واسطے تیرے یہ مخلوقِ خدا کھانی
میرے خواجہ کا اک دن باغ میں تشریف لے جانا — اچانک شیرِ ببّر کا مخالف سمت سے آنا
میرے خواجہ نے اک دن شیر کو یہ حکم فرمانا — نہیں جائز ہے مخلوق خداوندی کو تڑپانا
میرے خواجہ نے اک دن شیر کو یہ حکم فرمایا — تو مخلوق خداوندی کو کھانے کے لئے آیا
یہ سن کر حکم خواجہ کا بہت ہی شیر تھرایا — غضب ناکی و سفاکی کو وہ فوری پلٹ آیا
میرے خواجہ نے جبکہ شیر کی غیرت کو للکارا — کھجوروں کے درخت پہ جو پنجہ شیر نے مارا
غضب ناکی سے جبکہ شیر نے پنجہ تھا اک مارا — کھجوروں کے درخت پہ ہوا پنجہ وہ آشکارا
میرے خواجہ سے فوری ہو گیا وہ شیر ملاقی — کئی سو سال سے اب بھی ہے پنجہ کا نشان باقی
میرے خواجہ نے لگوائی نخل پہ جب ضرب کاری — نخل کی نسل میں اب بھی ہے پنجہ کا نشاں جاری
میرے خواجہ نے مذکورہ کرامت جبکہ دکھلائی — کہ اس کی ذات سے کافی درندوں نے پناہ پائی
میرے خواجہ نے مذکورہ کرامت جبکہ کی جاری — کہ جس کی ذات اقدس کی تھی اللہ پاک سے یاری
میرے خواجہ نے مذکورہ کرامت جبکہ کی جاری — کہ جس کے پڑھتے پڑھتے مجھ پہ لرزہ ہو گیا طاری
میرے خواجہ پیارے نے کرامت جبکہ کی جاری — کہ اس کی حافظ و ناصر تھی اک ذات خدا باری
میرے خواجہ پیارے نے کرامت جبکہ کی جاری — کہ جس کے پڑھنے سے محظوظ ہو جاتے ہیں سب قاری
میرے خواجہ پیارے نے کرامت کی تھی یہ جاری — کہ جس کے پڑھنے سے جاتی رہے باطن کی بیماری
میرے خواجہ پیارے نے کرامت کی تھی یہ جاری — کہ جس کے پڑھنے سے دیگر مذاہب سے ہو بیزاری
میرے خواجہ نے مذکورہ کرامت کی تھی یہ جاری — کہ اس کو ذات حق سے مل گئی ولیوں پہ سرداری
میرے خواجہ سے مذکورہ کرامت ہوئی جب جاری — کہ جس کے پڑھنے سے قاری پہ رقت ہو جائے طاری
میرے خواجہ سے مذکورہ کرامت ہوئی جب جاری — شجر اس کو کریں سایہ شجر سُن کر کریں زاری

میرے خواجہ سے مذکورہ کرامت ہوئی جب جاری — کہ اس کے در پہ ڈائن حاضری دے فاقیاں ماری
میرے خواجہ سے مذکورہ کرامت ہوئی جب جاری — کہ اس کے در پہ ڈائن حاضری دے آکے بیچاری
میرے خواجہ سے مذکورہ کرامت ہوئی جب جاری — عموماً کرتا تھا صاحب کرامت جن کی اسواری
میرے خواجہ کی پختہ تر تھی سب سے ہی مسلمانی — خدائے پاک سے اس کو ملی ولیوں پہ سُلطانی
میرا خواجہ رسول پاکؐ سے بھی اُنس رکھتا تھا — بہت کامل ولی چشم بصیرت اعلیٰ رکھتا تھا
میرے خواجہ پیارے نے وصف سب خضرؑ کے پائے — مصلے وانگ بیڑی دے کہ جس دریا پہ دوڑ لائے
میرے خواجہ نے گائے کی کبھی عظمت نہیں مانی — میرا خواجہ ہمیشہ دیتا تھا گائے کی قُربانی
میرے خواجہ نے ہندوؤں کے گھر جنم پایا — میرے خواجہ پیارے بعد میں اسلام اپنایا
میرے خواجہ کا پہلا نام بھوپت رائے نامی تھا — میرے خواجہ کا خاندان ہندو تمامی تھا
میرے خواجہ نے اپنا توڑ کر زنار گنوایا — تلک جس نے عمر بھر بھول کر ہرگز نہیں لایا
میرے خواجہ کے روضے کو شجر جھک کر کریں سایہ — میرا خواجہ مصائب سے کبھی مطلق نہ گھبرایا
میرے خواجہ پیارے کا خسر تھا جان کابیری — میرے خواجہ پیارے کی سمجھ تھی بہت ہی گہری
میرے خواجہ پیارے کا پوراسی میں ٹھکانہ تھا — پیدائشی مذہب خواجہ اُم کا اصلی ہندوانہ تھا
میرے خواجہ نے جس دم کی بتوں سے بہت بیزاری — نہیں تھا میرا خواجہ مطلقاً دیوی کا پجاری
میرے خواجہ نے ہندومت سے کی جب روگردانی — عمر بھر خواجہ اُم نے گائے کی عظمت نہیں مانی
اصل میں میرے خواجہ کا طریقہ عارفانہ تھا — کہ طاہر شیخؒ کے جو تیر رحمت کا نشانہ تھا
میرے خواجہ کا راما خُسر اک رسوا زمانہ تھا — کہ راسے ذات تھی اس کی طریقہ آمرانہ تھا
محمد مصطفیٰ ﷺ کا خواجہ اُم دل سے دیوانہ تھا — محمد مصطفیٰ ﷺ کا شوق اس کو والہانہ تھا
میرے خواجہ کو حکم رَبّ کا تازیانہ تھا — رویہ خُسر خواجے کا ہمیشہ جابرانہ تھا
نبیؐ سے خواجے پیارے کا بہت ہی دوستانہ تھا — رُویہ خُسر خواجے کا ہمیشہ جاہلانہ تھا
فہم ادراک خواجہ اُم کا کافی منصفانہ تھا — رُویہ دشمنوں سے خواجہ اُم کا عادلانہ تھا
میرے خواجہ پیارے کا خلق بھی مصلحانہ تھا — رُویہ خُسر اس کے کا ہمیشہ باطلانہ تھا

میرا خواجہ رسول پاکؐ کا دل سے دیوانہ تھا | رُویّہ خُسر راسے کا ہمیشہ جاہلانہ تھا
میرے خواجہ کا ظاہر شیخؒ سے اصلی یارانہ تھا | رہن سہن میرے خواجہ کا بالکل صوفیانہ تھا
میرے خواجہ پیارے کا رویہ صالحانہ تھا | رُویّہ دشمنوں کا خواجہ اُم سے باغیانہ تھا
میرے خواجہ کی زوجہ جبکہ بٹھلائی گئی میکے | حُکم خواجہ کو تھا کہ زوجہ خود کو نہ کبھی دیکھے
حُکم راسے کا خواجہ صاحب کو سسرال نہ آئے | حُکم سُن کے میرے خواجہ نہیں مطلق وہ گھبرائے
میرے خواجہ کو فرقت زوجہ نے جس وقت تڑپایا | خورد بچہ میرے خواجہ کو اپنا یاد جب آیا
وہ لے کے نام اللہ کا اکیلا ساہورے آیا | میرا خواجہ پیارا خوف دشمن سے نہ گھبرایا
میرے خواجہ نے زوجہ اپنی تیلن بھیج منگوائی | مجسم پاک طینت نام سن کر دوڑ کر آئی
میرے خواجہ نے زوجہ خود کو جب یہ امر فرمایا | شریکِ زندگی تجھ کو میں یہ لینے کے لئے آیا
میرے خواجہ کی زوجہ ہو گئی پھر اس طرح گویا | کہ بندی جان سے حاضر اُمر جو آپ کا ہویا
میرے خواجہ صاحب نے آخرش یہ طے فرمایا | عصر کے وقت جائیں گے قصد دونوں نے ٹھہرایا
میرے خواجہ کی زوجہ حسب وعدہ جلد ہی آئی | مگر وہ نیک طینت اپنا بچہ ساتھ ہی لائی
میرا خواجہ روانہ ہو گیا پھر شام پوراسی | مگر بی بی کے دل پہ چھا گئی تھوڑی سی غمناکی
میرے خواجہ کے دشمن کو جلد ہی مل گئی خبریں | کہ دشمن خواجہ اُم کی جانتے مطلق نہ تھے قدریں
عقب خواجہ پیارے دشمنوں نے واہر دوڑائی | کہ بی بی پاکدامن شور و غوغا سُن کے گھبرائی
میرا خواجہ پیارا بی بی کو دریا پہ لے آیا | تھا طغیانی میں دریا اس مجاہد کو نظر آیا
میرے خواجہ کے دشمن ہاتھ میں رکھتے تھے تلواریں | ارادہ ان کا تھا کہ جان سے ہر سہ کو وے ماریں
میرے خواجہ کے دشمن نے ارادہ غلط ہی پایا | بدن اس کا غضب سے دیکھ کر دشمن بھی تھرایا
میرا خواجہ نہ دشمن فوج سے مطلق تھا گھبرایا | جنودِ دشمناں کا خوف خواجہ دل میں نہ لایا
میرے خواجہ مصلےٰ اپنا جب دریا میں ڈالا تھا | نگہبان قافلہ کا خود خدائے حق تعالےٰ تھا
میرے خواجہ نے بی بی صاحب کو اس پہ بٹھلایا | اُٹھا کر بچہ وہ صاحب مصلےٰ پہ بھی خود آیا
حکم خواجہ پیارے کا مصلےٰ بن گیا کشتی | مخالف سمت وہ چل پڑا خواجہ کی ہے ہستی

مصلٰے کو میرے خواجہ نے کشتی تھا بنا ڈالا
سطح دریا پہ خواجہ نے مصلّے کو دوڑا ڈالا
عقب دا ہر جو آئی تھی تھے ان کے ہاتھ میں بھالے
میرے خواجہ کی جان لیوا تھے دشمن سب کے سب لالے
میرا خواجہ نہیں یلغار دشمن سے تھا گھبرایا
جو سے کے زوجہ معہ بچہ شام چوراسی کو آیا
میرے خواجہ پیارے نے کرامت جب یہ کی جاری
بہت ایمان لے آئے کرامت دیکھ نر ناری

حضرت حافظ مُحمّد مکمل رحمۃ اللہ علیہ دا واقعہ

کرامت اِک جو میرے تائیں سلیم شامی سنائی
لوکاں تائیں لکھ دکھاواں دل دلیل بے آئی
کرامت پڑھ کے خواجہ اُم دی خوش ہون گے سارے
کتنا قدر خواجہ اُم دا اللہ دے دربارے
اس تھیں بعد نے نام رب دے دا کاغذ قلم منگاواں
ہیں کرامت نال خواجہ دی کرامت لکھ دکھاواں
حافظ مُحمّد مکمل صاحبؒ سی مرید خواجہ دا پیارا
خواجہ اُم دی خدمت کافی کردا رہے بے چارا
ویسے بھی او خواجہ اُم نوں لگے بہت پیارا
خواجہ اُسدی ہر خواہش نوں پوری کردا یارا
خاص الخاص سی خواجہ اُم دا تے خواجہ نوں بھاوے
ہر خواہش حافظ دی خواجہ کدے وی نہ پرتاوے
خواجہ اُم نوں جو کی کہندا خواجہ پوری کر دے
تابع امر او رہے خواجہ دے وانگ غلاماں بردے
اکدن خواجہ اُم دے حافظ ہتھ بن عرض گزاری
خضر خواجہ نوں دیکھنا چاہواں یا حضرت میں واری
خواجہ اُم نے جسدم ڈٹھی اُوسدی خواہش چنگیری
فرمایا سن حافظ خواہش پوری کرساں تیری
حافظ نوں وظیفہ دس کے خواجہ اُم فرمایا
ندی کنارے بیٹھ پڑھیں توں کرسی فضل خدایا
خضر خواجہؑ آملسی تینوں مطلق نہ گھبراویں
غیر خیال کوئی دل دے اندر مطلق ہور نہ لاویں
عرض کہ حافظ صاحب بیٹھے حسب الحکم کنارے
حکم مرشد نال پڑھن وظیفے جو دسے سن سارے
غرض کہ حافظ صاحب پڑھنا کیتا شرع وظیفہ
حسب الحکم خواجہ دی ورتے حافظ سب طریقہ
نال عقیدت حافظ صاحب روز ندی تے جاون
جو خواجہ فرمایا اوسنوں اوتھے بیٹھ آلاون
وظیفہ پڑھدیاں پڑھدیاں گزرے جاں دن ست اویار
حافظ صاحب نوں نظری آیا سامنے اک لشکارا
کول آکے اوس حافظ تائیں سلام سنوں بولایا
آکھیا کیوں بلایا مینوں کی توں دُکھ اٹھایا

آکھے کیوں تکلیف اٹھائی تے وچہ رہیوں مجبوری — کم نہ سی تینوں میرے نالوں خواجہ دی حضوری

میتھوں کم نہیں ہے خواجہ اُچا اوسدا پایا — اینویں توں حافظ جی مینوں ایتھے کا سوں چا بُلایا

میتھوں کم نہیں ہے خواجہ اوسدا رتبہ اُچا — ولیاں غوثاں ابدالاں وچہ ہے نگینہ سُچا

میتھوں کم نہیں ہے خواجہ مُرشد دُریگانہ — اوس نوں چھڈ کے میرے تائیں توں نہیں سی بلوانا

میتھوں کم نہیں ہے خواجہ میتھوں اُوویرا — میرے نالوں بہت زیادہ اس دا شان اُچیرا

میتھوں قدر زیادہ اُس دی مولا دی درگاہے — غوثاں قطباں ولیاں اُتے اوہدا حکم چلائے

سارے ولی ابدال خواجہ دے تابع اندر رہندے — جیوں جیوں خواجہ حکم کریندا سارے اولیندے

خواجہ اُم دے میرے نالوں رتبے کئی سوائے — جا جلدی جا پوچھ خواجہ دے اُس دی وچہ درگاہے

اوہ ہے وڈیاں شاناں والا اس دے شان چنگیرے — ایویں چھڈ کے آگیوں اُس نوں عقل نہ پلے تیرے

سُنیاں گلاں جدوں حافظ نے دِل متلاون لگا — کنبھیا جسم حافظ دا سارا مڑ کہ آون لگا

سُنیاں گلاں جد حافظ نے غشی گئی ہو طاری — ہوش آئی تے آکھے واقعی عقل میری گئی ماری

سُنیاں گلاں جد حافظ نے ہوش نہ لبھے ٹھکانے — آکھے خواجہ غلطی ہوئی تیریاں توں ہی جانے

سُنیاں گلاں جدوں خضر تھیں تے سن کے گھبرائے — آکھے واقعی پے گیا میں تاں ناحق اُلٹے راہے

سُنیاں گلاں جدوں حافظ نے دِل وچہ کرے دلیلاں — معافی لین لئی میں کرساں خواجہ کول اپیلاں

آخر ہوش آئی تاں حافظ جی درگاہے آون — خواجہ اُم دے ملنے کارن حافظ جی کتراون

خواجہ دے سامنے ہوون تھیں بہت بڑا شرمائے — کئی دلیلاں دل دے اندر آپے پیا دوڑائے

اوڑک سامنے ہو حضرت دے حافظ منگے معافی — آکھے معاف کر دیا حضرت ہو گئی غلطی کافی

خواجہ اُم نے سن حافظ تھیں تبسم چا فرمایا — آکھن خواہش ہو گئی پوری خضرؑ ہے نظری آیا

کئی دن گزرے آکھے حافظ پیارے خواجہ تائیں — اصل لباس وچہ خضرؑ دے تائیں حضرت ڈٹھا ناہیں

خواجہ صاحب حافظ تائیں ایسا حکم سنایا — غیر لباس وچہ تے دیکھ نہ سکیا حافظ نوں فرمایا

غیر لباس وچہ دیکھ خضرؑ نوں ہوش بھلایا سارا — اصل لباس وچہ دیکھ نہ سکدا توں اس دا چمکارا

دلوں خیال بھلا دے حافظ دیکھ نہ اسنوں سکیں — اینویں دل دے اندر اوسنوں خواہش ویکھن دی رکھیں

حافظ ہوراں چپ چا کیتی اوہوں سیس نوایا — خواجہ اُم نے حافظ تائیں خواجہ خضرؑ ملایا
غلام رسولؐ نے لکھ دکھائی اصل حقیقت ساری — پڑھ کے توں محفوظ ہویں گا اے پیارے قاری
میرے حق دعا ہے کرنی مولا فضل کمائے — برکت خواجہ اُم دی مولا سارے دکھ گوائے
سلیم شامی ہے خواجہ صاحب تیرا جو پڑپوتا — وچہ عبادت پاک رَبّے دی اکثر رہے کھلوتا
اُس دے اُتے کرم کمانا نام توہاڈا لیندا — ہر دم یاد کرے او تینوں خواجہ اُٹھدا بہندا

پنڈت لچھی رام دا واقعہ

بسم اللہ بسم اللہ کر کے رب دا نام تہاواں — پاک محمدؐ نبیؐ اللہ توں واری صدقے جاواں
کرامت خواجہ عبدالنبی دی توہانوں لکھ دکھاواں — شام چوراسی والے اُتوں واری صدقے جاواں
اِک دیہاڑے خواجہ اُم کول آئی اِک زنانی — رُو رُو دسے خواجہ تائیں اپنی درد کہانی

دسدی رو رو خواجہ تائیں ہو کے بہت نمانی

آکھے کافی عرصہ ہویا ہوئی جاں شادی میری — اولاد تھیں ترساں بچی خواجہ لائی واہ بہتیری
لکھاں میں تعویز کرائے کیتے جتن ہزاراں — اولاد ملی نہ ہر گز حضرت کی ہویاں اسے کاراں
لکھاں پیر فقیر منائے کیتے ٹوٹکے ٹونے — جنتراں منتراں تنتراں سائیاں مینوں لُٹ لیو نے
ٹوٹکے ٹونے کافی کیتے مراد ہوئی نہ پوری — شکل بچے تھیں ترساں خواجہ آئی وچہ حضوری
میں سنیاں توں بانجھاں تائیں بچڑے پیا دلاویں — ہر آون والی دیاں سائیاں آساں پیا پونچاویں
میں بھی اِک کرماں دی ماری آ گئی در تیرے — خاوند میرا لڑدا رہندا ہر دم نال جی میرے
خاوند میرا لڑدا رہندا ہر دم شام سویرے — مینوں کہندا او بے کرمی کرم کوتے میرے
خاوند آکھے میں کراں گا ہُن اِک دوجی شادی — آناً فاناً ہو جائے گی میرے گھر آبادی
مینوں او طلاق دیون نوں ہویا پھیر آمادہ — شادی کرن لگا ہے دُوجی کر کے دلوں ارادہ
میں دکھیاری کرماں ماری دسو کدھر جاواں — ماں پیو میرا مویا ہویا چھڈیا ساتھ بھراواں
نام خدا دے کرم کماویں توں ہیں اِک نگینہ — سلے دسے رَبّ بچے تھیں مینوں تو اولاد نرینہ
نہیں تے اجڑ جاساں سائیاں ہوسی بہت خرابی — بول خاوند دا یاد آوے جاں ہوندی بہت بیتابی

روندیاں دیکھ کے اوس بی بی نوں خواجہ نے فرمایا | چپ کر بی بی رو نہ ایتھے اوسنوں چپ کرایا
ایتھے جو بھی آوے بی بی دلی مقاصد پاوے | کمی نہ ہوندی ہرگز بی بی مولا دی درگاہ ہے
ایہہ گل کہہ کے خواجہ میرے دل وچ قصد ٹھہرایا | اِک تعویز اوس بی بی تائیں خواجے ہتھ پھڑایا
تعویز لیکے او بی بی گھر وچ پونچی چائیں چائیں | آکھے لوگو ہویاں بجے اَج میریاں رَد بلائیں
آخر مولا کرم کما کے اوسنوں بچہ دِتا | آکھے ایہہ تعویز دی برکت خواجہ تھیں لبھا
برکت خواجہ ام جاں اس گھر جمیا سی اک بچہ | نال خوشی دے آکھے لوگو خواجہ ہیگا سچا
نال خوشی دے پھرے او بی بی ہر تھاں آوے جاوے | خواجہ اَم دی کرامت اوتاں ہر اک تائیں سناوے
نظر کرم خواجہ تھیں آکھے ملی اولاد نرینہ | لوگو خواجہ پونچیا ہویا صاف اوہدا ہے سینہ
ایہہ تاں لوکو سچ سچ ہیگا کامل ولی رَبّاناں | ایس خواجے دا قدر بتھیرا جانے کل زمانہ
ایہہ تا کامل ولی رَبّاناں بانجھاں پت دلائے | روندا آوے ہسدا جاوے جو ایسدے در آوے
ایہہ تاں کامل ولی رَبّاناں ڈونگیاں رمزاں جانے | ایس تے بہت زیادہ لوکو ہیگے فضل رَبّا نے
ایہہ تاں کامل ولی رَبّاناں پوریاں کرے مراداں | دل دے گناں نال ہے سندا ہر اک دیاں فریاداں
ایہہ تاں کامل ولی رَبّاناں اوچیاں شاناں والا | ایس تے بہت زیادہ کردہ فضل خداوند تعالے
ایہہ تاں کامل ولی رَبّاناں پوری ہر دی پاوے | خالی موڑ نہ جاندا۔ ایتھوں جو سوالی آوے
ایہہ تاں کامل ولی رَبّاناں روندیاں تائیں ہنساوے | میرے جہیاں بانجھاں دا گھر الوپ پیا وساوے
دیگاں اُس پکوائیاں کافی بھر بھر دے پراتاں | کافی اوس بی بی نے کیتیاں بچے توں خیراتاں
آکھے بی بی ظاہر ہوئیاں خواجے دیاں کراماتاں | ایتویں آکھن کجھ نہیں خواجہ کم ظرف بدذاتاں
ہر اک کولوں لیندی پھردی او مبارک بادی | ہر تھاں آوے ہر تھاں جاوے پھردی نال آزادی
چھلہ نہا کے بچے نوں طرف خواجہ دے آئی | سلام کراندی بچے کولوں نومولود دی مائی
گودی اندر چکیا ہویا اس نے بال ایانا | آکھے ایس بچے دا میں تے ہے سلام کرانا
سلام کراواں خواجہ تائیں دور ہووے دلگیری | وانگ خضرؑ دے ایس بچے دی ہووے عمر لمیری
وانگ سکندر رتبہ پاوے میرا ایہہ نوزائیدہ | تابع امر خواجے دے رہوے خاطر وچ آمادہ

آخر پہنچ گئی جاں بی بی خواجہ دے دربارے
نال خوشی دے اوس بی بی دا چہرا چمکاں مارے

نال عقیدت اوس بی بی نے جدوں سلام کرایا
خواجہ اُم نے اوس بچے نوں گودی وچہ اُٹھایا

غرض کہ اوس بی بی نے کیتے خود سلام کروڑاں
آکھے خواجہ توں ہیں بچا کیوں تیتھوں منہ موڑاں

خواجہ اُم دے جاون کارن راہ سن دو یارا
دیکھو تُسی کرامت خواجہ کویں ہوئی آشکارا

سلام کرا کے جد او بی بی طرف پچھاں نوں دہائی
گھر اپنے نوں جاواں جلدی دل اوسدے وچہ آئی

جس رستے او آئی ہیسی پرتی نہ اُس راہے
دوجے رستے پرتی بی بی جو آوندا درگا ہے

اُوس رستے اک ہندو رہندا لچھی رام کہاوے
خواجہ ام داسی اُپیارا تے خواجہ نوں بھاوے

کول برابر اوس ہندو دے جاں او پونچی مائی
لچھی رام نے پوچھیا اُتھیں کڑی دا نام کیا ائی

نالے پچھدا اوسدے کولوں کڑی کتھوں لے آئی
سن کے گل ہندو دی اوتاں بہت بڑی گھبرائی

آکھے ایہہ تہیں لڑکی پنڈتا نہ میں لڑکی جائی
ایہہ تاں پنڈتا لڑکا ہیگا جو میں گودی لائی

خواجہ تائیں سلام کرا کے پرت گھراں نوں جاواں
پیارے خواجے اتوں اپنی جندڑی گھول گھماواں

اُس دی نظر کرم تھیں ملیا مینوں ایہہ نگینہ
جس نوں سارے لوکی کہندے سے اولاد نرینہ

پنڈت آکھے مائی تینوں لگی غلطی کائی
ایہہ وسیندی لڑکی مینوں جو ہے تونے جائی

بھلیکھا تینوں لگا مائی پنڈت آکھ سناوے
ایہہ تاں ہیگی لڑکی مائی پے گیوں اُلٹے راہے

پنڈت آکھے بی بی تینوں لگا بہت بھلیکھا
ایویں سلام کران لے آئی خرچ کے اپنا لیکھا

ہندو آکھے سن اے مائی مت ماری گئی تیری
سلام کرا کے خواجے تائیں روہڑی اپنی بیڑی

کر نہ چک کے جاں بی بی نے نظر ادہرے ول پائی
اوس بیچاری تائیں پرچ پرچ لڑکی نظریں آئی

روسے تے کرلاوے او تاں کپڑے کر دی لیراں
آکھے درتے گیاں اج ہیں تے کہیاں آتقدیراں

اوتھوں لڑکا لیکے آئی لڑکی بن گئی ایتھے
آوندیاں کی گستاخی ہو گئی میتھوں پھل بھلیکھے

اوتھوں منڈا لیکے آئی بن گئی ایتھے لڑکی
اوہنیں پیریں طرف خواجہ دے اوشتابی پرتی

دسی آ اوس خواجہ تائیں کل حقیقت ساری
درتی جو جو نال سی اوسدے ذسے کر کرزاری

خواجہ ام نے اوس بی بی نوں دتا پھر دلاسہ
آکھن بدل جاویں توں بی بی ہن اور ستہ پاسہ

گُرتا چُک کے دیکھ لے ہُن توں لڑکی ہے یا لڑکا
گُرتا چُک کے دیکھیا جاں اُس نے تو ہو گیا او لڑکا

لڑکا دیکھ متحیر ہوئی او تاں بے حسابی
جاندی رہی پھر اوس بی بی دی پل دے وچہ بے تابی

خواجہ اُم نے آکھیا اوس نوں اُس رستے نہ جائیں
نواں پواڑا گل اپنے وچہ جا کے ہور نہ پائیں

پنڈت لچھی رام ہے بی بی اوس رستے وچہ رہندا
ہے بیچارہ عمداً قصداً سانوں اُو آزمیندا

گئی بی بی اُوس رستے یارو جس رستے سی آئی
کرامت خواجہ اُم دی یارو سچے رب دکھائی

پنڈت ہوراں نال جادو دے لڑکی سی بنائی
وارو واری لکھ دکھاساں بجے منظوری آئی

کرامتاں خواجہ اُم دیاں ہین تاں بہت زیادہ بھائی
وارو واری لکھ دکھاساں بجے منظوری آئی

حاجی سلیم شامی صاحب نے کرامت ایہہ سنائی
پھیر ہین ایہہ یارو کرامت ضبط تحریر دے لائی

بس غلام رسولا یارا نہ کر ایڈے جھیڑے
شام چوراسی والا، لاسی بنے تیرے بیڑے

اِک یہودی دا واقعہ

شہر دِلّی وچہ رَبّ دے پیارے اک بزرگ سی رہندے
حسن رسول نما لوکاں نوں اپنا نام دیندے

شہر دلی دے باسی سارے اوسدا ادب کریندے
دوروں دیکھ کے اوسدے تائیں ادبوں سیس جھکیندے

روحانی علاج کریندے جو اوسدے در آوے
دم درود تعویز دہاگے نال مرضاں تائیں گواوے

ڈیرا اوسدا وچہ دلی دے مشہور کافی سی یارا
دور درازوں خلقت اوسدے آوے کر کے چارا

شہر دلی دے باسی اوسنوں تھم دلی دا کہندے
اوکھے ویلے اوسدے تائیں کافی یاد کریندے

چیلے اوسدے شہر دلی وچہ ہیسن کافی بھائی
جان منگے او حاضر کردے فرق نہ کردے رائی

غرض کہ اوسدا شہرا ہیسی دور درازے یارا
غیر ملکاں دے لوگ بھی اوسنوں سمجھن ولی ہے بھارا

عقیدتمنداں دے دل اندر ہیسی ایہہ سمایا
وچہ کرامت ایس زمانے عالی ایسدا پایہ

ایسدا ثانی وچہ کرامت کوئی نہ وچہ زمانے
منظور نظر ایہہ پاک خدا دا اس تے فضل ربانے

جو چاہے ایہہ رب سچے توں چا منظور کرا دے
پاک خدا دا بہت پیارا تے اوسنوں ایہہ بھاوے

شہرا سُن کے اوس ولی دا مرد خدا اک آیا
اوس زمانے کعبہ ولوں پیدل چل کے آیا

حسن رسول نماؒ دے ڈیرے آ اوس ڈیرا لایا
آکھے مکہ تھیں چل کے آیا سُن تیری مشہوری
میں کعبہ تھیں چل کے آیا سُن تیری مشہوری
میری اہیہ ہے خواہش سایاں جیکر کرم کماویں
حسن رسول نماچئے اوسنوں دین تسلی یارا
پر کوئی فکر نہ کرنا سایاں مولا کرم کماسی
ایسے طراں گزارے اوس نے اوتھے کئی دہاڑے
دسیا مکّے والے تائیں حسن رسول زبانی
شام چوراسی وچہ خدا دا اِک بزرگ پیارا
خواجہ ام دا اوس دے تائیں دسیا پتہ ٹکاناں
آکھیا اوس نے جلدی جاویں یارا شام چوراسی
ولی کامل تے اکمل ہے او اندرایس زمانے
وچہ دربار رسالتؐ اوسدا عالی قدر گھنیرا
اجیہے کامل ولی خدا دا تے ولیاں دا شاہا
جلدی پوچھہ توں شام چوراسی دل وچہ نہ گھبراویں
اوتھے جیہڑا غرض لے جاوے خالی مول نہ آوے
وچہ دربار رسالتؐ اوسدی سب توں شان چنگیری
وچہ دربار خداوند سائیں اوسدا رتبہ عالی
وچہ دربار خداوند سائیں اوسدی بہت منیدی
وچہ دربار الٰہی اوتاں خاص ولی کہاوے
سوز گداز نال بھریا ہویا رکھے اپنا سینہ
وچہ دربار رسالتؐ اوسدیاں اوچیاں بہت نے شاناں

حُسن رسُول نما دے تائیں سارا حال سنایا
پاس تیرے میں آیا حضرت لیکے خواہش ضروری
آکھے میرے تائیں سخیا بہت پونچی مجبوری
وچہ بیداری پاک محمدؐ میرے تائیں ملاویں
آکھن مولا فضل کریسی کم دسیائی بھارا
تیرے تائیں پاک نبیؐ نوں مولا خود ملاسی
کم ہوندا اُس نظر نہ آوے دل وچہ آہیں مارے
مشکل حل ہو جاسی تیری نہ کر ایڈ حیرانی
کم تیرا او فوراً کرسی نہ گھبراویں یارا
پتہ ٹکاناں پچھ کے جلدی ٹریا مرد رباناں
وچہ بیداری پاک نبیؐ نوں خواجہ جی ملاسی
اسرار مخفی دا واقف کافی علم لدّنی جانے
مطلب تیرا حل ہو جاسی اوتھے یارا تیرا
حل ہو جاسی مطلب تیرا جے مولا نے چاہا
عبد النبیؒ ہے نام اوہناں دا جلدی اوتھے جاویں
خواجہ ام دی نظر کرم تھیں مطلب اپنا پاوے
مطلب تیرا حل کرلیسن مول نہ کرسن دیری
مطلب سب دے حل کریندا جاوے جو سوالی
غرضاں سب دیاں پوریاں کرسے باقی کوئی نہ رہندی
اوسدے درتے جو بھی جاوے دلی مقاصد پاوے
کم کراندا ہر کسے دا سُچیا او نگینہ
کول اوسدے توں جلدی پونچیں عالی شان جواناں

وچہ دربار خداوندا اُوسدا بوہتا قُرب حضوری   جو منگے اورب پچے تھیں جلدی ہوندی پوری
نالے میرے ولوں اوسنوں بھی سلام پونچاناں   حق میرے وچہ اونہاں کولوں جا دعا کراناں
سُنیاں صفتاں خواجہ اُم دیاں جاں اوس مرد ربانے   دل کرے سو جلدی پونچاں دیکھ رب دے بھانے
دل کرے سو کانگ ہوواں تے پونچاں مار اڈاری   چھیتی جا کے دیکھاں اوسدی سوہنی شکل پیاری
دل کرے سو مجے ہو ون اوڈ پونچاں دربارے   حل ہو جاسی مشکل میری جے پونچاں سرکارے
دل کرے سو چھیتی چھیتی کول خواجے دے جاواں   اوہنوں سیس نوا کے چھیتی دل دا مقصد پاواں
دل کرے سو چھیتی چھیتی جاواں وچہ حضوری   خواہش میری اونہاں پاروں جلد ہو جاسی پوری
دل کرے سو چھیتی چھیتی جاواں شام چوراسی   خواجہ صاحب میرے تائیں حضرت پاکؒ ملاسی
دل کرے سو چھیتی چھیتی کول خواجے دے جاواں   اپنی ساری حال حقیقت خواجے تائیں سناواں
درویش مذکور دے دل دے اندر ایہہ خواہش جاآئی   کیوں نہ پونچاں پاس خواجے دے جو مقبول الٰہی
ایہہ گل سوچ کے شہر دلی تھیں ٹریا او نماناں   شام چوراسی جلد آپونچا پچھ کے پتہ ٹکاناں
پچھ پچھا کے لوکاں کولوں پونچا آسرکارے   خواجہ ام نہ ہیسن یار و اوس ویلے دربارے
وانگ سودایاں لوکاں کولوں پچھدا پھرے پوچھانڈ   آکھے لوکو دسو خواجہ جو سلطان ولیاں دا
آکھے لوکو جلدی مینوں خواجہ صاحب ملاؤ   جان لباں تے آئی میری لوکو رحم کماؤ
دسو جلدی میرے تائیں خواجہ صاحب پیارا   کتھے گیا نظر نہ آوے او محبوب سوہارا
لوکو مینوں جلد ملاؤ او محبوب ربّاناں   وچہ دربار رسالتؐ جس دیاں بہت اوچیریاں شاناں
لوکو مینوں جلد ملاؤ نہ میتھوں کتراؤ !   دسو خواجہ کدھر گیا مینوں نہ ستاؤ!
لوکاں دسیا اوسدے تائیں سُن درویش الٰہی   لے گجریلا دل مرشد دے خواجہ ہن گیا ئی
لوکاں دسیا اوسدے تائیں دل مرشد دے دہایا   مرشد نوں گجریلا دیوے شوق اوسدے دل آیا
عالم پور وچہ مرشد رہندا طاہر۔ شیخ سداوے   خواجہ جی دا بہت پیارا تے خواجہ نوں بھاوے
لوکاں جدوں حقیقت دسی چین اوہدے دل آیا   پتہ ٹکاناں پچھ پچھا کے اوبھی مگھرے دہایا
ندی آوے اک رستے اندر جانے سب لوکائی   پار اوسنوں اک مرد خدا دا یارو نظر پیائی

خواجہ اُم نے بھی دوروں اُوسنوں ڈٹھا میرا یارا
درویش مکےؔ نے دیکھ خواجہ نوں ماریا آہ دا نعرہ

دیکھ کے خواجہ صاحب اوسنوں چھیتی چھیتی آیا
نال شتابی قدم اُٹھا کے خواجہ جلدی آیا

بہت شتابی پاروں آئے خواجہ صاحب پیارے
جلدی وچہ اک پیر جُتی دا رہ گیا پار کنارے

درویش نماناں لاون کارن کرن لگا جد چارہ
خواجہ اُم نے منع چا کیتا کر کے ہتھ اشارہ

خواجہ اُم نے ایہہ فرمایا رہن دے جُتی بھائی
توں نہ جانے ایسدے اندر حکمت خاص الٰہی

خلافت میری اُج تھیں یارا دو حصے ہویائی
ادھی ہوگئی مشرق اندر ادھی مغرب بھائی

علیک سلیک توں پچھوں پچھن اِک دوجے نوں حالا
دِلی شہروں چل کے آیا آکھے آون والا

آکھے سنیا تیرا شہرا توں ہیں شاہ ولایت
نام خدا دے میں تے کرنی شاہا نظر عنایت

پاک رسولؐ خدا دا دیا جے دیدار کرادیں
ایس تھیں وَدھ مراتب شاہا رب سچے توں پاویں

خواجہ اُم نے کہیا اوسنوں نہ کر توں غم ناکی
وچہ خوابے دے پاک نبیؐ دا ہوسیں جلد ملاقی

جیکر پاک خدا نے چاہیا جلد دیدار کراساں
رسولؐ اللہ نوں خوابے اندر تیرے تائیں ملاساں

حکم مرشد دا سن کے او تاں غصے دے وچہ آیا
خواجہ اُم نوں نال غصے دے اس نے سخن الایا

واہ واہ خواجہ صاحب ڈٹھی میں تیری اولیائی
وچہ خوابے دے پاک نبیؐ نوں ملنا اوکھ نہ کائی

وچہ خوابے دے پاک نبیؐ نوں ہر کوئی پیا ملاندا
پتہ ہوندا جے میرے تائیں کول تیرے نہ آندا

سفر دِلیؔ دا ضائع ہویا۔ شہر دِلیؔ تھیں آیا
ایتھے آ کے دیکھیا جاں میں توں خالی دسیایا

اینویں لوکی تیرے تائیں کامل ولی سدیندے
تیرے کارن اینویں لوکی لافاں پئے مریندے

اینویں لوکی تیرے تائیں ولی سلطان اکھیندے
اینویں لوکی صفتاں تیریاں کر کر نہ تھکیندے

میں سُن آیا مطلب میرا جلدی حل کراسی
وچہ بیداری پاک نبیؐ نوں میرے تائیں ملاسی

غرض کہ بہت جذباتی ہو کے اوس نے اگھ سنایا
توں تاں مینوں اندروں باہروں خالی نظری آیا

سُنیاں گلاں جدوں خواجہ نے خاموشی فرمائی
آون والے تائیں پھر بھی رتی شرم نہ آئی

وَدھ وَدھ کے او گلاں کردا اوسنوں شرم نہ آوے
خواجہ عبد النبیؒ صاحب نوں طعنے پیا سناوے

خواجہ اُم دی غیرت تائیں جاں اُس نے للکارا
جوش غضب تھیں تھر تھر کنبے خواجہ اُم پیارا

آخر خواجہ اُم نے اوسنوں ایہہ تلقین فرمائی   ایڈ غضب وچہ کاس نوں آئیوں لے پردیسی بھائی
وِچہ بیداری پاک نبیؐ نوں تیرے تائیں ملاساں   توں میرے کول چل کے آیا اے ڈیلے وچہ آساں
ایہہ کہہ کے پھر اوسدے تائیں دو زانو بٹھلایا   وچہ مراقبے اوسدے تائیں خواجہ اُم پونچایا
وِچہ مراقبے جد او بیٹھا اوس نے چادر پائی   خواجے نال اشارے اُنگل کیتا یاد الٰہی
وِچہ مراقبے بیٹھیاں ہویاں گھڑی نہ گزری ساری   سامنے اُوسنوں نظری آئی حضرتؐ دی آ سواری
تھر تھر کنبے بول نہ سکے لرزہ ہویا طاری   ہوش حواس نہ قائم رہے سو فہم نہ دِتی باری
دیکھیا جاں اوس پاک نبیؐ نوں ہنجوں ہویاں جاری   دیکھیا جاں اوس پاک نبیؐ نوں روفے کر کر زاری
آکھے خواجہ تیرے اوتوں جاواں صدقے واری   تیری قدر نہ جانی شاہا عقل نہ دِتی یاری
میں تاں جاتا لوکی تینوں اینویں سنے وڈیاندے   ایتھے آکے اکھیں ڈٹھا سچ سارے نے آندے
میں جاتا سی اینویں توں تاں ولیاں شاہ سداویں   جو سُنیا سی وَدھ آڈٹھا ظاہرا ولی کہاویں
میتھوں کافی غلطی ہوئی کر بیٹھا گستاخی   یا خواجہ جی میرے تائیں جلدی دے دیو معافی
میتھوں کافی غلطی ہوئی ویلا ہتھ نہ آوے   نام خدا دے دینا معافی تیرے عالی پائے
میتھوں کافی غلطی ہوئی پے گیا راہ آوتے   تیں بن خواجہ صاحب جاواں کس دروازے وَلے
میری بخش خطا ہن شاہا توں سلطاں اولیاواں   تجھ بن شاہا مول نہ ملن مینوں سدھیاں راہواں
میری بخش خطا ہن شاہا میں پکڑاں در کھیڑا   بحر تلاطم خیز غماں وچہ میرا اٹکیا بیڑا
آکھے شاہا میرے اندر بلدے اگ آ لنبے   رووے تے کرلاوے کافی وانگ سیماب دے کنبے
آکھے میتھوں غلطی ہوئی حضرت دینا معافی   جس دی میتھوں ہو نہ سکے ساری عمر تلافی
وِچہ دربار رسالتؐ شاہا تیرا قدر اُچیرا!   ولیاں دا سُلطان توں شاہا تیرا قدر بہتیرا
رو رو عرض کریندا نالے ترلے منتاں پاوے   خواجہ اُم وَل اُوچیاں نظر کرن توں کتراوے
روفے تے ہتھ جوڑے نالے پیراں نوں ہتھ لاوے   خواجہ اُم دے اگے کافی روے منتاں پاوے
ڈِٹھی جس دم خواجہ صاحب اوسدی گریہ زاری   رحم آگیا خواجہ اُم نوں رقت گئی ہو طاری
فراخدلی وچہ نہیں سن رکھدے مرشد اپنا ثانی   گریہ زاری دیکھ کے اوسدی پونچا دُکھ روحانی

وچ جہان مشہور سی خواجہ اُم دی نرم مزاجی — رحم دلی تے جھٹ آجاوے عالی ظرف دماغی

رحم جلد آجاوے اونہاں عادت بہت پرانی — وچ تکلیف او دیکھ نہ سکن مُرشد دُرنہانی

دریا دِلی مشہور اونہاں دی ساری وچ زمانے — قطرے توں دریا بناون کامل ولی رَبّا سنے

موج اندر او جسدم آون ڈُبدے بیڑے تارن — وچ دِلّی دے پونچھ کے خواجہ موسیٰ تائیں پچاون

نال غضب دے لک اوسدے وچ ٹھڈا پئے لگاون — پیرزادے نوں نال غضب دے ایہا حکم سناون

جیکر پیرزادہ نہ ہوندوں بن آیوں توں مردا — مینوں شرم حیا پیراں دی میں ہاں جس دا بردا

ایدھر آ غلام رسولا کدھر گیوں پیارے — کیسے والے تائیں توں تاں دتا چھڈ وچ کارے

رونا اوسدا خواجہ اُم نے جس دم ڈٹھا بھائی — ترس آگیا پھر خواجہ اُم نوں غصہ رہیا نہ کائی

رحم دلی تے جھٹ آ گئے اوسنوں گلے لگایا — دے دلاسا اوسدے تائیں اونوں چپ کرایا

خواجہ صاحب اوسدے تائیں ساتھ اپنے لے آئے — شام چوراسی اوسدے تائیں خواجہ صاحب ٹھہرائے

کافی عرصہ خواجہ صاحب اوسنوں پاس ٹھہرایا — نال کرامت اوسدے تائیں مکّے وچ پوچایا

تاں میں ایس نوں وچ شعراں دے ساری لکھ دکھائی — میرے حق دعا فرمانا ہووے فضل الٰہی

غلام رسول بھی خواجہ اُم دا ہے اِک سگ پرانا — اُٹھدیاں بہندیاں خواجہ اُم نوں کردا یاد نمانا

بس غلام رسولا ایتھے روک قلم نوں یارا — تیرے اُتے فضل کریسی خلق دا پالن ہارا

صاحبزادیاں تائیں پھر میں کئی سلام پوچاواں — لختِ جگر نے خواجہ اُم دے واری صدقے جاواں

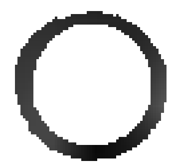
غلام رسول نے سبھناں تائیں کرامت لکھ دکھائی — سلیم صاحب دے کولوں سن کے شعراں وچ بنائی

مذکورہ سلیم شامی دے اُتے فضل کرے حق تعالیٰ — دیدار خوابے دے اندر ایسنوں دیوے کملی والا

پرتو دامنِ پاک محمدؐ دا ایسنوں ہووے سایہ — نال عقیدت کرامت تائیں ایس نے جو چھپوایا

کاروبار سلیم دا یارو بہت ترقی پاوے — خواجہ اُم دی نظر کرم تھیں مولا کرم کماوے

بس غلام رسول نمانے چھڈ دے جھگڑے جھیڑے — پاک خداوند پار لگاسی تیرے اُٹھکے بیڑے



اک ہندو فقیر دا واقعہ

بسم اللہ بسم اللہ کر کے رب دا نام تہاواں — پاک رسول خدا دے اتوں جندڑی گھول گھماواں
لیکھے نام میں پاک رب دے دا کاغذ قلم منگاواں — کرامت اک خواجہ ام دی سجناں لکھ دکھاواں
ولیاں غوثاں قطباں اتوں جندڑی گھول گھماواں — ایس دے پاروں نظر اونہاں دی میں منظوری پاواں
اس تھیں بعد میں خواجہ ام دی کرامت لکھ دکھاواں — خواجہ عبدالغنی صاحب تھیں واری صدقے جاواں
رگ ظرافت اک ہندو دی بھڑکی میرے بھائی — انوکھی اک شرارت اوس دے دل دے اندر آئی
آکھے میں آزماواں خواجہ نوں جو ہے ولی سدیندا — وچہ مجالس پاک نبی دے لوکی آکھن ہندا
غوثاں قطباں ابدالاں تھیں درجہ ودھ رکھیندا — جانے بھید دلاں دے سارے لوک سارا ہے کہیندا
میں بھی اج آزماواں اوسنوں جھوٹ تے سچ نتاراں — جیکر سچ ہووے پھر اوسنوں سر اپنے نوں واراں
جیکر سچ ہووے تے چھڈاں دیوی رشی اوتاراں — جیکر سچ ہووے تے چھڈاں پوجناں موراں ماداں
ایہہ گل سوچ سکے اوس ہندو نے پایا فقر و اباناں — خواجہ ام دے جاو پونچا بن کے بہت نماناں
مسلماناں دے وانگوں اوس نے حلیہ خود بنایا — باناں سب فقیراں والا گل اپنے اوس پایا
گل دے وچہ تسبیحاں اوس ہندو نے کافی پائیاں ہویاں — اپنیاں لٹاں فقیراں والیاں اوس بنایاں ہویاں
سبز باناں او گل وچہ پا کے پونچا آن حضوری — سلام مسنون خواجہ نوں کیتا اوس ظالم مغروری
خواجہ میرا اُس دے تائیں اٹھ کے ملیا بھائی — عزت اوس دی کافی کیتی جس دی حد نہ کائی
لپنے پاس بٹھا کے اوسنوں پچھن حال حوالا — دل دے اندر خوشیاں کردا ہندو آون والا
دل دے اندر آکھے میں تے خواجے نوں آزمایا — ایس نے تیرا باناں ویکھیا تے کجھ بھید نہ پایا
اینویں اِسنوں لوکی آکھن جانے رمز نیاری — دلی کیفیت جانے ایہہ تاں گزرے پئی جو ساری
ایہہ تاں بالکل خالی ہیگا لوکاں نوں بہکاوے — اینویں لوکاں تائیں جھوٹے ٹلے پیا اے لاوے
لوکاں نوں بہکاون کارن نت مسجد نوں جاوے — ایہہ تاں بالکل خالی ہیگا اینویں قطب سداوے
لپنے آپ دی ہوش نہ اسنوں کی کجھ سمجھاوے — ایہہ تے بالکل خالی ہیگا ولی سلطان کہلاوے

غلط خیال لوکاں دا ہیگا کہ ایہہ کوہڑ گواوے   ایہہ تاں بالکل خالی ہیگا لوکاں نوں بہکاوے
ایہہ تاں بالکل خالی ہیگا لافاں لوگ مریندے   کہ ایس دی مجلس اندر شیر ببر سنے بہندے
ایہہ دلیلاں دل وچہ کردا خوشیاں پیا مناوے   خواجہ نوں بدنام کرن لئی دل وچہ متے پکاوے
نال کشف جاں خواجہ صاحب اوسول جھاتی پائی   دل گندا اوسدا نظری آیا نالے وچہ تباہی
نال کشف جاں خواجہ ام نے نظر اودہدے دل کیتی   اوسدے دل دی ظاہر ہو گئی خواجہ تائیں پلیتی
نال کشف جاں میرے خواجہ ام اوس دل نظر دوڑائی   حقیقت ساری ظاہر ہو گئی پچھے رہی نہ کائی
نال کشف جاں خواجہ ام نے ڈِٹھا اوسدا حالا   معلوم ہو گیا خواجہ ام نوں جو اس پکڑیا چالا
نال کشف جاں خواجہ اُم سنے ڈِٹھا اوسدا حالا   ظاہر ہو گیا خواجہ تائیں ہے ہندو منہ کالا
نال کشف دے خواجہ تائیں روشن ہو گیا سارا   ہندو مسلم بن کے آیا ناقص عقل بیچارا
اِستتے تائیں خواجہ اُم نے اک آواز لگایا   مولوی جان محمد تائیں خواجہ صاحبؒ بلایا
جان محمد جالندھری تائیں خواجہ حکم فرمائے   ساڈا فرض ہے خدمت کرنی جو اساں در آئے
لباس درویشی دی میں ہاں دلوں تعظیم کریندا   مولوی صاحب درویشاں نوں ہیں دلوں جان مِنیندا
لباس درویشی پہن کے ایتھے جو آوے اِک واری   میرے اُتے واجب ہوندی کرنی اوسدی داری
ذاتاں پاتاں میں نہ جاناں نہ میں مذہب نوں تکاں   باناں فقر دا دیکھ کے میریاں نیویاں ہو ون اکھاں
چاہے کوئی ہندو ہووے چاہے سکھ عیسائی   فقر دا باناں میرے کارن ہے عزت افزائی
اینوس رُوپ بدل کے لوکی کردے بے حیائی   عقل ماری گئی بے عقلاں دی ہو گئے بہت سودائی
اینوس روپ بدل کے لوکی مینوں آ آزماون   دل اپنے وچہ کئی دلیلاں میرے لئی دوڑاون
دل وچہ آکھن میرے تائیں اندروں باہروں خالی   وچہ دلے دے خوشیاں کردے اصل حقیقت پالی
میرے تائیں آکھن لوکی اینویں دلی سداوے   جسم کوہڑے تھیں ایہہ نماناں کیونکر کوہڑ گواوے
سُنیاں گلاں جدوں ہندو نے ہوش نہ رہ گئی کائی   آکھے بُھل گیا میں حضرت رورو دے دوہائی
آکھے بُھل گیا سی میں حضرت عقل نہ رتی یاری   توں سلطان ولیاں دا حضرت تیری ذات نیاری
آکھے بُھل گیا سی میں حضرت عقل نہ رہی ٹکانے   تیری رمز نیاری حضرت تیریاں توں ہی جانے

آکھے بُھل گیا میں حضرت لوک سارے سچ کہندے ۔۔۔ کول تیرے اوآ کے حضرت فضل ربّانی لیندے
آکھے بُھل گیا میں حضرت لوک سارے سچ کہندے ۔۔۔ تیری وچہ مجلس دے اندر شیر ببر نے بہندے
آکھے معاف کر دیا حضرت کیتی میں گستاخی ۔۔۔ آکھے معاف کریا حضرت دے دیو مینوں معافی
آکھے معاف کر دیا حضرت تیرے شان سوائے ۔۔۔ آکھے قدر نے تیرے کافی مولا دی درگاہے
عرض کہ رو وے تے کرلا وے روے اُچّے سائیں ۔۔۔ آکھے حضرت میرے تائیں نال گلے دے لائیں
مینوں حضرت معاف کرو تے کلمہ نبیؐ پڑھاؤ ۔۔۔ جو کوئی مینتھوں غلطی ہوئی دِل تے مول نہ لاؤ
عرض کہ میرے خواجہ اوسنوں کلمہ نبیؐ پڑھایا ۔۔۔ نال محبت شفقت اوسنوں مسلمان بنایا
خواجہ نوں آزماون والا گھائل ہو گیا بھائی ۔۔۔ وچہ قرابت خواجہ اُم دے راہِ ہدایت پائی

بس غلام رسول پیارے بند کریں توں حالا
تیرے اُتے کرم کریسی شام چوراسی والا

○

اِک ہندو لڑکی دا واقعہ

عرشی صاحب نے خواجہ ام دی کرامت اک سُنائی ۔۔۔ میں او سب نوں لکھ دکھاواں دل دے اندر آئی
ایہہ کرامت میرے تائیں عرشی صاحب سُنائی ۔۔۔ تو ہاڈے کارن وچہ شعراں دے میں نے چا بنائی
اک لڑکی سی شام چوراسی ہندواں بہلاں جائی ۔۔۔ وقت سویرے منہ اندھیرے رفع حاجت نوں دہائی
رفع حاجت دے کارن اوتاں طرف کھیتاں دے آئی ۔۔۔ دل وچہ آکھے چھیتی جاواں نہ اڈیکے مائی
رفع حاجت توں فارغ ہو کے گھر اپنے نوں آوے ۔۔۔ چھیتی چھیتی گھر اپنے ول اپنا قدم اُٹھاوے
اوتھوں پیا اک قافلہ لنگدا اونھاں والا یارا ۔۔۔ اکلّی دیکھ کے دِل اونہاندا ہو گیا پارا پارا
دیکھ اکلی لڑکی تائیں دل اونہاں للچایا ۔۔۔ حرص ہوا نے غلبہ کیتا منہ وچہ پانی آیا
دیکھ اکلی لڑکی تائیں دل اونہاں کملایا ۔۔۔ حرص ہوا نے اونہاں اُتے غلبہ اپنا پایا
دیکھ اکلی لڑکی تائیں ہراِک دے دِل آیا ۔۔۔ اکھن ویکھ کے اوسدے تائیں ہتھ آ گئی بے مایا

دیکھ اکلی لڑکی تائیں سب نے رب بھلایا   آکھن جے ایہ جائیے ساڈی پلٹ جائیگی کایا

اوڑک اونہاں لڑکی چک کے وچ کجاوے پائی   او بیچاری کرماں ماری دیوے پئی دہائی

پر کجھ اُوسدی واہ نہ چلی ساربانان دے بھائی   آہ زاری کرے بیچاری پیش نہ چلے کائی

کائی سُن او اونٹھاں والے ترلے رہی کریندی   پر کوئی گل نہ سُنے اُوسدی رہی ہتھ جوڑیندی

ہتھ جوڑے تے منتاں پاوے رو رو کردی زاری   آکھے مینوں چھڈ دیو ویرو میں جاواں بلہاری

ہتھ جوڑے تے منتاں کردی روندی اُچھے سائیں   روے او ہو زار وزاری پر کوئی سُندا ناہیں

ہتھ جوڑے تے منتاں کردی ترلے کرے ہزاراں   پر کوئی اوسدی پیش نہ چلے کی کرے او کاراں

سیانے آکھن میرے ویرو کر پرائی تے آوے جائی   تسی وی سارے جائیاں والے میں کسے دی جائی

اِتنا ظلم کرو نہ میں تے ربّ بجے دیکھدا بھائی   تسی بھی سارے جائیاں والے ہیں کسے دی جائی

میں امانت ہاں کسے دی نالے چیز پرائی   تسی او سارے جائیاں والے میں کسے دی جائی

میرے کرم کولے تاں میں رفع حاجت لئی آئی   تسی او سارے جائیاں والے میں کسے دی جائی

فارغ ہو کے رفع حاجت تھیں گھر دے ول ساں واہی   تسی بھی سارے جائیاں والے میں کسے دی جائی

ماں پیو ڈھونڈ کریگا میری نالے بھیناں بھائی   میرے اُتے کرم کماؤ چھڈ دیو مینوں بھائی

میرے اُتے کرم کماؤ چھڈ دیو تسی مینوں   میں دکھیاری کرماں ماری دکھ سناواں کینوں

کونج دے وانگ اوہی کرلادے واہ چلے کائی   پر بھوتاں میں پئی پکارے رو رو دے دہائی

اُدھر ماپے رُو ڈھونڈن پٹے کردے ہر گھر اندر ویہڑے   پر او مول نہ نظری آوے لاون واہ بتیرے

ہتھ اونہاندے کجھ نہ آیا بہت بُرے گھبرائے   پریشان ہو کے باپ لڑکی دا خواجہ ام کول آئے

آکے اس نے خواجہ ام نوں سارا حال سُنائے   آکھے اجڑ گیا میں شاہا کجھ بھی سمجھ نہ آئے

چار چوفیرے پنڈ دے خواجہ میں پڑتال کرائی   کاکی میری خواجہ صاحب نظر نہ کدھرے آئی

اسماناں تے چڑھ گئی خواجہ یا زمین سمائی   یاد آوے جاں کاکی مینوں رو رو دیاں دہائی

کر بیٹھا میں سارے چارے کجھ نہ پیا پلے   ایس لئی میں آیا خواجہ آس لے تیرے ولے

کر بیٹھا میں سارے چارے ٹٹ گئیاں نے آساں   جے نہ گل سنے تو میری بن آئیوں مرجاساں

کر بیٹھا میں سارے چارے ٹٹیاں سب اُمیداں
کا کی ہتھ آ گئی ہے خواجہ ناقص عقل پلیداں

دیوی۔ رشی۔ اوتاراں تائیں دکھڑا جا سنایا
پر بھو آگے بھی جا کے صاحبا اوہوں سیس نوایا

کسے وی عرض سنی نہ میری تاں آیا در تیرے
کرم کما تے اُس پونچا تو نہ کر پرے پر میرے

نااُمید میں ہو اونہاں تھیں تاں آیا درگاہے
رحم کما ہن میرے اُتے تیرے اچے پائے

روے تے کرلاوے ہندو رو رو دے دوہائی
خواجہ ام فرمائے اوسنوں نہ رو میرے بھائی

ایہہ پرچی توں لے جا ایتھوں بنیاں دے بازارے
اِک خسرہ اوتھے پیا نچے گاوے بھی نال نظارے

ایہہ پرچی تو اوس خسرے نوں دیدے جا کے یارا
کم کرے او جلدی تیرا نہ پھر کیوں مارا مارا

خواجہ صاحب تھیں پرچی لے کے گیا جاں اوس بازارے
خسرہ اک ڈٹھا جو اُس نے گاوندا نال اشارے

خلقت کافی گاؤنے اوسدے اوتھے سُن دی بھائی
پرچی ہندو نے خسرے تائیں جلدی جا پکڑائی

پرچی پکڑ مذکورہ خسرے نال غور دے پڑھیا
چُم کے سر اکھاں نوں لایا نال عقیدے اڑیا

خلق خدا دی ساری ویکھے اس خسرے دا حالا
آکھن لوکی خالی پرچی کی کردا ایہہ چالا

مذکورہ اُس خسرے یارو جاں اک شعر الایا
پڑھ کے شعر او خسرہ یارو کنیا اُتے تھرایا

شعر او خسرے والا تو ہانوں میں بھی لکھ دکھاواں
کرامت ہے جے خواجہ ام دی وچ تحریر لیاواں

اُمباں والی کوٹھڑی اناراں والا ویہڑا
چل نی ننڈھیئے ایتھوں گھر تیرا ہے کیہڑا

شعر ایہہ کہہ کے خسرہ اوتھوں یکدم ہو گیا راہی
لبھن لوکی خسرے تائیں آکھن کدھر گیا ہی

شعر الایا جاں خسرے نے حکمت نال الٰہی
اوسے ویلے وچ مجمع دے لڑکی اِک جا آئی

لوگ سارے متحیر ہو کے منہ تھیں ایہہ گل کہندے
اک نووارد لڑکی آئی اِک دوجے ول ویندے

مجمع والے لوکی سارے سرگوشی پے کردے
سمجھ نہ آوے اوہناں تائیں پئے دلیلاں کردے

کرن دلیلاں اِک دوجے دل ہر کوئی ٹکرا جاوے
پر ایس راز انوکھے والی سمجھ کسے نہ آوے

پیو نے آخر لڑکی کولوں پچھیا کتھوں آئی
باپ ہو حیران کھلوتا ویکھے اپنی جائی

آخر لڑکی کولوں پچھن دس اسانوں کاکی
کیویں پونچی پھر تیرے تائیں سانوں دس غمناکی

پیو نے ویکھیا دھی اپنی نوں حیرانی وچ آیا
آکھے واہ واہ خواجہ تیرا کتنا عالی پایہ

باپ نے آکھیا دس اسانوں سارا قصہ بیٹی — منجی ڈاہغاں دی اودھر ماں تیری سہے لیٹی
باپ کہے دس میرے تائیں مینوں دھی پیاری — درت گئی پھر تیرے اُتے کیونکر اہیہ قہاری
لڑکی نے پھر سبھناں تائیں سارا حال سُنایا — الف تھیں لے کے تے ی توڑی قصہ سب سُنایا
رفع حاجت دا واقعہ اوس نے دسیا لوکاں تائیں — قافلے والے پکڑ کے لے گئے اومنوں چاہیں جائیں
جس کمرے وچہ بند چا کیتا اونہاں میرے تائیں — ڈھیر امباں دے لگے دیکھے اُتھے تھائیں تھائیں
جتھے مینوں بند کیتو نے اُم اُوتھے سن کافی — ڈھیر امباں دے دیکھ کے کنبی پر بھو دیوے معافی
وچہ صحن دے لائے ہوئے بوٹے اونہاں اناراں — دیکھ اونہاں نوں حیرانی وچہ غم دیاں آہیں ماراں
اچن چیتی آیا اوتھے ڈاہڈا جھکڑ جھولا — چک کے لے آیا جے ایتھے مینوں دا ورولا
میں تے سمجھاں سہے سی اوتاں اعلیٰ اُڑن کھٹولا — لگا نہیں جے مینوں لوکو اُسدے وچہ ہچکولہ
اونٹھاں والیاں دے سر اندر نہیں سی عقل دا تولہ — لبھن گے ہن سارے مینوں ہو کے اگ بگولہ
دا ورولا آون والا بہت سی طاقت والا — چک کے لے آیا جے مینوں ایتھے کرماں والہ
خراش جھریٹ کوئی بدن میرے تے ہرگز مول نہ آئی — پتہ نہیں جے لوکو مینوں کی اہیہ راز خدائی
آخر پیو نے آکھیا دھی نوں بالکل نہ گھبراویں — خواجہ عبدالنبی دے جا کے اولوں سیس نواویں
ذکر اونہاندا پیاری بیٹی ہر دم ہٹی اُلاویں — دیوی تے اوتاراں تائیں اج تھیں دلوں بھلاویں
باپ لڑکی نے لوکاں تائیں سارا حال سُنایا — خواجہ اُم در لوکاں تائیں عقیدت مند بنایا
باپ لڑکی نے لوکاں تائیں حقیقت سب سُنائی — من کرامت خواجہ اُم دی لوکاں خوشی منائی
باپ لڑکی نے لوکاں تائیں دسیا سارا حالا — خواجہ اُم دے کہن تے پکڑیا جو اُوس دینا چالا
خواجہ اُم نے اوس ہندو دی لڑکی جد دل منگائی — رب سچے تے خواجہ اُم تھیں کرامت ظاہر کرائی
جنجو توڑ گنوایا اُس نے متھے تلک نہ لائی — تمام عمر او خواجہ اُم دا رہیا ہو سودائی
برکت خواجہ اُم دی اوس نے دلی مراد سی پائی — اہیہ کرامت میرے تائیں عبدالغفور سُنائی
کر دے حکمت کوٹ نواں وچہ عرشی لقب نے بھائی — ننداچوری پنڈا اونہاں دا جانے سب لوکائی
حکیم عرشی کہلادن لوکو وچہ اُڈے دسے رہندے — خواجہ تائیں یاد کریندے ہر دم اٹھدے بہندے

حاجی سلیم شامی نے میرا تعارف جا کرایا   حکیم صاحب نوں مل کے پھر میں پرت گھراں نوں آیا

بس غلام رسول پیارے بند کریں توں حالا

تیرے اُتے کرم کماسی شام چوراسی والا

اک غیر مرئی مخلوق دا واقعہ

بسم اللہ، بسم اللہ کر کے رب دا نام لیناواں   خواجہ عبدالغنی صاحب دی کرامت لکھ دکھاواں

خواجہ اُم دی باندی سی اک عمروں ذرا سیانی   خواجہ اُم نوں لیا کے دیندی وضو کارن پانی

نام اوہدا سی دولت بی بی وضو سدا کراوے   تابعداری اوس بندی دی خواجہ جی نوں بھاوے

اک دیہاڑے دولت بی بی لین گئی جاں پانی   چیز اک اوس نوں نظری آئی شکلوں بہت ڈروانی

پچھلی رات دا پہرا ہے سی چن اسمان نہ کائی   دولت بی بی دیکھ کے اوس نوں اپنی ہوش بھلائی

سر اوس دا اسماناں توڑی لتاں چار چوفیرے   ناساں اوسدیاں وانگ کوہوڑے کافی ہتھ لمیرے

اکھاں دے وچہ لانبو بلدے بہت بڑے بھڑتے   دولت بی بی دیکھ او صورت دل وچہ پئی ترٹھے

دولت بی بی دوڑی، دوڑی کول خواجہ دے آئی   خواجہ اُم نوں آکے اوس نے ساری گل سنائی

باہر بیٹھی اک چیز ڈروانی یا حضرت میں داری   جنہوں ویکھ کے میرے ناہئیں لرزہ ہویا طاری

اوسنوں دیکھ یا حضرت میری ہوش گئی بھل ساری   اتنا ڈری نہ اج تک حضرت اتنی عمر گزاری

یا حضرت جی تساں نے تائیں کی کجھ حال سناواں   جو ڈٹھا میں کہہ نہ سکدی واری صدقے جاواں

اُچے اک بلا عجوبہ لمیاں کناں والی!   سر اوسدا اسمانی لگا لمیاں والاں والی

صحن اساں وچہ بیٹھی حضرت اوتاں مار دھرلے   میں نہ پانی لین توں جاواں کون جاوے اُسو لے

بے حضرت کوئی آدم زادہ اوس دل نظر چا پاوے   شکل اوسدی توں دیکھدیاں حضرت قبریں ڈیرے لاوے

یا حضرت او بھیڑی عورت بھیڑیاں دنداں والی   میں تے رعشہ طاری ہویا دیکھ صورت منہ کالی

یا حضرت منہ زیب نہ دیندا اجے کہ کرم کماؤ   یا حضرت تسی وضو کارن پانی آپ لیاؤ

ہس پیئے سُن کے خواجہ صاحب ساری رام کہانی ‌ ‌ ‌ آکھن دُودلتے مول نہ ڈر توں لیاوے سانوں پانی
دے دلاسا دولتے تائیں خواجہ جی فرمایا ‌ ‌ ‌ جائز ڈرنا اوسدے کولوں جس نے جگ بنایا
اللہ باہجھ کسے توں ڈرنا ہوندا مشکل بھاری ‌ ‌ ‌ وچہ مصیبت اللہ پاوے ہوندی ذلت خواری
ڈرنا چاہیئے اوسدے کولوں جس نے جہان بنائے ‌ ‌ ‌ پتھر دے وچہ کیڑیاں تائیں روزی جو پونچائے
نہیں مناسب ڈرنا تینوں توں فقیراں دی چیلی ‌ ‌ ‌ کول اوسدے ہن بے شک جاتوں تیرا اللہ بیلی
میرے ولوں جاکے پچھ توں کون ہیں کتھوں آئی ‌ ‌ ‌ شام پوراں کم کی تیرا ہیں توں کس دی جائی
سُن کے حکم او خواجہ اُم دا دل بلاوے دہائی ‌ ‌ ‌ لیکے حکم او خواجہ اُم دا طرف بلا دے آئی
خواجہ اُم دا دولت بی بی جاں سی حکم سنایا ‌ ‌ ‌ اوس بلانے دولتے اُگے ادبوں سیس نوایا
نام خواجہ دا سن بلانے چیخ غضب تھیں ماری ‌ ‌ ‌ رُودن لگی کنبن لگی ، لرزہ ہویا طاری
نام خواجہ دا سن بلانے کیتی آہ و زاری ‌ ‌ ‌ آکھے خواجہ میرے تائیں پونچی آن لاچاری
نام خواجہ دا سُنیا اوس نے روندے تے کرلاوے ‌ ‌ ‌ نام خواجہ دا سنیا اوس نے رو رو حال نجاوے
نام خواجہ دا سُن کے اوس نے کیتی گریہ زاری ‌ ‌ ‌ آکھے خواجہ صدقے جاواں تیری رمز نیاری
نام خواجہ دا سُن کے اوس نوں بہت پسینہ آیا ‌ ‌ ‌ نام خواجہ دا سُن کے اوس دا دل ڈاھڈا گھبرایا
ہتھ بنھ اوس نے عرض گزاری کہنا خواجہ تائیں ‌ ‌ ‌ فاقیاں ہتھوں بھکھی مرگئی ، سُن لے میرا سائیں
ڈائن چڑیل میں ا ں حضرت ہاں چڑیل دی جائی ‌ ‌ ‌ فاقیاں میری اعلیٰ حضرت کیتی بہت تباہی
(۷)
تُست اسی ہاں بہناں بھائی تے ماں پیو جائے ‌ ‌ ‌ ساڈے کولوں ڈر دا حضرت نیڑے کوئی نہ آئے
نال محبت اساں تساں نے ڈُنڈھے سب علاقے ‌ ‌ ‌ رزق ہتھوں نہ پین اساں وچہ حضرت سڑی سیاپے
یا حضرت لے ملک تساں دا میں جھے جاں آیا ‌ ‌ ‌ فاقہ مستی خوش ہو حضرت میں گھر ڈیرا لایا
ہیبت خوف تساں تھیں حضرت کسے نوں کجھ نہ کہندی ‌ ‌ ‌ ایس یاروں یا حضرت صاحب اکثر بھکھی رہندی
بھکھی تسی یا حضرت جی پونچی آ دربارے ‌ ‌ ‌ بھکھ ہتھوں میں عاجز ہوئی کوئی نہ چلن چارے
اوس بلانے دولتے تائیں اپنا حال سنایا ‌ ‌ ‌ دولت بی بی خواجہ اُم نوں آکے سب بتلایا
خواجہ ام نے دولتے دے ہتھ ایہہ پیغام پونچایا ‌ ‌ ‌ آکھ بلانوں اوکل آوے خواجہ اُم فرمایا

اگلے دن جو خواجہ ام نے لنگر سی پکوایا !
بسم اللہ نہ تساں نے پڑھنا جد پکاؤ کھانا !
حسبُ الحکم جاں لنگریاں نے جدوں پکایا کھانا
کھانا ختم گیا ہو چھیتی بھکھے رہے تمامی !
اگے وانگ معمول مطابق اساں پکائے کھانے
سُن کے گل اونہاں دی حضرت خاموشی فرمائی
کرامت ویکھ خواجہ دی لوکاں پکڑی دلوں حیرانی
خلق بے چاری کجھ نہ جانے نہ خیال کر ہندی
جن، چڑیلاں، ڈائناں نوں بھی خوف خواجے تھیں آوے
غلام رسول نے لوکاں تائیں کرامت لکھ دکھائی

خلاف معمول باورچیاں تائیں حضرت نے فرمایا
اج اساڈے ہاں انوکھے مہماناں نے آنا
وعدے تے آ گئی بلا دی جس کھادا چا کھانا
یا حضرت اے اج کی ہویا پچھے خلق تمامی
یا حضرت کیوں نظر نہ آون ساڈے تائیں پراہنے
آکھن تسی نہ جانو لوکو ایہہ ہے بھید الٰہی !
او بے چارے کجھ نہ جانن کی سی بھید ربانی !
غیر مرئی خلق خواجے تھیں کانی ڈردی رہندی
غیر مرئی خلق خواجہ نوں ادبوں سیس نواوے
خواجہ ام نوں کرے سلاماں کر کے یاد الٰہی



تاجُ العارفین قُطب الاقطاب

حضرت خواجہ عبدالنّبی شامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

کی

زُوجہ مُطہرہ کی نسبت

محمدؐ حق سبحانہٗ و تعالےٰ جل شانہٗ

اوّل حمد خداوند تائیں جس نے جگت بنایا
پانی اُتّے فرش زمین دا قدرت نال بچھایا

پھیر درُود رسول اللہؐ نوُں مرسل درّ یگانہ
پُل صراطوں پار لنگھاسی عالی شان گھرانہ

پنجتن پاک اُوتوں میں بندیا سر اپنے نوں واراں
حسنؓ حُسینؓ بتول علیؓ نوں کراں سلام ہزاراں

حسن حُسین بتول دے جائے نُورالعین نبیؐ دے
گودی نبیؐ وچہ کھیڈن والے لختِ جگر علیؓ دے

پھیر نبیؐ دیاں یاراں تائیں میں سلام پوچاواں
ولیاں غوثاں قُطباں تائیں ادبوں سیس جھکاواں

غوث الاعظم تائیں پھر میں کراں سلام سوائے
بار ٭ ۱۲ برسیں ڈوبے بیڑے جس نے بنے لائے

جس تے سجناں ولی اللہ دے کرم کرن تے آون
قطرے نوں اک پل وچہ سوہنے چا دریا بناون

سلام پچاواں سیس نواداں میں ابدالاں تائیں
راضی ہوکے مدد کریں مینوں بُھلسن ناہیں

ولی اللہ دے طاہر شاہ نے نظر کرم جاں کیتی
بھُوپت رائے ہوراں تائیں واڑیا وچہ مسیتی

پل وچہ ہندو مذہب چھوڑیا۔ توڑ زنار گنوایا
بھُوپت رائے ہوراں بھُل کے پھر نہ تلک لگایا

عبدالنّبیؐ پھر نام رکھا کے ہوئے ولی رباّنے
شیر سوہنے دی مجلس اندر بہندے ہو نمانے

استھیں بعد آغاز کرامت کرن لگا میں یارا
بے شک ولیاں اندر ہوندی طاقت ایرا پارا۔

نو مولود

ہندو کافی زرتاں والے آدم پور وچہ رہندے
کافی شاناں شوکت والے وِنج بیوپار کریندے

سب تھیں وڈا کھتریاں دا اِک مشہور گھرانہ
بچہ جمیا گھر اُونہاں دے جانے کل زمانہ
اونہا دان بہتیرا کیتا لولیاں لنگیاں تائیں
بھکھیاں تائیں کھوا کے کھانا آکھن کرو دعائیں
ساڈا بچہ جُم جُم جیوے روز قیامت تائیں
ماسیاں پھوپھیاں دیکھ مُنڈے نوں پھڑ دیاں جاں جا ہیں
ساڈا بچہ جُم جُم جیوے اعلےٰ مرتبہ پاوے
بوہستیاں کرماں والا ہووے تے پیا سخی سداوے
کرو دُعا حق اینہدے اندر بنے مُلک دا راجہ
ایسنوں سارے سیس نوا ون کیا باہمن کیا خواجہ
شہرت ایس دی کافی ہووے اندر جگ جہانے
پوریاں ایتھیں آ کے غرضاں کرن غریب نمانے
وِچ جہاں دے شاہ سداوے، داس دیوی دا ہووے
دکھی دشمن ایس بچے دا ساریاں عمراں رووے

نسبت

آخر بچہ وڈا ہو کے لگا کرن کمائی
ماں مُنڈے دے دل دے اندر اِک دلیل جو آئی
پُتر میرا لائق فائق ایس دا کاج رچاواں
وانگ پری دے دُلہن کوئی ایس دے لئی لیاواں
چھوہارا آیا کئی جگہ تھیں مُنڈے کارن یارا
ماپیاں نوں پسند نہ آوے ہو گیا مشکل بھارا
اوڑک سیٹھ بمبئیوں اِک دن گھل پیغام پونچایا
کاکی اپنی دیون کارن میں دل قصد ٹھہرایا
کرو قبول جے ایس دے تائیں رہے ہمیشہ باندی
خدمت خاطر بہت کریسی خدمتوں نہ کترا ندی
کرو قبول جے ایس دے تائیں دُور ہوون غم سارے
خدمت وِچ ہمیشہ رہسی سمجھے سب اشارے
سین پرون دی سہنے ایہہ نیک نیکاں دی جائی
رہسی وِچ حضوری ہر دم دیر نہ لاسی کائی
کھانے سب پکاندی اعلیٰ اکھ دے نال اشارے
وِچ سلائی بہت سیانی درزی دم نہ مارے
پڑھی لکھی وی کافی ہیگی صورت سیرت اعلےٰ
ایہدے نال وِیاون والا سدا رہے خوش حالہ
نازک طبع جے لڑکی میری نرم کرے گفتاراں
حلیم طبع تے بہتی چنگی وانگ نہ تیز طراراں
رحم دلی تے جاں ایہہ آوے لکھاں دان کریندی
در اپنے تھیں کوئی سوالی خالی جان نہ دیندی
بھکھیاں تائیں کھوا کے کھانا لیندی سیس ہزاراں
ناداراں دی جھولی بھر دی خوش ہو نال دیناراں
اوڑک ماں مُنڈے دی پونچی گھر دُلہن دے بھائی
خدمت اونہاں زیادہ کیتی جسدی انت نہ کائی

ویکھ کے دلہن تائیں اوس نے اپنی ہوش گنوائی | آکھے کیہڑے ویلے ایسنوں لے جاواں گھر بھائی
جو تعریفاں سُن کے آئی اوس تھیں ودھ کے پایاں | صورت ویکھ کے دلہن سندی خوشیاں ہوں سوایاں
اوڑک ماں مُنڈے نے جلدی نسبت چا ٹھہرائی | دوہاں دھریقاں چھیتی چھیتی کر دتی کڑمائی
آخر وچ بمبئی شہر دے ہو گئی کڑمائی | وقت چھوہارے وُنڈن دُوروں دُوروں کل برادری آئی

برات

نال خوشی دے پُت اپنے دی شادی او رچاون | وچ بمبئی برات لے جا کے دُلہن تائیں لیاون
باپ دلہن دا سیٹھ کہلاوے ٹبریاں شاہوانہ | دھی نوں اوس نے داج جو دِتا سُن لے اوسدا حالا
جہڑے اوس نے برتن دتے سب دے سب طلائی | پلنگ سونے دیاں بایاں والے بازو سَن نقرائی
مخملی لیف تلائیاں دِتے ریشمی سب سرہانے | کپڑے دا کوئی انت نہ آوے رب دیاں رب ای جانے
جہڑے اوس نے زیور دتے اوس بے حساب | جیکوئی اوسنوں تولن لگے بھرن تکڑی دے چھابے
غرض کہ اوس نے دھی اپنی نوں سوہنا وِدیا کیتا | ہتھ بنھ ٹوریا دھی اپنی نوں جام جُدائی پیتا
دے کے داج اوس دھی اپنی نوں آدم پور پوچایا | وچے مدرجے سب دے اگے اوہنوں سیس نوایا
کڑماں اگے اوہنے چارہ ہتھ بنھ عرضاں کردا | دھی میری نوں راضی رکھنا میں ہاں تو ہاڈا بردا
دے کے پیار اوس دھی اپنی نوں ڈولی وچ بٹھایا | شفقت پدری تھیں بے چارا مارا آہیں کُرلایا

دُلہن

ٹرمبیوں آخر جانجی آدم پور وچ آئے | دُلہن وچ محل پوچائی تیل دلیہہ دھلے
نئی نویلی دلہن آ کے جاں ویکھی ہمسایاں | سس نے پانی وار کے پیتا ونڈ ... بے بڑھیا
نناناں تائیں خوشیاں چڑیاں ویکھ بھابی دا چہرا | صورت ویکھ کے مُول نہ تھکن ... تے ...
دُلہن بہت سیانی ہیسی نیک نیکاں دی جائی | تابعداری دیو چہر جہندی فرق نہ ... دی تائی
دلہن بہت سیانی نالے بہت قابل سی رانی | علم ادب نوں کافی جانے عقلوں بہت سیانی

دقیانوسی خیالاں نوں او دل وچہ بُرا مناوے   نئی تہذیب دی او دلدادہ جو او سدے دِل بھاوے
پڑھی لکھی او کاٹی ہیسی سنئے خیالاں والی   نئی تہذیب دی او قائل تے او سدی متوالی

تقدیر

حکم خدا دا ایسا ہویا ورتیا ایسا بھانا   مویا اوس دُلہن دا خاوند اُجڑیا اُو دا گھرانہ
پتی پتنی سنے اک دوجے نوں ہالے نہ ڈٹھا کائی   اُچن چیت جو پتی ہوراں دی گردن موت دبائی
مریا دولہا رووِن سارے گھر وچہ پیا ادھاڑا   رووے تے کُرلاوے دلہن کوئی نہ چلے چارا
مائی باپ تے بھیناں بھائی رووِن تے کُرلاوِن   روندیاں پٹدیاں ہور وی سارے اپنا آپ نچاوِن
دلہن رُووے تے کُرلاوے بین کرے کرزاری   آکھے کتھے چھڈ کے چلیوں میں صدقے میں واری
دلہن رُووے تے کُرلاوے رو رو حال ونجاوے   ارتھی دیکھ پتی اپنے دی غش کھاوے گبھراوے
دلہن رُووے تے کُرلاوے آکھے جانواں واری   آکھے سجناں ایڈی چھیتی کیتی کیوں تیاری
دلہن رُووے تے کُرلاوے کُوسے لیکھاں تائیں   آکھے پتی پیارے تائیں مینوں چھڈ نہ جائیں
دلہن رُووے تے کُرلاوے کول میت دے جاوے   پتی اپنے دے چرناں تائیں نال سینے دے لاوے
دلہن رُووے تے کُرلاوے رُو رُو کردی ہاڑے   تیرے باجھ حیاتی میری دس سجناں کس کارے
واویلا رو کرے بیچاری مول نہ سُنیا جاندا   آکھے اُجڑ گئی میں لوکو میرا گیا پراندا
مانگ میرے سندھور نہ رہیا اُجڑی درداں والی   لُٹیا آج سہاگ پتی دا ورت گئی بدحالی
غرض کہ رونا اُوس بی بی دا مول نہ سُنیا جاوے   ڈاراں وچھڑی کونجدے وانگوں رو کے تے کُرلاوے

بدسلوکی

کریا کرم توں بعد لے بھائی سوہریاں متا پکایا   دلہن تائیں رل مل سبھناں آ منحوس ٹھہرایا
آکھن ایہہ منحوس نہ ہوندی دولہا مول نہ جاندا   نہ اج ساڈا بچہ پیارا مڑھیاں ڈیرے لاندا
آکھن ایہہ منحوس بڑی بھیڑی جس دن دی اے آئی   ایس نے آ کے گھر ساڈے وچہ پائی آن تباہی

آکھن ایہہ منحوس منہ کالی بھیڑیاں کرمانوالی
کتھوں ملی ایہہ ڈائن اسانوں بھیڑیاں بختانوالی

ایس دے کرم نے بہت کوڑے ساڈی ازلوں دیری
ایسدے قدم اساں گھر آئے ساڈی قسمت بھیڑی

آخر اونہاں نے دلہن تائیں ایسا حکم سنایا
تن کپڑے توں بدن تے پاویں بھناں سنے فرمایا

کنگھی پٹی مول نہ کرنی نہ کرنا دنداسہ
عمراں ساری یاد رہیگا سانوں پت دا لاشہ

رنگ کپڑیاں دا کالا ہووے سیاہ لباس توں پاویں
برتن مانجھ کے ساڈے گھر دے دو ٹکیاں لے کھاویں

بہتر ایہہ ہی تیرے کارن توں بھی ستی ہو جاندی
تاں اسی جاندے تیرے تائیں تو بھگتنا ندی باندی

تینوں ذرا دریغ نہ کائی ساڈے رووَن سینے
شکل جاں آوے یاد پتر دی جاگن زخم دیرینے

تیرے لئے مناسب ایسا سیاہ لباس توں پہنے
چھیتی کر حوالے ساڈے سارے کپڑے گہنے

برتن مانجھ تے روٹی کھا توں بن جا ساڈی داسی
پت اساڈا ایسدے پاروں وچ سورگاں دے جاسی

صبح سویرے بے کسے توں اپنی شکل دکھاویں
ساتھوں برا نہ جگ وچ کوئی سخت سزائیں پاویں

بھل بھلیکے صبح سویرے سانوں ویکھ جے پاویں
جیکر سانوں دوروں ویکھیں رستے نوں چھڈ جاویں

اسی نہ دیکھئے صبح سویرے توں منحوس منہ کالی
آوندیاں کھاد دی بچہ ساڈا بھیڑیاں بختانوالی

آکے کھیتوئی گھر اساں دے توں تاں بہت اوجاڑا
سب تھیں پہلاں آوندیاں کھادوئی توں تاں اپنا لاڑا

ہن اساں تے کرم کریں توں تیرے کرم اوولے
تینوں کجھ بھی آکھ نہ سکدے پھس گئے بہت کوولے

ہن اساں تے کرم کریں نہ سانوں مکھ دکھاویں
برتن مانجھ کے دونویں ویلے روٹی ٹکڑی کھاویں

بی بی جی دا جواب

سنیاں گلاں جدوں بی بی نے ہنجوں ہویاں جاری
آکھے واہ پرماتما میرے تیری شان نیاری

سنیاں گلاں جدوں بی بی نے ٹھنڈیاں بھریاں آہوں
آکھے واہ واہ قدرتاں توں لے میں بلہاری جاواں

سنیاں گلاں جدوں بی بی نے کیتی گریہ زاری
آکھے ورت گیاں تقدیراں پوہنچی آن لاچاری

سنیاں گلاں جدوں بی بی نے لرزہ ہویا طاری
آکھے واہ پرماتما تیتھوں میں جاواں بلہاری

سنیاں گلاں جدوں بی بی نے سروں چکر آئے
خشک زبان ہو گئی بی بی دی گل نہ کیتی جائے

سُنیاں گلاں جدوں بی بی نے سر چکیرا اون لگا　　زمین بھوندی اوس نظری آئی دل متلا ون لگا
اٹھ و پونجھ کے اوس بی بی نے سوہریاں نوں فرمایا　　مینوں ایہہ منظور نہ کائی جو تُساں آکھ سُنایا
بی بی اپنے سوہریاں تائیں ایسی عرض سُنائی　　لے تقریر تُساں جو کیتی مینوں مول نہ بھائی
توہاڈیاں گلاں وچوں مینوں بُو نفرت دی آوے　　دیہو دلاسہ میرے تائیں خُلق ایہا فرماوے
توہاڈیاں گلاں وچوں مینوں بُو اُلفت نہ آوندی　　واہ واہ ایہہ اخلاق توہاڈا مینوں رکھو باندی
توہاڈیاں گلاں وچوں مینوں نظر غرور ہے آوے　　حُسن اخلاق توہاڈا مینوں باندی نال رلاوے
نہ پذیرائی دے قابل ایہہ فرمان توہاڈا　　لے بہلو تُسی مول نہ جانوں رَبّ بچا ہے ڈاہڈا
تُسیں دی جمیاں والے سارے میں وی کیسی جائی　　ظلم ہوندا ہے ڈاہڈا بھیڑا جانے گُل لو کائی
کر پرائی آوی جائی لوک سیاپے کہندے　　جہیڑے ایسنوں مندے ناہیں نرگاں وچہ سڑ ہندے
رذیل کمینی مینوں آکھو شرم تُساں نہ آوے　　دھیڑی ڈاڑوں کونج دے وانگوں بی بی پئی کرلاوے
بی بی اکھیا بہلاں تائیں مول خیال نہ لانا　　برتن مانجھ توہاڈے کھاواں سے تُساں تھیں کھانا
پیکے تھیں میں بن کے آئی ساں اِس گھر دی رانی　　ہے مشکل ہُن میرے کارن بنتا نوکر آنی
اَسے اُٹھے پھر پیکے اندر حُکم میرا سی جاری　　جیکر مینوں نوکر سمجھو ضرب لگے دل کاری
پیکے اندر ساں میں ملکہ ہر دم حُکم چلاواں　　ہُن میں برتن مانجھ تُساڈے دے کیکر روٹی کھاواں
جیکر تُسی کرم کماؤ مینوں نہ ستاؤ　　جو کچھ دِتا باپ میرے نے میرے ہتھ پھڑاؤ
تُساں دے کولوں کچھ نہ منگدی نہ ہیوان نہ کھاواں　　اپنے باپ دی دولت لیکے اپنا وقت لنگھاواں
باپ میرے نے میرے تائیں دتا بہت خزانہ　　سونا چاندی مُک نہ سکدا جانے کل زمانہ
باپ میرے نے میرے تائیں کافی دولت دِتی　　اجے تائیں میں اُوسدے وچوں اک پائی نہ لیتی
ہر نہیں بوجھ تُساں سِتے بن دی جیکر رحم کماؤ　　عزت پت میں ہاں توہاڈی میرا مال لیاؤ

جواب مہلاں

سن فرمان بی بی دا سارے غیظ غضب وچہ آئے　　آکھن تینوں وہاون کارن کئی ہزاراں لائے

داج جہیز جو سانوں دسیں او سارا ہے ساڈا — تینوں ویاہ کے لیاون کارن ہوئے جد توں آمادہ
ساڈا بہت روپیہ لگا جسدا انت نہ کائی — او سوچ اساں جہیز نوں رکھیا نہ ڈبے اک پائی
ساڈا بہت روپیہ لگا جس دن ڈولی آئی — داج تیرا اساں اوسدے بدلے کاکی رکھ لیائی
گل سُنی بے ہوشی آئی پھر بی بی دے تائیں — ہوش پئی پھر آہ پوکارے واہ واہ میریاں سائیں
تیریاں توں ہی جانے سائیاں توں حکمت دا والی — میرے جیہی نہ وچہ جہانے کوئی مصیبتاں والی

جواب الجواب

بی بی آکھیا سوہریاں تائیں میں ستے کرم کماؤ — باپ میرے دی دولت ساری میرے ہتھ پھڑاؤ
میں نہیں نوکرآنی بننا میں ہے گھر دی رانی — نہیں مناسب تُساں نوں تائیں اپنی پت رُلانی
بی بی آکھیا سوہریاں تائیں مول نہ دل وچہ لانا — برتن صاف کراں میں تو ہاڈے تاں دیوگے کھانا
میں دُکھیاری کرماں ماری دستو کس در جاواں — اک اگلی آکھو جھلی پئی دکھاں دے راہوں
میں دکھیاری کرماں ماری دسّو کدھر جاواں — واہ انصاف تو ہاڈا مہلو کالے کپڑے پاواں
اکھاں وچہ نہ کجل پاواں کراں نہ مول ونداسہ — ایہہ کتھوں دی منطق ہیگی جس دا ایہہ خلاصہ
تسی بنانا چاہو مینوں سارے جگ دا ہاسہ — میرے نال وندا ہے تو ہاڈا کدھروں لیندا پاسہ
کبرو غرور نہ چنگا ہوندا نہ چنگی وڈیائی — حکم تو ہاڈا میرے کارن ناقابل پذیر ائی
لے بہلو تسی جان کے مینوں کا سنو دکھ پونچاؤ — نام پر بھو میرے تائیں ہن نہ مول سناؤ
تسی آکھو میں لاڑا کھا دا تو ہانوں شرم نہ آوے — موت نوں کوئی ٹال نہ سکدا بھاویں شاہ سداوے
جیکر موت ہوندی وس میرے او سنوں جان نہ دیندی — پلکاں وچہ لوکا کے رکھدی جد چاہندی تدھ دیندی
جیکر موت لیاں کجھ ٹلدی دیندی ہاتھی گھوڑے — سونا چاندی دے کے کہندی سانوں نہ وچھوڑے
جیکر موت لیاں کجھ ٹلدی دیندی سونا چاندی — پتی اپنے نوں جان نہ دیندی تے نہ آج کُرلاندی
جیکر موت لیاں کجھ ٹلدی دیندی محل مینارے — پتی تائیں میں جان نہ دیندی دے خزانے سارے
جیکر موت لیاں کجھ ٹلدی ہتھ بنھ عرضاں کردی — پتی اپنے نوں جان نہ دیندی میں ساں اوسدی برکی

جیکر موت لیاں کجھ ٹلدی دیندی جان نمانی ــــ پتی اپنے نوں جان نہ دیندی عاجز درد انجانی
جیکر موت لیاں کجھ ٹلدی دیندی گھوڑے ہاتھی ــــ اے بہلو میں مرن نہ دیندی اپنا جیون ساتھی
جیکر موت لیاں کجھ ٹلدی میں کیوں اَج کُرلاندی ــــ سب کجھ اوس حوالے کردی ستے نہ آن پچھتاندی
دوہاں فریقاں اندر ہویا جھگڑا بہت بلیسرا ــــ بی بی دی کوئی گل نہ منّن آکھیا اوس بہتیرا
صورت صلح کوئی نظر نہ آوے نہ دیون اک پائی ــــ بی بی اپنے حق دے کارن رو رو دیوے دہائی
پر او سنوں کجھ نہ دیون اُلٹا کرن لڑائی ــــ آکھن ساڈا بچہ کھا کے اُلٹا دین برائی

پنچائت

نیک دامن نے آخر اک دن سدھ پنچائت بلائی ــــ رو رو اوہناں تائیں بی بی ساری گل سُنائی
بی بی آکھیا سُننا پنچوں میری گریہ زاری ــــ نہیں مناسب ایہناں تائیں کرنی دل آزاری
مینوں ایہہ منحوس نے کہندے تے نالے منہ کالی ــــ آکھن ساڈا بچھڑا کھا گئی بھیڑیاں پیراں والی
کالے کپڑے میرے تائیں آکھن گل وچ پاواں ــــ برتن مانجھ کے ایہناں کولوں روٹی ٹکے کھاواں
ہر ویلے ایہہ میرے تائیں طعنے رہن مریندے ــــ رج دو وقتی روٹی پنچو مینوں مول دیندے
اے پنچو تُسی مینوں دسناں کی قصور جے میرا ــــ پتی دی موت دی میرے کارن کر نہ گئی اندھیرا
اے پنچو میں نہیں ساں چاہندی رنڈی پئی اکھواواں ــــ ایہہ پنچو میں نہیں ساں چاہندی دُکھ جندڑی نوں لاواں
اے پنچو میں نہیں ساں چاہندی اُجڑ جائے گھر میرا ــــ اے پنچو میں نہیں چاہندی لگے دُکھ ودھیرا
اے پنچو میں نہیں ساں چاہندی ودھوا پئی اکھواواں ــــ اے پنچو میں نہیں ساں چاہندی دُور سُہائی جاواں
اے پنچو میں نہیں ساں چاہندی لوک میتھوں کتراون ــــ مینوں او منحوس سمجھ کے رستے نوں چھڈ جاون
اے پنچو ایہہ سوہرے میرے مینوں خرچ نہ دیندے ــــ جائز ایہناں ایہہ دین تسلی الٹا تنگ کریندے
اے پنچو جے موت دی دیوی میرا من دی کہنا ــــ کسے بہانے جان نہ دیندی اپنے گل دا گہنا
اے پنچو میں نہیں ساں چاہندی رہندی میں اکلی ــــ نال دھرم دے میری پنچو کوئی واہ نہ چلی
موت دے دل اندر پنچو رحم کدے جے آوے ــــ اپنے خاص پیاریاں تائیں کون چتا وچ پاوے

پنچو جیکر چلدا چارا موت نوں مار اُو دیندی — تعویز بنا پتی ہوراں دا گل اپنے وچہ پاندی
جے پنچو دس چلدا میرا۔ ارتھی جان نہ دیندی — اپنے پتی پیارے آگے ہتھ بنھ عرض کریندی
اے سجناں نہیں جانڑ تینوں کلیاں چھڈکے جاناں — کتھے چلیاں چھڈکے سجناں دس جا پتہ ٹکاناں
کتھے چلیاں چھڈکے سجناں مار کے تیر جدایاں — واہ سجناں واہ سجناں۔ تیریاں واہ واہ بے پرواہیاں
واجب ایہناں نوں میرے تائیں مینوں دین تسلّی — اُلٹا مینوں سارے آکھن ایہہ ہے کرم کولّی
جے میرا دس چلدا پنچو تے نہ آج گر دلاندی — بحر تلاطم خیز غمانو چہ کا سنوں غوطے کھاندی
باپ اپنے دی دولت منگاں لے کے کراں گزارا — ایہہ مینوں کجھ دیویں تائیں نہ کوئی چلدا چارہ
ایس گلوں میں سننا پنچو توہانوں سدّ بلایا — مال میرا مینوں لیکے دیو جو ایہناں ہتھیایا
میں نہیں گولی بننا چاہندی باپ راجے دی جائی — گویاں باپ میرے گھر کائی جدا انت نہ کائی

پنچائتی

سُن فریاد۔ فریادی سندی پنچاں سنے فرمایا — کا کی تینوں سچ ایہہ کہندے دکھ توں بہت پونچایا
اے بیچارے کرماں مارے تیتھوں بہت دُکھیارے — بچہ ایہناں دا مار مکایو ئی پیر تیرے سنے بھارے
رسم رواج سماج ایہہ آکھے سُن کا کی درماندی — بہتر سی توں نال پتی دے جلد ستی ہو جاندی
پر توں کوئی پرواہ کیتی نہ ہی قصد ٹھہرایا — برتن مانجھ تے گولی بن جا ٹھیک ایہناں فرمایا
کالے کپڑے پہن کارن ٹھیک ایہہ آکھن میوں — واقعی توں منحوس ہیں کا کی پجر کے دیکھ خلق نوں
توں ایہناں دا بچڑا کھادا توں منحوس وڈیری — اے کا کی توں سمجھ نہ سکدی تیری عمر چھوٹیری
آخر پنچاں فیصلے اُتے مُہر تصدیق لگائی — بی بی جی دی پنچاں آگے واہ نہ چلی کائی
بی بی جی نے فیصلہ سُن کے ملیاں بھریاں اہواں — یاد کرے پرماتما تائیں آکھے کس در جاواں

بی بی جی دا خواجہ صاحبؒ سے عرض کرنا

اوڑک بی بی نے دل دے اندر ایہا قصد ٹھہرایا — خواجہ تائیں عرض کریساں جد سالی پایا

خواجہ عبدالنبیؒ صاحبؒ نوں ایہہ بھی بہت منیندے ۔ دلوں بجانوں خواجہ آمؔ دا کافی قدر کریندے
آخر اچن چیت جو اک دن خواجہ ہوری آئے ۔ آدم پور وچہ آکے حضرت ڈیرے اپنے لائے
بی بی جی نے خواجہ اگے کر کر گریہ زاری ۔ اپنی حال حقیقت بی بی کھول سنائی ساری
الف بھیں سے کے می دسے تائیں کل احوال سنائے ۔ جو کجھ ورتیا نال بی بی دے پیش جو اوسنو آئے
میرا خواجہ بی بی تائیں دیندا بہت تسلی ۔ دے تسلی بی بی تائیں گھر اوسدے چا گھلی

بہل

خواجہ اُم نے مہلاں تائیں بہت چھیتی منگوایا ۔ فریادن دے کارن خواجے ایہہ حکم سنایا
بہو تو ہاڈی حاضر ہوئی عرض کرن دربارے ۔ نہیں مناسب تساں دے تائیں ایسے کمنے کارے
او تو ہاڈی عزت ہیگی کرو اوسدی دِل جوئی ۔ برتن مانجھ نہ روٹی کھاوے او نہ نوکر کوئی
او تو ہاڈی عزت ہیگی بڑیاں شرماں والی ۔ باپ رلجے دی بیٹی ہے او بڑیاں کرمانوالی
او تو ہاڈی عزت ہیگی بڑیاں شاناں والی ۔ لکھ پتی دی اوہے بیٹی بڑیاں نازاں والی
اپنی عزت تائیں آکھو کالے کپڑے پاوے ۔ برتن مانجھ کے نوکر بن کے روٹی روکھی کھاوے
حیف تساڈی عقلاں اُتے سارے عقلوں خالی ۔ رتبہ اوس بی بی دا سمجھو وانگ نوکر رکھوالی
سبھناں ہتھ بنھ عرض گزاری نالے سیس نوائے ۔ سُن لئے فرمان تساڈے ٹھیک تساں فرمائے
عرض کرن اسی اج ہی جاکے کرساں اوسدی داری ۔ حُکم تساڈا سر متھے تے یا حضرت جاں واری
ایہہ گل کہہ کے مُن منا کے پرت گھراں نوں آئے ۔ حُکم خواجہ دا ٹال دِتو نے ہوکے بے پرواہے
وا جب ایہہ سی بہلاں تائیں مال بی بی نوں دیندے ۔ پر اونہاں پرواہ نہ کیتی اُلٹا تنگ کریندے
لگے نالوں بہت زیادہ اوسنوں تنگ کریندے ۔ اوندے جاندے بی بی تائیں طعنے رہن مریندے
اکھن نال سے پیوا اپنے دا گن دو بارہ کا کی ۔ پائی پائی ہُن گن کے لے لے رہن نہ دینا باقی
اوڑک اینہاں طعنیاں کولوں بی بی جی گھبرائی ۔ دچہ دربار خواجہ دے بی بی شام چوراسی آئی

بی بی جی صاحبہ دا شام چوراسی وچ آنا

آخر اک دن شام چوراسی بی بی صاحبہ آئی ۔ میرے خواجہ تائیں اوس نے پچھلی یاد کرائی
آکھے حضرت بہلاں تیرا مول نہ منتیا کہنا ۔ اوس جگہ یا حضرت مشکل میرا ہو گیا رہنا
آمدرے جاوندے میرے تائیں طعنے رہندے دیندے ۔ آکھن بیلے باپ دی دولت رمزاں نال مریندے
کرو دعا حق میرے اندر یا حضرت جی سایاں ۔ دربار تساں دے چل کے حضرت ننگے پیریں آیاں
کرو دعا حق میرے اندر دور ہووے دل گیری ۔ یا حضرت نہ ایتھوں ہوندی بہلاں دی کنگیری
نوکر چاکر ہو کے حضرت کیکر وقت گزاراں ۔ موت تتی دی حضرت مینوں لا گئی دکھ ہزاراں
ہیں پردیس ہاں دکھیاری پونچی آں لاچاری ۔ بہلاں اگے زور نہ چلدا میں ہاں بے ہتھیاری
سن کے گل بی بی دی حضرت کرے خاموشی بھاری ۔ آکھن بی بی جا گھر اپنے فضل کرے رب باری
بی بی جی نے آکھیا حضرت میں ایتھوں نہ جاواں ۔ میں تیری درگاہوں حضرت حق انصاف توں پاواں
بی بی آکھے اعلیٰ حضرت میں نہ گھر نوں جاندی ۔ میں جیہی نہ دنیا اندر اج کوئی درماندی
بی بی جی نے آخر اپنا ڈیرہ اوتھے لایا ۔ وچہ حضوری خواجہ ام دی دل اپنا پرچایا
یاد کرایا خواجہ ام نوں بی بی دوجی واری ۔ آکھے حضرت میرے تائیں بنی مصیبت بھاری
کرو دعا حق میرے اندر ہووے دور لاچاری ۔ باپ میرے دی رقم منگا دیا حضرت میں واری
سن کے حضرت چپ چا کیتی کجھ ناہیں فرمایا ۔ بی بی جی دا دل پیا رووے دکھڑا جدوں سنایا
وچہ! ڈیکاں ایسے طرح گزرے کئی دہاڑے ۔ داج جہیز نوں یاد کر بی بی دل وچہ آہیں مارے
آخر تیجی وار بی بی نے عرض کیتی سرکارے ۔ یا حضرت میں حاضر ہوئی لاؤ کوئی چارے
خواجہ ام نے بی بی تائیں ایہا حکم سنایا ۔ مال متاع دنیا دا بی بی ہوندا ڈھلدا سایہ
ہوندا کاں بنیرے سندا اج ایتھے کل اوتھے ۔ وانگ کتے دے رہندا ہر دم تیرے میرے کوٹھے
جیکر اصلی مال ہے چاہندی او ملسی سرکاروں ۔ خالی اج تک کوئی نہ گیا بی بی اس درباروں
گل سنی بے ہوشی آئی اوس بی بی دے تائیں ۔ ہوش آئی جاں خواجہ ام تھیں بھیدی چائیں چائیں

خوش ہو کے پھر بی بی صاحبہ طرف خواجہ دے آئی
خواجہ صاحب نماز دی اوسنوں پھر تلقین فرمائی

وڈی بی بی اوس بی بی نوں پھیر نماز پڑھائی
کر ادا نماز او بی بی طرف خواجہ دے آئی

خواجہ ام نے بی بی تائیں ایہا پھر فرمایا
مال متاع دنیا دی کولوں دل تسلی پایا

بی بی جی نے عرض چا کیتی میرے خواجہ تائیں
یا حضرت بن دل دے اندر لانبو لگدے ناہیں

اطمیناں دے نوں آیا بی بی عرضاں کر دی
آکھے حضرت راہ اوسے اینویں رہی میں مردی

پنجے وقت او بی بی صاحبہ پئی نماز گزارے
اللہ ہُو دا ورد کریندی کلمہ پئی پوکارے

ایسے طراں گزارے بی بی ایتھے کئی مہینے
ذکر خدا تھیں مٹ گئے سارے داغ جو اندر سینے

پہلاں تائیں خبر جاں ہوئی بی بی کلمہ پڑھیا
ہر اک نکے وڈے تائیں کافی غصہ چڑھیا

پہلاں تائیں خبر جاں پونچی سارے اُس دم آئے
بی بی نوں سمجھاون کارن بہت معتبر آئے

پہل برادری

آکھن کاکی ایہہ کی کیتا پکڑیا کس دا پلہ
ہندو مت وچہ بہتا ملدا آکھن جس نوں اللہ

کم ایہہ چنگا توں نہ کیتا پکڑیو مذہب ربانی
ہندو جاتی ہو گئی کاکی تیری دشمن جانی

چل کاکی ہُن گھر توں چل توں اسی ہاں تیرے بردے
حکم چلا توں ساڈے اُتے تابع رہن گھر دے

اے کاکی توں سمجھ نہ سکیں تیری عمر نیانی
ساڈی گل دا قدر کرینگی ہویوں جدوں سیانی

ڈر دیوی دے قہر تھیں کاکی نہ ہو او تھیں عاقی
دس اسانوں ساڈے دلوں کیہہ پونچی غم ناکی

چل کاکی ہن گھر نوں چلیے ایتھے کم کی تیرا
تیرے باجھ اے کاکی ساڈے گھر وچہ پیا اندھیرا

عزت پت اساڈی کاکی مٹی وچہ رلائی
توں تاں بہت دانا سیں کاکی کتھے گئی دانائی

ایس علاقے اندر سانوں لوکی راہ جے کھندے
او ندے جاندے بن او کاکی تیرے طعنے دیندے

معاف کریں ہن دلوں توں کاکی جیکر غلطی ہوئی
اسی ہاں تیرے لگدے لیندے دشمن مول نہ کوئی

اے کاکی توں عزت ساڈی واہ واہ رکھ دکھائی
ککھ ٹکیہ اڈائی کاکی سر اپنے وچہ پائی

نہیں لائق سی تیرے تائیں اندروں باہر جانا
تے آکے دربار خواجہ دے نہ سائی ڈیرا لانا

نہیں لائق سی تیرے تائیں اندروں باہر جاندی ۔۔۔ نہ اساڈے کارن کاکی طعنے نویں بناندی
اسی نہ باہر جاون جوگے کدھرے مول نہ جائیے ۔۔۔ دیکھ شریکاں تائیں کاکی دوروں موہنہ لوکائیے
سانوں سب شریک لے کاکی تیرے طعنے دیندے ۔۔۔ تیریاں طعنیاں ہتھوں کاکی وچہ پنچائت نہ بہندے
ہندو مت چھڈن دا کاکی سانوں روگ ہے بھارا ۔۔۔ منہ لوکاندے پھر نہ سکدے کی کریئے ہن چارا
لے کاکی ہن چل توگھر نوں بھل جاؤ دکھ پورانے ۔۔۔ تینوں اسی لے جاون آئے عمروں بہت سیانے
لے کاکی توں عزت ساڈی در در بیچی رلا دیں ۔۔۔ کس جگ داتوں بدلہ کاکی ساڈے کولوں چاہویں
لے کاکی ڈر دیوی کولوں غضب اوبدا ہے بھاری ۔۔۔ جوں بھیڑی وچہ پاکے تینوں کرسی بہت خواری
لے کاکی توں عزت ساڈی کیتی پارہ پارہ ۔۔۔ کجھ قیاس نہ آیا تینوں لے کی کیتا کارہ
ڈر دیوی دے قہر دے کولوں قہر اوندا ہے بھارہ ۔۔۔ راکش اودے مارسُٹن سگے کر کے پارہ پارہ
ڈر دیوی دے قہر تھیں کاکی نہ بن اوگنہاری ۔۔۔ غیظ غضب دیوی دا تینوں پاسی وچہ لاچاری
ڈر دیوی دے قہر دے کولوں نہ ہو اوتھوں عاقی ۔۔۔ دیوی راضی ہوکے تیری دور کرے غم ناکی
ڈر دیوی دے قہر دے کولوں چھڈ خواجے دا پلّہ ۔۔۔ ہوکے ایڈ سیانی کاکی پکڑیا مذہب کولا
کر چھیا دیوی دی توں چھڈ دے سارے جھیڑے ۔۔۔ راضی ہوکے کم کریسی دیوی ماتا تیرے
بن بھگتاں دی چیلی کاکی کر دیوی نوں راضی ۔۔۔ اگا تیرا سدھر جاوے بھُل جاہن توں ماضی
چھڈ کے مذہب توں اپنا بی بی ڈاہڈا قہر کمایا ۔۔۔ سمجھ نہ آوے خواجے تینوں کیہڑا سبق پڑھایا
ڈر دیوی دے قہر تھیں کاکی جدا جگ تے سایہ ۔۔۔ ایس خواجے سنے تیرے تائیں اُلٹا سبق پڑھایا

جواب

بی بی نے سب بہلاں تائیں ایہہ جواب سنایا ۔۔۔ شکر خدا دا دِلوں بجانوں جس ایہہ راہ دکھایا
میں اوہا ہے جس نوں آکھو بن جا ذکریا نی ۔۔۔ میں اوہا ہے جس نوں آکھو شکل نہ مول دکھائی
میں اوہا ہے جس نوں آکھو کالے کپڑے پادیں ۔۔۔ میں اوہا ہے جس نوں آکھو رستے توں ہٹ جادیں
میں اوہا ہے جس نوں آکھو کریں نہ مول دنداسہ ۔۔۔ میں اوہا ہے جس نوں آکھو گل پا کھدر خاصہ

میں او ہا جے جنہوں آکھو پیش آواں سکے بھیڑے — میں او ہا جے جنہوں آکھو کیوں پے گئی ایس کھیڑے

میں او ہا جے جنہوں آکھو لائے اساں ہزاراں — میں او ہا جے جنہوں آکھو پے گئے وچہ آزاراں

میں او ہا جے گھر دے سارے جنہوں جھڑکاں دیندے — میں او ہا جے گھر دے سارے جنہوں مارن پیندے

میں او ہا جے گھر دے جنہوں سارے پیٹے رلاون — میں او ہا جے گھر دے سارے جنہوں مطلق موہنہ لاون

میں او ہا جے ٹکی رُوٹی سکے کھاون والی — میں او ہا جے جنہوں آکھو لاڑا کھاون والی

میں او ہا جے جنہوں آکھو ہے منحوس منہ کالی — میں او ہا جے جنہوں آکھو بُرے نصیباں والی

میں او ہا جے جندے کولوں ہر کوئی پیا کتراوے — میں او ہا جے ہر کوئی جنہوں دیکھ کے نک چڑھاوے

تسی او میرے کجھ نہ لگدے میں اپرادھن بھاری — تُوں توہاڈے ہاں منہ کالی بھیڑیاں پیراں والی

تسی او میرے کجھ نہ لگدے میں منحوس منہ کالی — میں اپرادھن گھاگے ہاری لاڑا کھاون والی

تسی او میرے کجھ نہ لگدے میرے کرم کولے — مینوں ویاہ کے تسی بے چارے پھنس گئے بہت اولے

تسی او میرے کجھ نہ لگدے تسی ہو کرماں والے — میں بے کرمی ہاں اپرادھن تسی نصیباں والے

تسی آکھو میں نال پانی دے نان جویں نوں کھاواں — سر اپنے نوں مول نہ دھوواں نہ ہی کنگھی واہواں

تسی مینوں محکوم سی رکھدے ایتھے حکم چلاواں — کلمہ پڑھ رسول اللہ دا اپنا دل پرچاواں

تسی مینوں مغموم سی رکھدے ایتھے غم نہ کائی — اے بہلو تساں طعنے دے دے میری جان مکائی

تسی مینوں مغموم سی رکھدے دور ہوئے غم سارے — دولت مال خزانے میں تاں بالکل دلوں وسارے

تسی آکھو مینوں خواجہ صاحب اُلٹا سبق پڑھایا — اے بہلو تسی قدر نہ جانو جو خواجے دا پایا

تسی آکھو میں اکھاں اندر کجل مول نہ پاواں — سایہ اپنا بھل بھلیکے نہ کسے تے پاواں

جو جو بیتیاں سر میرے تے کس نوں آکھ سناواں — اپنا غم میں آکھ نہ سکدی آہ چھٹے مر جاواں

نہیں طاقت ہن میرے اندر جھڑکاں جا کے کھاوی — صبح سویرے منہ اندھیرے اپنا آپ لوکاواں

سکت نہ رہ گئی میرے اندر طعنے کھاون جوگی — موت پتی دی کر گئی مینوں دکھیارن تے روگی

اج تساں نوں عزت اپنی رڑھدی نظری آوندی — کتھے گئے ساڈے وڈیو بہلو جد ساں میں کملاندی

اج تساں نوں عزت اپنی خطرے وچہ دِس آوے — میں او ہا جے جنہوں آکھو فجری نظر نہ آوے

کی منہ لیکے نال تو ہاڈے آدم پور وچہ جاواں — تے جا کے میں سبھنیاں کولوں اپرادھن آکھواں
کی منہ لیکے نال تو ہاڈے آدم پور نوں جاواں — نیچیاں وڈیاں کولوں جا کے طعنے گالیاں کھاواں
اپنا ماضی کویں بھلاواں گھائل ہاں پرانی — دساں اپنی کھول کے کس نوں بہلو درد کہانی
تسیں او مبرے کجھ نہ لگدے سائے تھیں کتراؤ — میں تو ہاڈی کجھ نہ لگدی ہن تشریف لے جاؤ

قتل دی سازش

سن کے گل بی بی دی سبھناں کجھ جواب نہ آیا — بی بی جی دے مارن کارن سبھناں قصد ٹھہرایا
چڑھیا غصہ بہلاں تائیں آکھن لگے سارے — پر اونہاں دی پیش نہ جاندی خواجہ دے دربارے
اوڑک سب معتبر کھتری پرت گھراں نوں جاون — دل وچہ غصہ بہت اونہاں نوں ٹٹ ہتھیاں تے پاون
آکھن بہت بے عزتی ہوئی جیوندیاں مرجائیے — کوئی سبب نہ بنیا یارو۔ دسو کدھر جائیے
آپ تے گلیا سی اے خواجہ سانوں گال دکھایا — جان بجھ کے ایس خولجے تے ہتھ کھڑاں نوں پایا
کوئی آکھے ساڈا زندہ رہنا مشکل ایس کرایا — عزت ساڈی تائیں ایس نے کیوں اینوں ہتھ پایا
کوئی آکھے اوہہ دینا چاہے سانوں دیس نکالا — اساں جاتا سی عزت ساڈی دا ہوسی رکھوالا
کوئی آکھے اوہہ مول نہ جانے اسی ہاں باہاں والے — تنگ کریساں جانوں لیساں پیا ہے کس خیالے
کوئی آکھن ایس کیتا سانوں وانگ گلی دیاں ککھاں — عزت یارو ہتھ نہ آندی بھانویں خرچیے لکھاں
اوڑک سبھناں بہلاں مل کر اوہہ صلاح پکائی — بھانڈا ساڈا اپنا بھیڑا خولجے دوس نہ کائی
ایس بھانڈے نوں چھیتی توڑ دکرکے کوئی چارہ — نہیں تاں ایس جگہ تے رہنا ساڈا مشکل بھارا
آخر سبھناں بہلاں مل کر ایہا حلف اٹھایا — بی بی مارن کارن سبھناں ایہا متا پکایا
آکھن ایس نوں جانوں لیکے ٹھنڈے کلیجے پائیے — سینے تاں کے وچہ بازاراں ہر جا آئیے جائیے
بی بی جی دے سرتے ہیسی سایہ رب دا بھاری — کی مجال جو اس دل تکدا ہوندی ذلت خواری
اوڑک کجھ وی پیش نہ چلی خواجہ دی سرکارے — چپ ہو بیٹھے ہندو کھتری آتے اوڑے سارے

آگے

حضرت باباجیؒ دا سُوال

اِک دن میرے خواجہ صاحب بی بی نوں فرمایا	بھلاں کولوں باپ تیرے دی سے دیاں تینوں مایا
ہتھ بنھ بی بی عرض گزاری میں صدقے میں واری	دنیا دی دولت میں نہ چاہندی ہوندی مشکل بھاری
دولت دین تساں جو بخشی ہے او عجب نرالی	در تیرے تے ڈگی سایاں ہاں نصیباں والی
ہس کر آکھن بی بی تائیں کمی نہ کچھ سرکارے	جے دنیا دی دولت لوڑیں ملسی بے شمارے
ہتھ بنھ بی بی صاحب اگوں عرض خواجہ دے کیتی	دولت کافی مل گئی مینوں جدوں نمازی نیتی
میں دنیا دی دولت ہتھوں ہن حضرت کتراواں	دین نبیؐ دی خدمت کرساں شاید بخشی جاواں
چشم بصیرت تساں جو بخشی اندر ہون روشنایاں	وِرد نبیؐ دا کردیاں حضرت دُور ہوون گمراہیاں
چشم بصیرت تساں جو بخشی اندر چانن ہویا	لے دنیا دا سونا حضرت مینوں جاپے لوہیا
چشم بصیرت تساں جو بخشی ہویاں رد بلائیں	یا حضرت میں تساں تھیں واری جاواں جائیں جائیں
چشم بصیرت تساں جو بخشی دور ہوئے دکھ سارے	دولت دی پرواہ نہ حضرت تیرے راز نیارے
چشم بصیرت تساں جو بخشی چین دلے نوں آیا	وچ درگاہ ربّانی حضرت تیرا عالی پایا
چشم بصیرت تساں جو بخشی بھلے مال خزانے	اوہ بھلاں نوں ہون مبارک مینوں فضل ربانے
چشم بصیرت تساں جو بخشی بھلیا سونا چاندی	واپس لے دیو بھلاں کولوں یا حضرت نہیں آندی
چشم بصیرت تساں جو بخشی بھلے لیف سرہانے	سب سونے دے برتن بھلے نالے اعلیٰ کھانے
چشم بصیرت تساں جو بخشی بھلے اہف تلایاں	بھلے حضرت مینوں ماپے یاد نہ رہ گئی بھائیاں
شمع بصیرت ہوئی فروزاں میرے اندر خانے	ہر سو توہی نظری آویں تیریاں توں ہی جانے
شمع بصیرت ہوئی فروزاں دُور ہوئی گمراہی	یا حضرت ہن میں تے ہویا بہتا فضل الٰہی
شمع بصیرت ہوئی فروزاں دلی سکون میں پایا	سب کجھ مینوں مل گیا حضرت جو سی میں گنوایا
شمع بصیرت ہوئی فروزاں دین دی دولت پائی	میرا نیک نصیبا حضرت در تیرے تے آئی
شمع بصیرت ہوئی فروزاں دوئی نس گیائی	کی دساں یا حضرت مینوں سب کجھ مل گیائی

شمع بصیرت ہوئی فروزاں ہویا دور اندھیرا — محویت دی خمر طہوروں چڑھیا نشہ گھنیرا
شمع بصیرت ہوئی فروزاں قلب گیا ہو جاری — ایہہ دنیا دی دولت حضرت ہن نہ درج شماری

نکاح

پیر اک عمر جو خواجہ ام نوں اندرو اندری کھاوے — پاک دامن جو کول خواجہ دے اکثر آوے جاوے
بھنے منہ تے اونیاں گلاں ایہہ مشہوری رلے — جوان عورت دا آنا جانا ٹھیک ناہیں دربارے
کئی مصاحباں خواجہ تائیں عرض کیتی کئی واری — نکاح پڑھالو حضرت صاحب دور ہوئے دشواری
سب مصاحباں تائیں خواجہ اک دن پیا فرماوے — پچھ لوتسی دی بی بی کولوں کی اوسدے من بھاوے
آخر اک دن اجن چیتی حاضر ہو دربار سے — خدمت وچہ خواجہ دی بی بی ہتھ بنھ عرض گزارے
میں باندی یا حضرت تیری خدمت کرنی چاہاں — ر دسوال نہ کرکے سائیاں مینوں موڑ پچھاہاں
میریا سائیاں لوک میرے تے کرن انگشت نمائی — ایس گلوں میں حضرت صاحب در تیرے تے آئی
خواجہ ام نے چپ چاکیتی کجھ ناہیں فرمایا — دوجی واری پھیر بی بی نے ایہہ سوال دوہرایا
یا حضرت میں دلوں بجانوں خدمت کرنی چاہوداں — جے منظور نظر ہو جاواں دلی مقاصد پاواں
پھر بھی میرے خواجہ صاحب چپ زبانوں کیتی — سن سوال بی بی دا حضرت تر پھنے دل سیتی
تیجی واری پھیر بی بی جی ایہا عرض سنائے — کیوں نہ حضرت خدمت میری وچہ منظور آئے
پھر بھی میرے خواجہ صاحب خاموشی فرمائی — خوش ہو کے پھر سب مصاحباں رل مل کر خوشی منائی
الخاموشی نیم رضا دا بنیا مسئلہ بھارا — سارے آکھن چپ خواجہ دی اصل نکاح اشارہ
شہر یار مصاحب ہوراں رل مل عقد پڑھایا — خواجہ ام دی زوجیت دا بی بی رتبہ پایا
مسلم نام پھر اوس بی بی نے صاحب نور رکھایا — وچہ حضوری اوس بی بی دا سب تھیں عالی پایا

حضرت صاحبزادہ عبدالمجید جیوؒ

اوس بی بی دا گھر خواجے دے رتبہ دوں سوایا — وانگ زلیخا اوس بی بی نے دل دا مقصد پایا

قدرت کامل دیکھ رَبّ دی اوحکمت دا سائیں ‏ بچہ واہنگوں چن آسمانی بخشیا بی بی تائیں

عبدالمجید اوس بچے تائیں خواجہ اُم پکارے ‏ خواجہ اُم نوں بہت پیارا سرکارے دربارے

لعاب دہن خود خواجہ صاحب نَومَولُود نوں دیندے ‏ لعاب دہن خود اپنی، تھیں اوسدے تائیں چٹیندے

ہتھ اوٹھا حق اوسدے اندر رہے دُعا کریندے ‏ لائق فائق ہووے بچہ پاک رَبّتے نوں کہندے

ہوئی دُعا منظور جنابوں اللہ کرم کمایا ‏ بچہ لائق و فائق ہو کے کامل ولی سدایا

وڈیاں ہو کے اوس بچے تے درجہ ولیاں پایا ‏ خالی گیا نہ کوئی سوالی جو اوسدے در آیا

نومولود مسعود بچے نے بہت ترقی پائی ‏ اوسدی نسل موجود ہے، باقی جانے کل خدائی

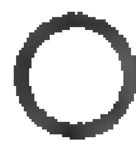
نسل اُونہا دی وچوں جانا میں اِک ناظم نامی ‏ اعلیٰ افسر ریلوے اندر جانے حلق تمامی

میں کراں مذکوراں تائیں اودوں لکھ سلاماں ‏ کرامت خواجہ صاحب دی توں وی لکھ غلاماں

ہور تمامی صاحبزادیاں تائیں کراں سلام کروڑاں ‏ خواجہ ام دے لخت جگر تے کیوں اپنا مکھ موڑاں

صاحبزادیو تسی او سارے اوس ولی دے جائے ‏ جس دے روضے پاک تے اودوں نجر کرن جھک سائے

کرو دُعا حق میرے اندر تسی او ولیاں زادے ‏ میرے جیہے ہزاراں تارے پکڑ توہاڈے وادے



شجرۂ نسب

تفصیل اولادِ حضرت تاجُ العارفین قدس سرہ العزیز

۱۶۱۹ء تا ۱۹۹۳ء

نمبر شمار	اسم گرامی	صفحہ نمبر	نمبر شمار	اسم گرامی	صفحہ نمبر
(۱)	صاحبزادہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ		۱۴	فیض الرحمٰن ولد مبارک مند	۴۰۳
			۱۵	محمد عبداللہ ولد رحمت مند	۴۰۹
۱	اکرام الحق ولد فیض محمد	۴۰۳	۱۶	محمد نذیر ولد رحمت مند	۴۰۹
۲	دین محمد ولد نیاز مند	۴۰۱	۱۷	محمد اقبال ولد سلامت مند	۴۰۲
۳	سردار محمد ولد مشتاق مند	۴۰۲	۱۸	محمد ممتاز ولد سلامت مند	۴۰۲
۴	طفیل محمد ولد مشتاق مند	۴۰۲	۱۹	محمد رفیع ولد فضل محمد	۴۰۳
۵	عبدالرحیم ولد قدرت مند	۳۹۹	۲۰	محبوب بخش ولد سلامت مند	۴۰۲
۶	عبدالرحمٰن ولد قدرت مند	۳۹۹	۲۱	نذر محمد ولد مبارک مند	۴۰۳
۷	عطا محمد ولد رحمت مند	۳۹۹	۲۲	ولایت مند ولد سعادت مند	۴۰۰
۸	عزیز بخش ولد مظفر مند	۴۰۰	(۲)	صاحبزادہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ	
۹	نیامت مند ولد نیاز مند	۴۰۱	۱	احمد بخش ولد ملک شاہ	۴۰۴
۱۰	غلام سرور ولد غلام نبی	۳۹۸	۲	بشیر احمد ولد عزیز الرحمٰن	۴۰۵
۱۱	غلام حیدر ولد غلام نبی	۳۹۸	۳	رشید احمد ولد عزیز الرحمٰن	۴۰۵
۱۲	غلام ابراہیم ولد رحمت مند	۴۰۲	۴	فضل محمد ولد جھنڈو شاہ	۴۰۴
۱۳	فضل محمد ولد مظفر مند	۴۰۰	۵	کریم بخش ولد شرف الدین	۴۰۴

نمبر شمار	اسم گرامی	صفحہ نمبر	نمبر شمار	اسم گرامی	صفحہ نمبر
۵	عبدالقیوم ولد تاج الدین	۴۱۴	۱۰	عبدالکریم ولد رحمت بخش	۴۱۳
۶	عبدالغفور ولد مولا بخش	۴۱۵	۱۱	غلام محمد ولد بڈھے شاہ	۴۱۶
۷	عبدالرزاق ولد نبی بخش	۴۱۵	۱۲	غلام نقشبند ولد نبی بخش	۴۱۸
۸	عبدالرحمٰن ولد فضل محمد	۴۱۵	۱۳	محبوب بخش ولد نور الدین	۴۱۵
۹	عبدالصمد ولد عطا محمد	۴۱۵			

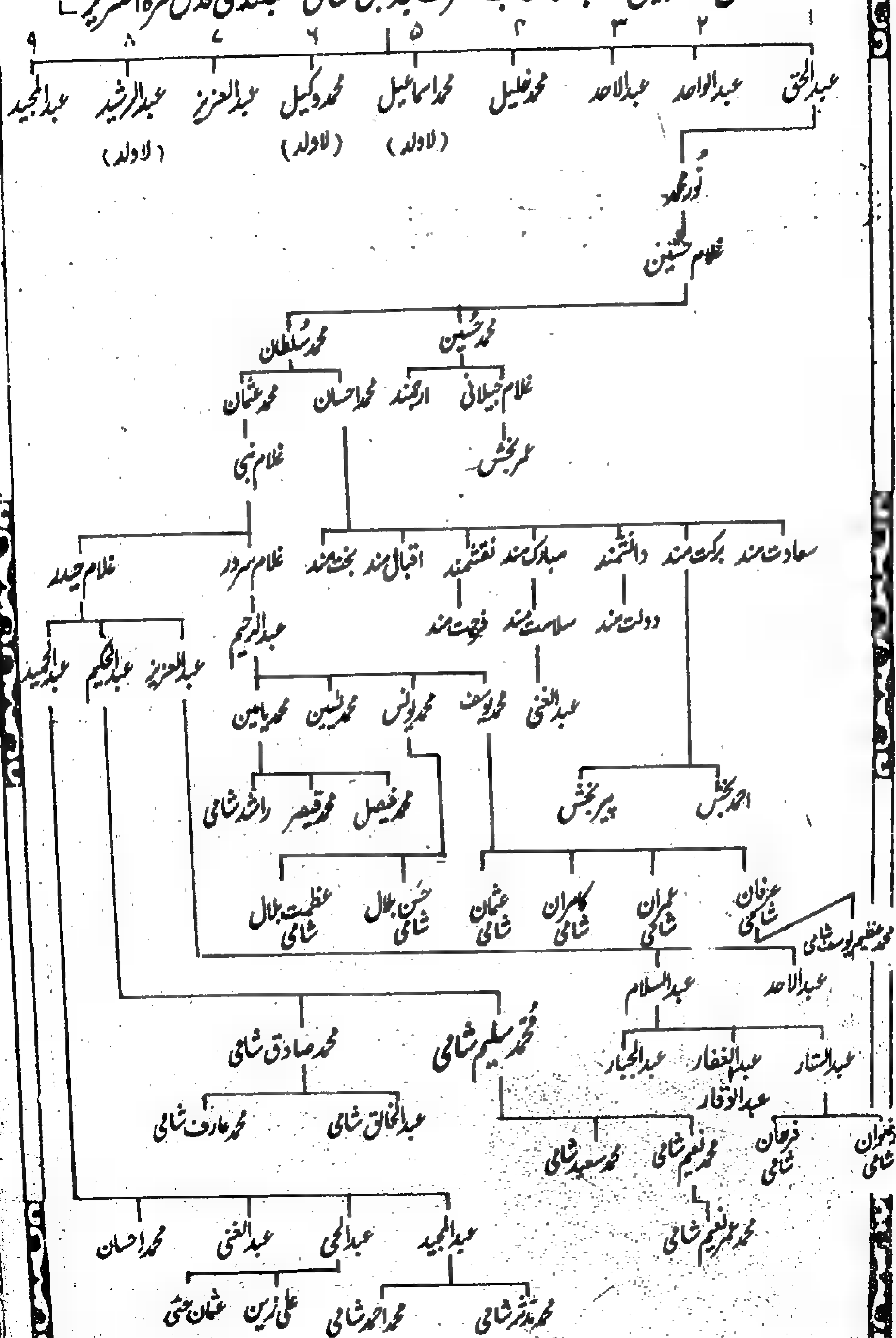
گزارش

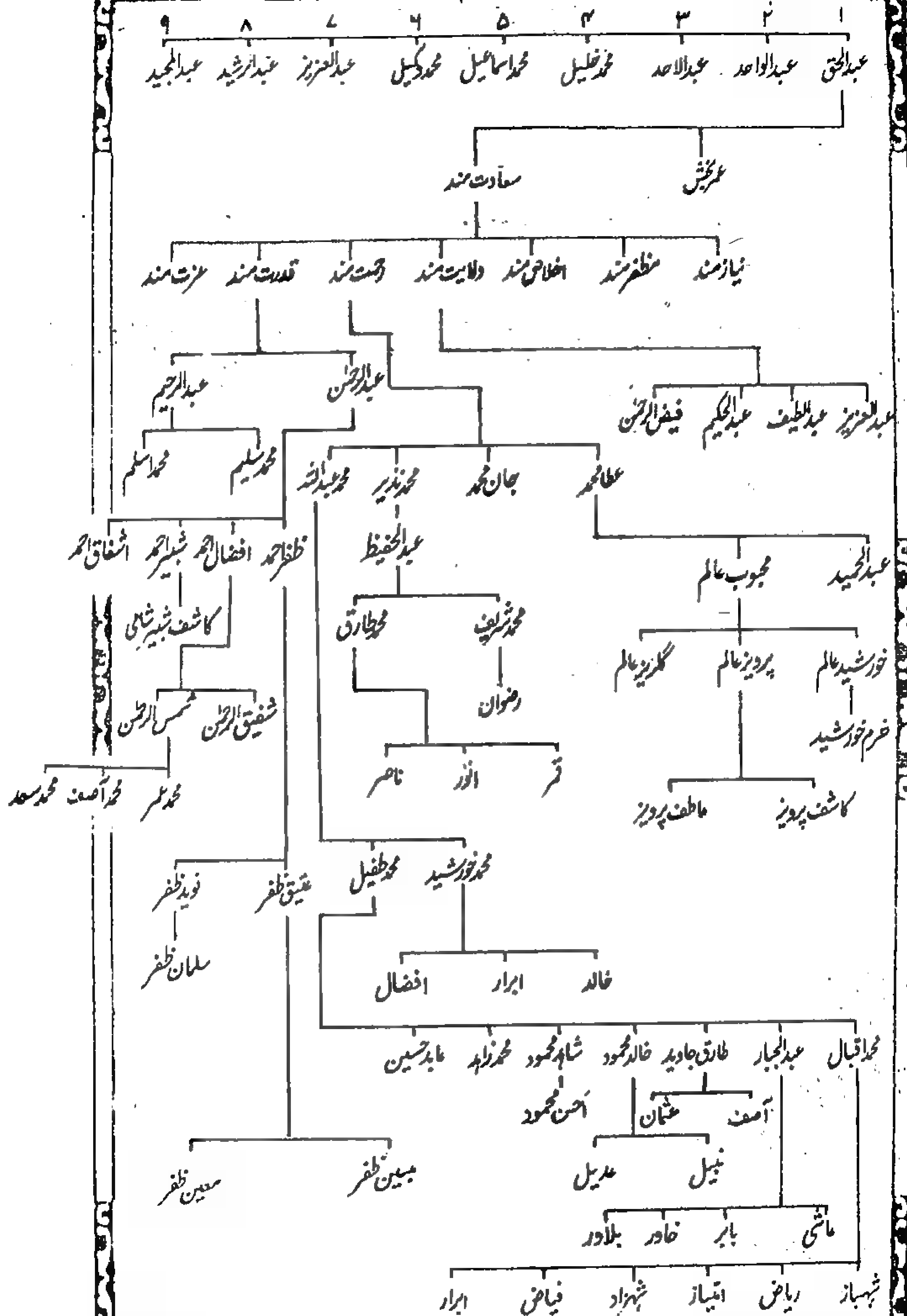
تمام صاحبزادگان سے التماس ہے کہ شجرۂ ہٰذا کی درستی کی تصدیق فرمائیں، نیز آئندہ اپنے بیٹوں کے نام مؤلف کو ارسال کریں تاکہ تذکرۂ تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی آئندہ اشاعت میں اُن کے ناموں کا اندراج بر وقت کر دیا جائے۔ عین نوازش ہو گی۔

آپ سے استدعا ہے کہ بندہ ناچیز کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

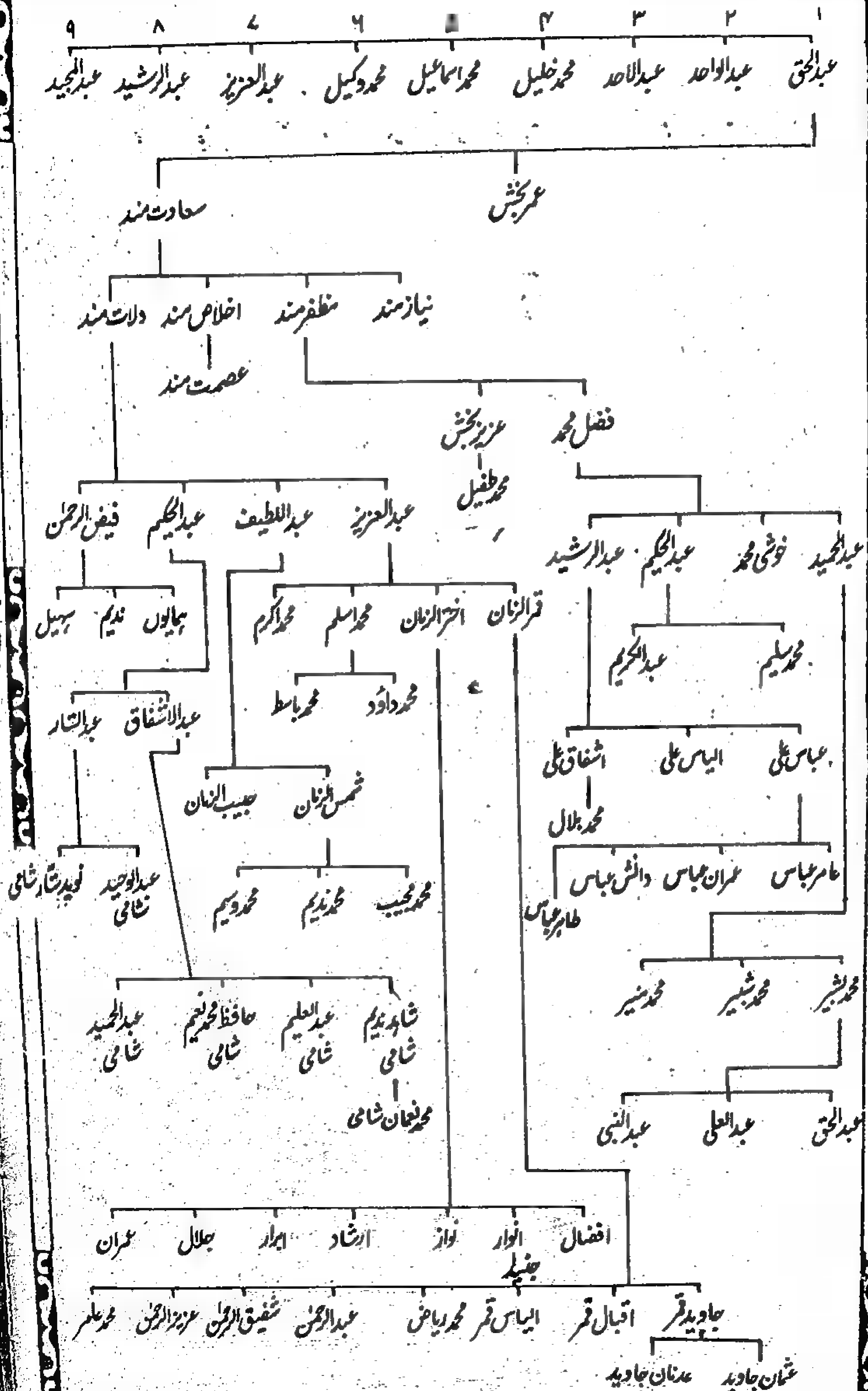
الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی عُفی عنہٗ

آستانہ شامی ۴۴۴۔جی گلشن راوی لاہور۔ فون: ۴۶۲۱۷۰

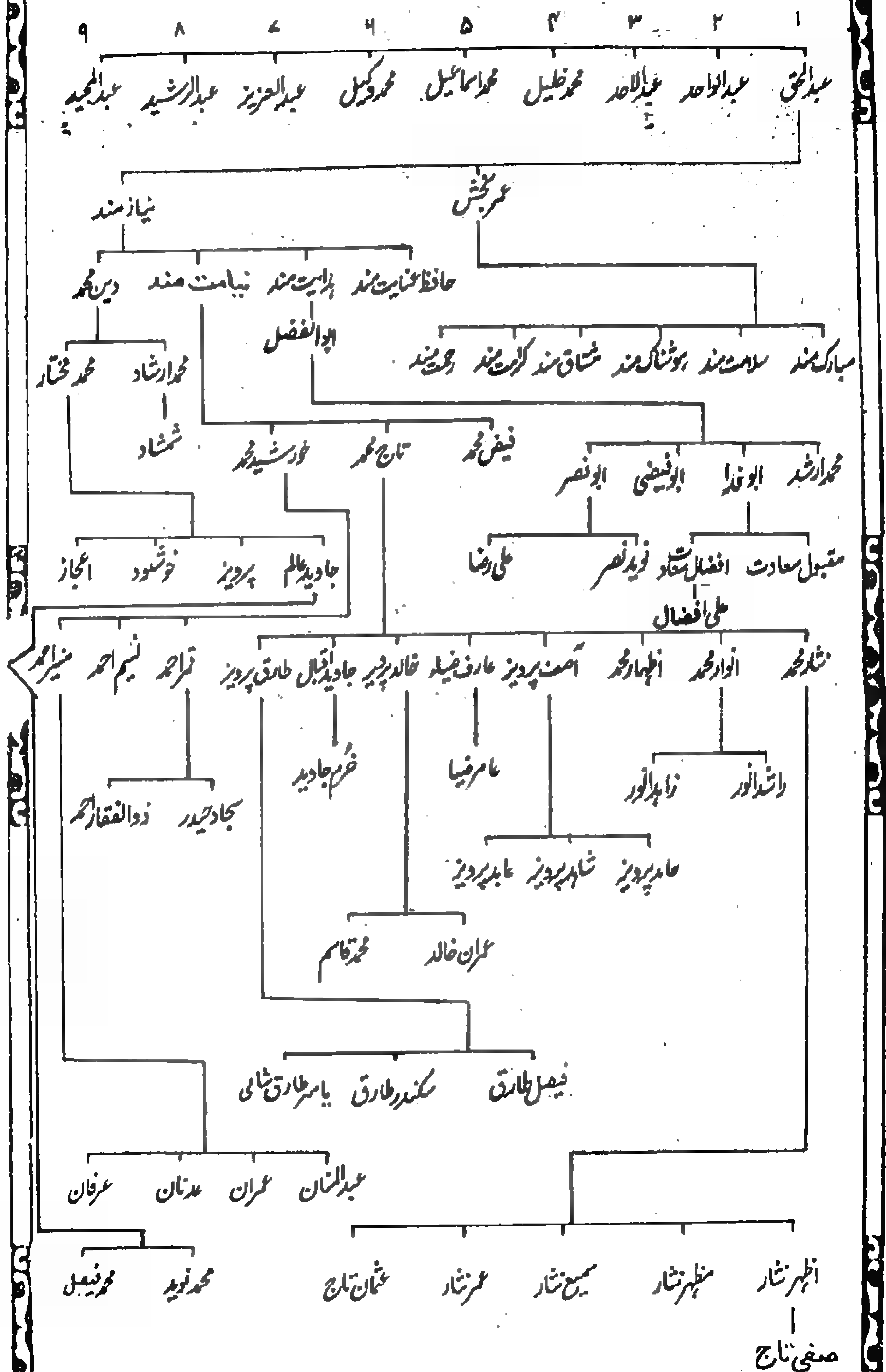

شجرہ خاندان دیوان لالہ بوہڑہ مل مہل کھتری
تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ العزیز
۱ عبدالحق
۲ عبدالواحد
۳ عبدالاحد
۴ محمد خلیل
۵ محمد اسماعیل (لاولد)
۶ محمد وکیل (لاولد)
۷ عبدالعزیز
۸ عبدالرشید (لاولد)
۹ عبدالمجید
نور محمد
غلام الحسنین
محمد حسین
محمد سلطان
غلام جیلانی
ارجمند
محمد احسان
محمد عثمان
عمر بخش
غلام نبی
سعادت مند
برکت مند
دانشمند
مبارک مند
نقشمند
اقبال مند
بخت مند
غلام سرور
غلام حیدر
دولت مند
سلامت مند
فرحت مند
عبدالرحیم
عبدالعزیز
عبدالحکیم
عبدالحمید
محمد یوسف
محمد یونس
محمد یٰسین
محمد یامین
عبدالغنی
محمد فیصل
محمد قیصر
راشد شامی
احمد بخش
پیر بخش
عرفان شامی
عمران شامی
کامران شامی
عثمان شامی
حسن بلال شامی
عظمت بلال شامی
محمد عظیم یوسف شامی
عبدالاحد
عبدالسلام
محمد سلیم شامی
محمد صادق شامی
عبدالستار
عبدالغفار
عبدالجبار
عبدالوقار
عبدالخالق شامی
محمد عارف شامی
زعفران شامی
فرحان شامی
محمد نعیم شامی
محمد سعید شامی
محمد عمر نعیم شامی
عبدالمجید
عبدالحی
عبدالغنی
محمد احسان
محمد مدثر شامی
محمد احمد شامی
علی زین
عثمان حسن



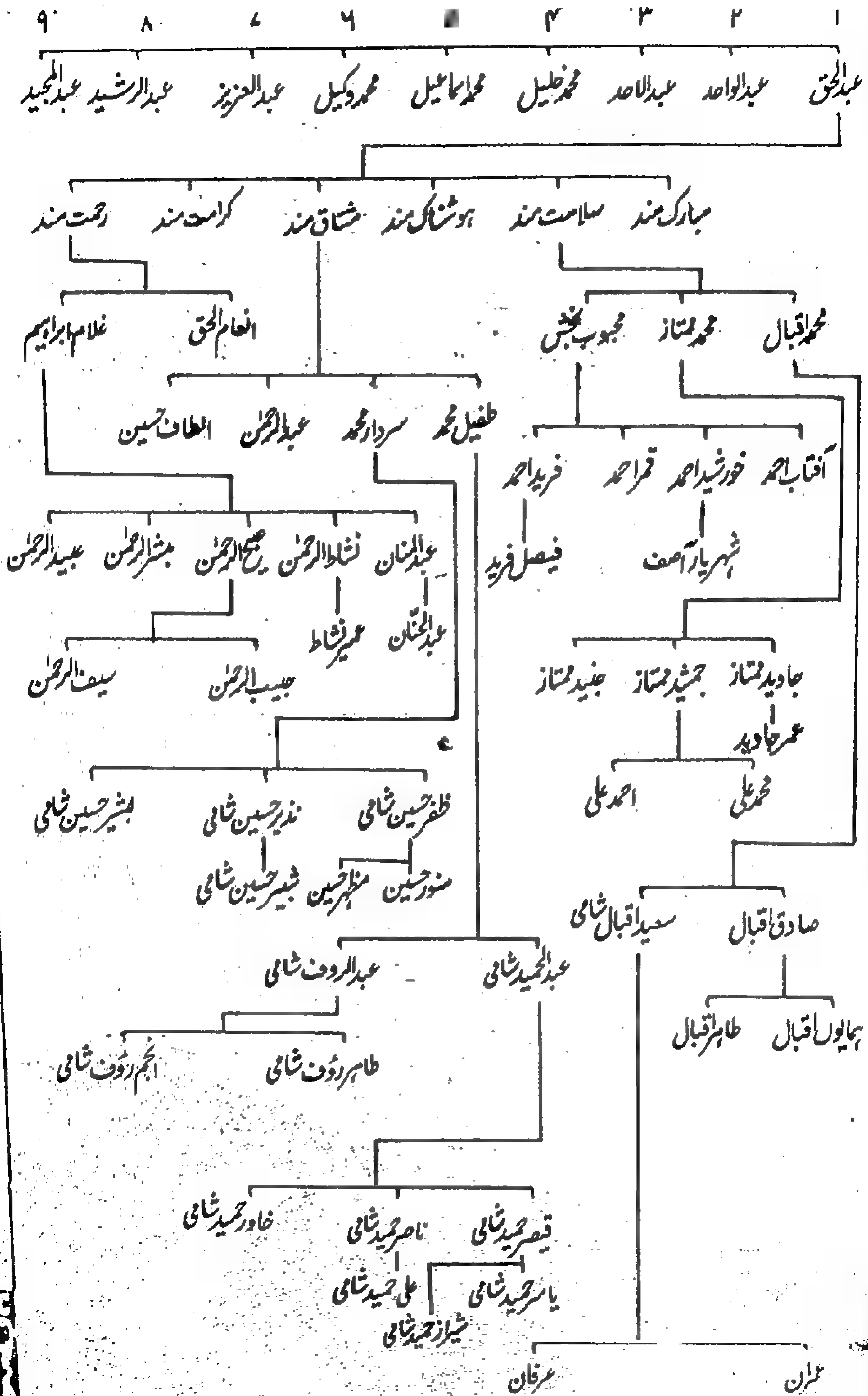
۱ عبدالحق
۲ عبدالواحد
۳ عبدالاحد
۴ محمد خلیل
۵ محمد اسماعیل
۶ محمد کمیل
۷ عبدالعزیز
۸ عبدالرشید
۹ عبدالمجید
عمر بخش
سعادت مند
نیاز مند
مظفر مند
اخلاص مند
ولایت مند
رحمت مند
قدرت مند
عزت مند
عبدالعزیز
عبداللطیف
عبدالحکیم
فیض الرحمٰن
عبدالرحمٰن
عبدالرحیم
محمد سلیم
محمد اسلم
عطا محمد
جان محمد
محمد نذیر
محمد عبداللہ
ظفر احمد
افضال احمد
شبیر احمد
اشفاق احمد
کاشف شبیر شاہی
شفیق الرحمٰن
شمس الرحمٰن
محمد عمر
محمد آصف
محمد سعد
عبدالحفیظ
محمد شریف
محمد طارق
رضوان
قمر
انور
ناصر
عبدالحمید
محبوب عالم
خورشید عالم
پرویز عالم
گلریز عالم
خرم خورشید
کاشف پرویز
عاطف پرویز
محمد خورشید
محمد طفیل
عتیق ظفر
نوید ظفر
سلمان ظفر
خالد
ابرار
افضال
محمد اقبال
عبدالجبار
طارق جاوید
خالد محمود
شاہ محمود
محمد زاہد
عابد حسین
آصف
عثمان
احسن محمود
نبیل
عدیل
مبین ظفر
معین ظفر
ہاشمی
بابر
خاور
بلاور
شہباز
ریاض
امتیاز
شہزاد
فیاض
ابرار



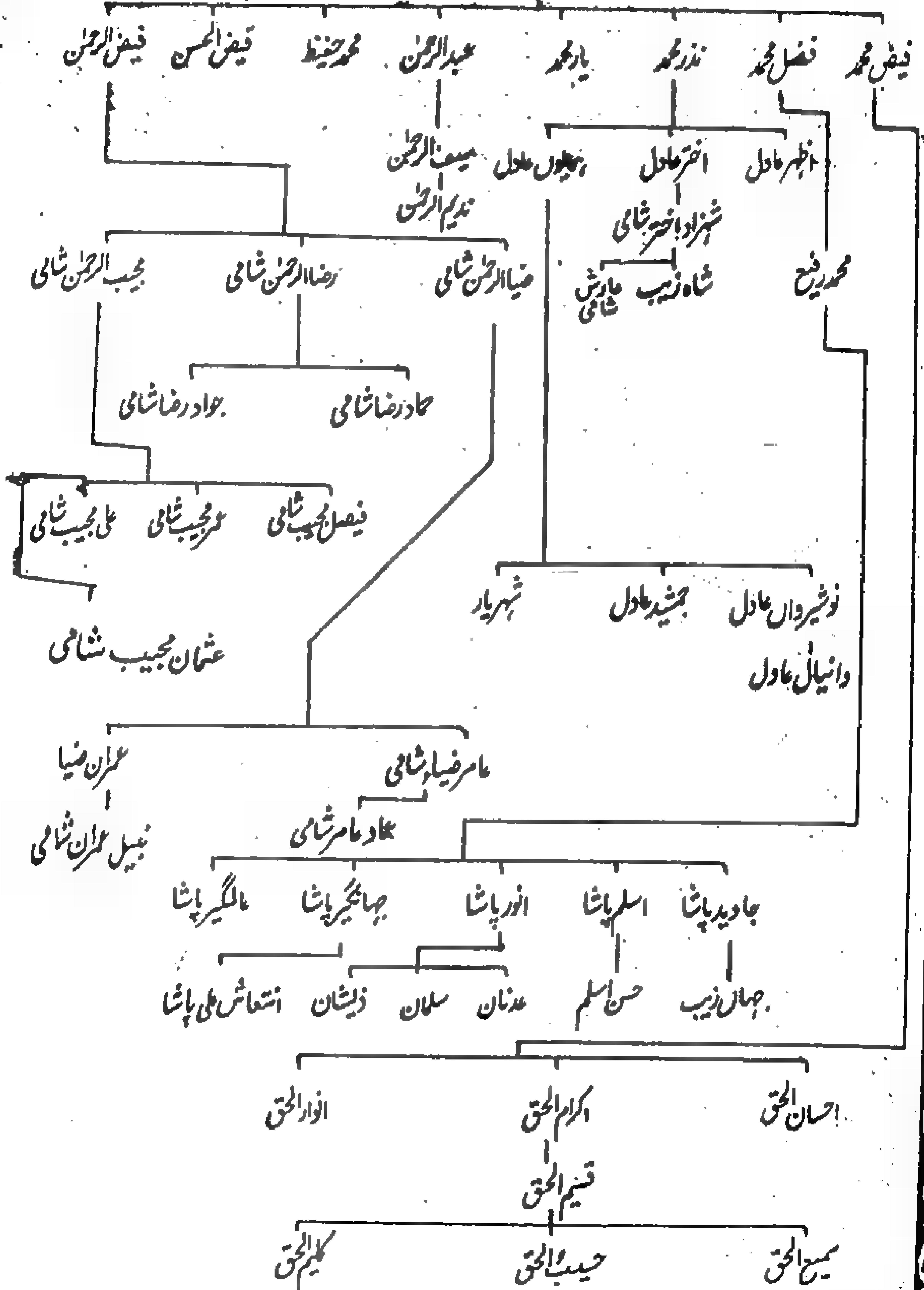
۱ عبدالحق
۲ عبدالواحد
۳ عبدالاحد
۴ محمد خلیل
۵ محمد اسماعیل
۶ محمد وکیل
۷ عبدالعزیز
۸ عبدالرشید
۹ عبدالمجید
عمر بخش
سعادت مند
نیاز مند
مظفر مند
اخلاص مند
دلات مند
عصمت مند
فضل محمد
عزیز بخش
محمد طفیل
عبدالعزیز
عبداللطیف
عبدالحکیم
فیض الرحمن
ہمایوں
ندیم
سہیل
قمر الزمان
اختر الزمان
محمد اسلم
محمد اکرم
محمد داؤد
محمد باسط
عبدالحمید
خوشی محمد
عبدالحکیم
عبدالرشید
محمد سلیم
عبدالکریم
عباس علی
الیاس علی
اشفاق علی
محمد بلال
عامر عباس
عمران عباس
دانش عباس
طاہر عباس
عبدالاشفاق
عبدالستار
عبدالوحید شامی
نوید ستار شامی
شمس الزمان
حبیب الزمان
محمد نجیب
محمد ندیم
محمد وسیم
محمد بشیر
محمد شبیر
محمد منیر
شاہد ندیم شامی
عبدالعلیم شامی
حافظ محمد نعیم شامی
عبدالحمید شامی
محمد نعمان شامی
عبدالحق
عبدالعلی
عبدالنبی
افضال
انوار
نواز
ارشاد
ابرار
جلال
عمران
جنید
جاوید قمر
اقبال قمر
الیاس قمر
محمد ریاض
عبدالرحمن
شفیق الرحمن
عزیز الرحمن
محمد عامر
عثمان جاوید
عدنان جاوید



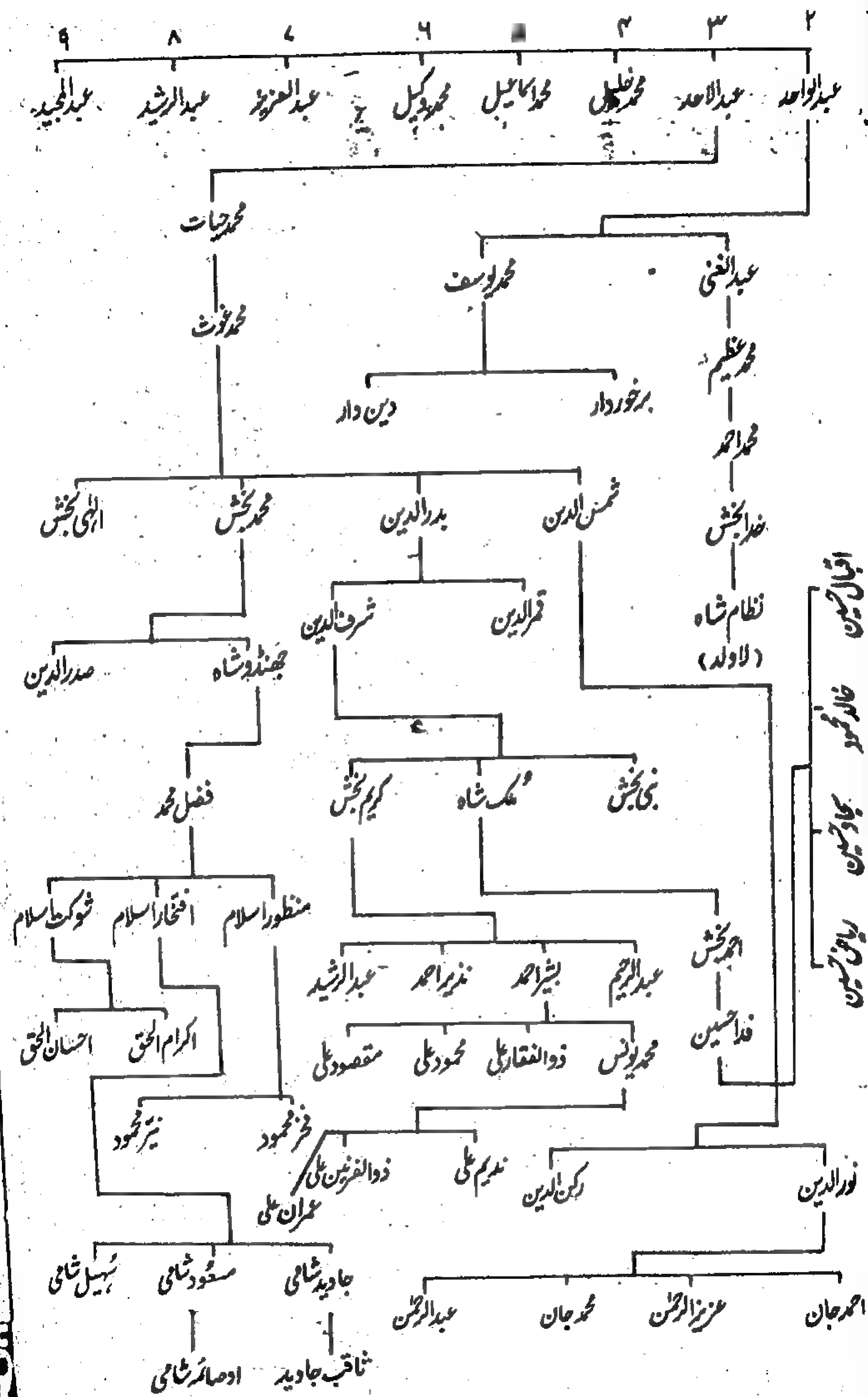
۱ عبدالحق
۲ عبدالواحد
۳ عبدالاحد
۴ محمد خلیل
۵ محمد اسماعیل
۶ محمد وکیل
۷ عبدالعزیز
۸ عبدالرشید
۹ عبدالمجید
عمر بخش
نیاز مند
حافظ عنایت مند
ہدایت مند
نیابت مند
دین محمد
ابوالفضل
مبارک مند
سلامت مند
ہوشناک مند
مشتاق مند
کرامت مند
رحمت مند
محمد ارشاد
محمد مختار
شمشاد
فیض محمد
تاج محمد
خورشید محمد
محمد ارشد
ابوفدا
ابوفیضی
ابونصر
مقبول سعادت
افضال سجاد
نوید نصر
علی رضا
علی افضال
جاوید عالم
پرویز
خوشنود
اعجاز
نثار محمد
انوار محمد
اظہار محمد
آصف پرویز
عارف ضیاء
خالد پرویز
جاوید اقبال
طارق پرویز
قمر احمد
نسیم احمد
منیر احمد
راشد انور
زاہد انور
عامر ضیاء
خرم جاوید
سجاد حیدر
ذوالفقار احمد
حامد پرویز
شاہد پرویز
عابد پرویز
عمران خالد
محمد قاسم
فیصل طارق
سکندر طارق
یاسر طارق شامی
عبدالمنان
عمران
عدنان
عرفان
اظہر نثار
مظہر نثار
سمیع نثار
عمر نثار
عثمان تاج
صفی تاج
محمد نوید
محمد فیصل



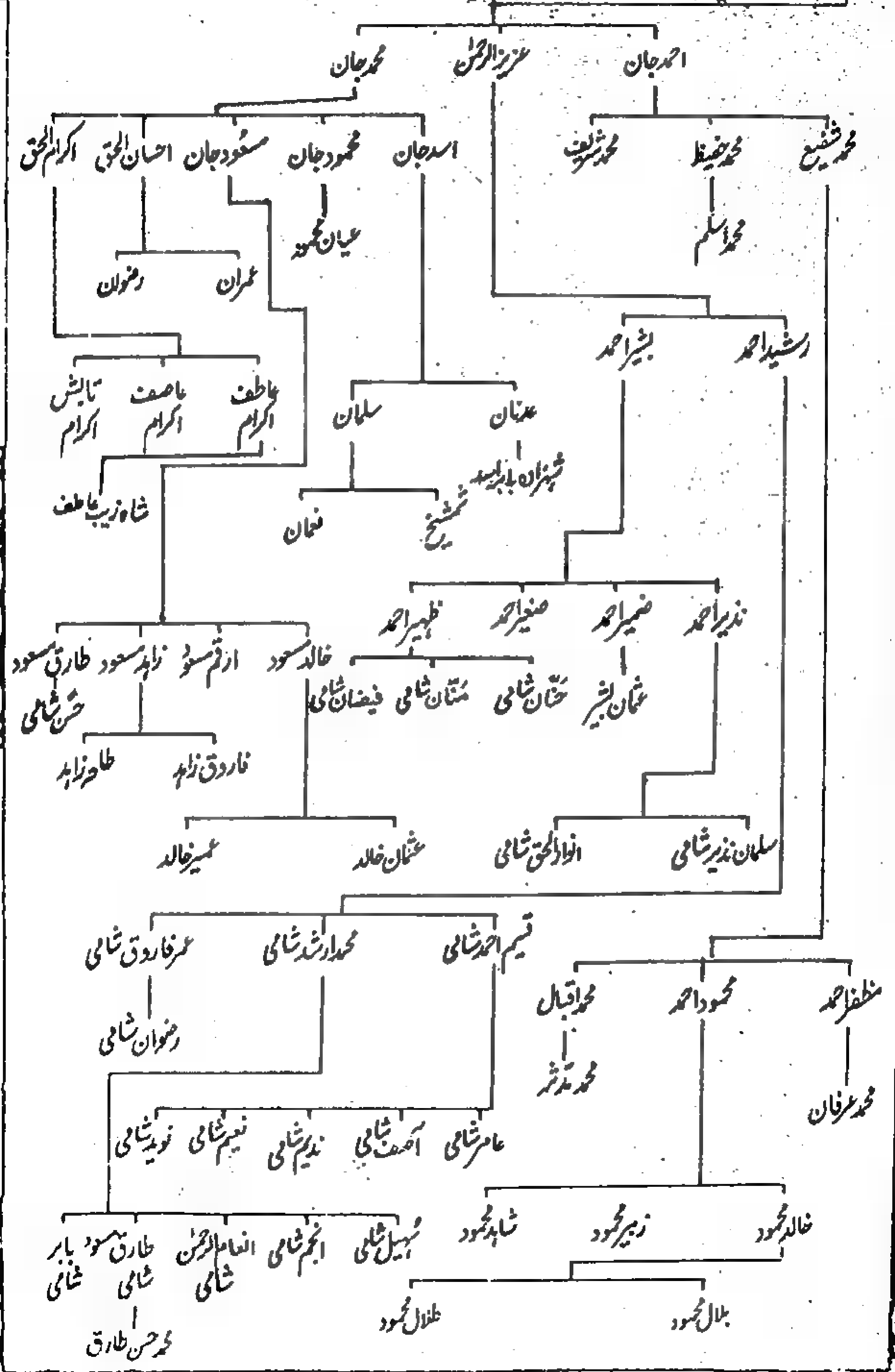
۱ عبدالحق
۲ عبدالواحد
۳ عبدالاحد
۴ محمد خلیل
۵ محمد اسماعیل
۶ محمد وکیل
۷ عبدالعزیز
۸ عبدالرشید
۹ عبدالمجید
مبارک مند
سلامت مند
ہوشناک مند
مشتاق مند
کرامت مند
رحمت مند
محمد اقبال
محمد ممتاز
محبوب بخش
انعام الحق
غلام ابراہیم
طفیل محمد
سردار محمد
عبدالرحمٰن
الطاف حسین
آفتاب احمد
خورشید احمد
قمر احمد
فرید احمد
شہریار آصف
فیصل فرید
عبدالمنان
نشاط الرحمٰن
صبیح الرحمٰن
بشیر الرحمٰن
عبید الرحمٰن
عبدالحنّان
عمیر نشاط
حبیب الرحمٰن
سیف الرحمٰن
جاوید ممتاز
جمشید ممتاز
جنید ممتاز
عمر جاوید
محمد علی
احمد علی
ظفر حسین شامی
نذیر حسین شامی
بشیر حسین شامی
منور حسین
مظہر حسین
شبیر حسین شامی
صادق اقبال
سعید اقبال شامی
ہمایوں اقبال
طاہر اقبال
عبدالحمید شامی
عبدالرؤف شامی
طاہر رؤف شامی
انجم رؤف شامی
قیصر حمید شامی
ناصر حمید شامی
خاور حمید شامی
یاسر حمید شامی
علی حمید شامی
شیراز حمید شامی
عمران
عرفان

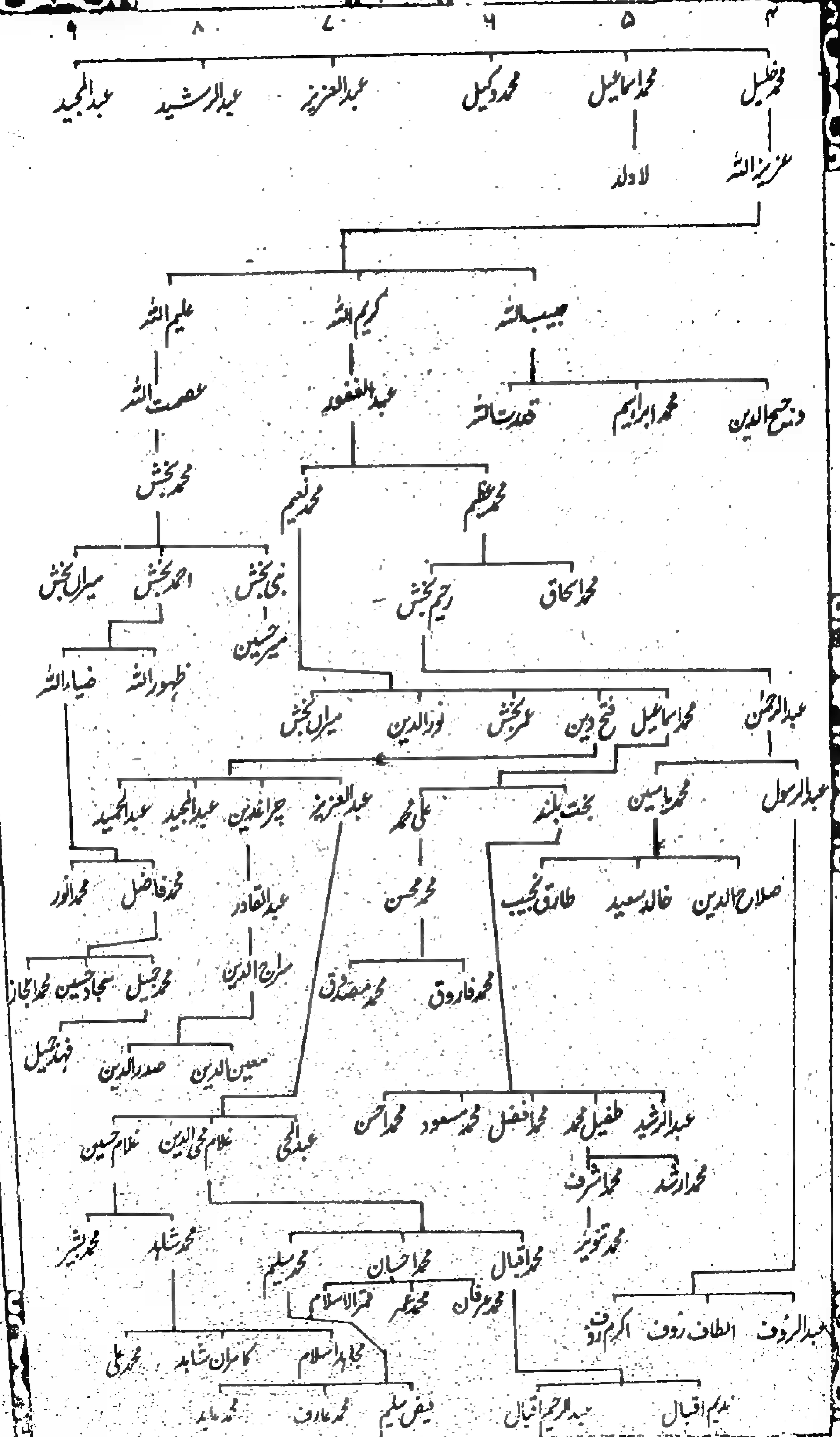


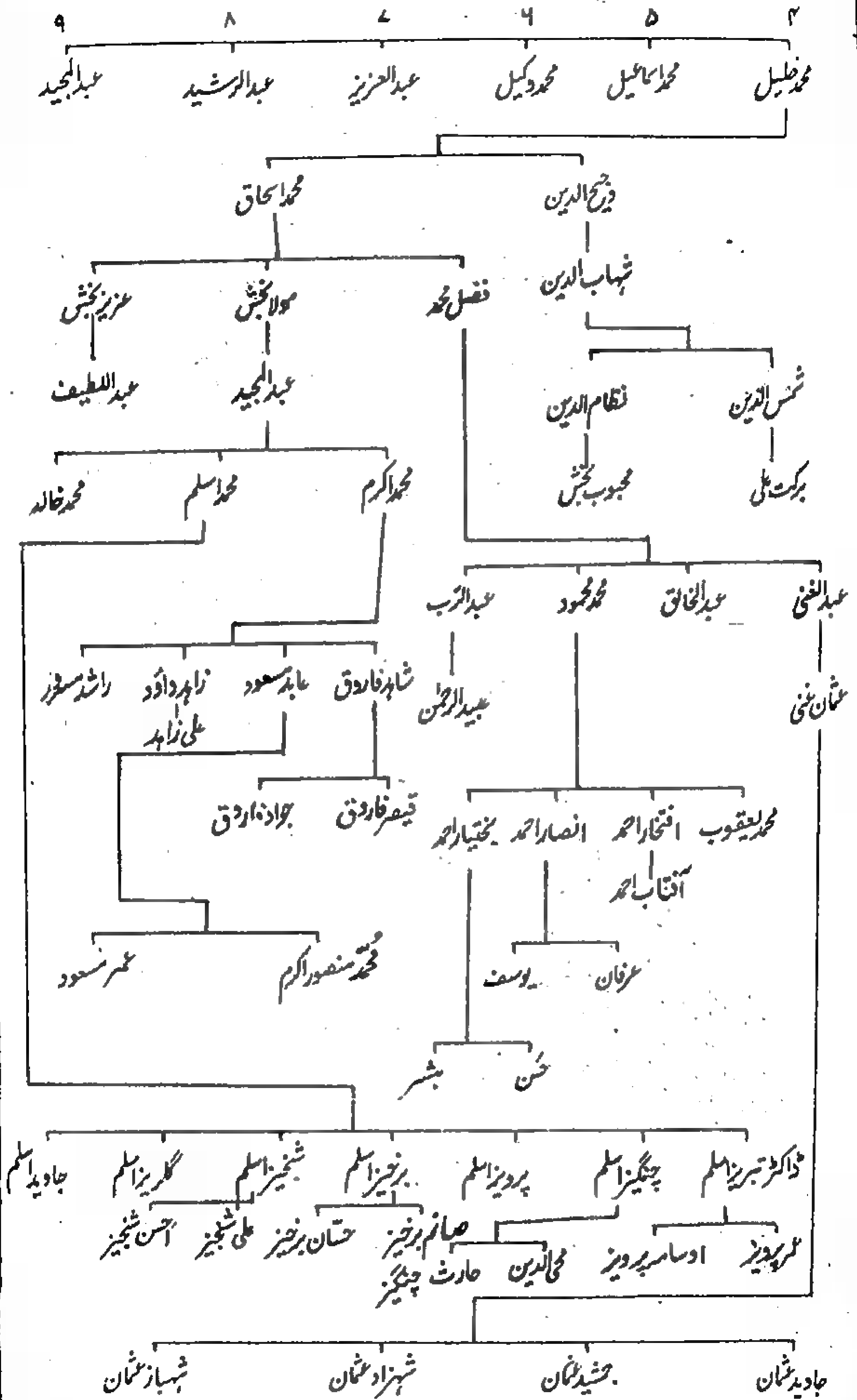
۱ عبدالحق
۲ عبدالواحد
۳ عبدالاحد
۴ محمد خلیل
۵ محمد اسماعیل
۶ محمد وکیل
۷ عبدالعزیز
۸ عبدالرشید
۹ عبدالمجید
مبارک جنید
فیض محمد
فضل محمد
نذر محمد
یار محمد
عبدالرحمن
محمد حنیف
فیض الحسن
فیض الرحمن
اظہر عادل
اختر عادل
ہمایوں عادل
حبیب الرحمن
ندیم الرحمن
شہزاد اختر شامی
شاہ زیب شامی
عاطف شامی
محمد رفیع
ضیاء الرحمن شامی
رضا الرحمن شامی
مجیب الرحمن شامی
حماد رضا شامی
جواد رضا شامی
فیصل مجیب شامی
عمر مجیب شامی
علی مجیب شامی
عثمان مجیب شامی
نوشیرواں عادل
جمشید عادل
شہریار
دانیال عادل
عامر ضیاء شامی
عمران ضیاء
نبیل عمران شامی
عماد عامر شامی
جاوید پاشا
اسلم پاشا
انور پاشا
جہانگیر پاشا
عالمگیر پاشا
جہاں زیب
حسن اسلم
عدنان
سلمان
ذیشان
انتعاش علی پاشا
احسان الحق
اکرام الحق
انوار الحق
تسنیم الحق
سمیع الحق
حبیب الحق
کلیم الحق



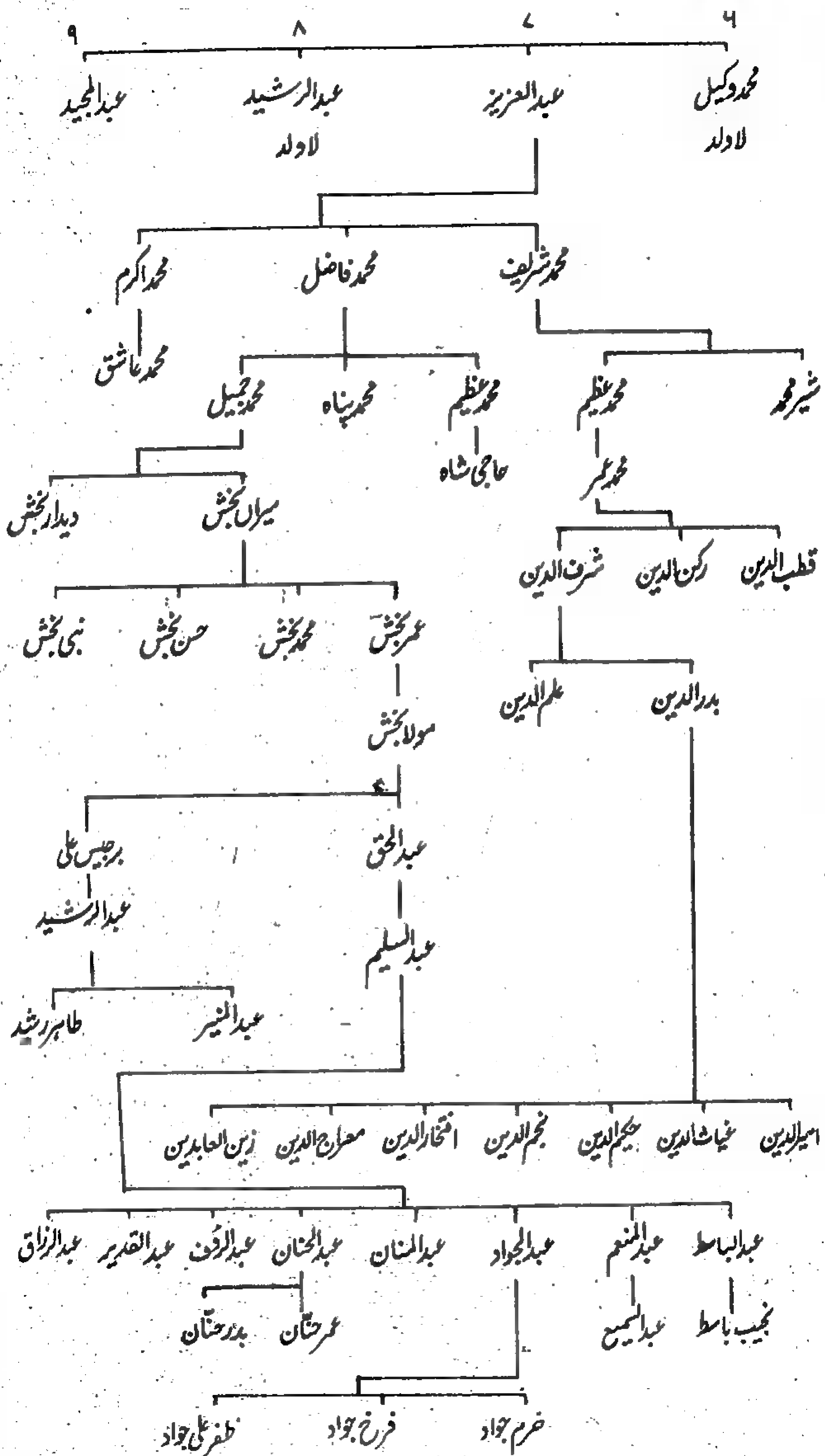
۲
عبدالواحد
۳
عبدالاحد
۴
محمد خلیل
[redacted]
محمد اسماعیل
۶
محمد وکیل
۷
عبدالعزیز
۸
عبدالرشید
۹
عبدالمجید
محمد حیات
محمد غوث
محمد یوسف
عبدالغنی
محمد عظیم
محمد احمد
خدا بخش
نظام شاہ
(لاولد)
برخوردار
دین دار
شمس الدین
بدرالدین
محمد بخش
الٰہی بخش
قمرالدین
شرف الدین
جھنڈو شاہ
صدرالدین
نبی بخش
ملک شاہ
کریم بخش
فضل محمد
منظور اسلام
افتخار اسلام
شوکت اسلام
عبدالرحیم
بشیر احمد
نذیر احمد
عبدالرشید
احمد بخش
فدا حسین
اقبال حسین
خالد محمود
سجاد حسین
ریاض حسین
محمد یونس
ذوالفقار علی
محمود علی
مقصود علی
اکرام الحق
احسان الحق
فخر محمود
نیر محمود
ذوالقرنین علی
عمران علی
ندیم علی
رکن الدین
نورالدین
جاوید شامی
مسعود شامی
سہیل شامی
ثاقب جاوید
او صائمہ شامی
احمد جان
عزیز الرحمٰن
محمد جان
عبدالرحمٰن


۳ عبدالاحد
۴ محمد خلیل
۵ محمد اسماعیل
۶ محمد وکیل
۷ عبدالعزیز
۸ عبدالرشید
۹ عبدالمجید
احمد جان
عزیز الرحمن
محمد جان
محمد شفیع
محمد حفیظ
محمد شریف
محمد اسلم
اسد جان
محمود جان
مسعود جان
احسان الحق
اکرام الحق
عیان محمود
عمران
رضوان
رشید احمد
بشیر احمد
عدنان
سلمان
عاطف اکرام
عاصف اکرام
تابش اکرام
شہزادہ بابر اسعد
شاہ زیب عاطف
محمد شیخ
نعمان
نذیر احمد
ضمیر احمد
صغیر احمد
ظہیر احمد
عثمان بشیر
حنان شامی
منان شامی
فیضان شامی
خالد مسعود
ازقم مسعود
زاہد مسعود
طارق مسعود
حسن شامی
فاروق زاہد
طاہر زاہد
سلمان نذیر شامی
انوار الحق شامی
عثمان خالد
عمیر خالد
نسیم احمد شامی
محمد ارشد شامی
عمر فاروق شامی
رضوان شامی
مظفر احمد
محمود احمد
محمد اقبال
محمد مدثر
محمد عرفان
عامر شامی
آصف شامی
ندیم شامی
نعیم شامی
نوید شامی
سہیل شامی
انجم شامی
انعام الرحمن شامی
طارق شامی
مسعود بابر شامی
محمد حسن طارق
خالد محمود
زبیر محمود
شاہد محمود
بلال محمود
طلال محمود

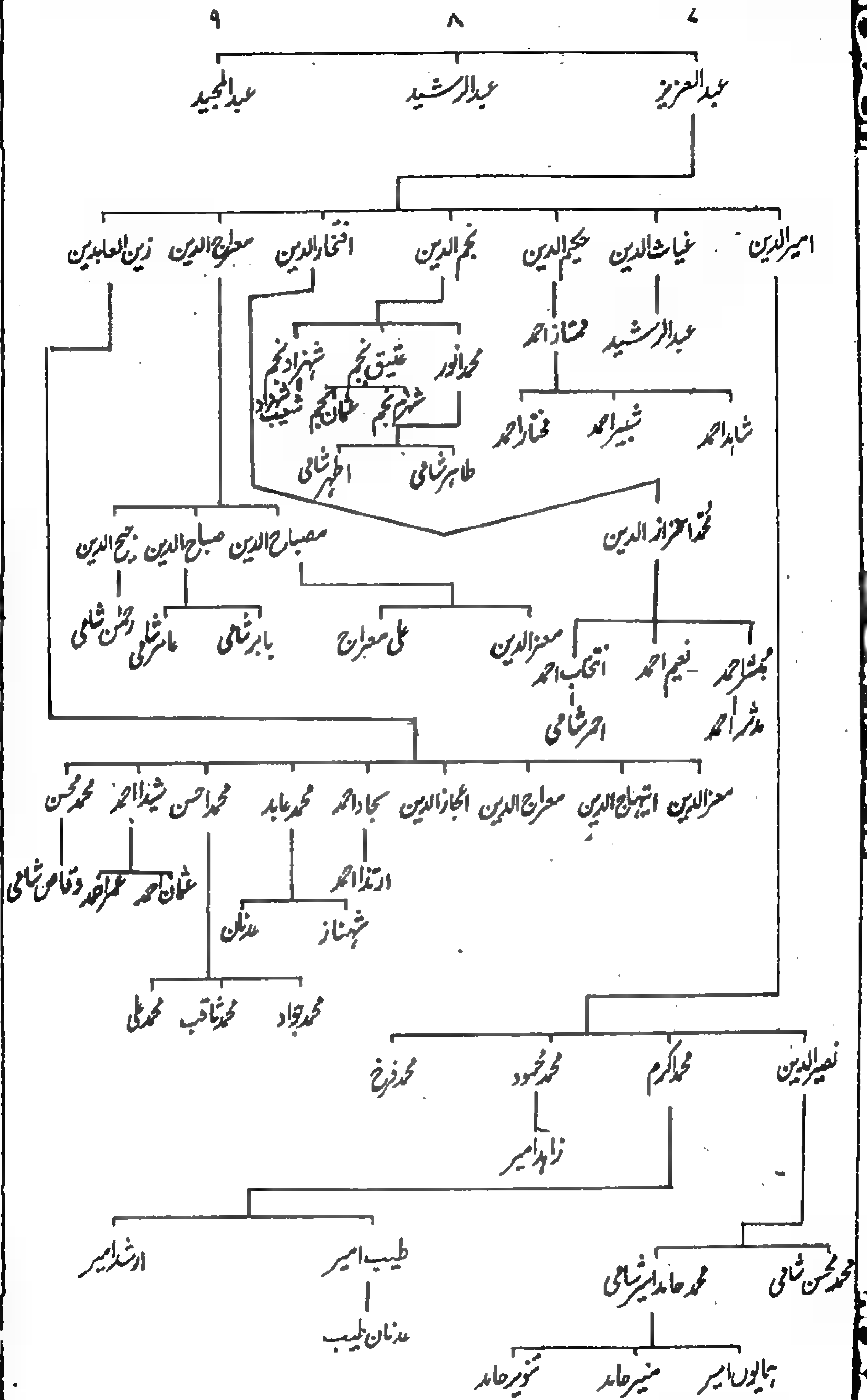

۴
۵
۶
۷
۸
۹
محمد خلیل
محمد اسماعیل
محمد وکیل
عبدالعزیز
عبدالرشید
عبدالمجید
عزیز اللہ
لاولد
حبیب اللہ
کریم اللہ
علیم اللہ
وسیم الدین
محمد ابراہیم
قدرت اللہ
عبدالغفور
عصمت اللہ
محمد بخش
محمد اعظم
محمد نعیم
نبی بخش
احمد بخش
میراں بخش
محمد اسحاق
رحیم بخش
میر حسین
ظہور اللہ
ضیاء اللہ
عبدالرحمن
محمد اسماعیل
فتح دین
عمر بخش
نور الدین
میراں بخش
عبدالرسول
محمد یاسین
بخت بلند
علی محمد
عبدالعزیز
چراغ دین
عبدالمجید
عبدالحمید
صلاح الدین
خالد سعید
طارق نجیب
محمد محسن
عبدالقادر
محمد فاضل
محمد انور
محمد فاروق
محمد صادق
سراج الدین
محمد جمیل
سجاد حسین
محمد اعجاز
فہد جمیل
معین الدین
صدر الدین
عبدالرشید
طفیل محمد
محمد افضل
محمد مسعود
محمد احسن
عبدالحی
غلام محی الدین
غلام حسین
محمد ارشد
محمد اشرف
محمد تنویر
محمد شاہد
محمد بشیر
محمد اقبال
محمد احسان
محمد سلیم
محمد عرفان
محمد عمر
قمر الاسلام
عبدالرؤف
الطاف رؤف
اکرم رؤف
محمد علی
کامران شاہد
مجاہد اسلام
ندیم اقبال
عبدالرحیم اقبال
فیض سلیم
محمد عارف
محمد عابد



۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹
محمد خلیل
محمد اسماعیل
محمد وکیل
عبدالعزیز
عبدالرشید
عبدالمجید
ذبیح الدین
محمد اسحاق
شہاب الدین
فضل محمد
مولا بخش
عزیز بخش
شمس الدین
نظام الدین
عبدالمجید
عبداللطیف
برکت علی
محبوب بخش
محمد اکرم
محمد اسلم
محمد خالد
عبدالغنی
عبدالخالق
محمد محمود
عبدالرب
شاہد فاروق
عابد مسعود
زاہد داؤد
راشد مسعود
علی زاہد
عثمان غنی
عبیدالرحمٰن
قیصر فاروق
جواد فاروق
محمد یعقوب
افتخار احمد
انصار احمد
بختیار احمد
آفتاب احمد
محمد منصور اکرم
عمر مسعود
عرفان
یوسف
حسن
بشر
ڈاکٹر تبریز اسلم
چنگیز اسلم
پرویز اسلم
برخیز اسلم
شبخیز اسلم
گلریز اسلم
جاوید اسلم
عمر پرویز
اوسامہ پرویز
محی الدین
حارث چنگیز
صائم برخیز
حسان برخیز
علی شبخیز
احسن شبخیز
جاوید عثمان
جمشید عثمان
شہزاد عثمان
شہباز عثمان



۶
۷
۸
۹
محمد وکیل
لاولد
عبدالعزیز
عبدالرشید
لاولد
عبدالمجید
محمد شریف
محمد فاضل
محمد اکرم
محمد عاشق
شیر محمد
محمد عظیم
محمد عظیم
محمد پناہ
محمد جمیل
حاجی شاہ
محمد عمر
پیراں بخش
دیدار بخش
قطب الدین
رکن الدین
شرف الدین
عمر بخش
محمد بخش
حسن بخش
نبی بخش
بدرالدین
علم الدین
مولا بخش
عبدالحق
برجیس علی
عبدالرشید
عبدالسلیم
عبدالمنیر
طاہر رشید
امیرالدین
غیاث الدین
حکیم الدین
نجم الدین
افتخار الدین
معراج الدین
زین العابدین
عبدالباسط
عبدالمنعم
عبدالجواد
عبدالمنان
عبدالحنان
عبدالرؤف
عبدالقدیر
عبدالرزاق
نجیب باسط
عبدالسمیع
عمر حنان
بدر حنان
خرم جواد
فرخ جواد
ظفر علی جواد

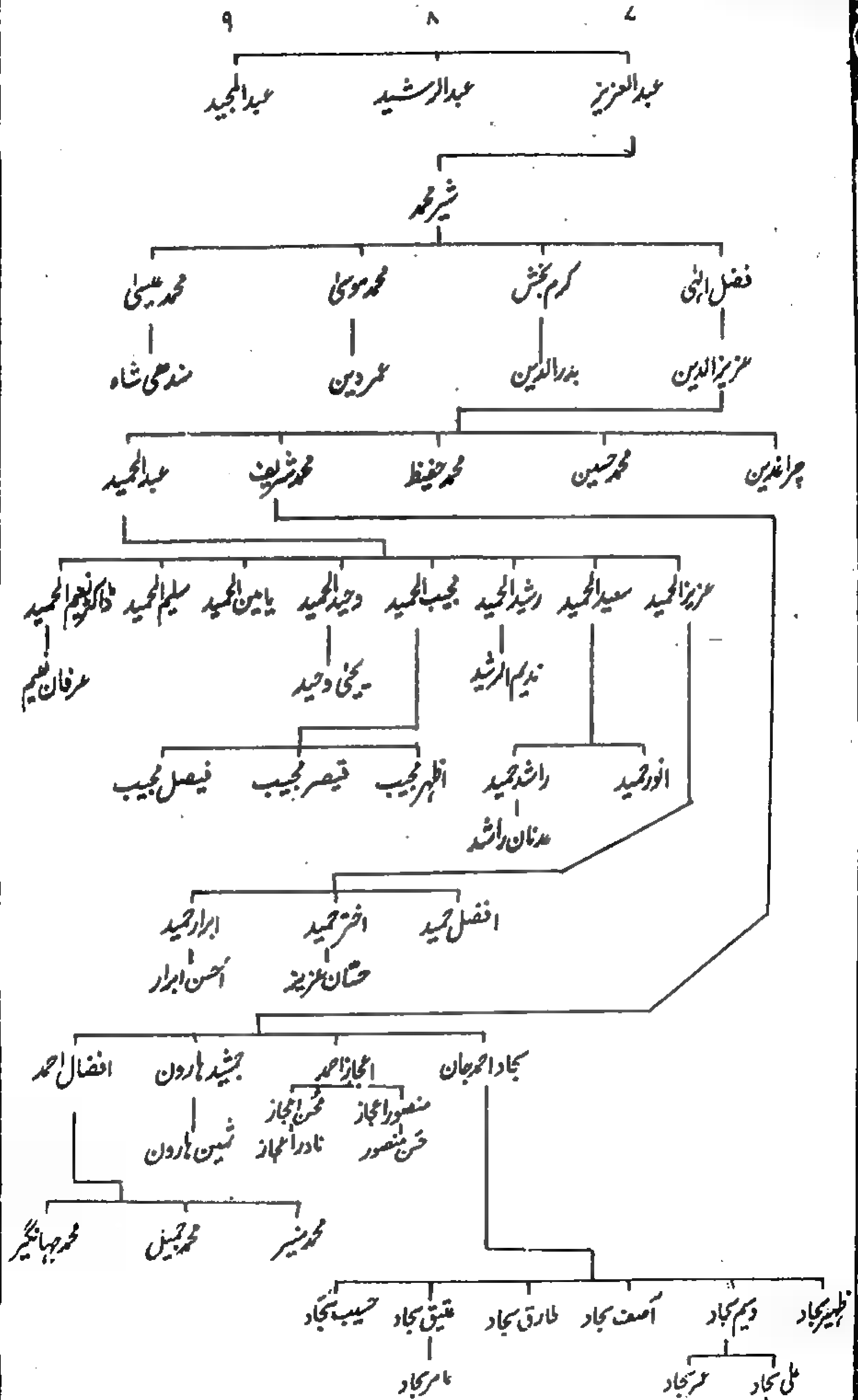


٧
٨
٩
عبدالعزیز
عبدالرشید
عبدالمجید
امیرالدین
غیاث الدین
حکیم الدین
نجم الدین
افتخار الدین
معراج الدین
زین العابدین
عبدالرشید
ممتاز احمد
شاہد احمد
شبیر احمد
مختار احمد
محمد انور
عتیق نجم
شہزاد نجم
شہرم نجم
عثمان نجم
شعیب شہزاد
طاہر شامی
اطہر شامی
محمد اعزاز الدین
مصباح الدین
صباح الدین
صبیح الدین
بابر شامی
عامر شامی
رحمٰن شامی
علی معراج
معز الدین
مبشر احمد
نعیم احمد
انتخاب احمد
مدثر احمد
احمر شامی
معزالدین
ابتہاج الدین
معراج الدین
اعجاز الدین
سجاد احمد
محمد عابد
محمد احسن
رشید احمد
محمد محسن
ارتضا احمد
شہناز
عدنان
عثمان احمد
عمر احمد
وقاص شامی
محمد جواد
محمد ثاقب
محمد علی
نصیرالدین
محمد اکرم
محمد محمود
محمد فرخ
زاہد امیر
طیب امیر
ارشد امیر
عدنان طیب
محمد محسن شامی
محمد حامد امیر شامی
ہمایوں امیر
منیر حامد
تنویر حامد

٧ ٨ ٩

- عبدالعزیز
  - تما الدین
  - رکن الدین
    - کرم بخش
      - کریم بخش
        - غلام محی الدین
        - غیاث الدین
          - محمد ارشد
            - عبدالحی شجاع
            - نوید انجم
              - سلمان شامی
            - عبدالقدیر
              - وقار شامی
              - اسرار شامی
              - ابرار شامی
              - افتخار شامی
          - صلاح الدین
          - ضیاء الدین
            - تحسین احمد
              - محمد علی شامی
            - مبین احمد
        - عبدالواحد
          - تجمل الحسن
          - محمد اجمل
            - محمد اکمل
              - محمد اجمل
              - محمد مدثر
              - محمد مزمل
            - محمد علی
              - محمد یاسین
            - محمد امجد
            - جہانگیر سلطان
            - محمد فاروق
    - غلام غوث
    - فرید بخش
- عبدالرشید
- عبدالمجید





۷
۸
۹
عبدالعزیز
عبدالرشید
عبدالمجید
شیر محمد
فضل الٰہی
کرم بخش
محمد موسیٰ
محمد عیسیٰ
عزیز الدین
بدرالدین
عمر دین
سندھی شاہ
چراغ دین
محمد حسین
محمد حفیظ
محمد شریف
عبدالحمید
عزیز الحمید
سعید الحمید
رشید الحمید
مجیب الحمید
وحید الحمید
یامین الحمید
سلیم الحمید
ڈاکٹر نعیم الحمید
ندیم الرشید
یحییٰ وحید
عرفان نعیم
انور حمید
راشد حمید
اظہر مجیب
قیصر مجیب
فیصل مجیب
عدنان راشد
افضل حمید
اختر حمید
ابرار حمید
حسان عزیز
احسن ابرار
سجاد احمد جان
اعجاز احمد
جمشید ہارون
افضال احمد
منصور اعجاز
محسن اعجاز
حسن منصور
نادر اعجاز
ثمین ہارون
محمد منیر
محمد جمیل
محمد جہانگیر
ظہیر سجاد
ندیم سجاد
آصف سجاد
طارق سجاد
عتیق سجاد
حسیب سجاد
علی سجاد
عمر سجاد
ناصر سجاد

۷ عبدالعزیز — ۸ عبدالرشید (لاولد) — ۹ عبدالمجید

عبدالعزیز:
- چراغدین
- محمد حسین
- محمد حفیظ

محمد حسین:
- منظور حسین
- ناظم حسین
- خورشید عالم
- محمد اصغر

محمد حفیظ:
- ظفرالدین احمد
- فخرالدین احمد

فخرالدین احمد: معین الدین احمد
معین الدین احمد: سعید شامی

ظفرالدین احمد:
- محمد عیسیٰ
- شرف الدین
- سیف الدین

محمد عیسیٰ: سعیدالظفر — نویدالظفر
سیف الدین: محی الدین — ظہیرالدین

محمد اصغر:
- محمد اقبال
- محمد اکرام
- محمد افضال
- محمد فیاض
- محمد عرفان
- محمد اعجاز

محمد افضال: بشر افضال
محمد اقبال: آصف اقبال — قاسم اقبال

خورشید عالم:
- سجاد احمد
- ریاض احمد
- طارق خورشید
- نعمان خورشید

نعمان خورشید: کاشف نعمان

سجاد احمد:
- شہزاد احمد
- آفتاب احمد
- ندیم احمد
- جمشید احمد

منظور حسین:
- نعیم الرحمٰن
- نسیم الرحمٰن
- سعید الرحمٰن
- وحید الرحمٰن
- سلیم الرحمٰن
- وسیم الرحمٰن
- ندیم الرحمٰن

نعیم الرحمٰن: محسن نعیم — محفوظ نعیم — عامر نعیم — قاسم نعیم
نسیم الرحمٰن: ذیشان نسیم — عرفان نسیم
سعید الرحمٰن: نعمان سعید — عثمان سعید
وحید الرحمٰن: محمد ہلال — محمد علی
سلیم الرحمٰن: شہزاد سلیم — فراز سلیم
وسیم الرحمٰن: شاہ رخ

۹ ۷

۶

عبدالعزیز — عبدالرشید — عبدالمجید

عبدالرشید: لا ولد

عبدالعزیز

چراغ دین

عبدالرشید — عبدالمجید — محمد حبیب — ممتاز علی

محمد حبیب

عبدالقدیر

راحت قدیر — اسد قدیر — ارشد قدیر

ممتاز علی

طاہر ممتاز — زاہد ممتاز — عامر ممتاز — عمر خیام

طاہر ممتاز

محمد حمزہ

عبدالمجید

شرف الدین — عبدالغنی — رکن الدین — نظام الدین

نظام الدین

مہرالنبی — غلام نبی

مہرالنبی

میراں بخش — تاج الدین — چراغ الدین — عزیز الدین

چراغ الدین

عبدالخالق — عبدالعزیز — عبدالرحمٰن

تاج الدین

فضل محمد — عبدالاحد — عبدالقادر — عبدالقیوم

غلام نبی

تاج الدین — غلام حیدر — علی بخش

تاج الدین

رحمت بخش

عبدالکریم

عبدالسلیم شامی — عبدالعلیم شامی — عبدالجلیل شامی — عبدالعظیم شامی — عبدالسمیع شامی

عبدالسلیم شامی: منصور سلیم شامی — مسعود سلیم شامی — ہارون سلیم شامی

منصور سلیم شامی: ابوبکر شامی

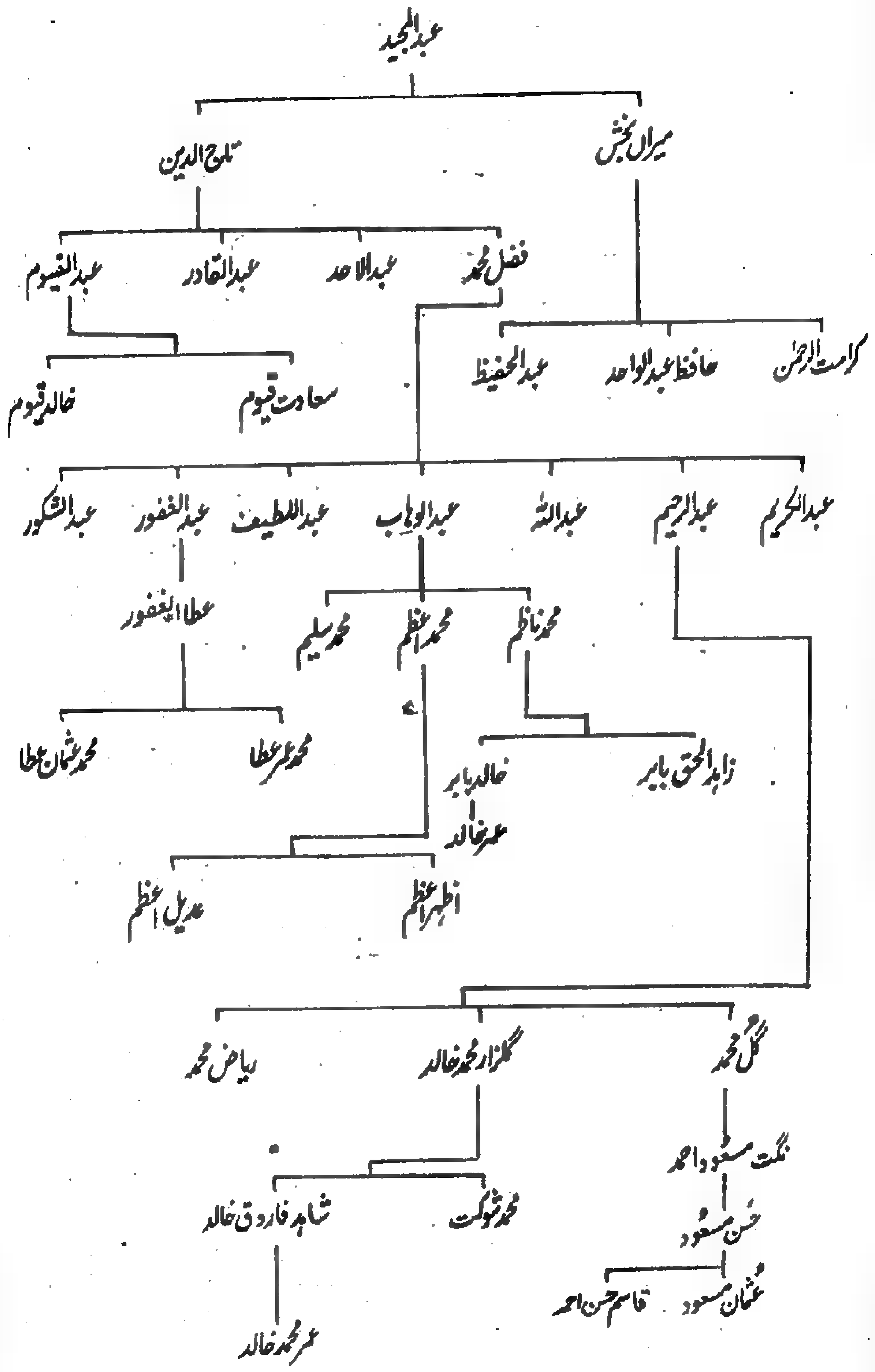
عبدالعلیم شامی: فیصل شامی — ماجد شامی

عبدالجلیل شامی: کامران شامی — عمران شامی

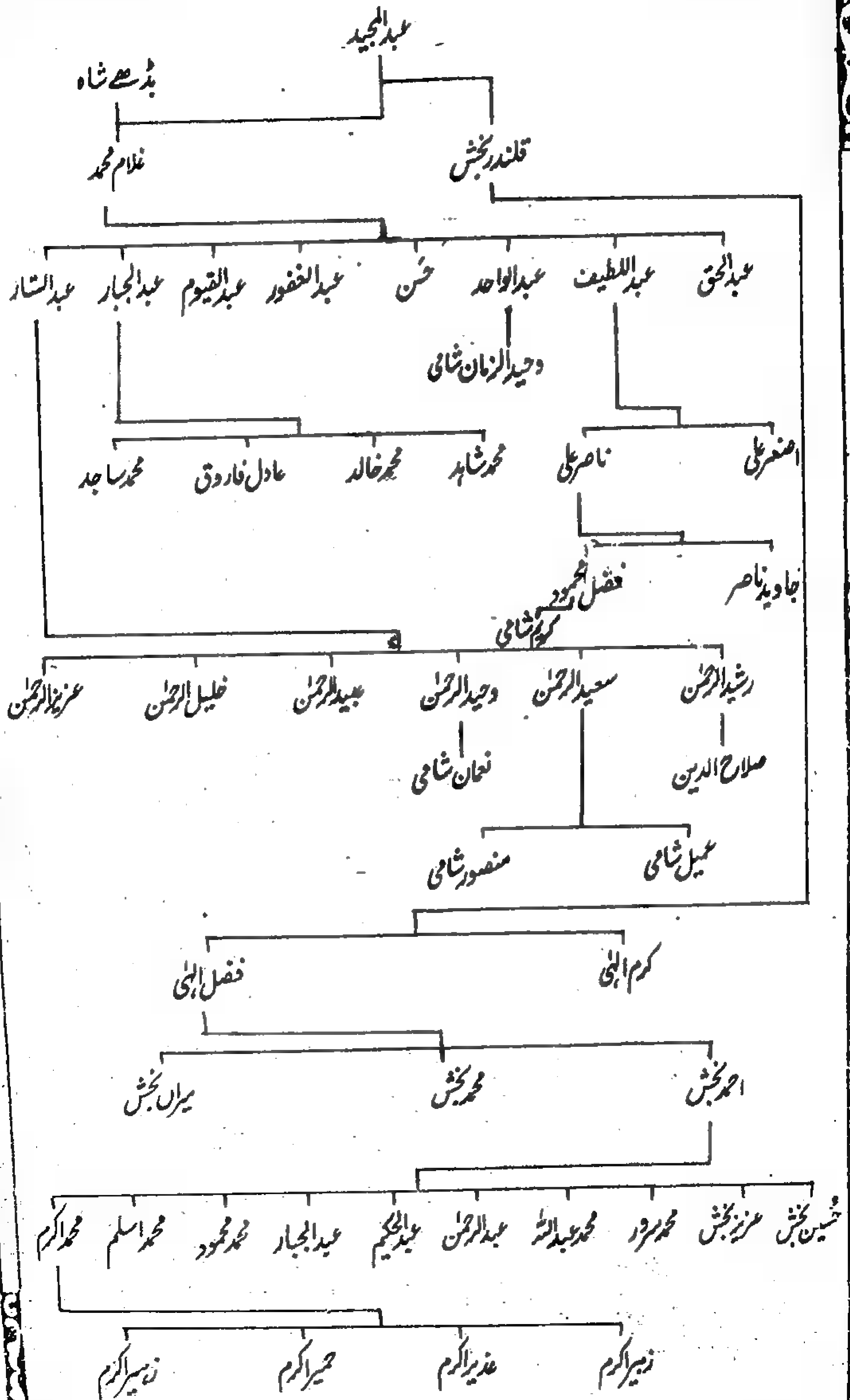
عبدالعظیم شامی: عدنان شامی

عبدالسمیع شامی: ندیم شامی — فہیم شامی — نعیم شامی




عبدالمجید
میراں بخش
تاج الدین
فضل محمد
عبدالاحد
عبدالقادر
عبدالقیوم
کرامت الرحمٰن
حافظ عبدالواحد
عبدالحفیظ
سعادت قیوم
خالد قیوم
عبدالکریم
عبدالرحیم
عبداللہ
عبدالوہاب
عبداللطیف
عبدالغفور
عبدالشکور
عطاالغفور
محمد ناظم
محمد اعظم
محمد سلیم
محمد عمر عطا
محمد عثمان عطا
زاہد الحق بابر
خالد بابر
عمر خالد
اظہر اعظم
عدیل اعظم
گل محمد
گلزار محمد خالد
ریاض محمد
نگت مسعود احمد
حسن مسعود
عثمان مسعود
قاسم حسن احمد
محمد شوکت
شاہد فاروق خالد
عمر محمد خالد

- عبدالمجید
  - شرف الدین
    - قلندر بخش
  - عبدالغنی
    - سکندر بخش
      - بڈھے شاہ
        - غلام محمد
        - عطا محمد
          - عبدالصمد
            - اکرام الحق
              - انیس الحق
              - ندیم الحق
                - عظیم الحق
            - انعام الحق
              - اعزاز الحق
              - امتیاز الحق
                - عمر امتیاز
            - ضیاء الحق
            - نثار الحق
              - عمران الحق
                - سلمان الحق
              - معین الحق
              - عثمان الحق
            - منصور الحق
            - مسرور الحق
              - عمر حق
              - فاروق حق
          - عبدالاحد
      - نور الٰہی
  - رکن الدین
    - معزالدین
      - محمد بخش
        - فضل محمد
          - نبی بخش
            - عبدالرزاق
              - محمد رفیع
          - عطا بخش
            - عبدالغفور
              - عبدالعزیز
                - ہارون عزیز
                - ہشام العزیز
          - عزیز بخش
          - محبوب بخش
            - عبدالرشید
              - محمد بشیر
                - ہمایوں بشیر
                - خالد بشیر
                  - یوسف
                  - ہارون
                - طارق بشیر
                  - محمد بلال
                - کامران بشیر
                - جہانگیر بشیر
                - عبدالقادر
                - عبدالرحمٰن
                  - الطاف الرحمٰن
                    - خرم الطاف
                    - احسن الطاف
                  - حفیظ الرحمٰن
                    - رضا حفیظ
                    - اشعر حفیظ
                  - مجیب الرحمٰن
                    - عثمان مجیب
                    - ریحان مجیب
                  - سفیر الرحمٰن
                    - شہریار سفیر
                  - منصور الرحمٰن
                    - علی منصور
                    - [illegible] منصور
              - محمد نذیر
              - محمد رفیق
                - محمد عامر
              - محمد خورشید
                - نعمان خورشید
              - محمد حنیف
                - سہیل
                - شہزاد
                - خرم
            - عبدالحمید
              - محمد سعید
                - کاشف سعید
              - محمد شفیق
                - طاہر شفیق
                  - عثمان طاہر
                  - حمزہ طاہر
              - محمد حفیظ
                - سلمان حفیظ
                - فرحان حفیظ
              - محمد نعیم
                - عثمان نعیم
                - رضوان نعیم
              - محمد نسیم
      - شاہ دین
      - نور دین
    - شمس الدین


عبدالمجید
بڈھے شاہ
قلندر بخش
غلام محمد
عبدالحق
عبداللطیف
عبدالواحد
حسن
عبدالغفور
عبدالقیوم
عبدالجبار
عبدالستار
وحیدالزمان شامی
اصغر علی
ناصر علی
محمد شاہد
محمد خالد
عادل فاروق
محمد ساجد
جاوید ناصر
فضل محمود
کرم شامی
رشیدالرحمٰن
سعیدالرحمٰن
وحیدالرحمٰن
عبیدالرحمٰن
خلیل الرحمٰن
عزیزالرحمٰن
صلاح الدین
نعمان شامی
عقیل شامی
منصور شامی
کرم الٰہی
فضل الٰہی
احمد بخش
محمد بخش
میراں بخش
حسین بخش
عزیز بخش
محمد سرور
محمد عبداللہ
عبدالرحمٰن
عبدالحکیم
عبدالجبار
محمد محمود
محمد اسلم
محمد اکرم
زبیر اکرم
عذیر اکرم
حمیر اکرم
زہیر اکرم

عبدالمجید

کرم الٰہی — فضل الٰہی — احمد بخش

حسین بخش — عزیز بخش — محمد سرور — محمد عبداللہ — عبدالرحمن — عبدالحکیم — عبدالجبار — محمد محمود — محمد اسلم

عبدالرشید — عبدالسلام

امجد علی — ذاکر سجاد اسلم — پرویز اسلم

یاسر امجد

محسن رشید شامی — برگیڈیئر احسن رشید شامی شہید — حسن رشید شامی — رفعت اسلام — شوکت اسلام

عاصم محسن شامی — قائم محسن شامی

عثمان اسلام — بدر اسلام

فرید پرویز — فہد پرویز

جاوید احسن شامی — سکندر احسن شامی

حسن شہزاد — عمر شامی — کامران شامی

زرار شامی

احسن شامی — سمیر شامی — نادر شامی

تجمل حسین — اجمل حسین

بابر شامی — ناصر شامی

زاہد محسن رشید — ہارون محسن رشید — اقبال محسن رشید — عمر محسن رشید

یوسف ہارون الرشید — فیصل اقبال

سکندر شامی — شاکر شامی — ساجد شامی — راشد شامی

عمر شامی — یاسر شامی

وقار احمد — نثار احمد — ایاز احمد

احسن وقار

شہباز شامی — ایاز بابر

عرفان شامی — کامران شامی — عمران شامی — عدنان شامی

احمد شامی — قاسم شامی — ارسلانوں

کاشان شامی — عمر شامی

۹

عبدالمجید

کرم الہیٰ

رحیم بخش | الہیٰ بخش

نبی بخش

غلام نقشبند | عبدالرحمٰن | عبدالحق

عبدالحمید | عبدالقیوم | عبدالحی

سراج الحق | بہاءالحق | عطاءالحق

نصیرالحق | اسرارالحق | اظہارالحق

جاوید الحق شامی | طارق الحق شامی

عمران الحق

دیم الحق شامی | ندیم الحق شامی

میرخسرو | عبدالعزیز | امیرحمزہ | خلیل الرحمٰن | جلیل الرحمٰن | حبیب الرحمٰن | جمیل الرحمٰن | جمال الرحمٰن | کمال الرحمٰن

محمد یاسین | احمد سلیم | عامر شامی

لطیف الرحمٰن

خالد لطیف | شاہد لطیف

اسامہ

نجم کمال شامی | عظمت کمال شامی

خرم شامی | بلال شامی | عبیدالرحمٰن | منیب الرحمٰن

رضوان یاسین

عمران شامی | عدنان شامی | ریحان شامی | آصف جمال | فرخ جمال | فواد جمال

امین الرشید شامی | لطیف الرشید شامی | یمین الرشید شامی

سلیم الرشید شامی

سہیل رشید شامی

اجمل رشید شامی

نعیم الرشید شامی | دیم الرشید شامی | ندیم الرشید شامی | فہیم الرشید شامی

خیر و برکت

ما ہی — دیو توم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

فضیلت تلاوت قرآن پاک

بزرگان سلف نے روایت کی ہے کہ تلاوتِ قرآن الحکیم کے وقت ان چھ باتوں کا اہتمام کیا جائے۔ (۱) باوضو ہو کر قبلہ رو بیٹھے اور نہایت تعظیم و محبت سے تلاوت کرے۔ (۲) تلاوت آہستہ آہستہ اور رُک رُک کر کرے (۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث ہے کہ تلاوتِ قرآن الحکیم کے وقت روئے اور اگر رونا نہ آئے تو تکلف کے ساتھ رونے کی کوشش کرے (۴) ہر آیت کا حق ادا کرے (۵) اگر بلند آواز سے پڑھنے میں ریا کا شائبہ ہو یا کسی کی نماز کے پریشان ہونے کا احتمال ہو تو آہستہ آواز میں تلاوت کرے (۶) خوش الحانی سے پڑھنے کی کوشش کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری اُمت کی فاضل ترین عبادت تلاوتِ قرآن شریف میں ہے۔ نیز فرمایا: کہ جس کو قرآنِ پاک جیسی نعمتِ عظمیٰ عطا ہوئی ہو اور وہ خیال کرے کہ کسی دوسرے شخص کو قرآن شریف سے بہتر چیز عطا کی گئی تو اُس نے گویا قرآن الکریم کی تحقیر کی اور فرمایا کہ قیامت کے روز قرآن مجید سے زیادہ کوئی چیز شفیع نہ ہو گی۔ نہ پیغمبر، نہ فرشتے اور نہ ہی کوئی اور شے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص دُعا مانگنے کی بجائے تلاوتِ قرآن شریف میں مشغول رہے تو میں اُسے شکر گزار بندوں کا ثواب عطا کروں گا۔ فرمایا۔ کہ دلوں کو لوہے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ کس طرح چھوٹتا

ہے تو فرمایا، قرآن الحکیم کی تلاوت سے اور موت کو یاد کرنے سے۔ پھر فرمایا: میں دنیا سے جاؤں گا اور تم میں دو واعظ چھوڑ جاؤں گا جو کہ ہمیشہ تمہیں نصیحت دیں گے۔ ایک خاموش اور دوسرا گویا۔ گویا واعظ قرآن الحکیم ہے اور خاموش واعظ موت۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف کی تلاوت کرو کیونکہ ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ہیں اور میں نہیں کہتا کہ الف لام میم (الٓمٓ) ایک حرف ہے بلکہ یہ تین حروف ہیں۔ امام حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا باری تعالیٰ تیرے تقرب کے لیے کونسا عمل زیادہ افضل ہے، فرمایا گیا میرے قرآن مجید کی تلاوت میں نے عرض کیا اگرچہ معنی سمجھ میں نہ آئیں؟ فرمایا۔ ہاں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ جو کوئی قیام نماز میں قرآن مجید پڑھے تو اُسے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں ملتی ہیں۔ جو نماز میں بیٹھ کر پڑھے اُسے پچاس اور اگر کوئی باوضو ہو کر بعد نماز کے پڑھے تو ہر حرف کے عوض پچیس نیکیوں کا ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے جبکہ بے وضو تلاوت کرنے والے کو صرف دس نیکیاں ملتی ہیں۔

رموز اوقاف: قرآن پاک میں علامات ہ ط م ۂ پہ وقفہ لازمی ہے جبکہ ج یا ۂ پر وقفہ اختیاری ہے۔ علامت قف پر تھوڑا ٹھہرنا چاہیئے اور لا ز س ق ص وغیرہ پر وقفہ نہیں ہوتا۔

تلاوتِ قرآن پاک کی منزلیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن الکریم کم از کم سات روز میں ختم کرنا افضل ہے۔ ترتیب یوں بیان کی جاتی ہے:

پہلی منزل:	بروز جمعۃ المبارک	سورۃ الفاتحہ تا سورۃ النساء
دوسری منزل:	بروز ہفتہ	سورۃ المائدہ تا سورۃ التوبہ
تیسری منزل:	بروز اتوار	سورۃ یونس تا سورۃ النحل
چوتھی منزل:	بروز پیر	سورۃ بنی اسرائیل تا سورۃ الفرقان
پانچویں منزل:	بروز منگل	سورۃ الشعرا تا سورۃ یٰسین
چھٹی منزل:	بروز بدھ	سورۃ الصّٰفّٰت تا سورۃ الحجرات
ساتویں منزل:	بروز جمعرات	سورۃ ق تا سورۃ النّاس

(الحاج ساجد جاوید اکبر القادری قلندری)



حضرت خواجہ خضر علیہ السّلام سے ملاقات
اور
دیدار رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

یَا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیئاً لِلّہ المدد باذنِ اللّٰہِ ○

حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

میں خانہ کعبہ کے روبرو بیٹھا ہوا تسبیح و تحمید و تہلیل میں مصروف تھا کہ ایک صاحب تشریف لائے اور سلام کر کے میری دائیں جانب بیٹھ گئے۔ وہ خوبرو، عمدہ اور معطر لباس میں تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ اللہ کے بندے تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں خضر علیہ السلام ہوں اور تمہیں سلام کرنے آیا ہوں چونکہ تم اللہ کے محبوب ہو۔ اور تم کو ایک تحفہ پیش کرنے آیا ہوں۔ میں نے دریافت کیا وہ تحفہ کیا ہے؟ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے بتایا کہ تم سورج نکلنے اور دھوپ پھیلنے سے قبل اور اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے سات مرتبہ سورۃ الحمد شریف اور سات سات مرتبہ سورۃ الناس اور سورۃ فلق اور سورۃ اخلاص اور قل یا ایہا الکافرون اور آیتہ الکرسی اور تیسرا کلمہ شریف اور درود شریف اور استغفار پڑھو۔ پھر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ رَبِّ اَفعل بِی وَبِھِمْ عَاجِلاً وَ اٰجِلاً فِی الدُّنیا وَالآخرۃَ مَا اَنتَ لَہٗ اَھلٌ وَلَا تَفعَل بِنَا یَا مَولَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھلٌ اِنَّکَ غَفُورٌ حَلِیمٌ جَوَادٌ کَرِیمٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رحیمٌ ○

"الٰہی میرے ساتھ اور تمام کے ساتھ جلدی بلا تاخیر دنیا اور آخرت میں

وہی کر جو تیرے شایان شان ہو اور ہمارے ساتھ وہ نہ کر جس کے ہم لائق نہیں ہیں۔ بے شک تو ہی بخشنے والا' بردبار' سخی' کریم' مہربان اور رحم کرنے والا ہے"۔

اور فرمایا کہ یہ ورد صبح شام برابر کرتے رہا کرو اس کو کبھی ترک نہ کرنا چونکہ جس نے مجھے یہ تحفہ دیا ہے اس نے مجھے کہا تھا خواہ عمر بھر میں ایک مرتبہ ہی پڑھنا لیکن اس کو پڑھنا ضرور۔ میں نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ علیہ السلام کو یہ تحفہ دینے والا کون تھا؟ انہوں نے کہا

سیدنا عالم صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے پھر کہا مجھے بھی ایسی چیز بتا دیجئے کہ اگر میں اس کو پڑھوں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو جاؤں اور میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں کہ وہ تحفہ کیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو دیا تھا؟

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا تو کیا مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو اور مجھ سے جھوٹ کی تہمت رکھتے ہو۔ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سننا چاہتا ہوں۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم خواب میں زیارت کے خواہاں ہو تو اچھی طرح سمجھ لو اور یاد کر لو کہ نماز مغرب کے بعد عشاء تک کسی سے بات کئے بغیر کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھو اور حضور قلب اور پوری توجہ سے نماز ادا کرو۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرو۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص سات بار پڑھو۔ سونے سے قبل دو رکعتیں اور پڑھو۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص ہر ایک سات بار۔ پھر نماز کے بعد سجدہ کرو۔ سجدہ میں سات بار استغفار اور سات مرتبہ تیسرا کلمہ شریف پڑھو۔ پھر سجدے سے سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام يَا اَللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ
وَالْاٰخِرِيْنَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ

پھر کھڑے ہو جاؤ اور قیام میں وہی کرو جو پہلے سجدہ میں کیا تھا۔ پھر سجدہ میں جاؤ اور یہی دعا مانگو۔ اس کے بعد سر اٹھا کر جس جگہ چاہو قبلہ رو ہو کر درود شریف پڑھتے ہوئے سو جاؤ۔ درود شریف برابر پڑھتے رہنا یہاں تک کہ تم نیند سے مغلوب ہو جاؤ۔

میں نے کہا کہ میری خواہش تو یہ ہے کہ جس ہستی سے آپ علیہ السلام نے یہ دعا سنی ہے وہی مجھے بھی اس کی تعلیم دیں۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے کہا کہ تم مجھ پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہو۔ میں نے کہا اس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا میں آپ علیہ السلام پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگاتا۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس جگہ اس دعا کی کی تعلیم دی جا رہی تھی اور حکم دیا جا رہا تھا میں وہاں موجود تھا۔ پس جس ہستی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی میں نے اس ہستی سے اسے سیکھ لیا۔ میں نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے کہا اچھا مجھے اس دعا کا ثواب سنایئے تب حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے کہا اب تم خود ہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لینا۔

حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق دعائیں پڑھیں اور بستر پر لیٹ کر برابر دعا پڑھتا رہا۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی ملاقات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پاک کی آرزو سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میری نیند اڑ گئی اور صبح ہو گئی۔ میں فجر کی نماز پڑھ کر اپنی محراب میں بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ دن چڑھ آیا۔ اس وقت میں نے نماز اشراق پڑھی لیکن میں اپنے دل سے ہم کلام تھا کہ اگر آج رات تک زندگی باقی رہی تو سابقہ شب کی طرح ان دعاؤں کو پھر پڑھوں گا۔ یہ خیال کرتے کرتے میں سو گیا۔

نیند میں کچھ فرشتے آئے اور مجھے سوار کر کے اپنے ہمراہ لے چلے۔ مجھے لیجا کر جنت میں داخل کر دیا۔ میں نے وہاں کچھ محل دیکھے ان میں بعض یاقوت سرخ کچھ سبز زمرد کے تھے۔ بعض سفید موتیوں کے تھے۔ شہد، دودھ اور شراب طہور کی نہریں بھی

دکھائی گئیں۔ ایک محل میں ایک حسین عورت پر میری نظر پڑی جو مجھے اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرہ کے نور سے سورج کی روشنی ماند تھی۔ اسکی زلفیں اس محل کے اوپر سے زمین تک لٹک رہی تھیں۔ چونکہ فرشتوں نے مجھے جنت میں داخل کیا تھا اس لئے میں نے ان ہی سے پوچھا کہ یہ محل کون سے ہیں اور یہ عورت کون ہے اور کس کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ تیرے عمل کی طرح جو بھی عمل کرے یہ اس کے لئے ہے۔ فرشتے مجھے جنت سے اس وقت تک باہر نہیں لائے جب تک انہوں نے مجھے جنت کے پھل نہ کھلا دیئے اور وہاں کا شربت نہ پلا دیا۔ اس کے بعد ان فرشتوں نے مجھے اسی جگہ پہنچا دیا جہاں بیٹھا تھا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ستر انبیاء کرام کے ہمراہ اور فرشتوں کی ستر قطاروں کے جلوس میں تشریف لائے ہیں۔ ہر قطار مشرق سے مغرب تک چلی گئی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور السلام علیک سے نوازا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے اس طرح فرمایا ہے کہ انہوں نے یہ بات حضور والا سے سنی ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"خضر نے جو کچھ کہا سچ کہا' اور جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں حق ہوتا ہے! وہ اہل زمین میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ وہ رئیس الابدال ہیں اور اللہ کے لشکریوں میں سے ہیں۔

میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ایسا عمل کرے گا اس کا کیا ثواب ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو کچھ تم نے دیکھا اور جو کچھ تجھے دیا گیا اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہو گا۔ تو نے جنت میں اپنی جگہ دیکھ لی۔ جنت کے پھل کھائے۔ جنت کا شربت پیا۔ فرشتوں اور انبیاء کو میرے ساتھ دیکھ لیا۔ حوریں بھی دیکھ لیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی شخص میرے عمل کی

طرح عمل اور جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا ہے اگر وہ یہ سب کچھ نہ دیکھ پائے تو کیا اس کو ان چیزوں کے بدلے کچھ ثواب ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ایسے شخص کے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضب نہیں فرمائے گا اور نہ اس سے ناخوش ہو گا۔ اگر جنت کو خواب میں نہیں بھی دیکھے گا تب بھی اس کو وہی کچھ ملے گا جو تجھ کو دیا گیا ہے۔

ایک منادی آسمان سے ندا کرے گا کہ اس عمل کو کرنے والے کے اور امت محمدیہؐ کے مشرق سے لیکر مغرب تک تمام مومن مردوں اور عورتوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے ہیں۔ بائیں جانب کے فرشتے کو حکم دیا جائے گا کہ آئندہ سال تک اس بندہ کے گناہ نہ لکھنا۔

یہ سن کر میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بے مثال سے مشرف و سرفراز فرمایا اور جنت کی سیر کرائی۔ کیا اس شخص کے لئے بھی اس قدر ثواب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہاں! یہ سب انعام اس کو دیا جائے گا۔

میں نے عرضہ کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تب تو تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس طریقے کو سیکھیں اور سکھائیں اس میں بڑی فضیلت ہے اور بڑا ثواب ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا۔ اس عمل کو وہی شخص کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے سعید پیدا کیا ہو گا اور اس کو وہی ترک کرے گا جو پیدائشی طور پر بدبخت ہو گا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا عمل کرنے والے کو کیا کچھ اور بھی ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ جو شخص

یہ عمل ایک رات بھی کرے گا تو اس کے لئے کائنات کی پیدائش سے صور پھونکے جانے کے دن تک آسمان سے برسنے والے ہر قطرے کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی اور زمین سے پیدا ہونے والے دانوں کے برابر اس کی برائیاں اور بدیاں دور کر دی جائیں گی' خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

دیگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی شب جمعہ میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ آیت الکرسی ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص پندرہ بار پڑھے اور پھر نماز کے آخر میں ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الاُمِّی" تو وہ میرا دیدار خواب میں ضرور کرے گا۔ اور جس نے مجھے دیکھا اس کے لئے جنت ہے اس کے گزشتہ اور آئندہ کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔





یَا شَیخ سَیّد عَبدُ القَادِر جیلَانیؒ

شَیاً لِلّٰہِ اَلمَدَدّ بِاِذنِ اللّٰہِ ○

القَصِیدَتہ الغَوثِیہ

نوٹ :۔

(۱) ایک حکم خاص کے تحت یہ نسخۂ شریفہ ایک مقبرہ بزرگ میں سینکڑوں صدیوں سے مدفن حاصل کرنے کا شرف عظیم ہوا۔ اور اب جناب حضرت عظیم المرتبت محبوب اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے اس کی اشاعت کی اجازت حاصل ہوئی ہے۔

(2) تلاوت سے قبل اجازت طلب کریں۔



فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ ○ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ ○ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ○ وَصَلِّ عَلَیْہِ ○ یَا قُطْبَ رَبَّانِیْ مَحْبُوْبِ سُبْحَانِیْ مُحْیِ الدِّیْنِ شَیْخِ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ ○

(برائے محبوبیتِ خدا عزوجل ہر روز یازدہ (۱۱) بار بخواند)

سلام مع اسمائے مبارک

۱	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُلْطَانَ الْاَوْتَارِ	۲	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُلْطَانَ الْاَبْدَالِ
۳	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُلْطَانَ الْاَقْطَابِ	۴	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمُ
۵	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَازِیْ الْاَشْھَبُ	۶	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا فَقِیْرُ
۷	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مِسْکِیْنُ	۸	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیُّ
۹	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَیْخُ	۱۰	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا

وَمَوْلَانَا اَبَا مُحْیِّ الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ

طریقہ زکوۃ قصیدہ غوثیہ البشریفہ

زکوۃ ہائے قصیدہ مبارک ایں است

فصل اول

اوّل طریق

۱ یا زدہ روز زکوتہ کند۔ وہر روز یا زدہ با ر بخوا ند۔

۲ یک وقت مقرر کند ۔ غسل کند ۔ جا مہ نو پوشد و جا مہ پا ک با شد ۔وا ز خوردن چیز ہا ئے بو دا ر پرھیز کند۔ ونا ن با شیر خورد یا با روغن زرد بخورد ۔

۳ یک چا در سفید نیم زیر و نیم با لا کند و سر برہنہ دا رد

۴ ا ول یک دو گا نہ نفل ا دا کند در ہر رکعت بعد سورتہ فا تحہ سورتہ ا خلا ص بست و یکبا ر بخوا ندثوا ب نما ز نفل با ا روا ح جنا ب حضرت غوث ا لا عظم

بخشد۔

۵ بعدازاں روئے بجانب بغداد شریف کنند و این درود مبارک سہ ۳ بار بخوانند:
"اَللّٰهُمَّ صَلِّ اللّٰهُ وَسَلَّم عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ"۔

۶ بعدازاں این ورد بکمال رغبت عجز ونیاز سہ بار بخوانند:
اَلْغِيَاثِ يَا غَوثَ الاَعْظَمَ اَلْغِيَاثِ اَمْلُكْنِي فِي كُلِّ حَالٍ ○ اَنَا مُرِيدٌ مِنْ مُرِيدِكَ وَاجْعَلْ حِفْظِي ○ يَا غِيَاثُ بِحَقِّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنِ اُمِّتِهٖ خَيْرُ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّہرَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا ○

۷ بعدازاں قصیدہ مبارک شروع کند

۸ بعدہ یازدہ بار قصیدہ مبارک با دعا بخوانند

۹ چون از خواندن فارغ شود ہر دو دست برسر نہند و چشمان غنودہ کنند یازدہ بار بگوید ○

"اَغِثْنِي يَا غَوثَ الاَعْظَمَ اَغِثْنِي" ○ ۔

بعدہ ہمان جا نجیلور و جانب بغداد شریف باشد زیارت میسر شود ○

فصل دوم

شیخ ابو النصر شیرازیؒ فرمایدکہ مرا شوق زیارت حضرت محبوب سبحانیؒ گشت۔ چلہ یازدہ روز شروع کردم نہم شب بود کہ مرا زیارت میسر گشت حضرت غوث الاعظمؒ فرمود کہ ان طریق کہ ہروظیفہ من ہست بان طریق بخوان تا مطلب جملہ دینی و دنیوی را حاصل شود مگر از چیز ہائے پرہیز باید کرد چون از خواب بیدار شدم دانستم کہ طریق خواندن قصیدہ مبارک دیگر است پس بجانب بغداد شریف روان شدم۔ چون در بغداد شریف داخل شدم در خانقاہ حضرت غوث الاعظمؒ رفتیم۔ وہا حضرت صاحب زادہ حضرت شیخ عبدالوہابؒ ملاقات نمودم و وظیفہ محبوب زیانیؒ طلب کردم حضرت شیخ عبدالوہابؒ آن وظیفہ پیش من داشت۔ نظر کردم کہ سہ طریق بودند۔

اول طریق یازدہ روز بود دوم طریق بست یک روز بود سیوم طریق چہل یکروز بود من ہر سہ طریق نوشتم و ہریہ طریق عمل نمودم۔ ہر سہ طریق مجرب یافتم و فائدہ مندیدم۔

اول طریق

ہمیں بودکہ پیش نوشتہ شد

دوم طریق

با ین قسم بود

۱ کہ ہر روز غسل کند و خوشبو مالد ومقام پاک باشد و دران مقام خوشبو بوذ یعنی لوبان سوزد از ہر چیز پرہیز کند ونان با روغن زرد بخورد۔ یا با قند سفید یا با عسل تناول کند مطلوب جملہ حاصل شود۔

۲ رو بقبلہ بنشیند ۔ در زانو نشستہ ۔ سر برہنہ دارد اول این کلام بحضور قلب بخوانند۔

يَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ وَیَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَیَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ ○ وَیَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ اِجِبْ دُعَاءِیْ بِحَقِّ حَضْرَتْ غَوْثَ الْاَعْظَمِ سَاکِنِ الْبَغْدَادَ الشَّرِیْفِ ○ اِسْمُہٗ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ اَجِبْ دَعْوَتِیْ وَدُعَاءِیْ ○۔ سہ بار۔

۳ بعد قصیدہ مبارک شروع کند۔ رو بجانب قبلہ باشد۔چون باین بیت رسد

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحِیُّ الدِّیْنِ اِسْمِیْ

وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاسِ الْجِبَالِیْ

روئے خود از قبلہ بر گردانیدہ وبجانب بغداد شریف کند۔ وقصیدہ تمام کرد پس باین طریق بست یکبار بخوانند۔

سوم طریق

چون خواہد کہ چلہ چہل ویک روز کند

۱ باید کہ چہل یکروز خود را از صحبت کردن بنظر شہوت جانب کسے دیدن کلام بیہودہ کردن واز طعام شبہ ناک خوردن واب ناپاک نوشیدن خود را نگاہ دارد بہتر آن است کہ اب دریا نوشد یا اب باران باشد و سوائی برنج و شیر دیگر چیزی نخورد و وقت خواندن کلام بکسے نکند۔

۲ اول غسل کند و خوشبو مالد و در مقام نشستن لوبان سوزد و مقام تنہا باشد مصلے پاک باشد وزیر جانماز باشد ودر وقت خواندن قصیدہ مبارک سربع نشیند ۔ اول قدری شیرینی بارواح حضرت محبوب سبحانیؒ فاتحہ داد وتقسیم کند و خود نیز بخورد۔

۳ ویک چادر سبز رنگ باشد نیم زیر نیم بالا کند اگر برسرمو باشند با روغن خوشبو تر کردہ نشیند واگر برسر مو نباشند یک پارچہ جامہ سبز باشد یا سفید باشد با روغن خوشبوئی تر کردہ بر سر بندد۔

۴ دو زانو بجانب قبلہ بنشیند وصدبار این کلمہ بخوانند۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الْعَلِيِّ الْعَظِیْمِ ○ اُمْدُدْنِیْ یَا مَحْبُوْبَ اللّٰہِ ○ (۱۰۰) بار

۵ لعبدہ 100 بار یَا فَتَّاحُ

۶ لعبدہ 100 بار برخاستہ یَا صَمَدُ = بخوانند

۷ لعبدہ یک دو گانہ ادا کند ۔ در رکعت اوّل لعبد سورتہ فاتحہ سورتہ اخلاص ہست یکبار و در رکعت دوم لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ ہست یکبار بخوانند۔

۸ پس سلام داده رو بجانب بغداد کند۔ واین کلمات بخوانند۔
یَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ اُمْدُدْنِیْ وَاحْفَظْنِیْ بِحُکْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ کُلِّ شَرِّ حَاسِدٍ ○ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ ○ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ سَاحِرٍ ○ لَا حُصِلُ مُرَادِیْ بِحَقِّ جَدِّیْ مُحَمَّدٍ ○ یَا شَیْخ عَبْدَالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ○

۹ لعبدہ قصیدہ مبارک شروع کند وہر روز ہمیں نمط کند تا چہل یکروز تمام کند کل مطالب دینی و دنیوی حاصل شود

۱۰ لعبدہ از چلہ یکبار ہر روز بخوانند

۱۱ رزق از غیب حاصل شود بعضے از مریدان حضرت غوث الاعظمؓ لعبداز چلہ ہا کہ یومیہ برمصلا خوانند زیر مصلا قسمت خود برا د شتند کہ این قصیدہ مبارک برائے کشائش رزق نافع ہست مگر ناغہ نکند بکسے نگوید کہ مرا بخواندن قصیدہ رزق حاصل شود۔

از حضرت شیخ ابو النصر شیرازی

ترکیب زکاتہ دیگر: کبیر چار ہزار چار سو' صغیر' چار سو چالیس بار' اصغر چوالیس بار' ۴۱ یا ۲۱ دن کے اندر ترک حیوانات جلالی و مکمل کریں

درود پاک خاص الخاص

خَتَمُ الْمُرْسَلِیْنَ رَحْمَۃً الْعَالَمِیْنَ شَفِیعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَؤُفُ الرَّحِیْمِ نُوْرٌ قَلْبُہُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ عَالِمُ الْغَیْبِ اُسْتَادِ کُلِّ مُخْتَارٍ کُلِّ قَیُّوْمٍ کُلِّ بَاعِثٍ کُلِّ حَیٍّ کُلِّ نُوْرٍ کُلِّ سُرُوْرٍ کُلِّ اَوَّلٍ کُلِّ اٰخِرٍ کُلِّ ظَاہِرٍ کُلِّ بَاطِنٍ کُلِّ کُلِّ الْکُلْ ○

اَلْقَصِیْدَۃُ الْغَوْثِیَّۃُ

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ ○ مَنْبَعِ الْعِلْمِ ○ وَالْحِلْمِ ○ وَالْحِکَمِ ○ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ○

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

سَقَانِی الحُبُّ کَاسَاتِ الوِصَالِ
فَقُلتُ الخَمرَتِی نَحوِی تَعَالِی

یَا صَاحِبَ الکَرَمِ وَالجُودِ اَجِب دَعوَاتِی وَدُعَائِی ○

سَعَت وَمَشَت لِنَحوِی فِی کُؤُسٍ
فَہِمتُ بِسُکرَتِی بَینَ المَوَالِی

اَللّٰھُمَّ اسقِنِی مِن شَرَابِکَ الطَّھُورِ بِعِزَّتِکَ وَجَلَالِکَ وَجَمَالِکَ یَا وَاحِدُ ○

فَقُلتُ لِسَائِرِ الاَقطَابِ لُمُّوا
بِحَالِی وَادخُلُوا اَنتُم رِجَالِی

یَا حَنَّانُ ○ یَا مَنَّانُ ○ یَا مَالِکَ المُلکِ ○ یَا حَیُّ ○ یَا قَیُّومُ اَجِب دَعوَتِی وَدُعَائِی ○

وَھُمُّوا وَاشرَبُوا اَنتُم جُنُودِی
فَسَاقِی القَومِ بِالوَافِی مَلَالِی

وَیَا وَاھِبَ العَطَایَا ○ یَا غَافِرَ الخَطَایَا ○ یَا رَحِیقَکَ المَختُومَ ○ وَالکَونَ رَبَّنَا یَا اِلٰہَ العَالَمِینَ ○
وَیَا اَحکَمَ الحَاکِمِینَ ○ یَا اِلٰہَ الاَوَّلِینَ ○ یَا اَحکَمَ الحَاکِمِینَ ○

شَرِبتُم فُضلَتِی مِن بَعدِ سُکرِی
کَسَانِی خِلعَۃً بِطِرَازِ عِزٍّ

یَا مُجِیبَ الدَّعوَاتِ المُضطَرِّینَ ○ یَا جَلِیلُ ○ اَجِب دَعوَتِی وَدُعَائِی ○

مَقَامُکُمُ العُلٰی جَمعًا وَلٰکِن
مَقَامِی فَوقَکُم مَا زَالَ عَالِی

یَا اِلٰہَ البَشَرِ ○ وَیَا صَاحِبَ العَظَمَۃِ ○ اُقسِمُ وَاَجِب دَعوَاتِی وَدُعَائِی ○

اَنَا فِی حَضرَۃِ التَّقرِیبِ وَحدِی
یُصَرِّفُنِی وَحَسبِی ذُوالجَلَالِ

اَللّٰھُمَّ سَلِّطنِی وَانصُرنِی عَلٰی نَفسِ الاَمَّارَۃِ فِی سَوَادِ اللَّیلِ یَاذُوالجَلَالِ وَالاِکرَامِ اَجِب دَعوَتِی وَدُعَائِی ○

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالُ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ اِھْیًا شَرَاھِیًاہ بِحَقِّ الْمَحْبُوْبِ اِجِبْ دَعْوَتِیْ وَدُعَائِیْ

کَسَانِیْ خِلْعَتَہٗ بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَ تَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالٖ

اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَیَا ذَا الْمَغْفِرَۃِ اِجِبْ دَعْوَتِیْ وَدُعَائِیْ

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَ قَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ حُرُوْفِ الْمُقَطَّعَاتِ الٓمّٓ حٰمٓ اِجِبْ دَعْوَاتِیْ وَدُعَائِیْ

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ یَا رَزَّاقُ حَلَالًا بِقُدْرَتِکَ اِجِبْ دَعْوَتِیْ وَدُعَائِیْ

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالٖ

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالٖ

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ حٰمٓعٓسٓقٓ وَبِحَقِّ نٓ وَالْقَلَمِ اِجِبْ دَعْوَتِیْ وَدُعَائِیْ ○

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَ انْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ○ وَیَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ○ یَا مُجِیْبُ اِجِبْ دَعْوَتِیْ وَدُعَائِیْ ○

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَتِہٖ اِلْسَمَوْلٰی تَعَالٰی

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ بِبَرَكَةِ اَنْبِيَائِكَ وَاَصْفِيَائِكَ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَدُعَائِيْ ○

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِيْ اِلَّا اَتَانِيْ

اَللّٰهُمَّ اَحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ حَاجَتِيْ بِحَقِّ الٓمٓصٓ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَدُعَائِيْ ○

وَتُخْبِرُنِيْ بِمَا يَاتِيْ وَيَجْرِيْ
وَتُعْلِمُنِيْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِيْ

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ مِنْ فُتُوْحَاتِ اَوْلِيَائِكَ وَاَصْفِيَائِكَ وَاقْضِ حَاجَتِيْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِ عُلُوْمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ○ يَا نُوْرُ ○ يَا بَدِيْعُ يَا بَاسِطُ ○ يَا عَلِيْمُ ○ يَا حَكِيْمُ ○ يَا غَالِبُ ○ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَدُعَائِيْ ○

مُرِيْدِيْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّيْ
وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَالْاِسْمُ عَالِ

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ بِبَرَكَةِ حٰمٓ حٰمٓ وَكٓمٓ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَدُعَائِيْ ○

مُرِيْدِيْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّيْ
عَطَانِيْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِيْ

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبِيْ وَعَيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ رِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا بِحُرْمَتِ مَحْبُوْبِيْ اِقْضِ حَاجَتِيْ ○ يَا حَنَّانُ ○ يَا دَيَّانُ ○ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَدُعَائِيْ ○

طُبُوْلِيْ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِيْ

اَللّٰهُمَّ يَا حَاكِمُ ○ يَا حَكِيْمُ ○ يَا عَلِيْمُ ○ يَا قَابِضُ ○ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَدُعَائِيْ ○

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْكِيْ تَحْتَ حُكْمِيْ
وَوَقْتِيْ قَبْلَ قَلْبِيْ قَدْ صَفَالِيْ

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ حَاجَتِيْ يَا بَدِيْعُ ○ يَا مُحِيْطُ يَا عَزِيْزُ يَا نَاصِرُ يَا نَصِيْرُ ○ يَا وَالِيُّ ○ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَدُعَائِيْ ○

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَتِہٖ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ ○ وَیَا خَالِقَ الْخَلْقِ اَعْطِ حَاجَتِیْ ○ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ○ اِجِبْ دَعْوَتِیْ وَدُعَائِیْ ○

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ کَمِثْلِ نُوْرِہٖ ○ یَا جَمِیْلُ ○ یَا کَامِلُ ○ اِجِبْ دَعْوَتِیْ وَدُعَائِیْ ○ بِحُرْمَتِ النَّبِیِّ الْعَرَبِیِّ الْھَاشِمِیِّ ○

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اَللّٰھُمَّ مُتَمَسِّکٌ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ○ بِحَقِّ غَوْثِکَ الْمُخْتَارِ مِنْ اَھْلِ التَّقْوٰی نَمُوا الْحُجَّۃَ الْبَالِغَۃَ وَعَلَیْہِ الْعُمْدَۃِ الْعَامِلَۃِ کَشَجَرَۃِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ قَالَ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ ○ یَا شَیْخِ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ○

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

اَللّٰھُمَّ عَفْنِ اِنِّیْ اَنَا نِیَّتِیْ وَالْقِنِیْ بِکَ وَ تَحَلَّ بِھَائِیْ بِعِزَّتِکَ وَ بِدَ ایکَ وَاَحْصِلْ مَقْصُوْدِیْ بِعِزَّتِکَ وَعَظَمَتِکَ ○ یَا جَلَالُ ○

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْھُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنَ لِکَمَالِ

اَللّٰھُمَّ اَقْضِ حَاجَاتِ کُلِّھَا بِحُرْمَتِ النَّبِیِّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

رِجَالِیْ خَیَّمُوْا لِیْ خَیْمَ لَیْلًا
وَقَالُوْا لِیِ الْعُلٰی اَقْصَا الْمَنَالِ

یا شیخ عبدالقادر جیلانی امدد وانظر بحالی یا اللہ وتا اللہ ٥

وَقَامُوْ اِلَّا یُضَارُ لَهُمْ جَلِیْسًا
وَسِقَ الْجَلِیْسَ وَلَا یَنَالُ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ وَافِیًا ○ بِعِزَّتِکَ وَقُدْرَتِکَ ○ یَارَازِقُ ○

رِجَالِیْ لِیْ هُوَ اَجِرِهِمْ صِیَامٌ
وَلِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَا لِلَآلِیْ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ بِلِقَائِکَ یَا غَفُوْرُ ○

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ

وَاَقْدَ امِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ بِبَرَکَتِ اَوْلِیَاءِ بِہٖ وَاصْفِیَا ○ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَالِہٖ وَاصْحَابِہٖ وَالْعَبَایٰہِ اَجْمَعِیْنَ ○ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○ اَللّٰهُمَّ یَا مَنْ بِیَدِکَ مَفَاتِیْحُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ○ اَللّٰهُمَّ یَا مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ارْحَمْنِیْ ○ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

تمت

۱ یا سیّد محی الدین امر اللہ ٥	۲ یا شیخ محی الدین فضل اللہ ٥
۳ یا اولیاء محی الدین امان اللہ ٥	۴ یا مسکین محی الدین نور اللہ ٥
۵ یا غوث محی الدین قطب اللہ ٥	۶ یا سلطان محی الدین سیف اللہ ٥
۷ یا خواجہ محی الدین فرمان اللہ ٥	۸ یا مخدوم محی الدین برہان اللہ ٥
۹ یا درویش محی الدین آیات اللہ ٥	۱۰ یا بادشاہ محی الدین غوث اللہ ٥
۱۱ یا فقیر محی الدین مشاہد اللہ ٥	

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اللہ

مُناجات بدرگاہِ مُجیبُ الدَّعوات

مجھ کو یا اللّٰہُ اپنا عشق دے — ہے عبادت صرف تیرے واسطے

مُستحق تو ہی عبادت کا ہُوا — ہے تو ہی معبُود ساری خلق کا

بخش یَا رحمٰنُ میں ہوں خوار تر — یا رحیمُ مہربانی مجھ پہ کر

یا المَلِکُ تو شاہ دوسرا — مُجھ کو جنّت دے جہنم سے بچا

مُجھ کو یا قدّوسُ کر عیبوں سے پاک — تو نہایت پاک میں یک مُشتِ خاک

یَا سَلَامُ دین و ایماں کو میرے — رکھ سلامت اپنے فضل و لطف سے

امن دے یا مُؤمِنُ مجھ کو سوا — یا مُہیمِنُ ہے نگہباں تو میرا

یَا عزِیزُ میرے غالب ہوں شکست — کام یَا جبّارُ میرے کر درست

تو ہی یَا مُتکبّرُ سب سے بڑا — مُجھ کو مغروروں کی صحبت سے بچا

بے تیرے یَا خالِقُ ہے کونسا — جس نے کُل خلقت کا اندازہ کیا

کُن سے یَا بَارِئُ پیدا کیا — یا مُصوّرُ صورتِ عشرت دکھا

بخش یَا غفّارُ عصیاں سربسر — نفس پر غالب تو یَا قہّارُ کر

بے عوض تو رزق یَا وَہّابُ دے — رزق یَا رزّاقُ دے دو قسم کے

کھول یا فتّاحُ تو روزی کا در ۔۔۔ یا علیمُ خوار ہوں تو لے خبر
تنگ کر یا قابضُ رزقِ پلید ۔۔۔ رزق کر یا باسطُ طیّب مزید
پست ہوں یا خافضُ دشمن میرے ۔۔۔ دے مجھے یا رافعُ رتبے بڑے
یا معزُّ مجھ کو عزّت کر عطا ۔۔۔ یا مذلُّ مجھ کو ذلّت سے بچا
یا سمیعُ سن میری فریاد کو ۔۔۔ یا بصیرُ دیکھ مجھ ناشاد کو
یا حکمُ تو حکم پر اپنے چلا ۔۔۔ ڈر ہے یا عدلُ تیرے انصاف کا
یا لطیفُ مجھ پر اپنا لطف کر ۔۔۔ یا خبیرُ دل کو کر دے باخبر
یا حلیمُ بردباری کر عطا ۔۔۔ یا عظیمُ تو ہی ہے سب سے بڑا
یا غفورُ بخش دے میرے گناہ ۔۔۔ یا شکورُ شکر کر مجھ کو عطا
یا علیُّ رتبہ ہے تیرا بڑا ۔۔۔ یا کبیرُ تو بڑا ہے تو بڑا
یا حفیظُ آفتوں سے رکھ نگاہ ۔۔۔ یا مقیتُ تن میں دے قوت کو راہ
یا حسیبُ سہل ہو مجھ پر حساب ۔۔۔ یا جلیلُ تو بڑا عالی جناب
یا کریمُ تو سخی محتاج سب ۔۔۔ یا رقیبُ تو نگہبان روز و شب
یا مجیبُ کر دعا میری قبول ۔۔۔ دین و دنیا میں نہ کر مجھ کو ملول
علم کر یا واسعُ مجھ پر فراخ ۔۔۔ بعد مردن قبر میری کر فراخ
یا حکیمُ تو ہے دانائے عمل ۔۔۔ یا ودودُ تو محبت بے بدل
یا مجیدُ ذات میں تو ہے بڑا ۔۔۔ قبر سے یا باعثُ مردے اٹھا
یا شہیدُ حاضر و آگاہ کل ۔۔۔ تو ہی یا حقُ ہے شہنشاہِ کل

یَا وَکِیْلُ کارسازِ بیکساں — یَا قَوِیُّ قوّتِ بے طاقتاں
یَا مَتِیْنُ دین پر رکھ استوار — یَا وَلِیُّ کر مدد لیل و نہار
یَا حَمِیْدُ حمد ہے تجھ کو سدا — توہی یَا مُحْصِیُ مُحِیط ماسوائے
پہلے بھی یَا مُبْدِئُ پیدا کیا — یَا مُعِیْدُ پھر توہی مرجع ہُوا
زندہ یَا مُحْیِی ہوں جبتک شاد رکھ — جب مروں تب یَا مُمِیْتُ یاد رکھ
توہی یَا حَیُّ ہے زندہ تا ابد — توہی یا قَیُّوْمُ قائم لاولد
رکھ غنی مجھ کو سدا یَا وَاجِدُ — سب بڑائی تجھ کو ہے یَا مَاجِدُ
ہے توہی یَا وَاحِدُ عالی صفات — یَا اَحَدُ تو مطلق یگانہ پاک ذات
یَا صَمَدُ سب کو تیری جستجو — سب تیرے محتاج بے پروا ہے تو
نفس پر یَا قَادِرُ قادر رہوں — یوں جیوں یَا مُقْتَدِرُ جبتک جیوں
یَا مُقَدِّمُ ہووے اگلوں میں گذر — یَا مُؤَخِّرُ پچھلے والوں میں نہ کر
ہاں توہی یَا اَوَّلُ اوّل میں تھا — پھر توہی یَا آخِرُ میں ہوگا سدا
سب پہ تو یَا ظَاهِرُ ظاہر ہُوا — صفتوں تیری سے ہر کوئی ماہر ہُوا
وہم سے یَا بَاطِنُ تو ہے نہاں — تجھ کو پاوے وہم یہ طاقت کہاں
تو ہے یَا وَالِیُ برائے بندگان — کارساز و مالک ہر دو جہاں
تیرا یَا مُتَعَالِیُ ہے رتبہ بلند — ہوں تیرے احساں میں یَا بَرُّ و بند
میری یَا تَوَّابُ توبہ کر قبول — رحم کر یَا مُنْتَقِمُ بدیوں کو بھول
یَا عَفُوُّ کر گناہ سے درگذر — یَا رَءُوْفُ مہربانی کی نظر

مالکُ المُلک ہے بیشک تیرا نام — دے مجھے مُلکِ قناعت میں مقام
ذوالجلال تو ہے وَالاِکرام نام — دے مجھے بھی جنّتِ اعلیٰ مقام
عدل سے یَا مُقسِطُ ڈرتا ہوں میں — فضل کی اُمید اب کرتا ہوں میں
جمع کر یا جَامِعُ دل کو میرے — یَا غَنِیُّ کر دے بے پروا مجھے
مجھ کو یا مُغنِیُ تو بے پروا بنا — ہو نہ کچھ یا مَانِعُ نقصان میرا
جو ضرر یَا ضَارُّ سے ہے دُور رکھ — نفع سے یَا نَافِعُ مسرور رکھ
دل کو یا نُورُ میرے روشن بنا — راہ یَا ہَادِیُ مجھے سیدھی بتا
یا بَدِیعُ تو بڑا صاحب کمال — کر دیا عالم کو پیدا بے مثال
تو ہی یا بَاقِیُ رہے باقی سدا — ہے تو ہی یَا وَارِثُ وارث میرا
یَا رَشِیدُ راہ نیکی کی دکھا — آتشِ دوزخ سے عاجز کو بچا
ہو چکے ننانوے نامی اخی — یَا صَبُورُ کی طرح ہیں اور بھی

یا الٰہی از طفیلِ محمد مصطفیٰؐ
جنّتِ فردوس کر مجھ کو عطا

اسمائے حسنیٰ کے بیان میں

جان لو کہ فوائد اور منافع اسمائے حسنیٰ کے حد سے زیادہ ہیں۔
چنانچہ اگر تمام اشجار روئے زمین کے قلم ہوں اور پانی ساتوں دریا کا سیاہی اور ساتوں طبق زمین اور آسمان کے کاغذ بنیں اور جملہ ملائکہ جن و انسان لکھنے والے ہوں تو بھی ایک حرف صفات بے انتہائے ہرگز نہ لکھ سکیں ہمارے علماءِ اکرام اور مشائخ عظام نے اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہت کچھ لکھا لیکن جب غور کیا تو کچھ بھی نہ تھا ہزار میں ایک بھی نہیں آخر عاجز آ گئے کس کی مجال ہے کہ خواص باری تعالیٰ کے اسماء کے لکھ سکے۔

اس فقیر نے چند رسالے جو اسمائے حسنیٰ کے بیان میں دیکھے اور ہر ایک کا مطلب علیحدہ علیحدہ اور نئی نئی باتیں پائیں اور اچھے اچھے مضامین نظر سے گذرے تو یہ خیال میں آیا کہ اگر یہ مضامین ایک جگہ ہو جائیں تو شائقین اس کے مطالعہ سے لطف اٹھائیں لہٰذا یہ ناچیز اب اسمائے حسنیٰ اور ان کے معانی اور موکل اور بخور اور برج اور خاصیت وغیرہ کو لکھتا ہے:۔

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تحقیق واسطے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی ان کو یاد کرے داخل ہوگا جنت میں' نقل کیا اس کو بخاری و مسلم نے اس حدیث میں حصر ننانوے پر نہیں ہے نام اللہ تعالیٰ کے بہت ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ خاصیت جو مذکور ہوئی مخصوص ساتھ ان اسماء کے ہے

لوامع النجوم میں لکھا ہے کہ ہزار نام اللہ تعالیٰ کے ہیں سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار نام اور ہیں کہ ملائکہ ان کو جانتے ہیں سوائے ان کے اور کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار مسلمانوں کی زبان پر جاری ہیں ان میں سے تین سو توریت میں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ایک سو قرآن میں اور ان میں سے ننانوے لوگوں پر

ظاہر ہیں اور ایک پوشیدہ ہے اور وہ اسم اعظم ہے اور ابو عبیدہ سے منقول ہے کہ ڈھونڈھے میں نے اسمائے باری تعالیٰ کے قرآن مجید میں تو ایک سو تیرہ نام میں نے پائے ولیکن بعض مکرر تھے مثل غافر اور غفور اور غفار کے اور مانند ان کے بعد دور کرنے مکررات کے ننانوے باقی رہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابو زید عمارہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے چنانچہ عمارہ نے کہا کہ مجھ سے روایت کی سفیان ثوری نے اس نے یہ روایت ابن عیینہ سے سنی اس نے ابی زناد سے، اس نے اعراج سے اس نے ابو ہریرہ سے ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا حق تعالیٰ کے لیے ننانوے نام ہیں جو کوئی ان کو یاد کرلے پڑھا کرے، وہ داخل ہوگا جنت میں۔

چنانچہ عمارہ نے کہا، کہ میں ان اسماء کا ہمیشہ جویا تھا مگر میں نے کسی کو نہ پایا جو اس کی حقیقت حال پر مجھ کو مطلع کرتا۔ تا اینکہ میں نے ایک شخص سے ملاقات کی جو بڑا صاحب ہمت تھا اور ہمت اس کی اس بات پر مصروف تھی کہ وہ استنباط اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرتا تھا۔ اور وہ شخص بڑا ہی پرہیزگار اور عالم مستجابات الدعوات تھا اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ شخص ہمیشہ عرفہ کے دن مدینہ سے روانہ ہوتا تھا اور اسی روز موقف عرفات میں حاجیوں کے ساتھ حاضر ہوتا تھا اور حج سے چوتھے روز مدینہ میں پھر آتا تھا اور اسی طرح کے اور حالات بھی اس کے مشہور ہیں اور مجھ کو منع کیا نام کے ظاہر کرنے کو، عمارہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے جب دوبارہ اسمائے عظام حق تعالیٰ کے سوال کیا کہ جس کے ساتھ دعا کرنے سے انسان محروم نہیں رہتا تو اس نے مجھ سے بعد تاکید اخفائے غیر سے یہ کہا کہ اے عمارہ! اگر مجھ کو تیرے ساتھ وثوق اور اعتماد نہ ہوتا تو میں تجھ کو بھی نہ بتلاتا۔ سو یہ تیرے پاس رہے کہ کسی کے تئیں کسی کو نہ بتلانا۔ مگر جو شخص کہ متقی اور پرہیزگار ہو۔ اے عمارہ یہ کلام اللہ میں ہیں چنانچہ اس شخص نے اسماء کو مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ میں نے اس کے ساتھ بارہا دعا مانگی تو اس کو قریب اجابت پایا اور مجھ سے بہت آدمیوں نے اس کو لکھ لیا ان سب نے مجھ سے اس پ

سرعت تاثیر بیان کی اور یہ بھی کہا کہ لے عمارہ ان اسماء کے اندر اسم اعظم ہے۔
سو جب تو اس کے ساتھ دعا کرنے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ روز پنجشنبہ کو روزہ رکھے اور شب جمعہ کی تہائی آخیر میں سحر کے وقت ان اسماء کے ساتھ دعا مانگے۔ قسم ہے حق تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی لائق الوہیت نہیں ہے جو بندہ اس کے ساتھ دعا مانگے گا بالضرور اسے حق تعالیٰ مستجاب کرے گا یہاں تک کہ وہ شخص پانی پر چلنے کا سوال کرے گا یا درمیان ہوا کے یا مابین آسمان و زمین کے سیر کا قصد کرے گا۔ تو البتہ یہ دعا بھی اس کی قبول ہو گی۔

جواہر خمسہ میں لکھا ہے کہ جس اسم کی اسمائے حسنیٰ سے دعوت کرنی منظور ہو تو اس کو اسم ذات میں مرکب کر کے دونوں کے حرف اصلی شمار کرے جتنے حرف ہوں تو ہزار بار بہ نیت نصاب کے اور بہ نیت زکوٰۃ کے بات اور عشر بہ نیت عشر اور شمار ہر حرف کو اٹھائیس گنا کرے بہ نیت قفل اور بعد ازاں ارقام حروف اصلی و وصلی اسم ذات بہ نیت دور مدور بہ تعداد اعراب و نقاط و اجرام و تشدیدات بہ نیت بدل و بشمار حروف اصل و وصل اسم ذات و صفات کے بہ نیت ختم سریع اجابت کے حروف اسم ذات و صفات کے اٹھائیس بطون نکال کر مطابق عدد اس کے ارقام سات روز تک پڑھے بعدہٗ بہ نیت حاجت کے برابر عدد ارقام ہر حرف اصلی و وصلی اسم صفت کے علیحدہ علیحدہ مع اس کے موکل سماعی سے کہ ہے ہر روز ترتیب وار پڑھے اور اگر تاخیر واقع ہو کل تعین کرے پس موکلان سماعی اور موکل مستخرج ترتیب وار ساتھ اسم کے ضم کر کے اٹھائیس روز تک پڑھے رسالہ منور القلوب میں طریقے زکوٰۃ اسمائے حسنیٰ کے بہت لکھے ہیں لیکن سہل طریقہ یہ ہے کہ تمام نودونہ نام کو ہر روز ننانوے بار ننانوے روز تک پڑھے اور ہر اسم شریف پر حرف ندا کو زیادہ کرے اور ترک جلالی و جمالی ضرور ہے

۷۸۶

۲۲۹۰	۲۲۹۳	۲۲۹۶	۲۲۸۳
۲۲۹۵	۲۲۸۴	۲۲۹۸	۲۲۹۴
۲۲۵۸	۲۲۹۸	۲۲۹۱	۲۲۸۸
۲۲۹۲	۲۲۸۷	۲۲۸۶	۲۲۹۸

جس مطلب کے واسطے نقش نودونہ نام کا لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت برلاوے گا۔ نقش اد یہ ہے ۔

یا اللہ معافی۔ اے خدا خاصیت جلالی طبع گرم بخور عود برج حمل منزل شرطین ستارہ زحل جن قیو پوش موکل اسرافیل خواص اس اسم کو جو کوئی ہزار بار پڑھے صاحب یقین ہو اور جو کوئی بعد نماز پنجگانہ کے سو بار پڑھا کرے اس کی حاجت برآوے ۔

اور جب کوئی حاجت پیش آوے تو ہزار بار پڑھے اس کی حاجت برآوے

"یا رحمٰن الرحیم" بہت مہربان نہایت رحم والا جمالی سرد، گلاب سنبلہ نعائم عطارد ہوش اموکیل جو کوئی بعد نماز عشا کے سو بار پڑھے اور اگر نگینہ پر کندہ کرا کر اپنے پاس رکھے تو دشمن دوست ہو جائے ان تینوں اسموں کا نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

۱۰۲	۶۶	۳۲۹	۲۸۹
۲۳۳	۲۸۸	۱۰۳	۶۵
۲۸۷	۳۲۷	۶۸	۱۰۴
۶۷	۱۰۵	۱۸۶	۳۲۸

یا مالک :۔ بادشاہ حقیقی جمالی اسد گرم آبی اسد عطارد مجیوش روپائیل ۔ جو کوئی اس کو اسم القدوس سے ملا کر پڑھے اگر صاحب ملک ہو تو ملک قائم رہے رعایا ہمیشہ فرمانبرداری کرے اور اگر کوئی واسطے عزت وحرمت کے پڑھے تو عزیز خلائق ہو اور واسطے تونگری کے نوے بار پڑھے اس اسم مذکور کا نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

مد ۴	لد ۳	اکد ۲	
۱۹	۱	۳۹	۳۱
۲	۲۲	۲۸	۳۸
۲۹	۳۷	۲	۲۱

یا قدوس :۔ پاک صاف ہر برائی سے مشترک خشک ترش حوت شولہ زہرہ شمیوش عطرائیل جو کوئی ہر روز زوال کے وقت پڑھے تو دل اس کا صاف ہو اور جو کوئی بعد نماز جمعہ کے اس کو روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھا دے تو فرشتہ صفت ہو اور اگر واسطے پناہ حاصل ہونے کے دشمنوں سے وقت بھاگنے کے جس وقت ہو سکے پڑھتے تو

امن پاوے اگر مسافر راہ میں مداومت کرے کبھی ماندہ نہ ہو اور عاجز نہ ہو تو تین سو بار شیرینی پر پڑھ کر دشمن کو کھلاوے تو وہ بہت مہربان ہو جائے اور اس اسم کا نقش اپنے پاس رکھے۔ نقش سامنے ہے

۷۸۶

۶۳	و ۶	د ۴۴	ق ۱۰۰
۳	۱۰۱	۵۹	۷
۵۸	۲۸	۲	۴۲
۴۴	۴۱	۵۹	۲۷

یا سلام :۔ سلامت بے عیب جمالی خشک خوشبوئے مرکب قوس عنصر از حل قینوش ہواکیل جو کوئی اس اسم کو ایک سو گیارہ بار بیمار پر پڑھے تو حق تعالیٰ صحت و شفا بخشے اور اگر اس پر مداومت کرے تو خوف سے نڈر ہو جائے اس کے نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو کوئی دشمن غالب نہ ہو اور ظاہر و باطن اسکا

۷۸۶

ن ۵۵	م ۴۵	د ۶	۴۰
۵	۴۱	۴۹	۴۱
۴۲	۸	۳۸	۴۸
۳۹	۴۷	۴۲	۷

۷۸۶

م ۴۴	۱۱	ل ۳۵	ج ۶۵
۲۵۹	۴۱	۳۹	۲
۵۸	۲۸	۳	۴۲
۴۴	۴۱	۵۹	۲۷

حق تعالیٰ کی امان میں رہے شیطان سے اور جو کوئی اس کو بہت پڑھے خلق اس کی مطیع ہو اور جو کوئی بعد نماز کے پڑھا کرے باایمان مرے گا اور اس اسم کا نقش لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے۔ نقش پچھلے صفحہ پر ہے۔

یَا مُهَیْمِنُ :۔ نگہبان جمالی گرم آبی اسد عبو عطارد مہوش ردیائیل۔ جو کوئی غسل کرے اور اس اسم کو ایک سو پندرہ بار پڑھے تو پوشیدہ باتوں پر مطیع ہو اور اگر اس پر مواظبت کرے تو تمام

۷۸۶

من ۹۵	ی ۱۰	۵۵	۴۵۴
۴۵	۴۱	۸۹	۱۱
۴۲	۷	۸	۸۸
۹	۸۷	۴۲	۶

آفات سے بچا رہے اور بہشت میں داخل ہوگا۔ نقش اوپر ہے۔

یاعَزِیزُ :۔ غالب مشترک سرد فلفل سنبلہ زیانا مشتری فسبوش لودائیل۔ جو کوئی اس اسم کو بعد نماز فجر کے اکتالیس بار پڑھے کبھی محتاج نہ ہو اور بعد خواری کے عزیز خلائق ہو جو کوئی چالیس روز تک اسے ہر روز چالیس مرتبہ پڑھے تو کسی کا محتاج نہ ہو اور جو کوئی اس نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھے، غنی ہو جاوے۔ نقش یہ ہے :۔

٧٨٦

٦	٣	١۵	٧٠٦
١٦	٦٩	٧ ق	٢
٧٢	١٧ یر	١	۴
۵	۵	٧١	١٨

یَاجَبَّارُ :۔ زبردست جلالی یالیس دار چینی سرطان ثریا مریخ نولوش جو کوئی بعد مسبعات عشر کے اکیس مرتبہ یہ اسم پڑھے ظالموں کی شر سے محفوظ رہے اور جو کوئی مداومت کرے وہ غیبت اور بدگوئی خلق سے امان پاوے اور اہل دل سے ہو اور اگر نگینہ پر کندہ کرا کر پہنے تو خلق میں صاحب ہیبت ہو۔ نقش یہ ہے :۔

٧٨٦

٢۵٢۵	ل ١	ب ٢	ج ٣٠
۴٨	١٠۵	١	۵٢
۵٦	٩٧	٣	۵٠
١٠٢	۴	٢	٩۵

یَامُتَکَبِّرُ :۔ بزرگ جلالی۔ گرم آبی۔ اسد۔ عوا۔ عطارد۔ مجیوش ردائیل۔ جو اپنی منکوحہ سے قصد مجامعت کا کرے اور وقت دخول کے دس بار کہے کہ فرزند صالح پیدا ہو اور اگر ہر کام کے ابتداء میں کہے کہ کام کا انجام اچھا ہووے اور حاکم ظالم اس کے سامنے سرنگوں ہو جاوے نقش یہ ہے :۔

٧٨٦

۵٩٩	٣٢	٩٨	٢
٩٩	١	ج	٣١
۴	ق	ل	۵٩٧
٢٩	۵٩٨	٣	١٠١

یَاخَالِقُ :۔ پیدا کرنے والا مشترک سرد بنفشہ جدی۔ سعد اسعد، مریخ دالایوش میکائیل، جو کوئی اس اسم پر مداومت کرے

یَا قَہَّارُ: غالب ہیبت جلالی
خشک ترنج حوت شولہ زہرہ شمیوں نطرائیل
جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھتا ہے، تو
حق تعالیٰ محبت دنیا کی اس کے دل سے
اٹھا لیتا ہے اور خاتمہ بخیر ہوتا ہے اور
جو مہم پیش آوے، سو بار پڑھے تو آسان ہو اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو
دشمن پر غالب ہو۔ اس کا نقش یہ اوپر ہے۔

۷۸۶

۱۹۴	۱۲	۷۲	۲
۱۲۱	هو	ق	مہ
۳۲	۷	۶	۷۳
۴	۱۸	۱۳۲	۱۵۱

یَا وَہَّابُ: بے عوض دینے والا جمالی۔ رطب کافور جوز اسپغہ عطارد یوش
رفتمائیل۔ جو کوئی فقر و محتاجی سے رنج میں رہتا ہے تو اس اسم کو بہت پڑھے پروردگار
اس کو غیب سے روزی دے گا اور جو کوئی لکھ کر اپنے پاس رکھے غنی ہو جائے۔
جان لو کہ انبیاء عظام و اولیائے کرام نے بوسیلہ اس اسم کے سعادت دارین و دولت
کونین حاصل کی ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مناجات کی کہ بار الٰہ تیری درگاہ میں
کس سے وسیلہ کروں فرمایا کہ ہمارے نام سے ہماری درگاہ میں وسیلہ کر۔ جب حضرت
سلیمان علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا تو دعوت اسم یا وہابُ میں مشغول ہوئے اور بوسیلہ
اس کے بادشاہ جن و انس ہوئے اس کی زکوٰۃ کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بعد ہر نماز کے
بیالیس مرتبہ مع اوّل و آخر درود شریف کے ہمیشہ پڑھا کرو اور اگر کوئی حاجت یا مہم
پیش آوے، تو آدھی رات کو اٹھے اور غسل کرے اور طاہر کپڑے پہنے۔ اور حضور قلب
سے دوگانہ ادا کرے بعدہٗ سر برہنہ ہو کر ایک ہزار بیالیس مرتبہ اسم مذکور کو پڑھے،
جب تین سو بار پڑھ چکے تو کھڑا ہو کر خدا تعالیٰ سے حاجت مانگے۔ پھر بیٹھ کر پڑھتا رہے
جب سات سو بار ہو چکے پھر کھڑا ہو جائے اور اپنا مطلب خدا سے عرض کرے۔ بعد
ختم ہونے کے سربسجود ہو کر دعا کرے اسی طور سے تین رات تک یہ عمل کرے، تو
اللہ تعالیٰ اس کا مدعا پیدا کرے گا، حاجت بر لائے گا۔

تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرے گا تاکہ اس کے لیے قیامت تک دعا کرے اور جو عورت بانجھ روزہ اور افطار کے وقت اکیس بار اس کو پڑھے تو لڑکا پیدا ہو۔ اور نقش یہ ہے:-

۷۸۶

۵۹۹	۳۲	۹۸	۲
۹۹	۱	ج	۲۱
۴	ق	ل	۵۹۷
۲۹	۵۹۸	۳	۱۰۱

یَا بَارِئُ:- بے مانند پیدا کرنے والا۔ جمالی رطب شکر جوزا البطین مشتری جبرائیل

جو کوئی طبیب اس اسم کی مواظبت کرے تو جو علاج وہ کرے گا اس سے مریض اللہ کے فضل سے شفا پا دے گا اور اس کا نقش یہ ہے:-

۷۸۶

ی ۱۵	۲۰۰ ر	ح ۱	ب ۲
۲۸	۶	۷۳	۹۶
۲۵	۳	۱۲۱	۴۹
۱۲۵	۴	۸	۶۶

یَا مُصَوِّرُ: صورت بنانے والا۔ مشترک آبی اسد عوا عطارد مجبوش ردیائیل۔ جو کوئی عورت بانجھ ہو اور اس اسم کی مداومت کرے تو فرزند صالح پیدا ہو اور اس اسم کا نقش یہ ہے:-

۷۸۶

ص	۱۹۷	۹	م
۸	۴۱	۸۹	۱۹۸
۲۸	۷	۱۹۹	۹۲
ر	۹۱	۲۹	و

یَا غَفَّارُ: بڑا بخشنے والا، جمالی خشک قمر نثرہ بےحورت دشا قمر تو یوشش بود ائیل۔ جو کوئی اس نقش کو اپنے پاس رکھے گا تو گناہوں سے بچا رہے گا۔ اس کا نقش یہ ہے:-

۷۹۶

۱۰۰۱	۳	۱۹۸	۷۹
۱۹۷	ف	غ	۴
۵۱	ر	ا	۹۹۹
۲	۹۹۸	۸۲	۱۹۹

مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اسم وہّاب کی دعوت کرے اس کو دین و دنیا میں فائدہ ہو اور دعوت اس کی بارہ لاکھ مرتبہ ایام معینہ میں پڑھنا ہے جس قدر چاہے ہر روز پڑھے کوئی دن ناغہ نہ کرے اسم مذکور عمل میں آوے گا پھر جس مشکل کے واسطے پڑھے گا آسان ہوگی۔ نقش اس کا یہ سامنے ہے۔

۷۸۶

ب ۲	و ۱	ھ ۵	د ۶
ھ	د	ب	ل
و	ھ	ا	ب
۱	ب	و	ھ

یَا رَزَّاقُ ۔ رزق دینے والا سرو گلاب سنبلہ نعائم عطارد ہوش امواکیل۔ جو کوئی صبح صادق کے وقت گھر کے چاروں کونوں میں دس دس بار پڑھے اور داہنے کونے سے شروع کرے تو اس گھر میں مفلسی دور ہو جاوے اور روزی غیب آوے نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

۲۰۱	۲	۹۵	۶
۹۷	ز	ر	۴
۸	ق	۱	۱۹۹
۴	۱۹۸	۱۹	۹۹

یَا فَتَّاحُ ۔ کھولنے والا جمالی گرم جوزا اسد اکسیل مریخ لعطوش سرحمائیل جو کوئی بعد نماز فجر کے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر ستر بار کہے تو زنگ اس کے دل کا جاتا ہے اور منور ہو جاوے اور جو کوئی اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ کبھی محتاج نہ ہو اور نقش معظم یہ ادرج ہے

۷۸۶

ح	ا	ق	ف
۲۹۹	۸۱	۷	۲
۷۸	۲۹۸	۳	۱۰
۴	۹	۷۹	۲۹۷

یَا عَلِیْمُ ۔ جاننے والا ظاہر و پوشیدہ کا مشترک ہر وقلقل سنبلہ زبانا مشتر قیوش لومائیل۔ جو کوئی نماز پنجگانہ کے بعد سو بار پڑھے یا

۷۸۶

۶۹	۸	۴۲	۳۱
۴۳	ل	ع	۷
۲۹	م	ی	۷۱
۹	۷۲	۲۸	۴۱

عالم الغیب حق تعالیٰ اس کو اہلِ کشف سے کرے اور جا بجا کرامت غیبی پر آگاہ ہو۔ تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے سو بار سجدہ میں کہہ کر سو رہے۔ اور اگر کوئی طالب علم اس کا نقش لکھ کر پڑھے تو بہت جلد عالم ہو جاوے۔ نقش صفحہ ۳۶ پر ہے۔

یَا قَابِضُ :۔ تنگ کرنیوالا روزی کا جلالی خشک تریخ حوت شو لد زہرہ شہیوش عطرائیل جو کوئی اس کو چالیس روز تک روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھایا کرے تو عذاب قبر اور بھوک سے محفوظ رہے۔ اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو یا کسی کو اسہال کا عارضہ ہو تو اس نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو سب بیماری دور ہو جاوے۔ اور یہ نقش اوپر ہے۔

۷۸۶

۹۸	۶	۷۹۶	۳
۷۹۸	۱	ق	۴
۷	ض	ب	۹۵۵
	۹۶	۵	۸۵۲

یَا بَاسِطُ :۔ روزی کھولنے والا۔ جمالی رطب شکر جوزالبطن مشتری دنوس جبرائیل جو کوئی سحر کے وقت اپنے ہاتھ اٹھا کر اس کو دس بار پڑھے اور منہ پر پھیرے تو کسی کا محتاج نہ ہوگا اور نقش اس کا لکھ کر اپنے پاس رکھے تو غنی ہو جاوے۔ نقش اس کا یہ ہے :۔ ←

۷۸۶

۹ ط	۴ س	۱ ا	۳ ب
۱۵	۳	۴۷	۱۲
۳۴	۴	۱۸	۹۶
۱۹	۵	۶	۴۵

یَا خَافِضُ :۔ پست کرنے والا کافروں کا۔ جمالی جمالی سرد بنفشہ جدی سعدالسعود مریخ والا یوشش میکائیل جو کوئی تین روز روزہ رکھے اور چوتھے روز ایک مجلس میں ستر ہزار مرتبہ پڑھے تو دشمن پر فتح پاوے۔

اور نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

۱	۷۹۹	۸۱	خ
۸۲	۵۹۹	۲	۷۹۸
۵۹۸	۷۹	۸۰۱	۳
ض	۴	۵۹۷	ف

یَا رَافِعُ :۔ بلند کرنے والا جمالی سرد گلاب سنبلہ نعائم عطارد دہوش اعوائیل۔ جو کوئی اس اسم کو

دوپہر رات سے گئے یا دوپہر دن کو سو مرتبہ پڑھے گا تو پروردگار عالم اس کو خلائق میں برگزیدہ کرے اور بلند مرتبہ ہو جائے اور نقش اس کا یہ ہے :-

۷۸۶

ع	ق	و	ن
۵	۲۱	۶۹	۸۱
۲۵۲	۳	۷۸	۶۸
۷۹	۵۷	۲۵۲	۲

یَامُعِزُّ :- عزت دینے والا جلالی گرم آبی اسد عواعطارد مجوش رو یائیل جو کوئی اس کو شب دوشنبہ میں بعد نماز شام کے ایک سو چالیس مرتبہ پڑھے گا تو عزت پاوے گا۔ اور اس اسم کا نقش سامنے اوپر ہے۔

۷۸۶

۶۹	۳	۷۵۶	۴۰م
۶	۳۹	۵	۲
۳۲ل	ش	۱۱	۶۷
۵	۶۸	۴۱	۸

یَامُذِلُّ :- ذلت دینے والا جلالی گرم آبی اسد عواعطارد مجوش عو یائیل جو کوئی کسی ظالم یا حاسد سے ڈرتا ہو تو بہتر بار اس کو پڑھے بعد اس کے سجدے میں جاوے اور کہے الٰہی فلاں ظالم کے شر سے مجھے بچا۔ خداوند عالم امان دیگا اور اس کا نقش یہ اوپر ہے:-

۷۸۶

ل۲۵	۲د	۶۹۷	۴۱
۲۸	ذ	۱	۲۱
۳	۲۹	۴۵م	۶۹۸
۶۹۹	۲۹	۳۲	۵

یَاسَمِیْعُ :- سننے والا، ترشی خشک خوشبو سے مرکب ثور عفرائیل فیثوش ہمو ائیل ۔ جو کوئی پنجشنبہ کے بعد نماز چاشت کے پانچ سو مرتبہ پڑھے اور بموجب ایک قول کے ہر روز سو بار کہے اور اس درمیان میں کسی سے بات نہ کرے اور پھر بعد اس کے دعا کرے تو مستجاب ہو اور اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ نقش یہ ہے

۷۸۶

۷غ	۱۰ی	۴۰م	۶۰س
۴۱	۵۹	۷۱	۹
۶۲	۴۲	۸	۶۸
۷	۶۹	۶۱	۶۳

یَابَصِیْرُ:۔ دیکھنے والا مشترک رطب شکر جوز السطن دنوش جبرائیل جو کوئی اس کو درمیان سنت و فجر کے باعتقاد درست ایک سو بار پڑھے مخصوص ساتھ نظر عنایت حق کے ہو اور اس اسم کے نقش کو گھول کر آنکھوں میں لگا دے تو آنکھیں روشن رہیں گی اور نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

۱	۸۷	۱۱	۱۹۹
۵	۱۰ ی	ض ۹	ب ۲
۲۰۰ اد	۴	۱۹۸	۱۲۰
۸۸	۲۰۱	۳	۸۹

یَاحَکِیْمُ:۔ حکم کرنے والا مشترک ترز عفران جدی نثرہ زحل عیوش تنکغیل۔ جو کوئی اسم کو شب جمعہ میں اور بموجب قول بعض کے آدھی رات کو اتنا پڑھے کہ بے ہوش ہو جائے تو حق تعالیٰ اس کے باطن کو معدن اسرار کرے گا اس کے نقش کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھے تو حاکم مہربان ہو جائے اور اس کا نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

۵۷	۲۸	۲	۲۱
۳	ق ۲۰	ح ۸	۲۷
۱۹	۵	ص ۴۵	۹
۲۶	۱۵	۱۸	۱

۷۸۶

۵	ل ۳۰	د ۴	غ ۷
۵۴	۲۹	۸	۱۳
۳۱	۷	۶۵	۶
۱۹	۲۸	۳۲	۱۵

یَاعَدْلُ:۔ انصاف کرنے والا جلالی گرم فلفل سنبلہ زبانا مشتری تشیوش تومائیل۔ جو کوئی اس کو شب جمعہ میں روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھا دے تو تمام خلق مسخر ہو جاوے اس اسم کا نقش لکھ کر اپنے بازو پر باندھے۔ نقش پچھلے صفحہ پر ہے۔

یَالَطِیْفُ:۔ باریک بین جمالی سرد پوست تور صرفہ زہرہ عدیوش۔ طاطائیل علامہ دیربی اپنی مجربات میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اسم جلیل القدر جس کی برکت ظاہر اور فضل اس کا مشہور ہے اور اس کے سبب سے دعائیں بہت جلد مستجاب ہوتی ہیں اور اس کے عجیب و غریب خواص ہیں۔ دو بارہ حصول رزق و قضائے حاجات و کشائش کربات و صعوبات و دفع ظالمین اور دو بارہ ان کی ہلاکت کے اور سوائے اس کے بہت فوائد

ہیں اور علماء اور اولیاء نے بھی نسبت بعض چیز کے جو نسبت متعلق اسم لطیف سے ہے کلام کیا ہے اور ہر ایک نے اس میں سے اعلیٰ قدر اپنے حال اور اپنے مراتب مقام کے ذکر کیا ہے:۔

اس اسم میں چار خاصیتیں ہیں، فراغت معاش، برآمد حاجات، خلاصی محبوس، اور چشم پوشی ظالموں سے۔ چنانچہ جب ارادہ عمل کا ہو تو لباس طاہر و پاکیزہ پہنیں۔ اور جائے نشست پاک و صاف ہو اور اس اسم مذکور کو ایک ہزار چھ سو اکتالیس بار پڑھیں اور بعد میں ایک سو انیس مرتبہ آیہ مذکور الذیل کو پڑھیں اور اسی طرح چاروں تصرفات میں عمل کریں اول یہ کہ اگر عمل برائے رزق کے ہے تو بعد ذکر اسم بعدد مذکور کے اس آیت کی تلاوت کریں۔ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ؕ اور یہ دعا بھی پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ رِزْقًا وَّاسِعًا طَیِّبًا مِّنْ غَیْرِ تَعَبٍ وَّلَا نَصَبٍ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ اور اگر عمل واسطے برآمد حاجات کے ہو تو بعد ذکر آیت قضائے حوائج پڑھیں اور وہ آیت یہ ہے:۔ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ط اور یہ دعا بھی پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اقْضِ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ اور اگر عمل خلاصی محبوس کے لیے ہے تو بعد ذکر اسم آیت خلاصی محبوس کی تلاوت کریں اور وہ آیت یہ ہے:۔ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ط اِنَّہٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ط اور اگر واسطے چشم پوشی ظالم کے ہے تو بعد اسم مذکور کے اس آیت کو پڑھیں لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ط وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔

بعضے علماء فرماتے ہیں کہ جس کو محتاجی ہو یا بیماری میں کوئی غمخوار نہ ہو، یا کسی کی بیٹی ہو اور اس کی شادی نہ ہوتی ہو تو وضو کرکے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس اسم کو سو بار پڑھے اور عمل پر انیسا خوا یہ کا یہ ہے۔ کہ واسطے سر مہم دینی و دنیوی

۷۸۶

۲	۲۹	۸	۱۲
۸۳	۱۳	۷	۲۸
۱۱	۷۹	۲۱	۸
ل ۲	ط ۹	ی ۱۰	ف د ۸

کے خالی جگہ میں ۱۶ ہزار تین سو اکتالیس بار پڑھے تو اپنی مراد کو پہنچے اور اس نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو مقاصد دارین کے حاصل ہوں۔ وہ نقش صفحہ؟ پر ہے۔

یا خبیرُ: باآگاہ مشترک سرد بنفشہ حدی سعد السعود مریخ دلایوش میکائیل۔ جو کوئی مکر نفس امارہ میں مبتلا ہو تو اس اسم کو بہت پڑھے خلاصی پاوے اور نقش اسکا لکھ کر پاس رکھے قلب منور ہو اور عورت کے دردزہ کو موقوف کرے۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۰۱	۱۲	۱۹۸	۱۰
۱۹۷	ب ۲	خ ۱۵۵۱	۱۳
۳	۲۱۵)	ی ۱۵	۵۹۹
۱۱	۵۹۸	۴	۱۹۹

یا حلیمُ: بردبار جمالی تر زعفران حدی شرہ۔ زحل عیوش تنکفیل جو کوئی اس کو کاغذ پر لکھ کر اور پانی سے دھو کر باغ و زراعت وغیرہ میں ڈالے تو سب آفتوں سے بچا رہے اور جو لڑکا شوخ ہو اس کے گلے میں اس کا نقش ڈالے تو حلیم الطبع ہو جائے۔ اور اس کا نقش یہ اوپر ہے۔

۷۸۶

م ۴۵	ی ۱۵	ل ۲۵	خ
۳۱	۷	۴۱	۹
۶	۲۸	۱۳	۴۲
۱۱	۴۳	۵	۲۹

یا عظیمُ: بزرگ تر۔ مشترک سرد فلفل سنبلہ زبانا مشتری فشفوش لومائیل۔ جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے تو خلائق کی نظروں میں عزیز ہووے اور اس نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو بلند مرتبہ ہو۔ نقش مکرم و معظم یہ ہے:

۷۸۶

۹۵۱	۴۵	۸	۶
۷	۷۱	ظ ۹۵۵	۴۲
۷۲	۱۵۵	۳۵	۸۹۹
ص ۴۵	۸۹۸	۷۳	۹

یا غفورُ: بڑا بخشنے والا۔ جمالی

خشک قرنفل حوت رشا قروش لوخائیل جو
کوئی بیمار ہو یا کسی غم میں مبتلا ہو تو اس اسم
کے نقش کو ایک ردی کے ٹکڑے پر لکھ کر
کھلاوے اور نقش معظم یہ ہے۔

٧٨٦

٢٥ر	٨٢	٩٩٩	٥
٩٨٨	٦و	١٩٩	٨٣
٧٥	١٥٥١	ف٨٠	١٩٠
٨١	١٩٧	٨	خ١٠٠

یَا شَکُوْرُ: قبول کرنیوالا شکر جمالی گرم
عود سفید، عقرب بلدہ قمر تشولش سمرائیل جس کو
تنگی معاش ہو اس اسم کو اکتالیس بار پانی پر
دم کر کے پئے اور بیمار آنکھوں پر ملے تو شفا
پاوے اور اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس
رکھے تو عزیز خلائق ہو نقش یہ ہے:۔

٧٨٦

٢١	٨	١٩٨	٩
١٩٧	٢٠ک	ش٢٠٠	٩
٢١	٢٥٥ل	و لا	٢٩٩
٧	١٩٨	٢٢	١٩٩

یَا عَلِیُّ: برتر۔ جمالی۔ سرد قلفل
سنبلہ زبانا مشتری فتیوش لومائیل جو کوئی
اس اسم کی مداومت کرے یا لکھ کر اپنے
پاس رکھے تو بلند مرتبہ ہو اگر مسافر ہے وطن
میں آوے فقیر ہے تو تونگر ہو جاوے نقش یہ ہے

٧٨٦

٧	١٥ ی	٢٠٥ ل	ع ٧٥
٢١	٦٩	١	٩
٦٨	٢٨	١٢	٢
١١	٢	٦٧	٢٩

یَا کَبِیْرُ:۔ سب سے بزرگ جلالی گرم گل سفید عقرب زہرہ مقلس قدلوش
حرد زائیل۔ جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے تو بزرگ اور عالی قدر ہو اور واسطے جملہ
مہمات کے اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس
رکھے۔

٧٨٦

٢١	١٢	١٩٨	١
١٩٠	٢ب	٢٠٥ق	١٣
٢	٢٥٥د	١٠ی	١٩
١١٢	١٥	٤	١٩٩

نقش مکرم و معظم یہ ہے:۔
یَا حَفِیْظُ:۔ نگہبان جمالی تر
زعفران جدی نثرہ زحل عموش تنکفیل جو

کوئی اس اسم کو لکھ کر اپنے داہنے ہاتھ یا بازو پر باندھے تو حریق اور غرق اور دیگر آفات سے محفوظ رہے۔ نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

ح ۸	ق ۸۰	ی ۱۰	ظ ۹۰۰
۹	۹۱۱	۵	۸۵
۹۰۲	۱۲	۷۸	۶
۷۹	۵	۹۰۳	۱۱

یَا مُقِیْتُ:۔ روزی دینے والا مشترک آبی، اسد عوا عطارد میوش رپائیل اگر کوئی محتاج ہو تو اس اسم کو بہت پڑھے اور پانی دم کر کے ہمیشہ پیا کرے۔ اور اس نقش مکرم کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھے تو بہت جلد غنی ہو جائے اس اسم کا نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

م ۴۰	ق ۱۰۰	ی ۱۰	ت ۴۰
۱۱	۲۹۹	۴۱	۹۹
۳۹۹	۸	۱۰۲	۴۲
۱۰۱	۴۳	۳۹۷	۹

یَا حَسِیْبُ:۔ کفایت کرنیوالا۔ مہمات کا مشترک تر زعفران جدی نثرہ زحل عیوش تکفیل جو کوئی کسی حاسد یا دشمن یا چور یا بدنظر سے ڈرتا ہو صبح و شام ایک ہفتہ ستر بار اس اسم کو پڑھے۔ ہنوز ایک ہفتہ نہ گذرے گا کہ دوستی کام کی ہو جائے گی اور اس اسم کا نقش لکھ کر اپنے بازو پر باندھے تو کوئی مشکل پیش نہ آوے گی۔ نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

ح ۸	س ۶۰	ی ۱۰	۲
۱۱	۱	۹	۵۹
۴	۱۲	۵۸	۶
۵۷	۷	۲	۱۳

یَا جَلِیْلُ:۔ بزرگ جلالی پالیس دارجیتی سرطان ثریا، مریخ نوحوش کلکائیل۔ جو کوئی اس اسم کو اگر مشک و زعفران سے لکھ کر اپنے پاس رکھے یا کھاوے تو عزیز خلائق ہو۔ اور اس اسم کا نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

ج ۳	ل ۳۰	ی ۱۰	ل ۳۰
۱۱	۲۹	۴	۲۹
۲۸	۸	۲۲	۵
۲۱	۶	۱۷	۵

یَا کَرِیْمُ:۔ بڑا سخی، جلالی خشک

کل سفید عقرب زہرہ شمس قد ریوش خرد زائیل
جو کوئی اپنے بستر پر اس اسم کو بہت پڑھے
یہاں تک کہ سو رہے تو فرشتے اس کیلئے
دعا کریں اور اس نقش کو اپنے پاس
رکھیں۔ نقش مکرم و معظم یہ ہے:۔

۷۸۶

م ۴۰	ی ۱۰	ر ۲۰۰	ک ۲۰
۱۹۹	۲۱	۳۹	۱۱
۲۲	۲۰۰	۸	۳۸
۹	۳۷	۲۳	۲۰۱

یَا رَقِیْبُ:۔ بڑا نگہبان مشترک سرد
گلاب سنبلہ نعائم عطارد ہوش امواکیل
جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے اور دعا
کرے اس کی دعا قبول ہوگی اور اس کا
نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو درد سر
دفع ہو۔ نقش اس کا یہ ہے

۷۸۶

ق ۱۰۰	۳	۹	ر ۲۰۰
۸	۲۰۱	۹۹	۴
۲۰۲	۱۱	۱	۹۸
ب ۲	۹۷	۲۰۴	ی ۱۰

یَا وَاسِعُ:۔ فراخ عطا جمالی رطب
کافور احوز اسفید عطارد پولوش رفتائیل
جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے تو اللہ
تعالیٰ اس کو قناعت و برکت دے اس
کے نقش کو اپنے پاس رکھے تو غیب سے روزی پاوے اور نقش اس کا یہ اوپر ہے

۷۸۶

ع ۷۰	س ۶۰	ا ۱	و ۶
۲	۵	۷۱	۵۹
۷	۳	۵۸	۶۸
۵۷	۶۹	۷	۴

یَا حَکِیْمُ:۔ زبردست حکمت والا جمالی تر نثرہ زعفران زحل عیوش
شکفیل جس کو کوئی کام پیش آوے تو اس اسم کی مداومت کرے تو بخیر و خوبی
سر انجام پاوے۔
اور نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

۹	۱۲	۳۸	۱۹
۲۷	ک ۲۰	ح ۸	۱۲
۲۱	م ۴۰	ی ۱۰	۷
۱۱	۶	۲۲	۳۹

یَا مُجِیْبُ:۔ دعا قبول کرنے والا
مشترک آبی گرم عوا عطارد مجیوش روبائیل
جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے اور دعا

کرے اس کی دُعا قبول ہوگی اور اس کا
نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو غیب سے
روزی پاوے اور نقش اس کا یہ ہے
یَا وَدُوْدُ :۔ دوست تابعداروں کا
جمالی رطب کا فوز جوزا ہیقہ عطارد ہو توش
رقیائیل اگر درمیان عورت منکوحہ کے
ناموافقت ہوجائے تو اس اسم کو ایک ہزار
بار کھانے پر دم کرکے کھلاوے موافقت
ہوجائے اور اس کا نقش سازداری کیواسطے
بازو پر باندھے۔ نقش معظم یہ ہے :۔

۷۸۶

و ۴۰۹	ج ۳	ی ۱۰	۲۶
۲۵	۶	۱۸	۱۱
۱۴	۴	۲۷	۱۵
۲۱	۵	۷	۲۲

۷۸۶

و	و	و	و
و	و	و	و
و	و	و	و
و	و	و	و

یَا مَجِیْدُ :۔ صاحب بزرگی مشترک ایام گرم آبی اسد عوا عطارد مجیوش ردمائیل
جس شخص کو جذام یا آبلہ یا باد فرنگ یا
برص ہو تو ایام بیض میں روزے رکھے
اور افطار کے وقت اس اسم کو بہت
پڑھے اور پانی پر دم کرکے پیئے تو شفا
پاوے۔ ہم جنسوں میں عزت ہو، اور
اسم کا نقش لکھ کر اپنے بازو پر باندھے تو بلند مرتبہ ہو اور نقش یہ ہے :۔ (اوپر)

۷۸۶

۵	۹	۲۳	۲۵
۴۵۵	ج ۲	ی ۱۰	و ۴
۱	۱۶	۲۸	۱۲
۱۱	۲۹	۶	۲۱

یَا بَاعِثُ :۔ بھیجنے والا پیغمبروں کا مشترک رطب جوز البطین مشتری دنوشش
جبرائیل، جو کوئی چاہے کہ میرا دل زندہ ہو تو سوتے وقت اس اسم کو سو بار پڑھے تو
مردہ دل زندہ ہوگا اور نورِ حق سے بھر
جائے گا اور اس اسم کا نقش لکھ کر اپنے
پاس رکھے تو بدخوابی کو دفع کرے گا
اور اس کا مکرم و معظم نقش یہ ہے :۔
یَا شَہِیْدُ :۔ حاضر۔ مشترک۔ گرم بود

۷۸۶

ب ۲	د ۳	ع ۵	ث ۵ ۵
۸۶	۲۵۳	۲۱۶	۱۸
۲۴۹	۲۱	۲۸۳	۲۵
۲۲۶	۲۹۸	۳	۲۷

عقرب بلندہ قمر تسیوش، ہمرائیل جس کا بیٹا نافرمان ہو اور بیٹی غیر صالح تو ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھے اور آسمان کی طرف منہ کر کے اکیس مرتبہ کہے حق تعالیٰ اس کو صالح کرے گا اور جو کوئی اس اسم کا نمک لکھ کر اپنے پاس رکھے تو دشمنوں پر ظفر پاوے اور مال و دولت ہاتھ آوے اور نقش یہ ہے

۷۸۶

ش ۲۰۵۰	۵۵	ی ۱۰	(۴۰)
۱	۲۰	۴۷	۱۶۹
۱۱	۱۶۱	۹	۱۲۸
۷	۱۵۱	۱۵۳	۸۰

یَاحَقُّ:۔ سزاوار خداوندی مشترک ترنج زعفران جدی نثرہ زحل عیوش تنکفیل جس شخص کا اسباب تلف ہو گیا ہو تو اس اسم کو ایک کاغذ کے چاروں کونوں پر لکھ کر بیچ میں اسباب کا نام لکھے اور آدھی رات کو زیر آسمان کھڑا ہو کر کے کاغذ کو ہتھیلی پر رکھ کر لاوے۔ مال انشاء اللہ تعالیٰ مل جاوے گا اور اگر اس اسم کا نقش لکھ کر محبوس کے بازو پر باندھے تو رہائی پاوے اور نقش اس کا یہ ہے:۔

۷۸۶

۱ح	۱۰۰ ق	۰	۵
۳۵	۱	۵۷	۲۰
۲۱	۲	۴۷	۲۷
۴۹	۵	۳	۵۱

یَاوَکِیْلُ:۔ کارساز، جمالی رطب کافور جوزا ہنغر، عطارد، پولوش رفتمائیل۔ اگر بجلی گرنے یا ہوا پانی یا آگ سے خوف ہو تو اس اسم کا ورد کرے۔ تو نڈر ہو جاوے اور اس اسم کا نقش اپنے پاس رکھے تو جمیع آفات سے بچا رہے:۔

نقش سامنے ہے:۔

۷۸۶

و	۱۱	۲۹	ک
۲۸	۲۱	۵	۱۲
۲۲	۲۱	۹	۴
ی	۳	۲۲	ل

یَاقَوِیُّ:۔ بڑا قوت والا جمالی خشک ترنج حوت مشغلہ زہرہ شیموش، عطرائیل جس کسی کا دشمن قوی ہو اور وہ اس کے دفع

کرنے سے عاجز ہو تو اس اسم کو ایک ہزار
مرتبہ پڑھے اور آٹے میں گولیاں بنا کر ایک
ایک گولی اٹھاوے اور کہے یا قوی اور
مرغ کے آگے ڈالے دشمن مقہور ہوگا اور
اس نقش کو اپنے پاس رکھے تو اس کے بدن
میں طاقت آجائے۔ اور وہ نقش یہ ہے

۷۸۶

ه	ق	و	ی
۲۸	۸	۴۶	۳۵
۲۹	۵	۵۷	۲۵
۵۵	۲	۷	۵۱

یا مَتِینُ :۔ استوار کار، جلالی گرم
آبی اسدعوا عطارد فنجیوش روپائیل، جس
بچے کا دودھ چھوٹا ہو اور وہ بہت روتا
ہو تو اس کے گلے میں ڈالے یا گھول کر
پلاوے اور جو عورت اپنے شوہر سے لڑتی ہو تو اس کے گلے میں ڈالے یا گھول کر
پلادے اور نقش اوپر ہے :۔

۷۸۶

م	۸	۵۱	۴۱
۵۲	ت	۴۱	۷
۴۹۹	۳۹	ی	۴۲
۹	۴۳	۲۹۸	ن

یا وَلِیُّ :۔ مددگار جمالی رطب کافور
جوزا ہنعہ، عطارد، یولوش، رفتائیل جو
کوئی اس اسم کو بہت پڑھے تو خلقت کی
پوشیدہ باتوں پر آگاہ ہو اور خلق میں عزت
پاوے اس کا نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

و	ل	ی	ه
۲۰	۵	۱۸	۱۲
۱	۹	۱۴	۲۲
۹	۳	۴	۱۲

یا حَمِیدُ :۔ ستودہ جمالی تر زعفران جدی نثرہ زحل، عیوش تنکفیل۔ جو کوئی اس اسم کو
بہت پڑھے پسندیدہ افعال ہو اور جس شخص پر فحش و
بدزبانی غالب ہو تو اس اسم کو پیالے پر ستانوے
بار لکھے اور اگر گھول کر پلادے تو بدزبانی سے
نجات پاوے اور اس کا نقش گلے میں ڈالے
اور نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

۲۹	۲	۱۲	۹
۱۲	ح	م	۱
۷	ی	و	۴۱
۲	۴۲	۶	۱۱

یَا مُحْصِیُ :۔ گھیرنے والا۔ جمالی گرم آبی اسدعواعطارد مجیوش روبائیل۔ جو کوئی شب جمعہ کو اس اسم کو ایک ہزار بار پڑھے گا تو عذاب گور سے نجات پاوے گا اور اگر یہ نقش اپنے پاس رکھے گا تو ہر بہتان سے بچا رہے اور وہ نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

ی	ص	ح	م
۷	۴۱	۹	۹۱
۲۸	۶	۹۲	۱۲
۹۴	۱۱	۲۹	۵

یَا مُبْدِئُ :۔ ابتدا کرنے والا۔ جلالی گرم آبی اسدعواعطارد، مجیوش، روبائیل جس شخص کی بیوی حمل سے ہو اور اسقاط کا ڈر ہو تو اس اسم کو سحر کے وقت نوے ہزار بار پڑھے تو انشاء اللہ حمل برقرار رہے گا اور اس اسم کے نقش کو لکھ کر گلے میں ڈالے۔ نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

ی	د	ب	م
۲۷	۵	۲	۶
۱۴	۸	۲۵	۹
۱۴	۸	۲۵	۹
۵	۲۴	۲۶	۱۰

یَا مُعِیْدُ :۔ پیدا کرنے والا بعد موت کے جلالی گرم آبی اسدعواعطارد مجیوش روبائیل جس کا کوئی غائب ہو گیا ہو تو اس اسم کو گھر کے چاروں کونوں میں ستر بار پڑھے تو غائب شدہ گھر میں آوے اور اس نقش کو لکھ کر گھر میں لگا دے :۔

۷۸۶

۴۱	۱۲	۲	۲۹
۱	۶	م	۳
۱۰	و	ی	۳۹
۱۱	۲۵	۷۲	۲

یَا مُحْیِیُ :۔ زندہ کرنے والا۔ جمالی گرم آبی اسدعواعطارد، مجیوش روبائیل۔ جو کوئی کسی عضو کے درد میں مبتلا ہو تو اس اسم کو سات بار پڑھے اور واسطے درد ہفت اندام کے بھی سات بار پڑھے تو درد دفع ہو جائے اور اگر اس اسم کے نقش کو لکھ کر لڑکے کے گلے میں ڈالے تو جملہ امراض سے بچا رہے اور اس کا نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

ی	ی	ح	م
۲۷	۱۷	۱۲	۲
۱۶	۱۱	۲۸	۱۳
۵	۳۰	۲۰	۱۴

یَا مُمِیْتُ :۔ مارنے والا۔ جمالی

گرم آبی اسد عنو اعطارد مجیوش ردیائیل ۔ جو کوئی اپنے نفس پر قادر نہ ہو کہ متابعت میں یا تو بہک کے تو یہاں تک پڑھے کہ پڑھتے پڑھتے سو رہے حق تعالیٰ اس کے نفس کو فرمانبردار کرے گا اور جس کے پاس اس اسم کا نقش ہو گا اس پر سحر اثر نہ کرے گا ۔ اور اس کا نقش یہ ہے

۷۸۶

م	م	ت	ت
۹	۴۰۱	۳۹	۴۱
۴۰۲	۱۲	۲۸	۲۸
۳۹	۲۷	۴۰۲	۱۱

یَاحَیُّ :۔ زندہ، جمالی تر زعفران جدی نثرہ زحل عیوش، تنکفیل، اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اس اسم کو بہت پڑھے تو اچھا ہو جاوے اور اگر اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو جملہ آفات سے بچا رہے گا نقش یہ ہے

۷۸۶

ا	ل	ج	ی
۲۳	۹	۹	۱۵
۷	۱۲	۲۶	۴
۱۸	۵	۶	۲۵

یَاقَیُّوْمُ :۔ قائم رکھنے والا ۔ جمالی خشک ترنج، حوت، شعلہ، زہرہ شمیوش عطرائیل، جو کوئی اس کو بہت پڑھے تو جملہ مہمات حسب دلخواہ بر آدیں اور اس اسم کا نقش واسطے استحکام روزگار کے بحد مفید ہے اور اس اسم کا نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

۱۱	۲۸	۸	۹۹
۷	ق ۱۰۰	ی ۱۰	۲۹
۹۷	و ۶	۴۰۱	۱۳
۴۱	۱۲	۹۸	۵

یَاوَاجِدُ :۔ تو انگر، مشترک دلطب کا فور جوز اہنہ عطارد، پویوش رفتمائیل، جو کوئی کھانا کھانے کے وقت ہر نوالے کے ساتھ اس اسم معظم کو پڑھے تو وہ کھانا اس کے پیٹ میں نور ہو گا اور جو کوئی خلوت میں اسکو بہت پڑھے گا تو انگر ہو جائے اور جو کوئی اس نقش کو اپنے پاس رکھے گا وہ کبھی بھی محتاج نہ ہو گا نقش مکرم یہ ہے :۔

۷۸۶

و ۶	ل ۱	ج ۳	و ۴
د	ج	ل	و
ل	و	د	ج
ج	ح	و	ل

یَامَاجِدُ :۔ بزرگ جمالی گرم آبی ،

اسدعو اعطارد، مجیوش زدیائیل کرائی۔ اس کو اتنا پڑھے کہ بیہوش ہو جاوے تو انوار الٰہی اس کے دل پر ظاہر ہوں اور اگر بیمار کے گلے میں اس کا نقش ہو گا تو بہت جلد اچھا ہو جاوے گا۔ نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

خد	ما۱	-	-
۸۰	ل	۲۴	۱۴
۱۰	۲	۲۱	۱۵
۲۲	۴	۳	۱۹

یَا وَاحِدُ :۔ یکتا ذات وصفات میں مشترک رطب کافور، جوزا سنبلہ عطارد یویش رفتمائیل

اگر کسی کا دل خلوت سے ہراساں ہو تو اس اسم کو ایک ہزار ایک بار پڑھے تو خوف اس کے دل سے دور ہو جاوے اور واسطے دوستی کے نہایت مفید ہے اور نقش اس کا یہ ہے

۷۸۶

د	ح	ا	و
د	ا	ح	د
ھ	و	د	ا
ا	و	د	ح

یَا اَحَدُ :۔ بے شریک جلالی گرم عود حمل شرطین زحل فیولوش جو کوئی سحر کے وقت سجدے میں جا کر ہزار بار اس اسم کو کہے غنی ہو جاوے اور جس کو سانپ نے کاٹا ہو تو اس اسم کا نقش لکھ کر اسے پلاوے تو اچھا ہو جائے نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

دھ	ح۸	و	۲
۵۵	۳	۲	۹
۲	۳	۹	۲
۷	۱	۲	۳۰

یَا صَمَدُ :۔ بے نیاز جمالی تر لبانہ میزان قلب شمس قلایوش اہجائیل۔ جو کوئی سحر کے وقت یا آدھی رات کو سجدہ کرے تو اس اسم کو پندرہ بار کہے تو صادق الاقرار ہو اور اگر اس اسم کے نقش کو لکھ کر پگڑی میں رکھے تو حاکم جابر مہربان ہو اور اس کا نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

۵	دھ	۴۵۵	ص۱
۴۳	۷۴	۱۱	۹
۴۵	۱۲	۳۷	۱۵
۲۱	۴۴	۴۶	۲۳

یَا قَادِرُ :۔ تولنا قدرت والا جمالی خشک ترنج، حوت سنبلہ، زہرہ، شمیوس عطرائیل

اگر حرستے وقت لعضا روضو کے ہر عضو کے دھوتے وقت یہ اسم کہے تو کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہو نقش اس اسم کا اگر اپنے پاس رکھے تو کوئی دشمن اس پر فتح نہ پاوے نقش بکرم معظم یہ ہے :۔

۷۸۶

ر ۲۵۰	و ۴۹	ل ۱	ق ۱۰۰
۵۲	۷۸	۱۲۸	۴۷
۵۰	۷۴	۲[illegible]	۱۵۶
۳	۱۴۹	۱۵۱	۲۵

یَا مُقْتَدِرُ :۔ زبردست جلالی گرم ، اسد عو اعطارد مجیوش ردیائیل اور اگر اس اسم پر مداومت کرے تو غفلت ہوشیاری سے مبدل ہو اور جو کوئی طاقت بیدار ہونے کے لیے اس اسم کو اکیس بار پڑھے تو اس کا کام بخیر سرانجام ہووے اور اس کا نقش اپنے بازو پر باندھے تو تمام خلائق میں عزت پاوے اور اس کا نقش یہ ہے ،

۷۸۶

س	۴	ق ۲	ص ہ ۴
۹۶	۴۱	۲۰۲	۴ ۶۰
۴۲۵	۱۰۲	۲۹۵	۲۵۳
۲۹۹	۲	۲	۱۰۰

یَا مُقَدِّمُ یَا مُؤَخِّرُ :۔ آگے کرنے والا، پیچھے کرنے والا ، گرم آبی اسد عو اعطارد مجیوش ردیائیل جو کوئی اس اسم مقدم کو سو بار پڑھے تو معرکہ جنگ میں دشمن پر فتح پاوے اور سو مرتبہ پڑھنے سے جملہ مہمات کے واسطے بھی کفایت کرے ۔ نقش مقدم یہ ہے :۔

۷۸۶

۴۵	و ۴	ق ۱۰۰	۵۵ ۴
۱۵۱	۲۹	۴۱	۳
۳۸	۹۸	۶	۴۲
۵	۴۳	۲۷	۵۹

۷۸۶

ن	ح ۲۵	۶۸	۴۰
۷	۲۵۱	۲۵۱	۵۹
۴۱	۸	۵۹۸	۱۹
۷	۹۹	۲۱	۹

اوراد کے شمار کی ایک حد ہوتی ہے ۔ جہاں اس کے مؤکل مختلف اشکال یا مختلف اشمات میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ مگر ذکر کی کوئی حد نہیں ہے ۔ ذات لامحدود ہے اور اس کی ظاہری و باطنی تجلیات کا کوئی شمار نہیں ہے ۔

کتاب حرف راز (واردات و مشاہدات ص۱۴۵)

مصنفہ حضرت سید عبدالحمید شاکر بخاری بٹالوی مدظلہ العالی

یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ :- پہلے سب سے نیچے سینہ [illegible] سے۔ جمالی گرم۔ نخود، حمل، شرطین زحل، قبولہ، اسرافیل جس کے فرزند نہ ہوتا ہو پہلا بیٹا [illegible] مراد پاوے اور جس کی [illegible] ترکہ بیچ جاوے اور نیک اعمال نہ [illegible] ضتا ہو تو اس اسم کو بہت پڑھے انشاء اللہ حق تعالیٰ خاتمہ بخیر کرے گا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۰ ل	۶ و	۳۱ لا	ل ۱
۲۹	۳	۲۸	۸
۵	۲۵	۱	۶
۴	۲۴	۷	۳۳
۲۵ ا	۶۰۰ خ	لا	ل ۱
۲۵	۱	۱۹۹	۶۵۱
۲	۲۲	۱۹۸	۱۶۸
۵۹۹	۱۹۷	۴۷	۳۲

یَا ظَاہِرُ :- آشکارا، مشترک خشک گل نسرین حوت مؤخر عطارد عفو یوش ذرائیل۔ جو کوئی شخص بعد نماز اشراق کے اس اسم معظم کو پانچ سو بار پڑھے تو حق تعالیٰ اس کی آنکھوں کو روشن کرے گا اور اگر گھر کی دیوار پر پڑھے تو دیوار سلامت رہے اور اگر اس کے نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو شہرہ آفاق ہو اور [illegible] ش [illegible] ہے :-

۷۸۶

۲۰۰ ر	ه د	ل ا	ط ۹۰۵
۴۹۸	۴۶	۱۵۲	۱۰۵
۴۰۴	۱۰۰	۵۵۳	۹۹
۴	۶۰۰	۵۰۰	۲

یَا بَاطِنُ :- پوشیدہ، مشترک رطب کر جدر الطین مشتری، نوش جبرائیل۔ جو کوئی اس اسم کو ہزار بار رکھے صاحب اسرار ہو اور اس کا باطن کشادہ ہو اور جو کوئی اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو دل اس کا روشن ہو جائے اور نقش اس کا یہ ہے :-

۷۸۶

۵	۹	۳۱	۳۵
ف ۵۰	ط ۹	ل	ب ۲
۴	۲۷	۲۵	۷
۴	۲۵	۱۵	۲۳

یَا وَالِیُ :- مالک سب کا جمالی رطب کافور جوزا، سنبلہ، عطارد، یوش [illegible] جو چاہے کہ میرا گھر آباد ہو جائے اور ہوا اور مینہ اور تمام آفتوں سے محفوظ رہے

تو اس اسم کو کوزۂ آب نارسیدہ پر لکھے اور پانی میں ڈالے اور پانی کو گھر کے در و دیوار پر چھڑک دے تو گھر سلامت رہے گا اور اگر بہ نیت کسی کی تسخیر کے پڑھے چاہیے اگیارہ مرتبہ پڑھے تو وہ شخص مطیع و منقاد اس کا ہو اور اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو جمیع مہمات کو کفایت کرے نقش یہ ہے۔

۷۰۴

۱۵ ی	ن ۲۰	ل ۱	و ۶
۱۴	۴	۱۶	۱۲
۳	۵	۲۲	۱۷
۳۶	۸	۸	۱۱

یا مُتعالی۔ رب برتر مشترک گرم آبی استعطاد عوامیوش وزیائیل جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے تو جو مشکل آوے حل ہو جاوے اور جو عورت حیض میں اس اسم کو بہت پڑھے تو اس کی آنتوں سے خلاصی پاوے اور اس کا نقش لکھ کر بازو پر باندھے تو بلند مرتبہ ہو اور اس کا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

ی ۱۰	ل ۲۵	ط ۴۱۰	۳۴۵ ع
۷۵	۳۴۱	۹	۲۱
۳۴۵	۷۳	۲۸	۸
۲۹	۷	۳۴۲	۷۲

یا مُبَیِّنُ۔ بیان کار۔ جمالی رطب شکر جوہر الطین مشتری دنوش جبرائیل جو کوئی شراب خوری میں مبتلا ہو تو اس اسم کو ہر روز سات بار پڑھے تو اس کا پینا چھوڑ دے گا اور پس نودہ روز تو لپیج کا ہو تو اس اسم کے نقش کو لکھ کر بازو پر باندھے نقش یہ ہے

۷۸۶

ز ۱۵۰	ب ۲	ل ۳۰	۱
۲۶	۱۴	۹۰	۶۵
۹۳	۱۰	۱۱۹	۴۲
۱۰۴	۹	۲۲	۱۵۰

یا توّاب۔ توبہ قبول کرنے والا جمالی، ترخشیر دلو سعد ذابح زحل الطیوسش ہمزائیل، اس اسم کو بعد چاشت کے پڑھے تو توبہ نصیب ہو گی اور اگر اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو غم و الم دور ہو جائے

۷۸۶

۳۰۷	۱۰۰	۱۵۶	۳
ب	ا	و	ت
۶	۱۹۹	۲۰۳	۱
۳۵۱	۱۵۹	۹۴	د

نقش یہ ہے

یا مُنتقمُ ۔ نعمت دینے والا ۔ عوض کرنے والا جمالی گرم آبی اسد عطارد بسوس ربا ئیل ۔ جو کوئی دشمن کی جفا پر صبر نہ کر سکے تو تین جمعوں تک اس کو پڑھے بلند سے ... آن تو پڑھے تو جو کام ہو ... اور ... مداومت کرے تو ہرگز محتاج نہ ہووے ... واسطے حصول غنا کے لکھ کر اپنے بازو پر باندھے اور اس کا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

م	ع	ت	م
۵۱	۹	۴۱	۶۹
۳۸	۴۸	۷۲	۴۲
۷۱	۴۱	۲۷	۴۹

نقش منتقم کو مظلوم کے بازو پر باندھے اور اس کا نقش یہ سامنے موجود ہے۔

۷۸۶

م	ق	ت	من
۲۹۹	۹۱	۳۹۰	۱۰۱
۹۲	۳۰۵ ۲	۹۸	۳۸
۹۹	۳۷	۹۲	۳۰۵

یا عَفُوُّ ۔ معاف کرنے والا جمالی سرد منقل سنبلہ زبانا مشتری قنتیوسش اثیل جس کے گناہ بہت ہوں تو اس اسم کا ورد کرے تو ... گناہ بخشے ... اور جو کوئی ... لکھ کر اپنے پاس رکھے تو تلوار اس پر نہ لگے اور دشمن پر فتحیاب ہو اور اس کا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

د	ف	ع	ال
۶۹	۳۲	۵	۸۰
۱۲	۷۲	۴۸	[illegible]
۹	۳	۱۲	۷۱

یا رؤفُ ۔ بہت مہربان جمالی سرد گلاب سنبلہ نجایم عطارد درمیس امواثیل ہمرکیل چاہیے کہ کسی مظلوم کو ظالم کے ہاتھ سے چھڑاوے تو اس اسم کو دس بار پڑھے تو وہ ظالم نہ ہو اور جو کوئی اس پر مداومت کرے گا دل اس کا نرم ہو اور سب لوگ اس پر مہربان ہوں اور اس اسم کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو دنیا کی محبت اس کے دل سے دور ہوگی نقش یہ ہے (اوپر)

۷۸۶

ف	ق	و	ر
۷	۱۹۹	۱	۷۹
۱۹۸	۴	۸۲	۲۱
۸۱	۳	۱۹۷	۵

یَامَالِکَ الْمُلْکِ۔ یَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ:۔ مالک سارے جہان کا۔ صاحب بزرگی اور بخشش کا۔ جمالی گرم آبی عواعطارد بجوش روبایل جو کوئی ۱۴۱ اسم پر مداومت کرے تو انگر ہو جائے اور حاجات مہمات کی درستی یاد ہے اور جو کوئی اس اسم کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو سکتہ اور مرگ مفاجات سے محفوظ رہے اور اس کا نقش یہ ہے:۔

۲۵۵	[illegible]	۱۶۶۲
ب	[illegible]	ت و
[illegible]	۱۹۹	۲۵۲۱
۲۰۱	۱۵۶	۹۴۵

یَارَبُّ:۔ پالنے والا سب کا۔ مشترک مہر دگناب سنبلہ توام عطارد موشل مواکیل جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے عزیز خلائق ہو لکھا ہے کہ جس وقت بچہ پیدا ہو تو اس اسم کو ستر بار پڑھ کر شہد پر دم کرے اور اس کو چٹاوے تو بچہ جملہ آفات سے محفوظ رہے گا اور جس کے پاس یہ نقش ہوگا تو تنگی معاش سے بچا رہے گا۔ نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

م	۶	ن	م
۵۱	۳۹	۴۱	۶۹
۱۸	۴۸	۷۲	۴۲
۱۷	۴۲	۳۷	۴۹

یَامُقْسِطُ:۔ داد دینے والا۔ جلالی گرم آبی اسد عواعطارد مجوش روبایل۔ جو کوئی اس اسم کو ہر روز سو بار پڑھے تو شیطان کے شر سے محفوظ رہے اور اگر اس اسم کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے جملہ آفات سے بچا رہے اور اگر حاملہ عورت کو باندھے تو دردِزہ موقوف ہو کر بچہ پیدا ہو وے اور اس کا نقش یہ ہے:۔

۲۸۸

م	ق	ت	ص
۲۹۹	۹۱	۲۶	۱۵۱
۹۴	۴۰۱	۹۰	۳۸
۹۹	۳۵	۹۳	۴۷

یَاجَامِعُ:۔ جمع کرنے والا۔ مشترک یا لیسدا رحبی سرطان ثریا مریخ نولوش کلکائیل۔ جس کے اہل واقارب اور اتباع متفرق ہوں تو چاشت کے وقت [illegible] اور آسمان کی طرف منہ کر کے اس اسم کو دس بار پڑھے اور ایک [illegible] ہر بار میں [illegible]

۷۸۶

ع	م	ر	ج
۱۴	۹	۶۸	۲۲
۱۱	۲۴	۱۲	۴۶
۱۹	۴۱	۲۲	۴۲

یہ یا مجید ابار ... بیہ ... سے
میں ... جمع ... سے اور اگر اس
... نقش لکھ کر ... پاس ... تو
... اپنے گھر
...

— یا ... خشک قرنقل حوت رشا قرحرنوش لوخائیل جوکوئی
طلب میں مبتلا ہو اس ... اپنے ہر عضو پر پڑھ کر دم کرے تو حق تعالیٰ اسے ہر بلا سے
... گا اور جو کوئی شخص ہر روز اس کو ستر بار پڑھے تو اس کے مال میں برکت ہوگی

۷۸۶

۴۹	۷	۳	۱۵۵۱
۲	۱۵۵۲	۴۸	۸
۹۹۹ ی	ن	غ	۵۱ م

اور وہ شخص ... محتاج نہ ہوگا اور اس اسم
کا نقش عقیق پر کندہ کرا کے اپنے ہاتھ
میں پہنے تو تنگ دستی کے غم سے بچا رہے
اور نقش اس کا یہ ہے:۔

یَا مُغْنِیُ۔ یَا مُعْطِیُ۔ یَا مَانِعُ:۔

بے پرواہ کرنے ... عطا کرنے والا۔ باز رکھنے والا۔ جمالی گرم آبی اسد عطارد عوامجیوش

ی	ن	غ	م
۹۹۹	۴۱	۹	۵۱
۴۲	۱۵۵۲	۴۸	۸
۴۹	۷	۴۳	۱۵۵۱

ودیائیل جو کوئی اسم یا مغنی کی دس ہزار ...
... کرے ہر جمعہ کو ہزار بار پڑھے
... سے بے پروا ہو اور اس اسم کا نقش لکھ
کر اپنے پاس رکھے حیا کی حرص اس کے دل
سے دور ہوئی۔ نقش اس کا یہ ہے:۔

۷۸۶

ع	۱۳	۶	م
۷	۲۹	۷۱	۱۲
۲۰	۸	۱۱	۶۸

اور جو کوئی یا معطی کا ورد کرے
تو خلق سے سوال کرنیکا ہرگز محتاج نہ ہووے
اگر اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو آب کی
نحوست ... بچا رہے اور وہ نقش یہ ہے:۔

اور جو کوئی اسم یَا نَافِعُ کو دس بار پڑھ کر سووے اگر خاوند بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو تو ہوا موافقت ہو جاوے اور اگر اس کے نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو سرعت انزال دفع ہو جاوے اور اس کا نقش یہ ہے سامنے۔

۷۸۶

۴۹	۵۲	۱۲	۲
۶۹	ل	ہ	۵۱
۱۳	ع	ن	۳۷
۱۰۶	۲۰	۳	۷

یَا ضَارُّ :۔ ضرر پہنچانے والا بادی گرم، گل بارغوان دلو مؤخر عطارد، عشولوش لورائیل جس شخص کو ایک حال اور مقام میسر نہ ہو تو اس اسم کو جمعہ کی راتوں میں سو بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو اس مقام میں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔ اور اہل قرب کے مرتبہ کو پہنچے گا اور اس اسم کے نقش کو لکھ کر گلے میں باندھے تو ضیق النفس کو دور کرے نقش یہ ہے

۷۸۶

۵۵۰	۱۴۳	۳۵۸	ہ
۵۰	۱۰۵	۱۵	ض
۱۵۰	۶۴۹	۲۵۱	ل
۲۵۱	۱۵۹	۲۹۱	ر

یَا نَافِعُ ۔ یَا نُوْرُ :۔ فائدہ پہنچانے والا۔ روشن کرنے والا۔ جمالی ترابی سنبل میزان سماک قمر میوس جولائیل جو کوئی کشتی میں سوار ہو ہر روز اسم یَا نَافِعُ کو پڑھے تو کوئی آفت نہ پہنچے اور اگر ہر کام کی ابتدا میں اکتالیس بار یہ اسم پڑھے تو وہ کام حسب دلخواہ انجام پذیر ہو اور واسطے ترقی تجارت کے اس کا نقش اپنے پاس رکھے اور وہ نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

ع	ف	ل	ن
۲	۴۹	۷۱۰	۷۹۰
۵۲	۳	۷۰	۹۸۰
۷۷	۶۹	۵۱	۴

جو کوئی شب جمعہ میں سات بار سورۂ نور اور ایک ہزار ایک بار یا نور پڑھے تو اس کے دل میں نور پیدا ہوگا اور اگر صبح صادق کے وقت مداومت کرے تو دل کا روشن ہوگا۔ اور جس کو نماز کا عارضہ ہو

تو دفع ہو۔

اس کا نقش یہ ہے :۔

یَاهَادِیُ :۔ راہ دکھانے والا۔ گرم صندل سفید حمل ہنعہ زہرہ رہوش ددرمائیل جو کوئی اپنا ہاتھ اٹھاوے اور منہ آسمان کی طرف کرے اور بہت پڑھے اور اہل معرفت سے ہو اور جس کا غلام یا جانور بھاگ گیا ہو تو یاهادی المضلّین سو بار پڑھے ؛ تو واپس آجاوے اور جب کوئی شخص سفر کو جائے تو اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو راہ نہ بھولے گا۔ نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

ر	و	ن	ہ
۴۹	۱	۱۹۹	۷
۲	۵۲	۴	۱۹۸
۵	۱۹۷	۳	۵۱

۷۸۶

ر	ی	م	ھ
ھ	ر	د	ی
د	ی	ھ	ا
ا	ھ	ی	د

یَابَدِیُعُ یَابَاقِیُ :۔ پیدا کرنے والا ہمیشہ رہنے والا۔ مشترک رطب شکر جوز السطین مشتری دنوش جبرائیل جس کو کوئی غم ہو تو ستر بار ان دونوں اسموں کو پڑھے اور ان کے نقشوں کو بازو پر باندھے۔ نقش یہ ہیں :۔ (نیچے)

۷۸۶

ی	ق	و	ب
۳۵	۳	۵۵	۲۵
۱۸	۹	۴۹	۴۵
۵۰	۴	۷۸	۷۸

۷۸۶

ع	ی	د	ب
۸	۶۵	۴۹	۲۳
۱۲	۳۵	۱	۵۲
۵	۴۵	۲۲	۹

یَاوَارِثُ :۔ سب کے بعد رہنے والا جمالی شب کافور جوزا ہنعہ عطارد۔ پولوش درد ائیل جو کوئی طلوعِ آفتاب کے وقت اس اسم کو سو بار پڑھے تو کچھ ضرر اس کو نہ پہنچے اور جو کام کرے حسب دلخواہ بن جائے اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تمام مشکلیں آسان ہو جائیں اور اس کا نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

۷	۳	۱۹۸	س
۷	۲۰۱	ب	۸
۴	ر	۸۹	۱۹۹
ر	۸۸	۹	/۱

یَا رَشِیْدُ :۔ راست تدبیر۔ جمالی سرد گلاب سنبلہ نعائم عطارد موش ہوائیل۔ جو کوئی تدبیر اپنے کام کی نہ جانتے تو اس اسم کو درمیان نماز مغرب وعشاء کے ہزار بار پڑھے تو جو کچھ اس کے حق میں بہتر ہو گا وہی ہو گا اور اگر اس پر مداومت کرے گا تو اس کے جملہ مہمات بے سعی سرانجام پاویں گے اور اس کا نقش لکھ کر اپنے پاس رکھے تو گناہوں سے باز رہے گا نقش یہ ہے :۔

۷۸۶

د	ی	ش	ر
ر	ش	ی	د
ی	د	ر	ی
ش	ر	د	ی

یَا صَبُوْرُ۔ یَا صَادِقُ :۔ جلدی نہ کرنے والا۔ سچا کرنے والا۔ جمالی تر سیاسہ۔ میزان قلب شمس فلایوش، اہجائیل جس کو رنج یا مصیبت پیش آوے تو تینتیس بار اس کو پڑھے تو اطمینان پاوے اور اگر آدھی رات یا دوپہر کو اس کی مداومت کرے واسطے زبان بندی دشمنوں اور خوشنودی احکام کے مفید ہو گا۔ اور نقش ان کے واسطے حفاظت زراعت کے لکھے۔ نقش یاصبور کا یہ سامنے ہے :۔

۷۸۶

ر	۳	۱۹۸	ص
۷	۲۰۱	ب	۸
۴	ر	۸۹	۱۹۹
ر	۸۸	۹	۱

اور نقش اسم صادق کا یہ سامنے ہے۔

۷۸۶

ق	د	ا	ص
۵	۹۱	۹۹	۵
۹۲	۳	۲	۹۸
۳	۹۷	۹۳	۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ رسولؐ

■ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ کے دن ارشاد فرمایا: "اِس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اُسی دن سے حُرمت بخشی ہے جس دن اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اِس لیے اللہ تعالیٰ کی یہ حُرمت اُس کے ساتھ قیامت تک وابستہ ہے۔ مجھ سے پہلے بھی کسی کے لیے اس میں جنگ جائز نہیں ہُوئی اور میرے لیے بھی صرف دن کی ایک گھڑی کے لیے اِس کی رخصت ملی ہے۔ اب یہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی حُرمت کے ساتھ حرام ہے، نہ اس میں کوئی کانٹا یا تنکا توڑا جاسکتا ہے نہ شکار کیا جاسکتا ہے نہ اِس کی گری ہوئی چیز اُٹھائی جاسکتی ہے۔" ابن عباسؓ نے پُوچھا: "یارسُول اللہ! کیا اِذخر (ایک خوشبودار گھاس) بھی نہیں اُٹھائی جاسکتی؟ جس کی لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "ہاں، سوائے اِذخر کے۔"

● حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حجِ مبرور کا جنّت سے کم کوئی بدلہ نہیں۔"

● حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی بڑی تعداد میں جہنّم سے آزاد کرتا ہے جتنا عرفہ کے دن۔"

● حضرت عمرؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "حج کا سامان اور تیاری کرو، اِس لیے کہ وہ بھی ایک جہاد ہے۔"

■ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ نے فرمایا: "جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور بدکلامی و بدگوئی اور فسق و فجور سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا، وہ ایسا ہو جائے گا جیسا اُس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہُوا۔"

● حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے کہا: "یارسُول اللہ! ہم جہاد کو افضل عمل سمجھتے ہیں تو ہم کیوں نہ جہاد ہی کریں؟" اس پر آپؐ نے فرمایا: "لیکن، افضل جہاد حجِ مبرور (مقبول) ہے۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصّلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

اللہ

صلوٰۃ وسلام بحضور خیر الانام

اے شہنشاہِ مدینہ الصلوٰۃ والسلام
زینتِ عرش معلےٰ الصلوٰۃ والسلام

ربِّ ھَبْلِی اُمّتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ والسلام

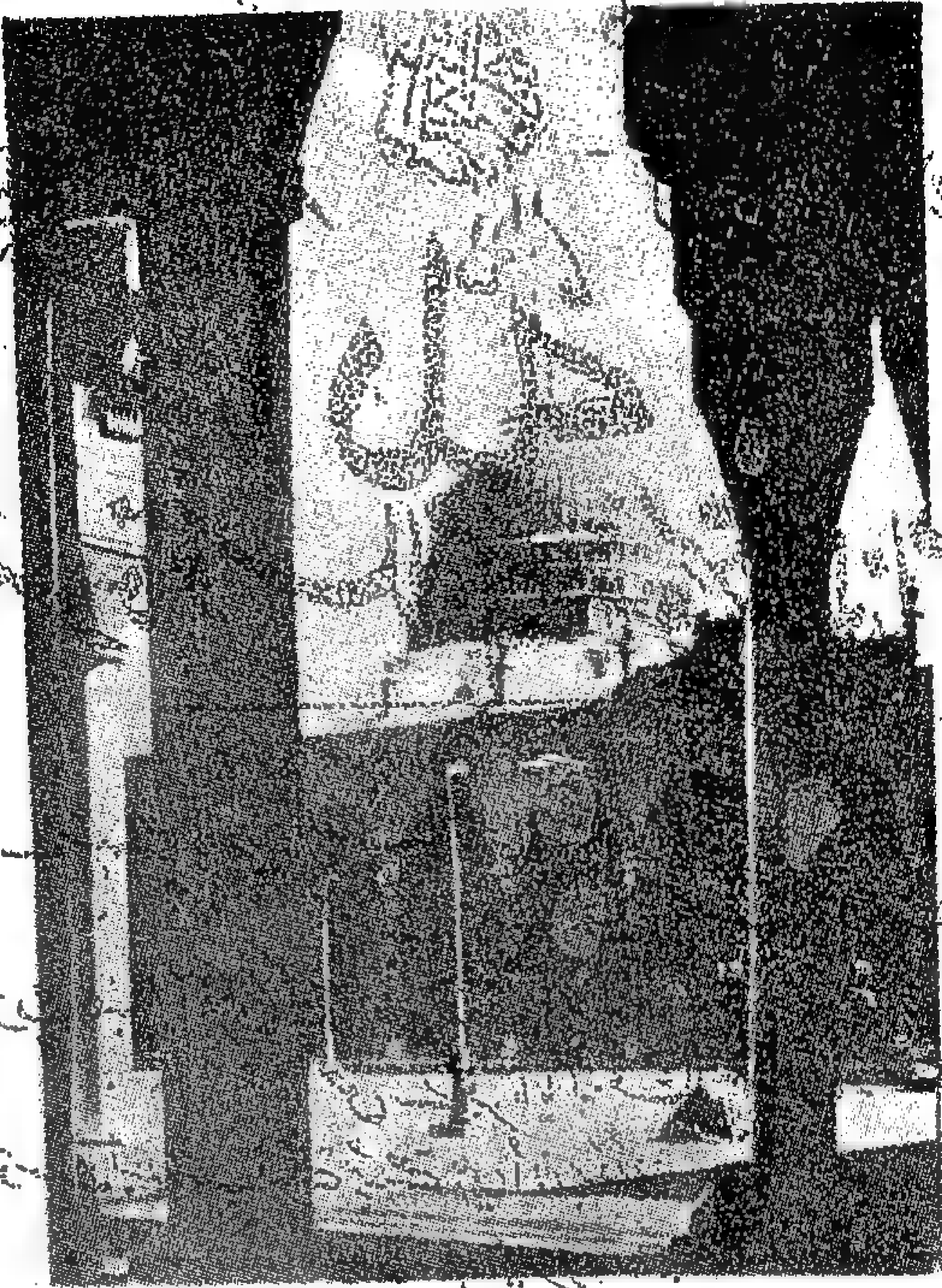
دست بستہ سب فرشتے پڑھتے ہیں اُن پر درود
کیوں نہ ہو پھر ورد اپنا الصلوٰۃ والسلام

مومنو۔ پڑھتے نہیں کیوں اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

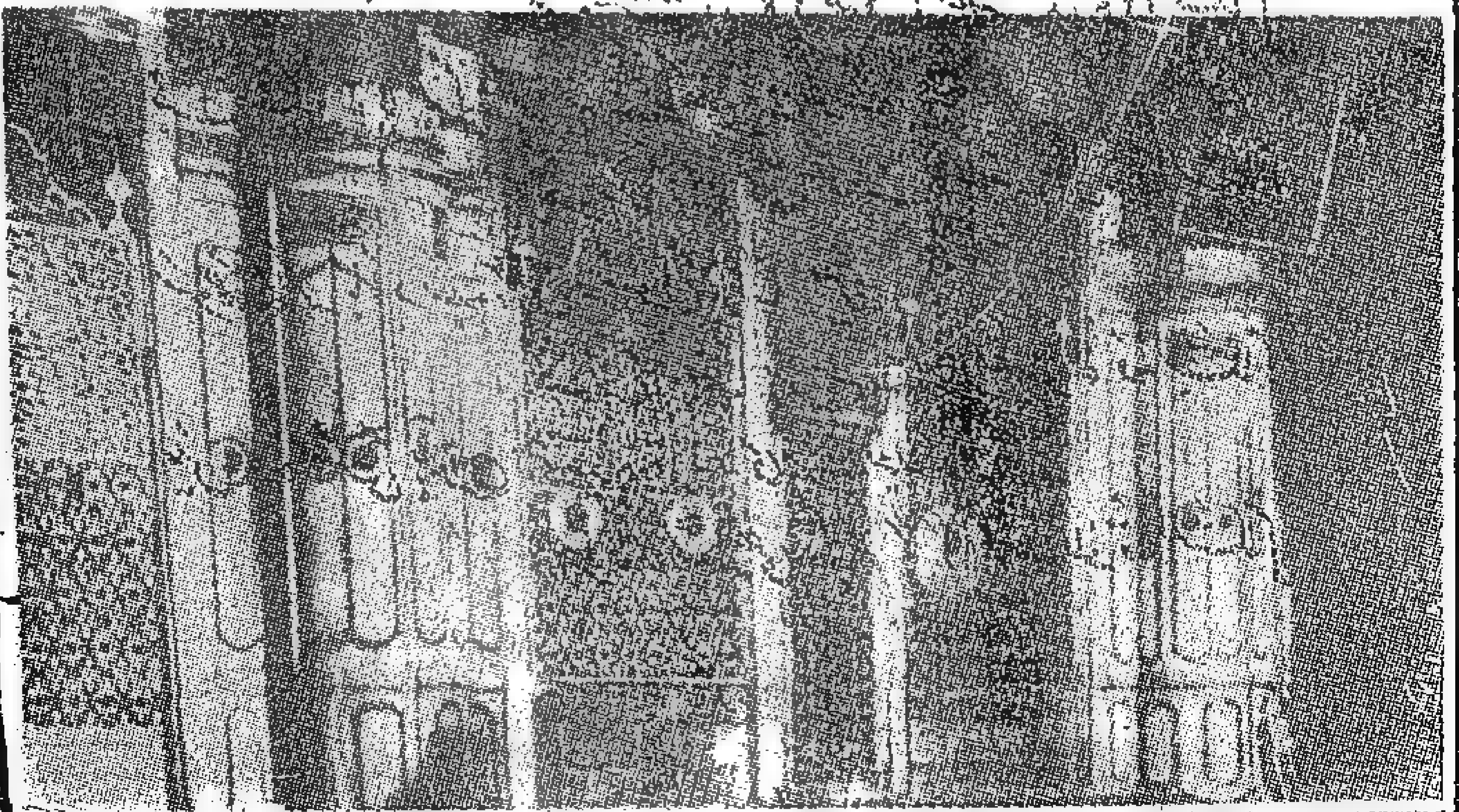
بُت شکن آیا یہ کہہ کر سر کے بل بُت گر گئے
جُھوم کر کہتا تھا کعبہ الصلوٰۃ والسلام

سر جُھکا کر باادب عشقِ رسول اللہ میں
کہہ رہا تھا ہر ستارا الصلوٰۃ والسلام

مَیں وہ سُنّی ہوں جمیلؔ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام



دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمھی تو ہو ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمھی تو ہو



رفیقِ غار کیا، وہ ہیں رفیقِ روضۂ اطہر قیامت تک رفاقت کا نشاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ

نعت شریف

از جناب الحاج منشی غلام رسول صاحب، فیصل آباد

سرورِ انبیاء سرکارِ دو جہاں آقائے نامدار خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ
سب سے پہلے تیرا نور پیدا ہوا

نہ پیدا ہوا جب کہ ارض و سما — نہ جنگل بیابان نہ برگ و گیا
صرف ذات حق کی تھی جلوہ نما — ترا نور اس وقت موجود تھا

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

ہویدا ہوئی تھی نہ آدمؑ کی روح — نہ موسیٰؑ نہ عیسیٰؑ نہ داؤدؑ نہ نوحؑ
میں کہتا پھروں گا یہی سو بسو — ترا نور ان سب سے پہلے ہی تھا

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

نہ سورج ستارے نہ چاند آسمان — نہ زحل و عطارد نہ تھی کہکشاں
نہ موجود موسم بہار و خزاں — مگر نور تیرا یہاں واں جابجا

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

نہ برق تپاں تھی نہ نوک سناں — نہ جن و ملائکہ نہ حور و جناں
نہ پیدا ہوا تھا یہ سارا جہاں — مگر نور تیرا تھا جلوہ نما

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

تیری شان شاہا ہے لا انتہا — تو شمس الضحیٰ ہے تو بدر الدجیٰ
تو بلغ العلیٰ ہے تو نور الہدیٰ — کہا خود خدا نے کہ صلِّ علیٰ

مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

نہ تھا طور پہ کوئی جلوہ نما — نہ طوفانِ نوحؑ کا کہیں تھا پتہ
کہیں چرچا مطلق نہ تھا عاد کا — اگر تھا تو بس نور تیرا ہی تھا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

نہ اُس وقت موجود عرشِ بریں — نہ جنت نہ باغات تھے واں کہیں
نہیں تھے وہاں کوئی قصر زریں — نہیں تھی وہاں سدرۃُ المنتہیٰ
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

نہیں تھی وہاں کوئی خُلدِ بریں — نہ موجود تھے واں مکان و مکیں
نہیں تھے کوئی حوض واں مرمریں — وہاں نور تیرا تھا نورُ الہُدیٰ
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

نہیں تھا جہنم کا کوئی نشاں — نہ فرش و عرش تھے نہ کرسی عیاں
نہ دریا نہ نہریں آب رواں — صرف نور تیرا تھا بلغ العلیٰ
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

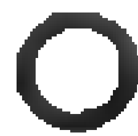
نہ پیدا ہوئی تھی کوئی کروبیاں — نہ جن و انس نہ پری زادیاں
نہ ادنیٰ نہ اعلیٰ نہ مرد و زناں — وہاں نور تیرا تھا نورُ العلیٰ
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

نہ حوریں نہ غلمان تھے واں فی الخیام — نہ تھا حوضِ کوثر نہ تھا کوئی جام
نہ کوئی جاگتا تھا نہ لقاضی المنام — ترا نور اُس وقت موجود تھا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

نہ پاژند کوئی نہ رامائن گیتا — نہ تورات انجیل نہ کوئی صحیفہ
نہ محکوم کوئی نہ کوئی خلیفہ — ترا نور اُس وقت تھا چمکتا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

لولاک لما سے ہوا یہ عیاں — تیرے نُور کی ہیں یہ سب خوبیاں
ہوئے پیدا جس سے یہ سارے جہاں — مجسم تو ہے آقا کشف الدجےٰ
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

میں ہوں شاہا اِک تیرا ادنےٰ غلام — ہو منظور میرا دُرود و سلام
ان اشعار کا ہے یہ حاصل کلام — اگر تو نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ





سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

محبوب دعائیں

★ ماخوذ از کتاب متاع زندگی

مصنف جناب صدر الدین احمد صاحب

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ

اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم کر اور قائم رکھ۔

اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اے اللہ! قیامت کے دن میرا حساب آسان سے آسان ہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جھگڑے سے، دو رخی سے اور بد خلقی سے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا

اے اللہ! میں تجھ سے مفید علم، پاک روزی اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں بخشش اور سلامتی دنیا اور آخرت میں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، خدا ترسی، پاک دامنی اور استغنا کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِیْشَةً نَّقِیَّةً وَّمِیْتَةً سَوِیَّةً

اے اللہ! میں تجھ سے اچھی زندگی اور اچھی موت مانگتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

اے اللہ! ہمارا انجام اچھا کر سب کاموں میں اور ہم کو دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

اے اللہ تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت اور رزق عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَھِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ

اے اللہ! ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے رزق کے دروازے ہمارے لئے آسان کر دے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَیَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِیْ

اے اللہ! میرے رزق کو سب سے زیادہ کشادہ میرے بڑھاپے میں اور میرے خاتمے کے وقت پر کر۔

الداعی و المشتہر: صاحبزادہ الحاج محمد سلیم شامی نقشبندی، ٹرسٹی حضرت عبد النبی شامی ٹرسٹ، آستانہ شامی، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ محمدی

اللہ تعالیٰ جل شانہ و جل جلالہ و عم نوالہ قرآن پاک کے پارہ ۶ رکوع ۷ آیت ۱۵ میں ارشاد فرماتے ہیں قد جاءکم من اللہ نور و کتٰب مبین۔

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کا نور اور ایک واضح کتاب آچکی ہے

اہل سنت کے امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ اس نور کی چمک ہے اور فرشتے انہیں انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اس سلسلہ میں تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شاہ نقشبندی قدس سرہ العزیز مجموعۃ الاسرار کے مکتوب نمبر ۴ میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض داشت یوں تحریر فرماتے ہیں کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے سب تعریف کے لائق اس کے لیے جس نے اپنے حبیب عظیم الشان کی حقیقت کے مظاہر کو پیدا کیا اور اس پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے کہا جو اللہ کے نور سے ہے اور جس کے نور سے اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں کو پیدا کیا ہے لوگو اس ذات پر صلوٰۃ و سلام پڑھو۔

سلطان العارفین محمد بن ابو سعید قدس اللہ سرہ العزیز اپنی تصانیف لطیفہ رسالہ کردوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جان لو کہ اعیان نور احمدی کے جلال جمالی الٰہی کے آئینہ کے مظاہر ہیں

تو اس گرم بازاری کے لیے اپنے حسن کے جلوۂ مصفا مصطفیٰ کو ذریعہ بنایا اس شمع جمالِ نورِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر کونین پروانہ وار جل مٹے (عاشق ہو گئے) (نورِ ذات نے) نقاب میم احمدی پہن کر صورتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کی اور کثرت جذبات وارادہ سے بہت بار اپنی ذات میں جنبش کھائی جس سے ستر ارواح فقراء باصفا فنا فی اللہ بقاء باللہ تصور ذات میں محو سراپا مغز بلا پوست آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال قبل بحر جمال میں متغرق شجر مراۃ الیقین پر پیدا ہوئیں، انہوں نے ازل سے ابد تک بجز ذاتِ حق کسی کو نہیں دیکھا اور ماسوائے اللہ کبھی نہیں سُنا اُنہیں حریم کبریا کے مندر میں دائمی وصال لا زوال حاصل ہے۔ وہ کبھی نوری جسد اختیار کر کے تقدیس وتنزیہ میں کوشاں ہوئے ہیں، گاہ قطرہ بحر میں اور گاہ بحر قطرہ میں (اُن کی مثال ہے) اور فیض عطا کی چادر یعنی جب فقر اختتام کو پہنچتا ہے اللہ ہی ہوتا ہے ان کے اوپر ہے۔ پس انہیں جباتِ ابدی اور عزتِ سرمدی کا تاج حاصل ہے۔ یہ فقر خاص الاحتیاج ہے اپنے رب[۱] سے یا اُس کے غیر سے وہ معزز ومکرم ہیں، آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اور انکو قیام قیامت کی بھی خبر نہیں۔ اُنکے قدم جملہ اولیاء غوث وقطب کے سر پر ہیں۔ اگر اُن کو یکتائی کے باعث) خدا کہیے بجا ہے، اگر (شریعت کی رو) بندہ خدا جانے روا ہے، جس نے جانا اُسی نے جانا ان کا مقام حریم ذات کبریا ہے۔ وہ حق سے ماسوائے الحق کوئی چیز طلب نہیں کرتے اور کمینی دُنیا اور آخروی نعمتوں حور وقصور اور بہشت کو ایک نظر بھی نہیں دیکھتے اور وہ ایک (جلوۂ نور) جس سے موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے اور کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا ہر لمحہ اور آنکھ جھپکنے میں ایسے ستر ہزار جذبات انوار ذات کے جلوے اُن پر ہوتے ہیں۔ وہ دم نہیں مارتے اور نہ آہ کھینچتے ہیں بلکہ اور لائیے کا نعرہ مارتے ہیں۔ وہ سلطان الفقراء اور کونین کے سردار ہیں، ایک روح خاتونِ قیامت (فاطمۃ الزہراؓ) کی اور ایک روح خواجہ حسن بصریؒ کی اور ایک روح میرے شیخ حقیقت الحق نور مطلق مشہود اعلیٰ الحق حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی اور ایک روح سلطان انوار سر السرمد حضرت پیر عبد الرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہٗ العزیز کی اور ایک روح باہویت کی آنکھوں کے سرچشمہ سر اسرار ذات باہو بندہ فقر باہو قدس اللہ سرہ العزیز اور دو ارواح دیگر اولیاء اللہ کی ہیں۔ جن کی برکت سے دارین کو قیام ہے جب تک یہ دو روحیں آشیانہ وحدت سے مظاہر ہے کثرت سے محو پرواز نہ ہولیں۔ قیام قیامت نہ ہو گی۔ اُن کی نگاہ

[۱] فنا فی اللہ۔ بقا باللہ کے باعث وہ اپنے رب کے غیر نہیں اس لیے محتاج نہیں۔

نورِ وحدت اور عزت کی کیمیا ہے جس پر بھی اس کی نگاہ پڑتی ہے۔ نورِ مطلق بنا دیتی ہے۔ آپ ابیات باھو میں فرماتے ہیں کہ:

عقل فکر دی جا نہ کائی جتھے وحدت سر سبحانی ہو
ناں اوتھے ملاں پنڈت جوشی ناں اوتھے علم قرآنی ہو
جد احمد احد دکھائی دِتا تاں کُل ہو وے فانی ہو
علم تمام کیتو نے حاصل باھو کتاباں ٹھپ آسمانی ہو

ترجمہ ۱۔ جہاں وحدت سر سبحانہ تعالیٰ (کا مقام ہے) وہاں عقل اور فکر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (کیونکہ وحدت سر ولت علم و فضل عقل و فکر اور حواس خمسہ کی حدود کے آگے گزر جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے)

۲۔ وحدت سر ذات سبحانہ تعالیٰ ایسا مقام ہے کہ وہاں نہ ملاں (کی گنجائش ہے اور) نہ ہی وہاں پنڈت اور رمل دان کی ضرورت ہے) اور نہ ہی وہاں علم قرآنی (تفسیر مسئلہ مسائل امر و نہی درکار ہے) کیونکہ حصولِ مقام کے بعد منزل و رسوم راہ درکار نہیں رہتے)

۳۔ (راہ سلوک میں) جب انوار احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عین (نور ذات) احد (جل شانہٗ) دکھائی دیتا ہے تو (سالک کے حواس خمسہ آرزو ارادہ علم و فضل سب کچھ ذات حق میں) فانی ہو جاتا ہے۔

۴۔ اے باھو! ایسے عارفانِ ذات نے) کتب آسمانی (کی انتہا پا کر اور سانہیں) بند کر کے علم تمام (یعنی علم العلم) حاصل کر لیا۔

اِن انکشافات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے اعداد دنیا اور آخرت کی ہر چیز الانسان، حیوانات، جمادات و نباتات میں ہی نہیں، بلکہ لوح محفوظ قرآن پاک، ارض و سما، سورج اور چاند ستاروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں سکھ مت کے بانی باباگورو نانک نے ایک رباعی فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ ہر شے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ نظر آئے گا۔ وہ رباعی قارئین کرام کے لیے پیش کی جاتی ہے۔

نام لو ہر بست کا کر یو چرگن داؤ | پنج ملا کے دس گن کیجیو بیس بھوگ لگاؤ
جو بچے سو نو گن کیجیو دو وا ہور رلاؤ | نانک ہر کر بست سے محمد نام بناؤ

باباگورو نانک فرماتے ہیں کہ مسلمان کہتے ہیں کہ دنیا کی ایجاد کا سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذاتِ پاک ہے یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو اللہ تبارک تعالیٰ کوئی چیز پیدا نہیں کرتا یعنی کہ اگر یہ ذات نہ ہوتا تو کچھ بھی ظاہر نہ کرتا تھا۔ بلا بلا کو دو تا تک دو دے یعنی کہ کسی چیز کا نام لو ابجد کے لحاظ سے اُس کے حرف نکالو پھر اُن کو چار سے ضرب دو۔ چار سے ضرب دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک دیا تو قرآن حکیم کی جنہوں نے اشاعت کی، اس کو پھیلایا تو سر بسلے ان میں چار تھے یعنی ۱ حضرت عبداللہ سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۲ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ۳ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۴ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ [illegible]

"[illegible] کا مطلب [illegible] یعنی ۴۰ سپارے [illegible] کے ۴۰ چالیس سال کی عمر [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے علاوہ [illegible] کے بعد جنہوں نے قرآن پاک کی [illegible] ان کے [illegible] یعنی [illegible] ابوبکر کا نام عبداللہ [illegible] حضرت عمر [illegible] کے بیٹے [illegible] حضرت عثمان [illegible] کے بیٹے [illegible] اور حضرت علی [illegible] کے بیٹے [illegible]

پنج ملانے کا مطلب پنج تن پاک یعنی [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲ حضرت [illegible] ۴ حضرت عثمان [illegible] ۵ حضرت علی [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲ حضرت علی ۳ خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا ۴ حضرت امام حسن ۵ حضرت امام حسین [illegible] اور دہ ملن

عشرہ مبشرہ [illegible] یعنی ۱ حضرت ابوبکر صدیق ۲ حضرت عمر فاروق ۳ حضرت عثمان غنی ۴ حضرت علی المرتضیٰ ۵ حضرت طلحہ ۶ حضرت زبیر ۷ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ۸ حضرت [illegible] ۹ حضرت [illegible] سعید [illegible] ۱۰ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح [illegible]

[illegible] آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible] حضرت عمر فاروق [illegible] حضرت عثمان غنی [illegible]

[illegible] ۱۲ امام اہلِ بیت [illegible] حضرت علی مرتضیٰ [illegible] حضرت امام حسن [illegible] حضرت امام حسین [illegible] ۴ حضرت امام زین العابدین [illegible] ۵ حضرت امام محمد باقر ۶ حضرت امام جعفر صادق ۷ حضرت امام موسیٰ کاظم [illegible] حضرت امام رضا [illegible] حضرت امام تقی [illegible] حضرت امام نقی [illegible] ۱۱ حضرت امام حسن عسکری [illegible] حضرت امام مہدی [illegible]

[illegible]

میں کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ لیکن دو عابد و زاہد جو مغرب کے رہنے والے ہیں باقی رہ گئے ہیں۔ یہ دونوں شب و روز عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور کسی سے بات چیت تک نہیں کرتے اور اُس کے ساز و سامان سے اُن کو دُنیا سے کوئی تعلق نہیں اسی وجہ سے یہ دونوں حاضر نہ ہو سکے۔ نورالدین نے حکم دیا کہ اُن دونوں کو بھی لایا جائے جب وہ دونوں سامنے آئے تو بادشاہ نے پہلی ہی نظر میں اُنہیں پہچان لیا کہ یہی وہ ہیں، جن کی طرف خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا۔ نورالدین نے دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں مقیم ہو۔

اُنہوں نے جواب دیا کہ حجرہ شریف کے مغربی جانب (اس وقت یہ مکان کھنڈر پڑا ہوا ہے) رہتے ہیں۔ اس مکان سے ایک کھڑکی مسجد کی دیوار میں چھُٹی ہوئی ہے، سُلطان نے یہ معلوم کر کے اُن کو تو وہیں چھوڑا اور خود اس مکان میں پہنچ گیا جس میں یہ دونوں مقیم تھے۔ دیکھا کہ ایک طاق میں دو کلام مجید اور وعظ کی چند کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایک طرف غربا اور مساکین کے واسطے کچھ غلہ رکھا تھا۔ اُن کے سونے کی جگہ ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی، سلطان شہید نے چٹائی کو اُٹھایا تو وہاں سے ایک گہرا گڑھا برآمد ہوا، جو خواب گاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھُدا ہوا تھا۔ اُس کے ایک گوشہ میں ایک کنواں دیکھا۔ جس میں گڑھے کی مٹی ڈالی جاتی تھی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ چمڑے کے تھیلے رکھے پائے۔ رات میں مٹی اُن میں بھر کر بقیع کے اطراف میں لے جا کر ڈالتے تھے اُن کو ڈرا دھمکا کر اس حرکت کا سبب دریافت کیا تو اُن کو ظاہر کرنا پڑا کہ ہم عیسائی ہیں اور نصاریٰ نے ہم کو مغربی حاجیوں کے لباس میں زر کثیر دیکر اس لئے بھیجا تھا کہ ہم کسی حیلہ سے حجرہ شریف میں داخل ہو کر حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مُبارک کے ساتھ گُستاخی کریں۔ جس رات میں یہ نقب قبر شریف کے قریب پہنچنے والی تھی، کثرت سے

ابر آیا۔ بارش ہونے لگی اور گرج چمک نے وہ زور باندھا کہ زلزلہ عظیم پیدا ہو گیا۔ اُسی رات کی صبح کو سُلطان نور الدین پہنچ گئے۔

اِن باتوں کے سُننے سے سُلطان کی آتش غضب برانگیختہ ہو گئی، ساتھ ہی رقت بھی طاری ہو گئی۔ وہ بہت رویا اور بالآخر حجرہ شریف کی جالی کے نیچے ان دونوں ناپاکوں کی گردن مار دی گئی اور دن کے آخری حصے میں ان کی نامبارک لاش کو جلا کر خاک کر دیا گیا اس کے بعد حجرہ کے چاروں طرف اتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی نکل آیا پھر سیسہ پگھلا کر اس خندق میں بھروا دیا تاکہ کسی مفسد ملعون کے لئے قبر شریف تک پہنچنا دشوار ہو جائے۔

اصحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے اجسادِ مُبارک کی حفاظت

(۱) ریاض نضرہ میں محب طبری بیان کرتے ہیں کہ حلب کے رافضیوں کی ایک جماعت مدینہ منورہ کے امیر کے پاس آئی۔ یہ جماعت اپنے ساتھ بہت سا قیمتی سامان اور تحائف نادرہ بھی لائی تھی۔ اس نے یہ چیزیں مدینہ کے امیر کی خدمت میں پیش کر دیں اور اس کے صلے میں امیر سے یہ طے کیا کہ حجرہ شریفہ میں ایک طرف سے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے جسموں کو نکال لے جائیں۔ مدینہ کے امیر نے اپنی مذہبی بے حسی اور حُبّ دنیا کی وجہ سے اس بات کو قبول کر لیا۔ اور اُنہیں اس بات کی اجازت دے دی۔ امیر مدینہ نے حرم شریف کے ارکان کو حکم دیا کہ جب یہ جماعت آئے تو اُن کے لئے حرم کا دروازہ کھول دینا اور اُس میں یہ لوگ جو کام کرنا چاہیں، مت منع کرنا۔ دربان کا بیان ہے کہ جب عشاء کی نماز ہو چکی اور سب دروازے بند ہو گئے تو چالیس آدمی پھاوڑے، کدال، شمع اور گرانے اور کھودنے کے اوزار لے کر آ گئے۔ یہ لوگ باب السلام کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے امیر کے حکم کی وجہ سے دروازہ کھول دیا اور ایک گوشے

میں جا کر بیٹھ گیا۔ میں رو تا تھا اور دل میں سوچتا تھا کہ کب قیامت قائم ہو گی۔ لیکن سبحان اللہ! ابھی یہ لوگ منبر شریف کے مقابل بھی نہیں پہنچے تھے کہ ان سب کو اُن کے اسباب و آلات سمیت (جو اُن کے ساتھ تھا) اُس ستون کے نزدیک جو توسیع عثمان کے قریب ہے زمین نے نگل لیا۔ امیر مدینہ اُن کی واپسی کا منتظر تھا اور اس تاخیر کا سبب سوچ رہا تھا۔ اُس نے مجھ کو بلایا اور پوچھا کہ جماعت کا کیا حال ہے۔ میں نے جو کچھ دیکھا تھا صاف صاف بیان کر دیا کہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ امیر نے کہا کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے سوچ سمجھ کر بات کہہ۔ میں نے جواب دیا کہ آپ خود تشریف لے چلیں اور دیکھ لیں کہ خسف کا اثر اور بعضے کپڑے جو قریب ہی اُوپر رہتے باقی ہیں۔ طبری اس قصہ کی نسبت اُن ثقہ لوگوں کی طرف کرتے ہیں جو سچائی اور دیانت میں مشہور ہیں۔ مدینہ منورہ کے بعض مورخین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ تاریخ سمنودی میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ اقدس دہلی میں مہرولی کے مقام پر باغ کے ایک کونے میں واقع ہے۔

تیرہ سو سال بعد کا واقعہ (۱۹۲۶ء)

(۲) بغداد سے چالیس میل دُور مدائن میں حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزاراتِ مبارکہ تھے۔ ایک رات حضرت حذیفہؓ نے عراق کے شاہ فیصل اوّل سے عالم رؤیا میں ارشاد فرمایا کہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک میں نمی آنی شروع ہو گئی ہے۔ لہٰذا ہم دونوں کو یہاں سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلے پر دفن کر دیا جائے۔ آپ متواتر تین شب حکم فرماتے رہے، مگر شاہ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ آخر کار آپ نے عراق کے مفتی اعظم کو دو...

بات کہی اور ارشاد فرمایا کہ ہم شاہ سے کہہ رہے ہیں لیکن وہ مصروفیات کی وجہ سے بھول جاتا ہے۔ چنانچہ مفتی اعظم نے وزیر اعظم نوری السعید پاشا کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔

نوری السعید پاشا مفتی اعظم کو لیکر شاہ کے پاس گیا اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔ شاہ نے کہا کہ پہلے احتیاطاً اس امر کی تصدیق کرالی جائے کہ واقعی دریا کا پانی مزارات مبارکہ کی طرف آ بھی رہا ہے یا کہ نہیں۔ چنانچہ چیف انجینئر اور عملے نے مزارات مبارکہ سے دریا کے رخ پر بیس فٹ کے فاصلے پر بورنگ کرا کر دیکھا۔ مگر اس مٹی میں نمی تک نہیں تھی۔ اس پر شاہ نے منتقلی کا پروگرام منسوخ کر دیا۔ اسی رات حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہ کی خواب میں آئے اور اپنی بات دہرائی، مگر شاہ نے ماہرین اراضی کی رپورٹ پر انحصار کیا اور خواب کو پھر نظر انداز کر دیا۔ اگلی رات حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتی اعظم کے خواب میں گئے اور مفتی سے فرمایا کہ ہمارے مزارات میں پانی گھستا چلا آ رہا ہے۔ لہٰذا جلد از جلد یہاں سے منتقل کراویں۔ صبح سویرے مفتی اعظم گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں شاہ کے پاس پہنچے اور منتقلی کے لئے کہا۔ لہٰذا شاہ نے فرمان جاری کر دیا کہ عید الاضحیٰ کو ظہر کی نماز کے بعد حضرت حذیفہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجسادِ مبارکہ مزارات سے نکالے جائیں گے۔ اس خبر کا اخبارات میں شائع ہونا تھا کہ تمام عالم اسلام میں جوش و خروش اور ہلچل پیدا ہو گئی۔ نیز یہ خبر دنیا کے گوشہ گوشہ میں بھی پھیل گئی۔

دوسرے مسلم ممالک کے لوگوں نے شاہ عراق کو عید الاضحیٰ کے چند روز بعد مزارات مبارکہ کو کھولنے کے لئے درخواست کی تاکہ وہ بھی فریضہ حج کے بعد شامل ہو سکیں۔ لہٰذا شاہ عراق نے عید الاضحیٰ کے دس دن بعد کی تاریخ مقرر کر دی۔ اس روز پانچ لاکھ نفوس جمع ہو گئے۔ جس میں ہر مذہب، فرقہ اور عقیدے کے لوگ تھے۔ کئی ملکوں سے سرکاری وفود آئے۔ ترکی کے کمال اتاترک کی نمائندگی ان کے ایک وزیر مختار نے کی اور مصر کے

شاہ فاروق جو اس وقت ولی عہد تھے، نے بھی شرکت کی۔

آخر کار وہ دن بھی آگیا، جس نے لوگوں کے دلوں میں ہلچل مچا رکھی تھی۔ یہ پیر کا دن تھا۔ عراق کے شاہ فیصل اول، مفتی اعظم عراق، اراکین پارلیمنٹ اور دوسرے لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزاراتِ مبارکہ کھولے گئے تو واقعی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک میں پانی آچکا تھا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک میں نمی آچکی تھی۔ ایک کرین کے ذریعے جس میں پھاوڑے کے پھل کی طرح کا پھل لگا تھا اور اسی پر ایک اسٹریچر لگا دی گئی تھی، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین سے اس طرح اُٹھایا گیا کہ آپ کا جسدِ مبارک کرین پر خود بخود آگیا، اسٹریچر کو کرین سے الگ کر دیا گیا اور شاہ عراق، مفتی اعظم، شہزادہ فاروق اور ترکی کے وزیر مختار نے کندھے دیئے اور بڑی احتیاط اور احترام سے شیشے کے ایک بکس میں رکھ دیا گیا اور اسی طرح حضرت جابرؓ کے جسد مبارک کو بھی مزار مبارک سے نکالا گیا۔ اجسادِ مبارکہ کا کفن حتیٰ کہ ریش ہائے مبارک کے بال تک بالکل صحیح حالت میں تھے۔ ان کو دیکھ کر ہرگز یہ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ یہ تیرہ سو سال پہلے کے اجساد ہیں، بلکہ یہ گمان ہوتا تھا کہ ان کو رحلت فرمائے صرف دو یا تین گھنٹے گزرے ہیں اور سب سے حیرت زدہ بات یہ تھی کہ دونوں اصحابہ کرام کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں اتنی پُراسرار چمک تھی کہ لوگوں نے چاہا کہ وہ بار بار دیکھتے رہیں، لیکن اُن کی آنکھیں اُس چمک دمک کے آگے ٹھہرتی ہی نہ تھی۔ ٹھہر بھی کیسے سکتی تھیں۔ جن آنکھوں نے فخر الانبیاء، سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ایک شہرت یافتہ جرمن ماہر چشم اُسی وقت ایمان لے آیا اور مفتی اعظم عراق کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ علاوہ ازیں بہت سے دوسرے نصرانی اور یہودی بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو کر اپنی عاقبت سنوار گئے۔ یہ کاروائی پانچ لاکھ مجمع

کو تیس فٹ لمبی اور بیس فٹ چوڑی سکرین پر بذریعہ ٹیلی ویژن کیمرہ دکھائی گئی اور بعد میں بغداد کے سینماؤں میں بھی فلم منظر عام پر لائی گئی۔

اب آپ کے مزارات شریف سلمان پارک میں واقع ہیں۔ جہاں حضرت سلمان فارسی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر کی حیثیت سے اسلام کی خدمت سرانجام دیتے رہے اور اپنی ساری کی ساری تنخواہ ہر ماہ غربا میں تقسیم کر دیا کرتے تھے اور خود کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر بازار میں فروخت کر کے گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ باغات کے مالک تھے۔ جہاں فخر الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک کھجور کا پودا لگایا تھا، جو کہ تقریباً تیرہ سو سال پھل دیتا رہا۔

مندرجہ بالا واقعہ صداقت اسلام کی ایک زندہ جاوید مثال ہے۔ لہٰذا میری حکومت پاکستان سے استدعا ہے کہ یہ فلم حکومت عراق سے حاصل کر کے ٹیلی ویژن پر دکھائی جائے تاکہ تمام مسلمانوں بالخصوص غیر مسلموں کا اسلام کی طرف رغبت ہو۔

یہ واقعہ مؤلف نے روزنامہ جنگ کی اشاعت ۶ فروری ۱۹۸۳ء اور دوسرے ذریعہ سے حاصل کیا۔ جن کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی عفی عنہٗ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

صحتِ انسانی کیلئے

(۱) کھانے کے لیے ہاتھ استعمال کریں۔

(۲) کھانا داہنے ہاتھ سے کھائیں۔

(۳) مریض کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔

(۴) تکیہ لگا کر اور کھڑا ہو کر کھانے سے بدہضمی ہوتی ہے

(۵) کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ، گرم کھانے سے معدہ ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے۔

(۶) کھانے کو ٹھنڈا کرنے کیلئے پھونک نہ مارو۔

(۷) اکیلے کھانا نہ کھاؤ، اکٹھے مل کر کھانا کھانے سے برکت ہوتی ہے۔

(۸) گوشت کو چاقو اور چھری کی بجائے دانتوں سے کاٹ کر کھاؤ۔

(۹) کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرو دانت صحت مند رہیں گے۔

(۱۰) مسواک باقاعدگی سے کیا کرو۔

(۱۱) لیموں شہد کے ساتھ نہار منہ کھانے سے دل و دماغ کو تقویت ملتی ہے۔

(۱۲) پیٹ سے بڑا برتن اللہ نے پیدا نہیں فرمایا اسے کبھی بھی مکمل طور پر پُر نہ کیا کرو۔

(۱۳) رات کو کھانا نہ کھانے سے بڑھاپا جلدی آجاتا ہے۔

(۱۴) لوکی یعنی کدو کھایا کرو، دل و دماغ کو قوت بخشتا ہے۔

(۱۵) دستر خوان کو سبزیوں سے زینت دیا کرو۔

(۱۶) چار چیزوں کو بُرا نہیں سمجھنا چاہیئے،
آنکھ کا دُکھنا.... اندھے ہونے سے بچاتا ہے۔
زکام کا ہونا.... برص سے محفوظ رکھتا ہے۔
کھانسی کا ہونا.... فالج سے بچاؤ ہوتا ہے۔
پھوڑے پھنسی.... برص سے نجات ملتی ہے۔

(۱۷) لہسن کا استعمال بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۱۸) دو مختلف کھانوں کو جمع نہ کریں مثلاً مچھلی اور دُودھ، ترشی اور دُودھ، گرم اور سرد، انڈہ اور گوشت۔

(۱۹) پانی ایک سانس میں مت پیا کرو اس سے سینہ میں درد ہوتا ہے۔

(۲۰) پانی کھڑے ہو کر پینے سے پیٹ میں درد ہوتا ہے۔

(۲۱) کبھی کبھی قے کیا کرو، اس سے معدے کی گندی رطوبتیں خارج ہو جاتی ہیں۔

(۲۲) مدینہ شریف کی سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر دل کے مریض کو کھلا دیں دل کا مرض جاتا رہے گا۔

الحاج صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شجرۂ طیبہ قادریہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ شیخ عبد القادر جیلانی

یا الٰہی در پہ آیا ہوں دعا کے واسطے
بارِ عصیاں سر پہ لایا التجا کے واسطے

دو جہاں کے سرورِ کونینؐ کی امت سے ہوں
لاج رکھ لینا محمد مصطفیٰؐ کے واسطے

مشکلیں آسان کر دے دور ہوں سب فکر و غم
حضرتِ مولا علی مشکل کشاؑ کے واسطے

رو سیاہ ہوں پُر گناہ ہوں معاف کر تقصیر سب
حسن بصریؒ صاحبِ ذی عز و جاہ کے واسطے

کر محبت خاص اپنے فیض سے مجھ کو عطا
حضرتِ حبیب عجمیؒ ذو العطا کے واسطے

عشق اپنا کر عطا ہستی میں ہو جاؤں فنا
حضرتِ داؤد طائیؒ مہ لقا کے واسطے

یا الٰہی دل کو روشن کر دے اپنے نور سے
حضرتِ معروف کرخیؒ رہنما کے واسطے

سِرِّ وحدت سے الٰہی قلب کو آگاہ کر
سرّی سقطیؒ خواجۂ اہلِ ہدیٰ کے واسطے

عارفوں کے فیض سے کر دے مجھے تو مستفیض
شیخ بغدادی جنیدؒ مقتدا کے واسطے

یاد میں تیری رہوں مشغول ہر دم صبح و شام
حضرتِ بوبکر شبلیؒ با سخا کے واسطے

حشر میں اس خانداں میں سے اٹھا لینا خدا
خواجہ عبد الواحدؒ صاحب حیا کے واسطے

دل کو فرحت دے مجھے سب فکرِ دنیا دور کر
طرطوسی ابو الفرحؒ صاحب صفا کے واسطے

وقتِ نزع ہو میرا ایمان پر ہی خاتمہ
ابو الحسن ہنکاریؒ خواجہ بے ریا کے واسطے

کیا مبارک وقت ہو مجھ کو یہ سعادت ملے
ہوں نثار حضرتِ سعیدؒ باحیا کے واسطے

دستگیری کیجیو دونوں جہاں میں اے خدا
غوثِ اعظمؒ دستگیر راہنما کے واسطے

رزقِ طیب کر عطا غیروں کا نہ محتاج کر
حضرتِ قطب عبد الرزاقؒ نورِ خدا کے واسطے

زندگی ہر گام پر زیرِ طریقت ہو مری
خواجہ ابو صالحؒ حبیبِ بے نوا کے واسطے

حمد تیری کرتے کرتے دم نکل جائے مرا
خواجہ احمد شاہؒ محبوبِ خدا کے واسطے

حشر کے دن دولتِ دیدار ملے کر فیضیاب
خواجہ شہاب الدینؒ صاحبِ اقتدا کے واسطے

شمس کی مانند دل روشن مرا کر دے خدا
شاہ شمس الدینؒ شمس الاولیاء کے واسطے

شرک و بدعت دل سے میرے دور کر دے کبریا
شاہ علاؤ الدینؒ صاحبِ خوش لقا کے واسطے

نفس اور شیطان کے سب مکر سے لینا بچا
سید نورِ محمدؒ با خدا کے واسطے

تیری رحمت بے کراں مجھ پر بھی ہو جائے فدا
حضرت محمود جی شاہؒ بادشاہ کے واسطے

مجھ کو بھی اپنا دکھا دے خواب میں جاہ و جلال
عبد الجلال صحرائیؒ نورِ بے بہا کے واسطے

کر قلندر کی طریقت سے مشرف اے خدا
سید بہاول شیر شاہؒ جود و سخا کے واسطے

شاد رکھنا دل کو میرے اولیاء کی بزم سے
ابو المعالیؒ صاحبِ علم و حیا کے واسطے

اپنے پیغمبرؐ کی شریعت میں مجھے محکوم رکھ
پیرِ محکم الدینؒ صاحبِ الصفا کے واسطے

آرزوئیں پوری ہوں جو نیک ہوں میری تمام
امیر بالا پیرؒ سالکِ صوفیاء کے واسطے

اپنے لطف و کرم کی بارش کر مجھ پہ اے کریم
بری خواجہ عبد اللطیفؒ با وفا کے واسطے

فیض سے کر مرتبہ اپنی سخاوت کا عطا
خواجہ سید حسن شاہؒ مہ لقا کے واسطے

عشقِ کامل ہو عطا بہ فیضِ شاہ محمد علیؒ
ہے واسطہ حضرتِ بدوح شاہؒ کا دعا کے واسطے

دنیوی اندوہ و غم مجھ سے ہٹا لینا خدا
مہر علیؒ و شاہ بہادرؒ خوش ادا کے واسطے

طالبِ مرشد بنا دے اور مجھے مقبول کر
سید طالب حسینؒ صاحبِ صفا کے واسطے

سید بدوح شاہؒ اور سید شیر شاہؒ کے طفیل
بخش دینا مجھ کو سید لعل شاہؒ کے واسطے

یا الٰہی کر کرم اپنے ہی فضلِ پاک سے
خواجہ عنایت شاہؒ زاہد بے ریا کے واسطے

حشر میں دامن تھام لوں سلطان ملک شاہؒ کا
طالبِ بخشش ہوں فخرِ اولیا کے واسطے

معاف کر تقصیر سب اب میرے مرشد کے طفیل
سید رجب علی تیرِ ہدا کے واسطے

فرمانروائے سلطنتِ دل ہے میرا مرشد محمد رفیق
وقف ہوں اس قلندرِ با صفا پیکرِ مہر و وفا کے واسطے

ہو خاندانِ قادری کا شجرہ جب وردِ زباں
پھر مرادیں کیوں نہ بر آئیں اولیا کے واسطے

دے رہا ہوں میں درِ لطف و عطا پر دستکیں
دیدار کا طالب ہوں میں خیر الوریٰ کے واسطے

خیر و برکت کا ہوں منگتا اے مرے ربِّ کریم
بابِ رحمت وا ہو ساجد بے نوا کے واسطے

الحاج ساجد جاوید اکیل القادری قلندری

ماخذ

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز کی سوانح حیات، کشف و کرامات اور ارشادات مکمّل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا:

نام کتاب	مُصنّف
۱ مجموعۃُ الاسرار	تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب حضرت عبدالنّبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔
۲ تذکرہ انوارِ صابری (سوانح حیات حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابری رضی اللہ عنہ)	الحاج جناب محمّد بشیر انبالوی مدّظلہٗ العالی
۳ عین الفقر	سُلطان العارفین حضرت سُلطان محمّد باہو قدّس سرہٗ العزیز
۴ رسالہ رُوحی شریف	سُلطان العارفین حضرت سُلطان محمّد باہو قدّس سرہٗ العزیز
۵ ابیاتِ باہُوؒ	مُحقق و شارح پروفیسر سُلطان الطاف علی صاحب پرنسپل ڈگری کالج اوستہ محمّد بلوچستان
۶ راحتُ القلوب	حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۷ مقالاتِ کاظمی	جناب علامہ سید احمد سعید کاظمی مدّظلہٗ العالی۔
۸ گلزارِ نقشبند	الحاج صاحبزادہ غلام صدیق احمد نقشبندی مُجدّدی مدّظلہٗ العالی

۹	سوانح حیات حضرت عبداللہ کوہاٹی بہ المعروف حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ	جناب سید لعل شاہ ابن الامین حضرت موصوف
۱۰	اسرارِ طریقت	عالیجناب حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	الانتباہ فی سلاسل اولیاء	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	سلسلۃ الاولیاء	حضرت شاہ محمد بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	شرائف غوثیہ	حضرت سید محمد فاضل الدین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	مصنفات	حضرت علیم الدین چشتی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	نزہۃ الخواطر	حضرت علامہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	بحرِ ذخار	حضرت وجیح الدین اشرف لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	سوانح عمری	صاحبزادہ شیخ عبدالواحد شامی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	تذکرۂ خیر و برکت	شیخ عبدالسلام ہوشیارپوری رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	تذکرۂ مشائخ قادریہ	جناب محمد دین کلیم صاحب مدظلہ العالی
۲۰	تحقیقی مقالہ حضرت تاج العارفینؒ	صاحبزادی خالدہ شامی صاحبہ
۲۱	ملہمات حضرت قطب جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ	جناب سردار علی احمد خاں صاحب مدظلہ العالی
۲۲	کیمیائے سعادت	جناب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	مکی، مدنی، ماہتی صلی اللہ علیہ وسلم	جناب قدر آفاقی صاحب مدظلہ العالی

۲۴۔ تاج الوظائف	راؤ جمشید علی رزاقی
۲۵۔ تجلیات ربی	الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری فاضل مدظلہ العالی
۲۶۔ روضۃ القیومیہ	حضرت خواجہ احسان مجددی سرہندی
۲۷۔ سلاسل انوار فی سیرالابرار	حضرت میر نجد یوسف الحسینی الواسطی بلگرامی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
۲۸۔ تذکرہ پیر محمد صادق نقشبندی	جناب محمد دین کلیم قادری
۲۹۔ مجموعہ اشعار	جناب الحاج منشی غلام رسول مدظلہ العالی
۳۰۔ بستان الانبیاء فی انوار الاصفیاء	الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری
۳۱۔ تجلیاتِ ربی جلد دوم	
۳۲۔ تواریخ آئینہ	مخدوم زمن شاہ محمد محسن صابری چشتی
۳۳۔ غنیۃ الطالبین	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ



اللہ جل جلالہ — حمد له سبحانہ تعالیٰ و جل — والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الاکرم — رسول اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اپیل

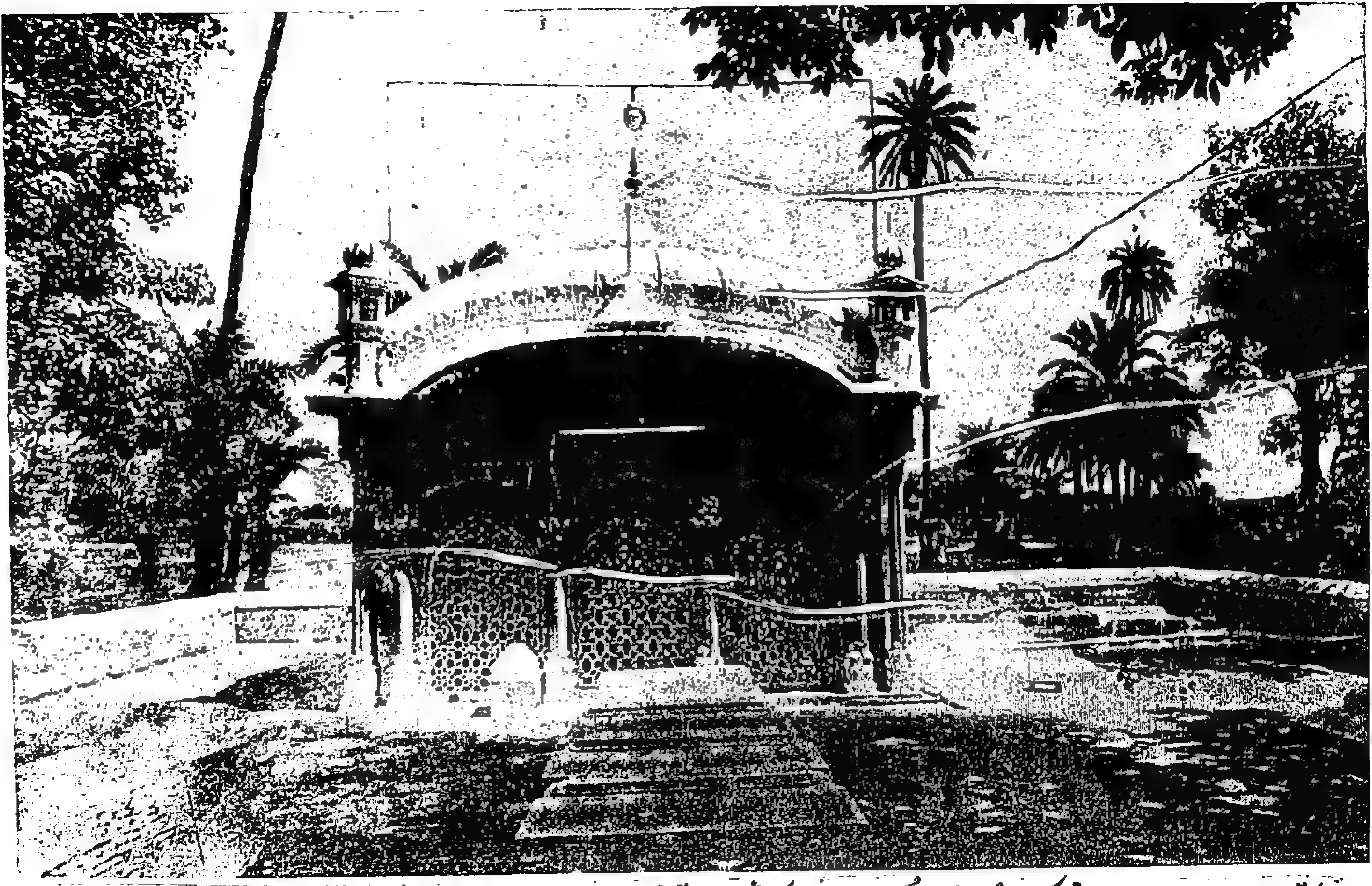
تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مطبوعات کا سلسلہء اشاعت عام جاری رکھنے کے لئے عطیات قابل قبول ہیں لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کی آل و اولاد اور معتقدین سے فیض عام کے لئے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نہ صرف ثواب دارین بلکہ حضرت تاج العارفین قطب الاقطاب شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرب بھی حاصل کریں تاکہ ان کو دینی و دنیوی اور روحانی زندگی کی شادمانیاں اور کامرانیاں میسر آئیں۔

قارئین حضرات کے علم کے لئے یہاں یہ تحریر کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت تاج العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولف کو اپنا جبّہ مبارک اور رومال اپنے ۲۶۷ سالہ عرس مبارک کے روز (۲۱ ستمبر ۱۹۹۲ء) پہننے کے لئے بھیجا جبکہ ۶ سال قبل اپنی ایک تسبیح مبارک عطا کی تھی جس میں سے مہک عنبر جاری ہے۔

دعاگو

صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی عفی عنہ

آستانہء شامی ۲۴۴۔ جی گلشن راوی لاہور



A Tribune photograph

(ستمبر ۱۹۴۷ء سے پہلے) روضۂ مبارک تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالغنی شاہی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
بمقام شام چوراسی (رقبہ ۵۰ کنال) ضلع ہوشیارپور (بھارت) المتوفی ۲۲ ربیع الاول ۱۱۴۶ ہجری مطابق ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء



عُرسِ مُبارک ۱۹۸۰ء کے موقعہ پر تمام مذاہب کے لوگ رسم چادر پوشی ادا کر رہے ہیں۔



عُرسِ مُبارک ۱۹۸۰ء کے موقع پر نعت خوانی ہو رہی ہے۔



حضرت عباس حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ (درمیان) بموقعہ عرس مبارک ۱۹۸۱ء رسم چادر پوشی ادا کر رہے ہیں۔



حضرت عباس حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ عرس مبارک ۱۹۸۱ء کے موقعہ پر رسم ختم شریف ادا کر رہے ہیں۔



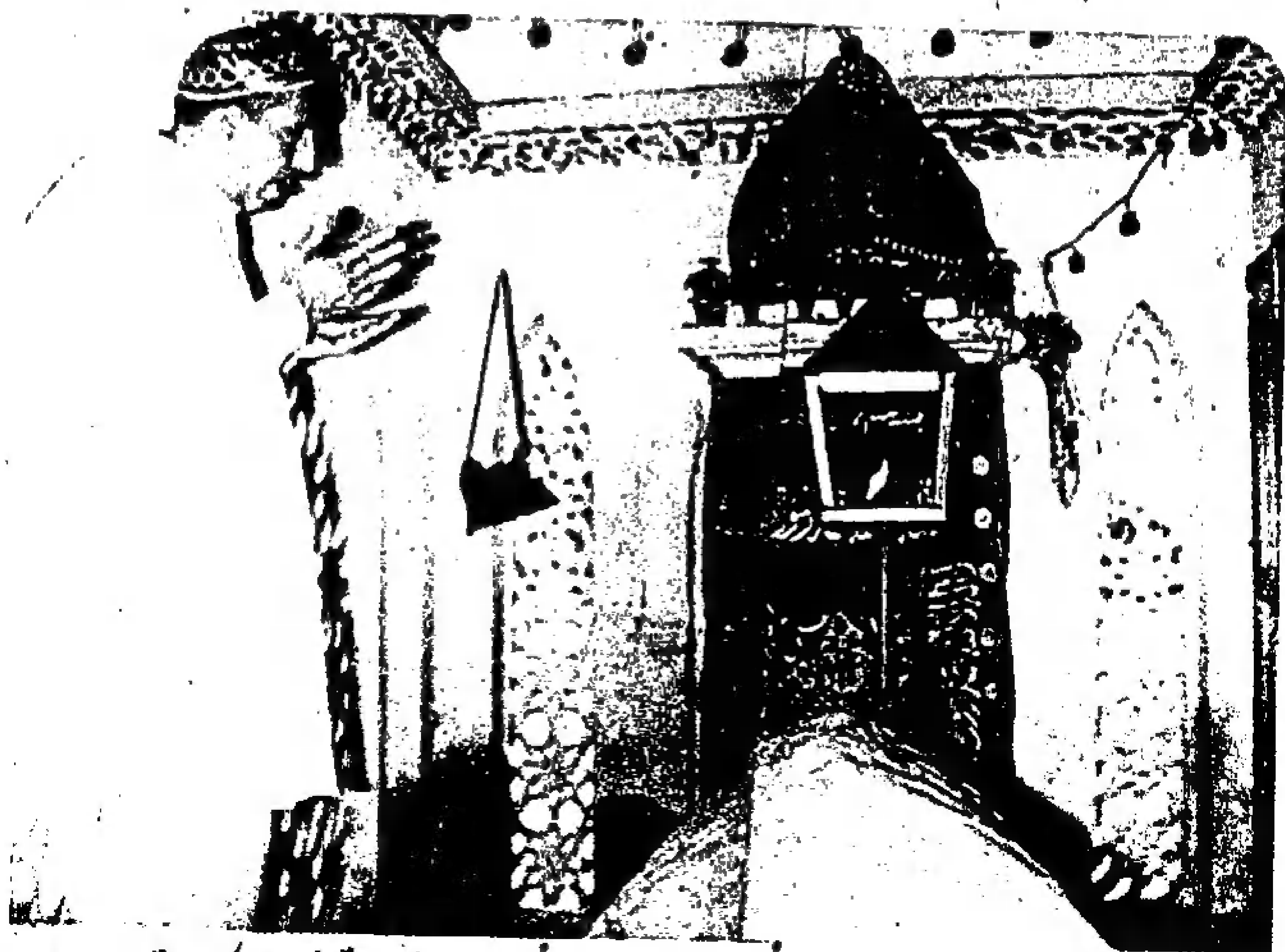
عرس مبارک ۱۹۸۲ء کے موقعہ پر لنگر خانہ کا منظر



عرس مبارک ۱۹۸۲ء کے موقعہ پر لنگر خانہ کا منظر

روضۂ مبارک تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی، مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بمقام شام چوراسی (رقبہ ۵۰ کنال) ضلع ہوشیارپور، پنجاب (بھارت) المتوفی ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ



روضۂ مبارک کا اندرونی منظر، صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی (پشت دسویں) بموقع عرس مبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۳ء

حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں



محمد حسین قادری، حاجی عبدالمجید چشتی نعت خواں ہمراہ لالہ بنارسی داس چیئرمین ایم سی شاہجوراسی اور جتندر کمار مہل
(جنہوں نے بموقعہ عرس فوٹو گرافی کی) حضرت تاج العارفین کے مزار پُرانوار پر نذرانہ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔



گورشرن سنگھ شامی اڈیٹر ریلوے (درمیان) جو ۱۸ برس بطور متولی خدمات سرانجام دیتے رہے، جنہوں نے
روضۂ مبارک کی چار دیواری از سر نو تعمیر کروائی اور گریل لگوائی۔ انکی وفات ۲۹ ستمبر ۸۳ء کو ہوئی اور وہیں مدفن ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبد النبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی سنہ ۱۱۳۶ھ

مُؤلف

صاحبزادہ الحاج محمد سلیم شامی نقشبندی

آستانہ شامی

۲۴۴ جی گلشن راوی

لاہور